تفہیمُ الاحادیث

تفہیم القرآن اور مولانا مودودیؒ کی دوسری تحریروں میں مذکور
احادیث اور فقہی احکام و مسائل کی ترتیب و تخریج

جلد دوم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب و تخریج
مولانا عبدالوکیل علوی

فہرست عناوین

چند باتیں ۷

عرض مرتب ۹

کتاب الرسالة

فصل اوّل: وحی

- وحی کا آغاز کس طرح ہوا؟ ۱۳
- خواب کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر ۱۴
- رؤیائے صادقہ ۱۵
- اضغاث احلام ۱۵
- آغاز وحی ۱۶
- کیا نزول وحی سے قبل آپؐ اس کے منتظر تھے؟ ۱۸
- وحی کی اقسام اور الہام: ۲۰
  جبلی یا طبیعی وحی ۲۰
  جزئی وحی ۲۰
- انبیاء کے لیے مخصوص وحی ۲۰
- کیا غیر نبی پر اس وحی کا نزول ہو سکتا ہے؟ ۲۰
- نزول وحی کی کیفیت ۲۱
- جبرئیل کے ساتھ ساتھ وحی کے الفاظ دہرانے کی ممانعت ۲۳
- آپؐ الفاظ وحی دہرانے کی ضرورت کیوں محسوس کرتے تھے؟ ۲۵
- فترۃ الوحی کا دور اور آپؐ کا اضطراب ۲۵
- دور فترۃ الوحی کا اختتام ۲۸
- اہل مکہ کی بدگمانی کہ آپؐ کو چند مخصوص آدمی تعلیم دیتے ہیں ۳۲

فصل دوم: تکمیل ایمان کے لیے نبیؐ کے ساتھ محبت کا معیار

- ایمان کامل کے لیے فیصلہ کن سند ۳۸
- لذت ایمان اور اس کی چاشنی کسے نصیب ہوتی ہے؟ ۳۹
- رسولؐ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے ۳۹
- ایک مثال سے رسالت محمدیؐ کی وضاحت ۴۰
- نبوت محمدیؐ پر ایمان نہ لانے والے دوزخی ہیں ۴۱
- سرچشمۂ ہدایت محض قرآن مجید اور اسوہ حسنہ ہے ۴۲
- دوہرے اجر کے مستحق لوگ ۴۴
- آپؐ کی رسالت عالم گیر اور ہمہ گیر ہے ۴۶
- جن و انس دونوں کے نبی ۵۰
- جن و انس دونوں کو خطاب ۵۲
- جنوں کو دعوت توحید ۵۳
- پیغمبرؐ کا کون سا ظن واجب الاتباع ہے؟ ۵۶
- رسول خدا کی بشری اور نبوی حیثیت میں فرق... ۵۷
- جنگ بدر کے موقع پر رائے قبول فرمانا ۵۸

- اسیران بدر کے بارے میں مشورہ لینا ۵۹
- غزوۂ خندق کے موقع پر بنی غطفان سے صلح ۵۹
- صلح حدیبیہ ۵۹
- جنگ حنین میں تقسیم غنائم کے موقعے پر ۵۹
- بریرہؓ کو اس کے شوہر کے بارے میں مشورہ ۵۹
- خواب میں زیارت نبویؐ اور زندگی پر اس کا اثر ۶۰
- کیا کسی کو ہدایت دینا نبیؐ کے اختیار میں ہے؟ ۶۲
- کوہ صفا سے دعوت توحید ۶۴

فصل سوم: دور مصائب و آلام

- اہل طائف کا حضورؐ پر ظلم عظیم ۷۷
- ابولہب کی اذیت رسانیاں ۷۷
- شعب ابی طالب ۸۴
- حضرت عمرؓ کا قبول اسلام ۸۵
- یہودیوں کی سازش ۸۷
- عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش ۸۸
- ابوجہل کی بیہودگیاں ۹۴
- کفار مکہ کی مخالفانہ روش میں شدت ۹۶
- کفار مکہ کی طرف سے سمجھوتے کی پیشکش ۹۷
- اہل ایمان کے لیے مصائب و آلام کا دور ۹۹
- ہجرت مدینہ کے موقعے پر آپؐ کو قتل کرنے کی خفیہ سازش ۱۰۱

فصل چہارم: رسالت مآبؐ کے اخلاق و شمائل

- صاحب خلق عظیم ۱۰۷
- خادموں سے حسن سلوک ۱۰۸
- اپنی ذات کے لیے انتقام ۱۱۰
- آپؐ کا حسن انتخاب ۱۱۱
- اختیار اھون البلیتین ۱۱۲
- ایک نابینا سے بے رخی پر عتاب الٰہی ۱۱۳
- آپؐ کے روبرو اعمال امت پیش کیے جانے کا مطلب ۱۱۵
- نبی کریم ﷺ کے چلنے کا انداز ۱۱۷
- آپؐ کی عائلی زندگی ۱۱۸
- ازواج مطہراتؓ کے ساتھ آپ کا عدل ۱۱۹
- حضورؐ کا اخلاقی رعب ۱۲۱
- آپؐ پر ساحری کا الزام ۱۲۳
- آں حضورؐ اور شعر و شاعری ۱۲۴
- دفاعی شاعری ۱۲۸
- سفر طائف سے واپسی پر رب کائنات کے حضور دعا ۱۳۱
- حضورؐ کا رفع ذکر ۱۳۴
- امت کو حاصل ہونے والی فتوحات کی خوش خبری ۱۳۵
- آپؐ کی تواضع اور انکسار ۱۳۶
- تزکیہ نفس کے لیے حضورؐ کی دعا ۱۳۷
- شکر گزار بندہ ۱۴۰

فصل پنجم: ختم نبوت

- ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات ۱۴۷
- قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں ۱۵۰
- احمد کے معنیٰ ۱۵۸
- ختم کے لغوی معنیٰ ۱۶۳
- صحابہ کرامؓ کا اجماع ۱۶۴
- تمام علمائے امت کا اجماع ۱۶۵
- کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟ ۱۷۱
- اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟ ۱۷۲
- نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے ۱۷۳
- ختم نبوت کے خلاف شبہات کا بطلان ۱۷۴
- انبیاء و رسل کی تعداد ۱۷۵
- رسول کسے کہتے ہیں؟ ۱۷۶
- نبی کے معنی ۱۷۶
- قرآن مجید ان الفاظ کا استعمال کن معانی میں کرتا ہے ۱۷۶

فصل ششم: واقعۂ معراج، اس کی کیفیت اور مشاہدات ۱۸۱

فصل ہفتم: ختم نبوت اور نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ۲۰۵

- احادیث درباب نزول عیسیٰ علیہ السلام ۲۰۵

فصل ہشتم: چند توضیحات

- کیا صحابۂ آنحضورؐ کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر فکر خلافت میں لگ گئے ۲۲۷
- خلافت ابی بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ ۲۳۸
- حدیث انا مدینة العلم کی علمی تحقیق ۲۳۹
- حدیث غریب اور حدیث منکر ۲۴۱
- المستدرک کا معتبر کتب احادیث میں مقام ۲۴۱
- حدیث مذکور علماء ناقدین حدیث کی نظر میں ۲۴۲
- لائق اعتنابات ۲۴۲
- ظاہری الفاظ سے مترشح مفہوم لینے کی قباحت ۲۴۳
- واقعۂ قرطاس کی تحقیق ۲۵۲
- ابوجہل کی بیٹی کو حضرت علیؓ کا پیغام نکاح ۲۵۶
- قرآن وحدیث کی رو سے اہل بیت سے کیا مراد ہے ۲۶۲
- کیا ازواج اہلِ بیت میں شامل نہیں؟ ۲۶۴
- اہل البیت کا عربی میں صحیح استعمال ۲۶۴
- آپؐ کے متعلق ایک بے اصل روایت کی حقیقت ۲۶۵
- ایسی روایت کے وضع کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ۲۶۶
- عترت رسول ﷺ ۲۶۷
- ایک واقعے کی اصل حقیقت ۲۷۱
- روایت باعتبار سند ۲۷۳۰

کتاب الآخرۃ

فصل اوّل: قیامت کی نشانیاں

- قیامت کی آمد میں کتنی دیر ہے؟ ۲۷۹
- کیا حیات بعد الموت بعید از امکان ہے؟ ۲۷۹
- دس نشانیاں ۲۸۱
- قیامت کیسے بپا ہوگی؟ ۲۸۴
- دابۃ الارض کا ظہور ۲۸۵
- نفخ صور ۲۸۷
- اس روز لوگ کس حالت میں اٹھیں گے؟ ۲۹۳
- خواہشات نفس کی پیروی اور تنگ دلی کی غلامی ۲۹۵
- پچھلی امتوں کی روش پر چلنے کی پیشین گوئی ۲۹۷
- قیامت کا منظر ۲۹۸
- قیامت کی آمد سے پہلے اس کے لیے تیاری کی ضرورت ۲۹۹
- قیامت سے پہلے کا دور پرفتن ۳۰۰

فصل دوم: سکرات الموت سے عالم برزخ تک

- سکرات الموت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی ۳۰۵
- عذاب قبر کا ذکر قرآن مجید میں ۳۰۶
- لفظ قبر کا عالم برزخ کے لیے مجازاً استعمال ۳۰۶
- قرآن وحدیث کی روشنی میں موت اور قیامت کی درمیانی حالت کا نقشہ ۳۰۷
- موت کے بعد روح کی کیفیت ۳۰۸
- برزخ ۳۰۸
- اصطلاحی معنیٰ ۳۰۸
- برزخ کی کیفیت ۳۰۹
- موت اور حیات کا مفہوم ۳۰۹

- جسمانی موت کے بعد روحانی زندگی ۳۱۰
- عرفی موت پر زندگی کا اطلاق ۳۱۲
- برزخ میں روحوں کے مقامات ۳۱۳
- چند غلط نظریات ۳۱۶
- حیات برزخ کا ثبوت ۳۱۸
- عالم برزخ میں صبح وشام دوزخ و جنت پیش کی جاتی ہے ۳۱۸

فصل سوم: میدان حشر اور نوع انسانی

- میدان حشر اور رب کائنات ۳۲۱
- میدان حشر کا نقشہ ۳۲۵
- میدان حشر میں نیک لوگ کس حال میں ہوں گے؟ ۳۲۶
- میدان حشر میں صالحین امت کی پہچان ۳۲۶
- آسان حساب کا مفہوم ۳۲۹
- اعمال نامے اور سخت حساب فہمی ۳۳۰
- اعضائے انسانی کی اس کے خلاف شہادت ۳۳۱
- سب سے پہلے سایۂ الٰہی میں جانے والے لوگ ۳۳۲
- جہنم سے شفاعت کے ذریعے نجات پانے والے لوگ ۳۳۳
- کیا خائن لوگ شفاعت نبویؐ کے مستحق ہوں گے؟ ۳۳۵
- اہل ایمان کے تین طبقات کا حساب ۳۳۷
- ساقیِ کوثر حوض کوثر پر ۳۳۹
- عالم آخرت میں مفلس کون ہوگا؟ ۳۴۳
- مکافات عمل کا دن ۳۴۴
- کیا دور جاہلیت کا نیک عمل سودمند ہوگا؟ ۳۴۶
- داعی ضلالت پر گناہ کا دوہرا بوجھ ۳۴۶
- دور جاہلیت کے گناہوں کی معافی ۳۴۸
- نار جہنم سے بچنے کی ترکیب ۳۵۰
- کوئی نیک کام بے وزن اور حقیر نہیں ۳۵۱
- خواتین کو ہدایت ۳۵۱
- صغائر سے اجتناب کی تلقین ۳۵۱
- احتساب اخروی کی یاد دہانی ۳۵۲

فصل چہارم: جنت اور اس کی کیفیات

- اہل جنت کے لیے ان دیکھی نعمتیں ۳۶۳
- جنت کی مختلف کیفیات اور اس کی بناوٹ ۳۶۳
- جنت کا محل وقوع ۳۶۵
- جنت اہل جنت کے لیے ابدی مقام ۳۶۵
- اہل جنت کی عمریں کیا ہوں گی؟ ۳۶۶
- حوران جنت اور خواتین دنیا ۳۶۹
- دنیا کی نیک خواتین کا جنت میں مقام ۳۷۱
- جنت کی حوریں ۳۷۱
- جنت کا شہد ۳۷۲
- مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم ۳۷۳
- جنت میں بے داغ لوگ داخل ہوں گے ۳۷۴
- کیا جنت میں داخلہ عمل کی بنیاد پر ہوگا؟ ۳۷۵
- عالم آخرت میں قوائے انسانی ۳۷۷
- جو بوؤ گے سو کاٹو گے! ۳۷۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند باتیں

قارئین محترم کی خدمت میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے فکر وقلم کے شاہ کار تفہیم الاحادیث کا زیر نظر حصہ پیش کرتے ہوئے ہمیں یک گونہ خوشی ومسرت محسوس ہورہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کے لیے اس کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اکیسویں صدی کے بالکل آغاز میں اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرمودات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب پیش کرنے کی توفیق بخشی۔ ہمیں یقین ہے کہ ملت اسلامیہ ہند کی طرف سے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس پیش کش کا خیر مقدم کیا جائے گا اور حدیث کے اس مبارک سلسلے کو تمام انسانوں تک پہنچانے اور انھیں پیغام رسولؐ سے روشناس کرانے میں مکتبے کے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ ہوگا۔

تفہیم الاحادیث مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں، بلکہ یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے، جو مولانا محترم نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''تفہیم القرآن'' اور بعض دوسری تصانیف میں حسب موقع نقل کی ہیں۔

صورت واقعہ یہ ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جس نہج پر اپنی مقبول عام تفسیر ''تفہیم القرآن'' کی چھے جلدیں تحریر کی تھیں، بالکل اسی نہج پر وہ احادیث پر بھی کام کرنے کا عزم مصمّم کر چکے تھے۔ نہ صرف عزم مصمم کر چکے تھے، بلکہ انھوں نے اس کام کے لیے ایک ابتدائی خاکہ بھی تیار کرلیا تھا ــــ لیکن اچانک وہ بیمار ہوگئے، پھر بیماریوں کا سلسلہ اتنا طویل ہوتا گیا کہ انھیں اس سے نجات ہی نہ مل سکی۔ اسی بیماری میں ان کی مہلتِ عمر بھی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد یہ کام التوا میں پڑ گیا۔ وفات کے کافی دنوں بعد مولانا محترم کے رفیق خاص مولانا خلیل احمد حامدیؒ ڈائریکٹر ادارۂ معارف اسلامی منصورہ کو اس کام کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے ذمے داروں اور دوسرے ارباب علم ودانش کے مشوروں سے علوم اسلامیہ اور عربی ادب کے فاضل مشہور عالم ومحقق مولانا عبدالوکیل علوی کو یہ ذمّے داری تفویض کی کہ وہ تفہیم القرآن اور دوسری تصانیف کی مدد سے مولانا محترم کے بنائے ہوئے خاکے میں رنگ بھریں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے پورے کام کا از سرنو خاکہ تیار کیا اور ضروری کتب فراہم کرکے کام کا آغاز کردیا۔

مولانا عبدالوکیل علوی کا نام تحریکی حلقے کے لیے غیر معروف واجنبی نہیں ہے۔ وہ عربی ادب کے مایۂ ناز فاضل،

اسلامی علوم کے ذہین عالم اور صاحب طرز اہل قلم کی حیثیت سے تعارف رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے مولانا مودودیؒ کی تصانیف کی مدد سے وہ متعدد ترتیبی وتخریجی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ سیرت سرور عالم کی دو جلدیں ان کی ترتیبی وتخریجی صلاحیت کی بہترین نمایندگی کرتی ہیں۔

مولانا عبدالوکیل علوی نے اس کام میں کتنا وقت صرف کیا ہے، انھوں نے احادیث کی چھان بین اور ترتیب وتخریج میں کتنی عرق ریزی اور دقّتِ نظر سے کام لیا ہے، یہ سب بتانے کی ضرورت نہیں، پڑھنے والے خود ہی اس کا ادراک کرلیں گے۔ ''مشک آنست کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار بگوید'' اصلی مشک خود اپنی مہک سے پہچان لیا جاتا ہے، اس کے لیے کسی عطار کی تعریف وتوصیف کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس کوشش کو شرفِ قبول سے نوازے، تمام انسانوں کے لیے اِسے نفع بخش بنائے اور اس کی تیاری میں جن رفقا اور کارکنوں نے حصہ لیا ہے، انھیں حدیثِ رسولؐ کی خدمت کی برکات سے سرفراز کرے۔

ناشر

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی

عرض مرتب

الحمدللہ تفہیم الاحادیث کے جس کارعظیم کو آج سے چند سال قبل شروع کیا گیا تھا، اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ یہ سعادت محض خالق ارض وسما کے فضل وکرم اوراس کی توفیق خاص کی مرہون منت ہے۔ ورنہ ایں سعادت بہ زور باز ونیست۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے کٹھن مراحل سے گزر کر ساحل تکمیل تک پہنچنے کی اپنی حد تک ایک کاوش کی گئی ہے۔

جب یہ کام شروع کیا گیا تب اندازہ ہوا کہ ایک ٹھوس علمی وتحقیقی کتاب اپنی طرف سے مدون ومرتب کرنے کے مقابلے میں مولانا محترم رحمتہ اللہ علیہ کے پورے ذخیرۂ کتب میں سے عبارتیں نکال کر کوئی کتاب ترتیب دینے کا کام کتنا محنت طلب ہے۔ تفہیم القرآن کی چھے جلدوں کے ساتھ ساتھ مولانا کے وسیع لٹریچر کو ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھنا، تمام احادیث کے متون، تراجم، تشریحات اور فقہی مسائل کی الگ الگ نشان زدگی، پھراس کی تشریح کے لیے مفید مطلب مناسب وموزوں عبارات پرنشان لگانا، ان کی نقول تیار کرنا اور سب سے آخر میں ان کی بہ اعتبارِ ابواب وفصول ترتیب اوران کی عنوان بندی، یہ سارا کام اتنا صبر آزما تھا کہ بار بار دامن ہمت تار تار ہوجانے کا اندیشہ لاحق ہوتا رہا۔ مگر ایسے مواقع پر فضل ایزدی نے ڈھارس بندھائی اور کام جاری رہا۔ الحمدللہ آج اس کاوش اورسعی وجہد کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔

تالیف وتدوین کا یہ کام اپنی نوعیت اوراہمیت کے اعتبار سے جتنا اہم اور عظیم ہے، اپنے حجم کے لحاظ سے اُسی قدر ضخیم بھی۔ مولانا کی تصانیف میں سے انتخاب کرکے جو مواد نقل کیا گیا، وہ سیکڑوں نہیں بل کہ ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ تمام احادیث جمع کی گئی ہیں، جنھیں مولانا محترم نے اپنے پورے لٹریچر میں استعمال کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اسے نقل کرنے سے پہلے پورے کا پورا لٹریچر ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھا گیا، مفید مطلب عبارات پرنشان لگایا گیا اور واضح کیا گیا کہ یہ حدیث کا متن ہے اور یہ اس کا ترجمہ وتشریح۔ جن احادیث سے فقہی مسائل مستنبط کیے گئے، ان پر الگ نشان لگایا گیا، متن حدیث کی بجائے کہیں محض ترجمہ ملا تو اسے بھی نکال لیا گیا۔

مولانا محترم نے زیادہ تر مقامات پر احادیث نقل کرتے وقت صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ فلاں حدیث بخاری ومسلم میں ہے یا متفق علیہ یا ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے۔ اسی طرح احادیث کی دوسری کتب کے حوالے بھی دیے ہیں۔ مگر بخاری ومسلم نے اس حدیث کو کس کتاب میں، کس فصل یا باب میں اور کس عنوان کے تحت یا کتاب کے کس صفحے پر روایت کیا ہے؟ اس کا التزام کم ہی کیا جاسکا ہے۔ پھر مولانا محترم نے اکثر مقامات پر حدیث کا صرف اتنا ہی جز نقل کیا ہے،

جتنا انہیں اس مقام کے لحاظ سے استشہاد کے لیے مطلوب تھا۔ پوری حدیث نقل نہیں کی اور پوری سند تو بہت ہی کم نقل ہو سکی ہے۔ اس نقل شدہ مواد کو ایک مفید کتاب کی صورت میں مرتب و مدون کرنے کے لیے ان تمام نقل شدہ احادیث کی سندیں شامل کی گئیں۔ جہاں حدیث کا ایک جزو استعمال کیا گیا، وہ پوری حدیث مع سند نقل کی گئی۔ تاکہ قاری یہ جان سکے کہ یہ کس حدیث کا جزو ہے یا کس محدث نے اپنی کس کتاب اور اس کتاب کے کس باب یا فصل میں اور کس عنوان کے تحت روایت کیا ہے وغیرہ۔ اور حدیث کے بارے میں محدث کی محدثانہ رائے کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے، صحیح، حسن یا ضعیف وغیرہ بھی درج کی گئی ہے۔ مزید برآں ایسی احادیث بھی شامل کی گئی ہیں، جو ان کے مفہوم کی تائید کرتی ہیں، جنہیں مویدات کہہ سکتے ہیں۔ اس مفید اضافے سے اصل مواد کی ضخامت تو واقعۃً بڑھ گئی مگر فوائد میں بے حساب اضافہ بھی ہوا ہے۔

حدیث کی تخریج کے لیے جو اصول پیش نظر رکھا گیا ہے وہ یہ ہے:

سب سے پہلے حدیث کو (بخاری و مسلم) میں تلاش کیا گیا۔ اگر وہ ان میں مل گئی اور دونوں کے الفاظ بھی یکساں ملے تو اس صورت میں سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا اور حوالے میں متفق علیہ درج کیا گیا ہے۔ اگر صحیحین کی روایت میں معنوی یکسانی تو موجود ہے مگر لفظی اختلاف ہے تو اس صورت میں بھی سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا ہے اور صحیح مسلم کا اختلاف اور فرق الگ سے واضح کر دیا گیا ہے۔ اگر مولانا محترم نے خود ہی صحیح مسلم کی روایت لی ہے تو پھر اصل متن اسی روایت کو قرار دیا گیا ہے اور صحیح بخاری کی روایت میں جو اختلاف ہے، اسے واضح کر کے اس کا حوالہ دیا گیا ہے اور اگر مولانا نے صحیحین کے علاوہ باقی کتب اربعہ یعنی سنن ابی داؤد، ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں سے کسی کا حوالہ دیا ہے اور وہ حدیث صحیحین میں سے کسی ایک میں بھی قدرے لفظی اختلاف یا فرق کے ساتھ موجود ہے تو اس صورت میں اصل ماخذ بیان کرنے کے بعد صحیحین کا حوالہ اور فرق و اختلاف بھی درج کرنے کی محتاط کوشش کی گئی ہے۔ اگر کوئی حدیث صحیحین میں نہ ملی تو پھر ابوداؤد کی روایت کو ترجیحاً نقل کیا گیا ہے۔ اگر ابوداؤد اور دیگر کتب میں بھی کوئی حدیث موجود ہے تو اصل متن کے طور پر ابوداؤد کی روایت درج کی گئی ہے اور باقی ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ اور دیگر کتب کے حوالے درج کیے گئے ہیں۔ حوالوں کے بارے میں میری یہ کوشش رہی ہے کہ حتی الوسع ایک حدیث کے زیادہ سے زیادہ ممکن الحصول ماخذ و مصادر درج کیے جائیں۔ اصل کتب ماخذ جتنی مجھے دستیاب ہو سکیں، ان سب کے حوالے دینے کی بساط بھر کوشش کی ہے۔ تخریج مواد، اس کو نقل کرنے، عبارات پر اعراب لگانے اور اضافہ شدہ عربی عبارات کا ترجمہ کرنے کے بعد نقل شدہ مواد کی روشنی میں اسے ایک کتابی صورت میں لانے کے لیے اس کی پہلے ابواب بندی کی گئی اور پھر انہیں فصول اور مختلف عناوین کے تحت تقسیم کیا گیا۔ پھر ذیلی عنوانات قائم کیے گئے۔ بعد ازاں حوالہ جات اور احادیث کے نمبر لگائے گئے اور ان حوالوں کو اپنے اپنے مقام پر درج کیا گیا تاکہ قاری کو اگر کسی عبارت کے اصل ماخذ کی ضرورت محسوس ہو تو وہ بغیر کسی دشواری اور پریشانی کے اصل ماخذ سے رجوع کر سکے۔

آخر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کام کو اللہ تعالیٰ کے حضور شرف قبول حاصل ہو اور یہ مولانا محترم کے لیے بلندیٔ درجات کا باعث بنے۔

وما توفیقی الا باللہ

خاکسار

عبدالوکیل علوی

كتاب الرسالة

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ (الحشر: ۷)

”جو کچھ رسُولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو
روک دے اس سے رُک جاؤ۔“

فصل اوّل:

وحی

وحی کا آغاز کس طرح ہوا

۱۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ پر وحی آنے کی ابتدا ہی سچّے خوابوں سے ہوئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

(۲) متعدد احادیث میں یہ ذکر بھی آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: فلاں بات میرے دل میں ڈالی گئی، یا مجھے اس امر کی اطلاع دی گئی ہے، یا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے، یا مجھے فلاں چیز سے منع کیا گیا ہے۔

معراج کے موقع پر حضورؐ کو وحی کی دوسری قسم سے مشرف فرمایا گیا۔ یہ وحی بہ صورت مکالمہ ہے۔

(۳) متعدد صحیح احادیث میں آں حضور ﷺ کو پنج وقتہ نماز کا حکم دیے جانے[1]، اور آں حضور ﷺ کے اس پر بار بار عرض معروض کرنے کا ذکر جس طرح آیا ہے اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اللہ اور اُس کے بندے محمد ﷺ کے درمیان ویسا ہی مکالمہ ہوا تھا جیسا دامنِ طُور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوا۔

نبی ﷺ کو وحی کے تینوں طریقوں سے ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم خواب ہے۔ آپؐ پر خوابوں کا سلسلہ ابتدائے وحی سے شروع ہوا تھا اور پھر بعد میں بھی جاری رہا تھا۔ احادیث میں آپؐ کے بہت سے خوابوں کا ذکر ملتا ہے، جن میں آپؐ کو کوئی تعلیم دی گئی ہے یا کسی بات پر مطلع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی آپؐ کے ایک خواب کا صراحت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ (الفتح: ۲۷)

ایسی[2] تمام چیزیں وحی کی پہلی قسم سے تعلق رکھتی ہیں اور احادیثِ قدسیہ بھی زیادہ تر اسی قبیل سے ہیں۔

رہی تیسری قسم تو اس کے متعلق قرآن خود شہادت دیتا ہے کہ اسے جبریلؑ امین کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الشوریٰ، حاشیہ: ۸۳)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ: اَوَّلُ مَابُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ. فَكَانَ لَايَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔(۱) (الحديث)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپؐ جو خواب بھی دیکھتے، اس کی تعبیر روزِ روشن کی طرح واضح طور پر سامنے آجاتی۔

---

[1] معراج کے موقع پر

[2] جو پہلی حدیث میں مذکور ہیں۔ (از مؤلف)

خواب کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر

سوال: خواب کے متعلق یہ امر تحقیق طلب ہے کہ خواب کیسے بنتا ہے؟ اور اس معاملہ میں اسلامی نقطۂ نظر کیا ہے۔

فرائڈ کے نزدیک لاشعور کی خواہشات، شعور میں آنا چاہتی ہیں مگر سوسائٹی کی بندشوں اور اَنا (Ego) کے دباؤ سے لاشعور میں دبی رہتی ہیں۔ رات کو سوتے وقت شعور سو جاتا ہے اور لاشعور چپکے سے ان خواہشات کو شعور میں لے آتا ہے۔ مگر ان خواہشوں کو لاشعور بھیس بدلوا دیتا ہے۔ (فرائڈ کے نزدیک سب خواب جنسی نوعیت کے Sexual ہوتے ہیں) چنانچہ جاگنے کے بعد خواب میں جو کچھ دیکھا تھا اس کے لیے فرائیڈ Manifest Content کی حد استعمال کرتا ہے اور یہ اپنے اندر علامتیں (Symbols) رکھتا ہے جن کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ خواب کا اصل مطلب ان علامتوں کی تعبیر کر کے پتہ چلتا ہے اور اصل مطلب کیا ہے، ان علامتوں کا؟ یہ لاشعوری خواہشات میں چھپا ہوتا ہے۔ ان شعوری خواہشات کے لیے فرائیڈ Latent Content کی حد استعمال کرتا ہے۔ نفسیات کے نزدیک تعبیر خواب دراصل یہ ہے کہ: Manifest Content یعنی ظاہر خواب سے اور اس کی علامتوں سے Latent Thought معلوم کیا جائے۔ اس کے لیے نفسیات دان Free Association کی تکنیک استعمال کرتے ہیں۔ اور خواب کی علامتوں (Symbols) کو جنسی معنی پہناتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اسلام کے نزدیک:

(۱) خواب کس طرح تشکیل پاتا ہے؟

(۲) اس کی علامتوں کے معنی کیسے جانے جاتے ہیں۔ یعنی کس تکنیک سے؟ انبیاء و صحابہ کرام کس طرح علامتوں کو معنی دیتے تھے؟

(۳) کیا معیار ہے کہ جو معانی خوابوں کی علامات کو ہم نے پہنائے ہیں وہ اسلامی نظریۂ خواب و تعبیر کے مطابق ہیں؟

اس سلسلے میں چند سوالات یہ ہیں:

ا۔ علامہ ابنِ سیرینؒ اور صحابہ کرامؓ کی تعبیراتِ خواب قرآنی نظریۂ خواب کہلائیں گی یا "مسلم مفکرین کا نظریۂ خواب و تعبیر" کے تحت ان کو لایا جائے گا؟

ب۔ کیا وقت بھی خوابوں کی سچائی کی مقدار پر اثر انداز ہوتا ہے؟ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ صبح کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے۔

ج۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک ہے؟ (بخاری)

جواب: موجودہ زمانہ کے نفسیات دان دو امراض میں مبتلا ہیں ایک یہ کہ وہ کسی عالمِ بالا کے قائل نہیں ہیں جو انسان پر اور اس کے گرد و پیش کی کائنات پر اثر انداز ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ بنیادی طور پر انسان کو صرف ایک ذی شعور حیوان سمجھتے ہیں اور اس کے اندر حیاتیاتی زندگی (Biological Life) سے بالاتر کسی رُوح اور روحانیت کے وجود کو نہیں مانتے۔ اسی لیے انہوں نے خواب کی وہ توجیہات کی ہیں جو آپ کو فرائیڈ وغیرہ کے ہاں نظر آتی ہیں۔

اسلام چونکہ عالم بالا کا بھی قائل ہے اور انسان کے اندر رُوح کے وجود کو بھی مانتا ہے اس لیے اسے خواب کی ان توجیہات سے قطعی انکار ہے۔ وہ خواب کو دو بڑی اقسام پر تقسیم کرتا ہے ایک رؤیائے صادقہ اور دوسرے اضغاثُ احلام۔

رویائے صادقہ

رویائے صادقہ جیسا کہ خود اس کے اصطلاحی نام ہی سے ظاہر ہے، سچے خواب ہی کو کہتے ہیں۔ یعنی ایسا خواب جو شعور کی مداخلت سے آزاد ہو کر مَلاءِ اعلیٰ کے ساتھ انسانی رُوح کا رابطہ قائم ہو جانے کے نتیجے میں نظر آتا ہے۔ اس حالت میں بسا اوقات آدمی کسی حقیقت کو، یا کسی ہونے والے واقعہ کو بالکل اصل شکل میں دیکھتا ہے، کبھی آدمی کو کسی مسئلہ میں بالکل صریح اور صاف علم یا مشورہ دیا جاتا ہے اور وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا اس نے دن کی روشنی میں بحالتِ بیداری کوئی بات سُنی یا کوئی چیز دیکھی ہے۔ اور کبھی آدمی کو یہ امور کسی علامتی تمثیل کی شکل (Symbolic Form) میں نظر آتے ہیں۔ جس کے معنی متعیّن کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ تعبیرِ خواب میں بصیرت رکھنے والے ان تمثیلات کے معنی بسا اوقات ٹھیک ٹھیک متعیّن کر لیتے ہیں اور اگر اس طرح وہ متعیّن نہ ہوں تو بعد میں کسی وقت جب ان کی تعبیر عملاً سامنے آجاتی ہے تب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں خواب جو ہم نے دیکھا تھا اور اس کے معنی ہم نہ سمجھ سکے تھے، اس کی صحیح تعبیر یہ تھی۔ ان تمثیلی اشکال کی تعبیر کے لیے صحیح طریقے کی طرف ہماری رہنمائی وہ دو خواب کرتے ہیں، جو حضرت یوسف علیہ السلام کو نظر آئے تھے اور ان کی تعبیر خود قرآن مجید میں بھی بتلائی گئی ہے۔ اس کے بعض اصول ان تعبیروں سے بھی معلوم ہوتے ہیں جو نبی ﷺ یا صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے بعض خوابوں کی بیان کی ہیں۔ لیکن تعبیرِ خواب کا بہت بڑا انحصار خداداد بصیرت پر ہے۔ اس کے کچھ لگے بندھے اصول نہیں ہیں کہ فنِ تعبیر کو ایک سائنس کی طرح منضبط کیا جاسکے اور ہر تمثیلی شکل یا لفظ کے لیے ایک خاص معنی کا تعیّن کیا جاسکے۔

اضغاثِ احلام

رہے اضغاث احلام، تو وہ مختلف اسباب سے مختلف نوعیّت کے ہوتے ہیں، مثلاً ایک قسم ان خوابوں کی ہے جن میں ایک گمراہ آدمی یا کمزور عقائد کے آدمی کو شیطان آکر کسی باطل کے حق ہونے یا کسی حق کے باطل ہونے کا یقین دِلاتا ہے۔ اور اسے کچھ ایسی شکلیں دکھاتا ہے اور ایسی باتیں سناتا ہے جو اس کو گمراہ کرنے کی موجب ہوتی ہیں۔ ایک اور قسم ان خوابوں کی ہوتی ہے جو کسی بیماری کے اثر سے آدمی دیکھتا ہے۔ ان مختلف قسم کے خوابوں کو اگر جمع کیا جائے تو ان سب کی توجیہہ فرائڈ کے نظریات کے تحت نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ ان سے نتائج اخذ کرنے، یا ان کے معنی متعین کرنے کے لیے موجودہ نفسیات کے طریقے (Techniques) کافی ہیں۔ ان لوگوں کا عیب یہ ہے کہ پہلے ایک نظریہ قائم کر لیتے ہیں اور پھر اپنے قائم کردہ نظریے کے تحت سارے خوابوں کی ایک خاص لگی بندھی تعبیر کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ بہ کثرت خوابوں کو جمع کرکے، اور ان کے دیکھنے والوں کی زندگی کا اچھی طرح مطالعہ کرکے یہ رائے قائم کی جائے کہ اضغاثُ احلام کس کس قسم کے ہوتے ہیں اور مختلف حالات میں مختلف لوگوں کو وہ کن کن اسباب سے نظر آتے ہیں۔

سچے خواب کو نبوّت کے اجزاء میں سے ایک جُز قرار دینے کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی کی نوعیّت لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ اضغاثُ احلام کی قسم کے نہیں ہوتے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ سچّا خواب چونکہ انسانی

رُوح اور ملاءِ اعلیٰ کے درمیان ایک ایسے رابطہ کا نتیجہ ہوتا ہے جس میں انسانی خواہش، ارادہ یا شعور حائل نہیں ہوتا، اس لیے وہ بہت خفیف سی مماثلت اس رابطہ کے ساتھ رکھتا ہے جو نہایت اعلیٰ اور مکمل صورت میں نبی کے قلب اور ملاءِ اعلیٰ کے درمیان بہ شکل وحی والہام سے قائم ہوتا ہے۔ (رسائل ومسائل حصہ پنجم، عام مسائل: خواب کے متعلق...)

آغازِ وحی

۲۔ محدثین نے آغازِ وحی کا قصہ اپنی اپنی سندوں کے ساتھ امام زہری سے اور انہوں نے حضرت عروہ بن زبیر سے اور انہوں نے اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا سچے (اور بعض روایات میں ہے اچھے) خوابوں کی شکل میں ہوئی۔ آپؐ جو خواب بھی دیکھتے وہ ایسا ہوتا کہ جیسے آپ دن کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں۔ پھر آپؐ تنہائی پسند ہو گئے اور کئی کئی شب وروز غارِ حرا میں رہ کر عبادت کرنے لگے (حضرت عائشہؓ نے تَحَنُّث کا لفظ استعمال کیا ہے جس کی تشریح امام زہری نے تعبُّد سے کی ہے۔ یہ کسی طرح کی عبادت تھی جو آپؐ کرتے تھے، کیونکہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو عبادت کا طریقہ نہیں بتایا گیا تھا) آپؐ کھانے پینے کا سامان گھر سے لے جا کر وہاں چند روز گزارتے، پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آتے اور وہ مزید چند روز کے لیے سامان آپؐ کے لیے مہیّا کر دیتی تھیں۔

ایک روز جب کہ آپؐ غارِ حرا میں تھے، یکایک آپ پر وحی نازل ہوئی اور فرشتے نے آکر آپؐ سے کہا پڑھو۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ خود رسول اللہ ﷺ کا قول نقل کرتی ہیں کہ میں نے کہا ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔ اس پر فرشتے نے مجھے پکڑ کر بھینچا یہاں تک کہ میری قُوّتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا۔ ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے پھر کہا۔ ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' اس نے تیسری مرتبہ مجھے بھینچا یہاں تک کہ میری قوتِ برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ''پڑھو اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا'' یہاں تک کہ **مَالَمْ یَعْلَمْ** ''جسے وہ نہ جانتا تھا'' تک پہنچ گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کانپتے لرزتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر کہا۔ ''مجھے اُڑھاؤ مجھے اُڑھاؤ''۔ چنانچہ آپؐ کو اُڑھا دیا گیا۔ جب آپؐ پر سے خوف زدگی کی کیفیت دور ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا۔ ''اے خدیجہؓ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔'' پھر سارا قصہ آپؐ نے ان کو سنایا اور کہا ''مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔'' انہوں نے کہا ''ہرگز نہیں۔ آپ خوش ہو جائیے، خدا کی قسم! آپؐ کو خدا کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپؐ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں ـــــ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ امانتیں ادا کرتے ہیں ـــــ بے سہارا لوگوں کا بار برداشت کرتے ہیں، نادار لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہیں۔''

پھر وہ حضورؐ کو ساتھ لے کر وَرَقَہ بن نوفل کے پاس گئیں جو ان کے چچا زاد بھائی تھے، زمانۂ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے، عربی اور عبرانی میں انجیل لکھتے تھے۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے اُن سے کہا بھائی جان!

ذرا اپنے بھتیجے کا قصہ سنیئے۔ ورَقہ نے حضورؐ سے کہا بھتیجے تم کو کیا نظر آیا؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کیا۔ ورَقہ نے کہا'' یہ وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو اللہ نے موسیٰؑ پر نازل کیا تھا۔ کاش میں آپؐ کے زمانہ نبوت میں قوی جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپؐ کی قوم آپؐ کو نکالے گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔'' کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے۔'' ورَقہ نے کہا:'' ہاں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپؐ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو۔ اگر میں نے آپؐ کا وہ زمانہ پایا تو میں آپؐ کی پُرزور مدد کروں گا۔'' مگر زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ ورَقہ کا انتقال ہو گیا۔

تخریج: حَدَّثَنَايَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح و حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ ابْنُ مَرْوَانَ الْبَغْدَادِىُّ، قَالَ :ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِبْنِ اَبِىْ رِزْمَةَ، قَالَ اَبُوْصَالِحٍ سَلْمُوْيَةُ قَالَ : حَدَّثَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ : اَخْبَرَنِىْ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ، اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ اَوَّلُ مَابُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِى النَّوْمِ، فَكَانَ لَايَرٰى رُؤْيًا اِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حَرَآءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِىْ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ، وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِىْ غَارِ حَرَآءَ فَجَآءَ هُ الْمَلَكُ فَقَالَ : اِقْرَأْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا اَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ : فَاَخَذَنِىْ فَغَطَّنِىْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّى الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِىْ فَقَالَ: اِقْرَأْ ! قُلْتُ: مَا اَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ: فَاَخَذَنِىْ فَغَطَّنِى الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّى الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِىْ فَقَالَ: اِقْرَأْ فَقُلْتُ: مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِىْ فَغَطَّنِى الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّى الْجُهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِىْ فَقَالَ: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْآيَاتِ اِلٰى قَوْلِهٖ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ .

فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرْجُفُ (تَضْطَرِبُ) بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ: زَمِّلُوْنِىْ زَمِّلُوْنِىْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ (الْخَوْفُ) قَالَ لِخَدِيْجَةَ اَىْ خَدِيْجَةُ مَالِىْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِىْ فَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ :كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا فَوَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِى الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ اَخِىْ اَبِيْهَا، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِىَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِىَ قَالَتْ خَدِيْجَةُ: يَابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِيْكَ قَالَ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ اَخِىْ مَاذَا تَرٰى؟ فَاَخْبَرَهُ النَّبِىُّ ﷺ خَبَرَ مَارَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِىْ اُنْزِلَ عَلٰى

مُوْسٰی لَیْتَنِیْ فِیْھَا جَذَعٌ لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ حَیًّا وَذَکَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوَمُخْرِجِیَّ ھُمْ؟ قَالَ وَرَقَۃُ، نَعَمْ! لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِہٖ اِلَّا اُوْذِیَ وَاِنْ یُدْرِکْنِیْ یَوْمُکَ حَیًّا اَنْصُرْکَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَۃُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَ الْوَحْیُ فَتْرَۃً حَتّٰی حَزِنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الخ۔ (۲)

بخاری نے کتاب التعبیر باب اول مابدی بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرویا الصالحۃ کے تحت جو روایت نقل کی ہے اس کے آخر میں، ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَۃُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَا لْوَحْیُ فَتْرَۃً حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ ﷺ کے بعد مندرجہ ذیل اضافہ ہے:

فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْہُ مِرَارًا کَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُؤُسِ شَوَاھِقِ الْجِبَالِ فَکُلَّمَا اَوْفٰی (اَشْرَفَ) بِذُرْوَۃِ جَبَلٍ لِکَیْ یُلْقِیَ نَفْسَہٗ مِنْہُ تَبَدّٰی لَہٗ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا، فَیَسْکُنُ لِذٰلِکَ جَاشُہٗ، وَتَقِرُّ نَفْسُہٗ فَیَرْجِعُ فَاِذَا طَالَتْ عَلَیْہِ فَتْرَۃُالْوَحْیِ، غَدَ الْمِثْلَ ذٰلِکَ فَاِذَا اَوْفٰی بِذُرْوَۃِ الْجَبَلِ تَبَدّٰی لَہٗ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ ذٰلِکَ۔(۳)

ترجمہ : ہمیں جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق آپ کا رنج وغم اس حد تک بڑھ گیا کہ آپؐ کئی مرتبہ پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ جاتے کہ اپنے آپ کو وہاں سے نیچے گرا کر ہلاک کرلیں، مگر عین اسی موقعہ پر حضرت جبریلؑ تشریف لا کر آپ کو تسلی دیتے اور فرماتے: اے محمدؐ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو آپ کو سکون اور طمانیتِ قلب حاصل ہوتا اور آپ کی طبع مبارک کے ہیجان میں کمی آجاتی اور آپؐ واپس گھر تشریف لے آتے۔ مگر جب پھر وحی کے آنے میں زیادہ مدت گزر جاتی اور پھر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے آپ کو وہاں سے نیچے گرا کر ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتے، تو جبریل امین پھر نمودار ہو کر تسلی دیتے کہ آپؐ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

کیا نزولِ وحی سے قبل آپؐ اس کے منتظر تھے؟

نزولِ وحی کی کیفیت کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ نبی ﷺ کو اچانک اس صورتِ حال سے سابقہ پیش آیا تھا۔ آپ کو اس سے پہلے کبھی یہ گمان بھی نہ گزرا تھا کہ آپؐ نبی بنائے جانے والے ہیں۔ نہ اس کی کوئی خواہش آپؐ کے دل کے کسی گوشے میں موجود تھی۔ نہ اس کے لیے آپؐ پہلے سے کوئی تیاری کر رہے تھے اور نہ اس کے مُتوقّع تھے کہ ایک فرشتہ اوپر سے پیغام لے کر آئے گا۔ آپؐ خلوت میں بیٹھ بیٹھ کر مراقبہ اور عبادت ضرور فرماتے تھے لیکن نبی بنائے جانے کا کوئی تصور آپؐ کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا۔ اس حالت میں جب یکا یک غارِ حرا کی اس تنہائی میں فرشتہ آیا تو آپ کے اوپر فطرتاً اس پہلے عظیم اور غیر معمولی تجربے سے وہی گھبراہٹ طاری ہوئی جو لامحالہ ایک بشر پر طاری ہونی ہی چاہیے، قطع نظر اس کے کہ وہ کیسا ہی عظیم الشان بشر ہو۔ یہ گھبراہٹ بسیط نہیں، بلکہ مرکّب نوعیّت کی تھی۔ طرح طرح کے سوالات حضورؐ کے ذہن

میں پیدا ہو رہے تھے۔ جنہوں نے طبع مبارک کو سخت خلجان میں مبتلا کر دیا تھا۔ کیا واقعی میں نبی ہی بنایا گیا ہوں؟ کہیں مجھے سخت آزمایش میں تو نہیں ڈال دیا گیا ہے؟ یہ بارِ عظیم آخر میں کیسے اٹھاؤں گا؟ لوگوں سے کیسے کہوں کہ میں تمہاری طرف نبی مقرر ہوا ہوں؟ لوگ میری بات کیسے مان لیں؟ آج تک جس معاشرے میں عزّت کے ساتھ رہا ہوں اب لوگ میرا مذاق اڑائیں گے اور مجھے دیوانہ کہیں گے۔ اس جاہلیّت کے ماحول سے آخر میں کیسے لڑسکوں گا؟ غرض اس طرح کے نہ معلوم کتنے سوالات ہوں گے جو آپؐ کو پریشان کر رہے ہوں گے۔ اسی وجہ سے جب آپ گھر پہنچے تو کانپ رہے تھے۔ جاتے ہی فرمایا کہ مجھے اُڑھا دو، مجھے اُڑھا دو۔ گھر والوں نے آپ کو اُڑھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد جب ذرا دل ٹھیرا تو خدیجہؓ کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا: لَقَدُ خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِى ُ۔ ''مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔'' انہوں نے آپ کو اطمینان دلایا کہ **كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِنُكَ اللّٰهُ اَبَدًا. اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَ تَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ.** ''ہرگز نہیں، خدا کی قسم! آپؐ کو اللہ کبھی رنج نہ دے گا۔ آپؐ تو رشتہ داروں کے کام آتے ہیں، بیکسوں کی مدد کرتے ہیں، نادار کی دست گیری کرتے ہیں، مہمان کی تواضع کرتے ہیں، اور تمام نیک کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔'' پھر وہ وَرَقہ بن نوفل کے پاس آپؐ کو لے گئیں، کیونکہ وہ اہل کتاب میں سے تھے اور انبیائے سابقین کے حالات سے باخبر تھے۔ انہوں نے حضورؐ سے کیفیّت سن کر بلا تامّل تصدیق کی کہ ''یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر آیا تھا۔'' اس لیے کہ وہ بچپن سے لے کر جوانی تک آپؐ کی انتہائی پاکیزہ سیرت سے خوب واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ یہاں پہلے سے نبوت کے دعوے کی کسی تیاری کا شائبہ تک نہیں پایا گیا ہے۔ ان دونوں باتوں کو جب انہوں نے اس واقعہ سے ملایا کہ یکا یک غیب سے ایک ہستی آکر ایسے شخص کو ان حالات میں وہ پیغام دیتی ہے جو عین تعلیماتِ انبیاء کے مطابق ہے تو یہ ضرور سچی نبوّت ہے۔

یہ سارا قصہ ایسا فطری اور معقول ہے کہ اس صورتِ حال میں یہی کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اس پر شکوک کا پیدا ہونا تو درکنار، میرے نزدیک تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیٔ صادق ہونے کے اہم ترین دلائل میں سے ایک ہے۔ اگر یہ معاملہ اس طرح پیش نہ آتا اور آپؐ یکا یک حرا سے آتے ہی بڑے اطمینان کے ساتھ فرشتے کی آمد کا واقعہ مجمع عام میں سنا کر اپنی نبوّت کا دعویٰ پیش فرماتے تو ایک آدمی یہ شک کر سکتا تھا کہ حضرت پہلے سے اپنے آپ کو نبوت کا اہل سمجھے بیٹھے تھے اور دُور ایک غار میں بیٹھ بیٹھ کر اس کا انتظار کر رہے تھے کہ کب کوئی کشف والہام ہوتا ہے۔ آخر شدّتِ مراقبہ نے ذہن کے سامنے ایک فرشتے کا نقشہ پیش کر ہی دیا اور کانوں میں آوازیں بھی آنے لگیں۔ معاذ اللہ! لیکن خدا کے فضل سے وہاں نبوت کا ارادہ اور اس کی خواہش اور کوشش تو درکنار، جب بالفعل وہ مل گئی تب بھی چند ساعتوں تک عالمِ حیرت ہی طاری رہا۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ بے نظیر شخصیّت کے مالک ہونے پر بھی وہ ذات عُجب وخود پسندی سے اس درجہ خالی تھی کہ جب نبوّت کے منصبِ عظیم پر یکا یک مامور کر دیے گئے اس وقت بھی کافی دیر تک یہ اطمینان نہ ہوتا تھا کہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں سے تنہا ایک میں ہی اس قابل ہوں کہ اس منصب کے لیے ربّ کائنات کی نگاہ انتخاب میرے اُوپر پڑے۔

(رسائل ومسائل، سوم، چند مزید اعتراضات: ابتدائے...)

وحی کی اقسام اور الہام:

جبلّی یا طبیعی وحی

وحی کی ایک قسم وہ ہے جسے وحی جبلّی یا طبیعی کہا جاسکتا ہے جس کے ذریعہ سے اللہ ہر مخلوق کو اس کے کرنے کا کام سکھاتا ہے۔ یہ وحی انسانوں سے بڑھ کر جانوروں اور شاید ان سے بھی بڑھ کر نباتات و جمادات پر ہوتی ہے۔

جُزئی وحی

دوسری قسم وہ ہے جسے وحی جُزئی کہا جاسکتا ہے، جس کے ذریعے سے کسی خاص موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو امورِ زندگی میں سے کسی امر کے متعلق کوئی علم یا کوئی ہدایت یا کوئی تدبیر سجھا دیتا ہے۔ یہ وحی آئے دن عام انسانوں پر ہوتی رہتی ہے۔ دنیا میں بڑی بڑی ایجادیں اس وحی کی بدولت ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے اہم علمی انکشافات اسی وحی کے ذریعے سے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے اہم تاریخی واقعات میں اسی وحی کی کارفرمائی نظر آتی ہے، جب کہ کسی شخص کو کسی اہم موقع پر کوئی خاص تدبیر بلاغور وفکر اچانک سُوجھ گئی اور اس نے تاریخ کی رفتار پر ایک فیصلہ کُن اثر ڈال دیا۔ ایسی ہی وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر بھی ہوئی تھی۔

انبیاء کے لیے مخصوص وحی

ان دونوں قسم کی وحیوں سے بالکل مختلف نوعیّت کی وحی وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو حقائق غیبیہ پر مطّلع فرماتا ہے اور اُسے نظامِ زندگی کے متعلق ہدایات بخشتا ہے۔ تاکہ وہ اس علم اور اس ہدایت کو عام لوگوں تک پہنچائے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ یہ وحی انبیاء کے لیے خاص ہے۔ قرآن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نوعیت کا علم، خواہ اس کا نام اِلقاء رکھیے، کشف رکھیے، الہام رکھیے یا اصطلاحاً اسے وحی سے تعبیر کیجیے، انبیاء و رُسل کے سوا کسی کو نہیں دیا جاتا۔ اور یہ علم صرف انبیاء ہی کو اِس طور پر دیا جاتا ہے کہ انہیں اس کے مِن جانب اللہ ہونے، اور شیطان کی دراندازی سے بالکل محفوظ ہونے اور خود اپنے ذاتی خیالات، تصوّرات اور خواہشات کی آلائشوں سے بھی پاک ہونے کا پورا یقین ہوتا ہے نیز یہی علم حُجّتِ شرعی ہے۔ اس کی پابندی ہر انسان پر فرض ہے اور اس کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے اور اس پر ایمان کی دعوت سب بندگانِ خدا کو دینے پر انبیاء علیہم السلام مامور ہوتے رہے ہیں۔

کیا غیر نبی پر اس وحی کا نزول ہوسکتا ہے

انبیاء کے سوا دوسرے انسانوں کو اگر اس تیسری قسم کے علم کا کوئی جُز نصیب بھی ہوتا ہے، تو وہ ایسے دُھندلے اشارے کی حد تک ہوتا ہے جسے ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے وحیٔ نبوت کی روشنی سے مدد لینا (کتاب وسنت پر پیش کر کے اس کی صحت وعدمِ صحت کو جانچنا اور بصورتِ صحت اس کا منشا متعیّن کرنا) ضروری ہے۔ اس کے بغیر جو شخص اپنے الہام کو ایک مستقل بالذّات ذریعۂ ہدایت سمجھے اور وحیٔ نبوّت کی کسوٹی پر اس معاملے کو پرکھے بغیر اس پر عمل کرے اور دوسروں کو اس کی پیروی کی دعوت دے، اس کی

حیثیت ایک جعلی سکّہ ساز کی سی ہے، جو شاہی ٹکسال کے مقابلہ میں اپنی ٹکسال چلاتا ہے۔ اس کی یہ حرکت خود ہی ثابت کرتی ہے کہ فی الواقع خدا کی طرف سے اس کو الہام نہیں ہوتا۔

یہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں، قرآن میں اس کو متعدد مقامات پر صاف صاف بیان کیا گیا ہے۔ خصوصاً سورۂ جن کی آخری آیات: ۲۶ - ۲۸ میں تو اسے بالکل ہی کھول کر فرما دیا گیا ہے:

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَایُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا.

آپ اگر اس بات کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اُمّت کے صالح و مُصلح آدمیوں کو نبی کا سا کشف و الہام نہ دینے اور اس سے کم تر ایک طرح کا تابعانہ کشف و الہام دینے میں کیا مصلحت ہے۔ پہلی چیز عطا نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی چیز نبی اور اُمّتی کے درمیان بِنائے فرق ہے، اسے دُور کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسری چیز دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ نبی کے بعد اس کے کام کو جاری رکھنے کی کوشش کریں، وہ اس بات کے محتاج ہوتے ہیں کہ دین میں اُن کو حکیمانہ بصیرت اور اقامتِ دین کی سعی میں ان کو صحیح رہنمائی اللہ کی طرف سے حاصل ہو۔ یہ چیز غیر شعوری طور پر تو ہر مخلص اور صحیح الفکر خادمِ دین کو بخشی جاتی ہے، لیکن اگر کسی کو شعوری طور پر بھی دے دی جائے تو یہ اللہ کا انعام ہے۔ (تجدید و احیائے دین: کشف و الہام کی حقیقت)

نزولِ وحی کی کیفیّت

۳۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اس حالت میں نازل ہوئی کہ آپؐ اپنا زانو میرے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ میرے زانو پر اس وقت ایسا بوجھ پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ٹوٹ جائے گا۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، المزمل، حاشیہ: ۵)

تخریج: **حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ سَهْلُ بْنُ سَعْدِ نِالسَّاعِدِیُّ اَنَّهٗ رَاٰی مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ فِی الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی جَلَسْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا. اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمْلٰی عَلَیْهِ لَایَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، فَجَآءَهُ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ وَهُوَ یُمِلُّهَا عَلَیَّ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْاَسْتَطِیْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ. وَکَانَ اَعْمٰی فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَفَخِذُهٗ عَلٰی فَخِذِیْ فَثَقُلَتْ عَلَیَّ حَتّٰی خِفْتُ اَنْ تُرَضَّ فَخِذِیْ ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ غَیْرَ اُولِی الضَّرَرِ۔**(٤)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے "لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل اللّٰه" لکھوا رہے تھے کہ اسی دوران میں ابن اُمِ مکتوم نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ اگر مجھ میں جہاد پر جانے کی استطاعت ہوتی تو میں ضرور اس میں شریک ہوتا۔ کیونکہ ابن اُمِ مکتوم نابینا تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ

پر وحی نازل فرمائی کہ اولی الضرر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جس وقت وحی کا نزول ہو رہا تھا آپ کا زانو میرے زانو پر تھا تو میرے زانو پر اتنا بوجھ پڑا جس سے مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں اب یہ ٹوٹ نہ جائے...

٤ ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سخت سردی کے زمانے میں حضورؐ پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے۔ آپ کی پیشانی سے اس وقت پسینہ ٹپکنے لگتا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج٦، المزمل، حاشیہ:۵)

تخریج : ﴿۱﴾ حَدَّثَنَاعَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّعَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَايَقُوْلُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ۔(۵)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ''اے رسولِ خدا آپؐ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟'' جواب میں آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''بسا اوقات تو وحی گھنٹی کی آواز کی طرح سنائی دیتی ہے۔ وحی کی یہ صورت مجھ پر بڑی گراں ہوتی ہے۔ پس جب وہ مجھ سے جدا ہوتی ہے تو میں ساری وحی کو یاد کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے روبرو آکر بات کرتا ہے تو میں اس کی ساری باتیں اس کے جانے سے پہلے یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''میں نے سخت سردی کے زمانے میں حضورؐ پر وحی نازل ہوتے دیکھی ہے پس جب وہ آپؐ سے جدا ہو جاتی تو آپؐ کی پیشانی سے اس وقت پسینہ ٹپکنے لگتا تھا۔''

مسلم نے کتاب الفضائل باب طیب عرقہ ﷺ میں مندرجہ ذیل روایت بھی درج کی ہے:

﴿۲﴾ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ : كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ.

ترجمہ : حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پر جب وحی نازل کی جاتی تو آپ اس کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر پسینہ آجاتا۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: نَا اَبُوْ اُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اَنْ كَانَ لَيُنْزَلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيْضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا ۔(٦)

۵ ۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب کبھی آپؐ پر اس حالت میں وحی نازل ہوتی کہ آپؐ اونٹنی پر بیٹھے ہوں تو اونٹنی اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیتی تھی اور اس وقت تک حرکت نہ کر سکتی تھی جب تک نزولِ وحی کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا تھا۔

(تفہیم القرآن ج٦، المزمل، حاشیہ:۵)

تشریح : قرآن کو بھاری کلام اس بناء پر بھی کہا گیا ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا، اس کی تعلیم کا نمونہ بن کر دکھانا، اس کی دعوت کو لے کر ساری دنیا کے مقابلے میں اٹھنا، اور اس کے مطابق عقائد وافکار، اخلاق وآداب اور تہذیب وتمدن کے پورے نظام میں انقلاب برپا کر دینا ایک ایسا کام ہے جس سے بڑھ کر کسی بھاری کام کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا اور اس بناء پر بھی اس کو بھاری کلام کہا گیا ہے کہ اس کے نزول کا تحمل بڑا دشوار کام تھا۔ (تفہیم القرآن، ج ٦، المزمل، حاشیہ: ۵)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى، حَدَّثَنَا بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ. اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا اُوْحِیَ اِلَيْهِ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَضَعَتْ جِرَانَهَا[۱] فَمَا تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَحَرَّكَ حَتّٰى يُسَرّٰى عَنْهُ۔ (۷) (هذا مرسلٌ)

ترجمہ : حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ پر وحی اس حالت میں نازل ہوتی کہ آپؐ اونٹنی پر سوار ہوتے، تو اونٹنی اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیتی تھی اور اس وقت تک حرکت نہ کر سکتی تھی جب تک نزول وحی کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی روایت:

﴿۲﴾ قَالَتْ اِنْ كَانَ لَيُوْحىٰ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَتَضْرِبُ بِجِرَانِهَا۔ (۸)

ترجمہ: جب آپؐ پر وحی ایسی حالت میں نازل ہوتی کہ آپؐ اپنی سواری پر ہوتے تو وہ سواری اپنا سینہ زمین پر ٹیک دیتی۔

جبریلؑ کے ساتھ ساتھ وحی کے الفاظ دُہرانے کی ممانعت

٦۔ مسند احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، طبرانی، بیہقی اور دوسرے محدثین نے متعدد سندوں سے حضرت عبداللہ بن عباس کی یہ روایت نقل کی ہے کہ:

''جب حضور پر قرآن نازل ہوتا تھا تو آپؐ اس خوف سے کہ کہیں کوئی چیز بھول نہ جائیں، جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ وحی کے الفاظ دہرانے لگتے تھے۔ اس پر فرمایا گیا کہ **لاتحرک به لسانک لتعجل به**۔

یہی بات شعبی، ابن زید، ضحاک، حسن بصری، قتادہ، مجاہد اور دوسرے اکابر مفسّرین سے منقول ہے۔

تشریح : نبوّت کے ابتدائی دَور میں، جب کہ حضورؐ کو وحی اخذ کرنے کی عادت اور مشق پوری طرح نہیں ہوئی تھی۔ آپ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ کو یہ اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا کہ جبریل علیہ السلام جو کلام الٰہی آپ کو سنا رہے ہیں وہ آپؐ کو ٹھیک ٹھیک یاد رہ سکے گا یا نہیں، اس لیے آپؐ وحی سننے کے ساتھ ساتھ اسے یاد کرنے کی کوشش کرنے لگتے تھے۔ ایسی ہی صورت اُس وقت پیش آئی جب حضرت جبریل سورہ قیامہ کی یہ آیات (١٦تا١٩) آپؐ کو سنا رہے تھے۔ چنانچہ سلسلۂ کلام توڑ کر آپؐ کو ہدایت فرمائی گئی کہ آپؐ وحی کے الفاظ یاد کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ غور سے سنتے رہیں، اسے یاد کرا دینا اور بعد میں ٹھیک ٹھیک آپؐ سے پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے، آپ مطمئن رہیں کہ اس کلام کا ایک لفظ بھی آپؐ نہ بھولیں گے نہ کبھی اسے ادا کرنے میں غلطی کر سکیں گے۔ (تفہیم القرآن، ج ٦، القیامہ، حاشیہ: ١١)

---

[۱] الجران هو باطن العنق۔

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنا سُفْیَانُ، قَالَ :حَدَّثَنا مُوْسَی بْنُ اَبِیْ عَائِشَةَ، وَکَانَ ثِقَةً. عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا نَزَلَ عَلَیْهِ الْوَحْیُ حَرَّکَ بِهٖ لِسَانَهٗ. وَوَصَفَ سُفْیَانُ یُرِیْدُ اَنْ یَحْفَظَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے سعید بن جبیر روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ اپنی زبان مبارک کو حرکت دیتے۔ سفیان نے اپنی زبان کو حرکت دے کر دکھایا کہ حضور ﷺ ایسا اس لیے کرتے کہ آپؐ وحی کو یاد کرنا چاہتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم اپنی زبان کو حرکت نہ دو تاکہ اسے جلدی سے یاد کرلو۔''

بخاری، مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی روایت:

〈۲〉 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا نَزَلَ عَلَیْهِ جِبْرِیْلُ بِالْوَحْیِ کَانَ مِمَّا یُحَرِّکُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَیْهِ فَیَشُدُّ عَلَیْهِ فَکَانَ ذٰلِکَ یُعْرَفُ مِنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اَخْذَهٗ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ اِنَّ عَلَیْنَا اَنْ نَجْمَعَهٗ فِیْ صَدْرِکَ وَقُرْاٰنَهٗ فَتَقْرَاُهٗ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ اَنْزَلْنٰهُ فَاسْتَمِعْ لَهٗ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ اَنْ نُبَیِّنَهٗ بِلِسَانِکَ فَکَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِیْلُ اَطْرَقَ فَاِذَا ذَهَبَ قَرَاَهٗ کَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ۔(۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشادِ گرامی لاتحرك به لسانك کے بارے میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جبریل امین جب وحی لے کر آپؐ کے پاس حاضر ہوتے تو حضور ﷺ ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے۔ یہ صورت آپ پر بہت گراں گزرتی اور اس کا اظہار آپؐ کے چہرے سے ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت لاتحرك به لسانك نازل فرمائی کہ قرآن کے اخذ کرنے میں عجلت سے کام نہ لیں۔ اس کا یاد کرانا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی اسے تمہارے سینہ میں محفوظ کرنا اور اسے پڑھوا دینا ہماری ذمہ داری ہے لہٰذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں تو تم اس کی قرأت غور سے سنتے رہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ہم نے اسے نازل کیا ہے اسے غور سے سنو اس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد جب جبریل وحی لے کر آتے تو آپ خاموش ہو کر بغور سنتے۔ اور جب جبریل فارغ ہو کر چلے جاتے تو وعدۂ خداوندی کے مطابق آپ اسے پڑھ لیتے۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مُوْسَی بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِیْ قَوْلِهٖ لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ. قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِیْلِ شِدَّةً کَانَ یُحَرِّکُ شَفَتَیْهِ فَقَالَ لِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ، اَنَا اُحَرِّکُهُمَا لَکَ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُحَرِّکُهُمَا فَقَالَ سَعِیْدٌ: اَنَا اُحَرِّکُهُمَا کَمَا کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُحَرِّکُهُمَا فَحَرَّکَ شَفَتَیْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قَالَ: جَمْعُهٗ لَکَ فِیْ صَدْرِکَ ثُمَّ تَقْرَءُهٗ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ: فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَاَنْصِتْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا اَنْ تَقْرَءَهٗ قَالَ : فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِیْلُ اسْتَمَعَ فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرِیْلُ قَرَاَهُ النَّبِیُّ ﷺ کَمَا اَقْرَاَهٗ۔(۱۱)

ترجمہ : حضرت سعید بن جبیر نے لاتحرك به لسانك کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول بیان کیا ہے کہتے ہیں نبی علیہ نزولِ وحی کے وقت مشقت ودقت محسوس کرتے تھے اور اپنے لبوں کو حرکت دینے لگتے تھے یعنی ساتھ ساتھ پڑھنا شروع کردیتے تھے۔ (سعیدؒ کہتے ہیں ابنِ عباسؓ نے مجھ سے کہا کہ اپنے ہونٹ اسی طرح ہلا کر تمہیں دکھاتا ہوں جس طرح رسول اللہ علیہ اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ سعید نے کہا میں تمہیں اپنے ہونٹ اسی طرح ہلا کر دکھاتا ہوں جس طرح ابنِ عباس نے اپنے ہونٹ ہلائے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ہونٹ ہلا کر دکھائے) تو اللہ تعالیٰ نے آیت لاَ تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ نازل کی...ابن عباسؓ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ علیہ جبریلؑ کی آمد پر پوری توجہ سے سنتے اور ان کے چلے جانے کے بعد اسی طرح پڑھتے جس طرح جبریلؑ نے پڑھایا ہوتا۔

آپ الفاظِ وحی دہرانے کی ضرورت کیوں محسوس کرتے تھے؟

۷۔ حاکم نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے اور ابنِ مَردُوْیَہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ علیہ قرآن کے الفاظ کو اس خوف سے دہراتے جاتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائیں۔

—— مجاہد اور کلبی کہتے ہیں کہ جبریلؑ وحی سنا کر فارغ نہ ہوتے تھے کہ حضورؐ بھول جانے کے اندیشے سے ابتدائی حصہ دہرانے لگتے تھے۔

تشریح : اسی وجہ سے قرآن کریم میں (تین[1] جگہوں پر) نبی علیہ کو یہ اطمینان دلایا کہ وحی کے نزول کے وقت آپؐ خاموشی سے سنتے رہیں، ہم آپؐ کو اسے پڑھوادیں گے اور وہ ہمیشہ کے لیے آپ کو یاد ہوجائے گی، اس بات کا کوئی اندیشہ آپؐ نہ کریں کہ اس کا کوئی لفظ بھی آپ بھول جائیں گے۔ (تفہیم القرآن، ج ٦، الاعلیٰ، حاشیہ: ۷)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ، ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَأَ يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ : كَانَ سَعْدُ بْنُ اَبِىْ وَقَّاصٍ اِذَا قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ : سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى قَالَ : يَتَذَكَّرُ الْقُرْاٰنَ مَخَافَةَ اَنْ يَنْسٰى۔(۱۲)

هٰذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

ترجمہ : قاسم بن ربیعہ سے منقول ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص جب سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کی تلاوت کرتے اور اس میں سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى پڑھتے تو فرماتے کہ نبی علیہ قرآن کے الفاظ کو اس خوف سے دہراتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائیں۔

فترۃ الوحی کا دَور اور آپؐ کا اضطراب

۸۔ امام زُہریؒ بیان کرتے ہیں: ''ایک مدت تک رسول اللہ علیہ پر وحی کا نزول بند رہا اور اُس زمانہ میں آپؐ پر اس قدر شدید غم کی کیفیت طاری رہی کہ بعض اوقات آپؐ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو گرادینے کے لیے آمادہ ہوجاتے

---

[1] سورہ طٰہٰ: ۱۱۴، سورہ قیامہ: ١٦ تا ١٩ اور سورۃ الاعلیٰ: ٦۔ (مرتب)

تھے۔لیکن جب کبھی آپؐ کسی چوٹی کے کنارے پہنچتے تو جبریل علیہ السلام نمودار ہوکر آپؐ سے کہتے کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں۔ اس سے آپؐ کے دل کو سکون ہو جاتا تھا اور وہ اضطراب کی کیفیت دُور ہو جاتی تھی۔ (تفہیم القرآن، ج۶، المدثر: زمانہ نزول)

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی، قَالَ :ثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: فَتَرَ الْوَحْيُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَرَةً فَحَزِنَ حَزَنًا فَجَعَلَ يَغْدُوْا اِلٰى شَوَاهِقِ رُؤُسِ الْجِبَالِ لِيَتَرَدّٰى مِنْهَا فَكُلَّمَا اَوْفٰى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَيَسْكُنُ جَاشُهٗ، وَتَسْكُنُ نَفْسُهٗ. فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ : بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ يَوْمًا اِذْ رَأَيْتُ الْمَلَكَ الَّذِيْ كَانَ يَاْتِيْنِيْ بِحِرَاءَ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلْنَاهُ اَيْ فَدَثَّرْنَاهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ.

قَالَ الزُّهْرِيُّ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ حَتّٰى بَلَغَ مَالَمْ يَعْلَمْ[1] ۔(۱۳)

ترجمہ: پھر خود نبی ﷺ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں ایک روز جا رہا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا، کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس نے ساری فضائے ارض و سما کو گھیر رکھا ہے یہ کیفیت دیکھ کر میں اس سے دہشت زدہ ہوکر واپس خدیجہؓ کے پاس آ گیا اور اس سے کہا کہ مجھے اُڑھا دو۔ تو ہم نے آپؐ کو کمبل اوڑھا دیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر نازل فرمائی کہ اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے اُٹھو اور قوم کو بیدار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔

بخاری میں جَاشُهٗ کے بعد وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ فَيَرْجِعُ فَاِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا الْمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا اَوْفٰى بِذُرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۹۔ امام زُہری حضرت جابر بن عبداللہ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فترۃ الوحی (وحی بند رہنے کے زمانے) کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا: ایک روز میں راستے سے گزر رہا تھا۔ یکایک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں یہ دیکھ کر سخت دہشت زدہ ہو گیا اور گھر پہنچ کر میں نے کہا مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ۔ چنانچہ گھر والوں نے مجھ پر لحاف (یا کمبل) اڑھا دیا۔ اس وقت اللہ نے وحی نازل کی یٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ... پھر لگاتار مجھ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، ابن جریر)

تشریح: (سورۃ المدثر کی) پہلی سات آیات مکہ معظمہ کے بالکل ابتدائی دور کی نازل شدہ ہیں۔ بعض روایات جو بخاری، مسلم، ترمذی اور مُسند احمد وغیرہ میں حضرت جابر بن عبداللہ سے منقول ہیں ان میں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ یہ قرآن مجید کی اولین آیات ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئیں۔ لیکن امت میں یہ بات قریب قریب بالاتفاق مسلّم ہے کہ پہلی وحی جو حضورؐ

---

[1] روایت کا آخری حصہ صرف ابن جریر میں ہے۔ بخاری اور مسند احمد میں نہیں۔

پر نازل ہوئی وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ[۱] سے مَالَمْ یَعْلَمْ تک ہے۔ البتہ صحیح روایات سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اس پہلی وحی کے بعد کچھ مدت تک رسول اللہ ﷺ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی، پھر اس وقفہ کے بعد جب ازسرِ نو نزولِ وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کا آغاز سورۂ مدثر کی انہیں آیات سے ہوا تھا اور ان میں پہلی مرتبہ آپؐ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپؐ اٹھیں اور خلقِ خُدا کو اُس روش کے انجام سے ڈرائیں جس پر وہ چل رہی ہے، اور اس دنیا میں جہاں دوسروں کی بڑائی کے ڈنکے بج رہے ہیں، خدا کی بڑائی کا اعلان کریں۔ اس کے ساتھ آپؐ کو ہدایت فرمائی گئی کہ اب جو کام آپؐ کو کرنا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپؐ کی زندگی ہر لحاظ سے انتہائی پاکیزہ ہو، اور آپؐ تمام دنیوی فائدوں سے قطع نظر کرکے کامل اخلاص کے ساتھ خلقِ خُدا کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں۔ پھر آخری فقرے میں آپؐ کو تلقین کی گئی کہ اس فریضہ کی انجام دہی میں جو مشکلات اور مصائب بھی پیش آئیں اُن پر آپؐ اپنے رب کی خاطر صبر کریں۔ (تفہیم القرآن، ج۶، المدثر: موضوع اور مضمون)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ: قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْیِ فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَاِذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ جَآءَ نِیْ بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ، حَتّٰی هَوَیْتُ اِلَی الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِیْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰی قَوْلِهٖ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ . وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ. اَلْاَوْثَانَ ثُمَّ حَمِیَ الْوَحْیُ وَتَتَابَعَ۔ (۱۴)

〈۲〉 حَدَّثَنَا یَحْیٰ، قَالَ : حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُبَارَکِ، عَنْ یَحْیَ بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ: یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ: یَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ فَقَالَ اَبُوْسَلَمَةَ : سَاَلْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ ذٰلِکَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِیْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ: لَآ اُحَدِّثُکَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : جَاوَرْتُ (اعْتَکَفْتُ) بِحَرَآءَ فَلَمَّا قَضَیْتُ جِوَارِیْ (اعْتِکَافِیْ) هَبَطْتُ، فَنُوْدِیْتُ، فَنَظَرْتُ عَنْ یَمِیْنِیْ فَلَمْ اَرَ شَیْئًا،وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِیْ فَلَمْ اَرَ شَیْئًا، وَنَظَرْتُ اَمَامِیْ فَلَمْ اَرَشَیْئًا، وَنَظَرْتُ خَلْفِیْ فَلَمْ اَرَشَیْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَأَیْتُ شَیْئًا فَاَتَیْتُ خَدِیْجَةَ فَقُلْتُ : دَثِّرُوْنِیْ وَصُبُّوْا عَلَیَّ مَآءً بَارِدًا قَالَ : فَدَثَّرُوْنِیْ وَصَبُّوْا عَلَیَّ مَآءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ۔(۱۵)

ترجمہ: یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا قرآن کا کون سا حصّہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ میں نے عرض کیا مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ نازل ہوا ہے۔

---

[۱] سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات۔ (مرتب)

ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا تھا کہ قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے اور میں نے بھی ان سے یہی کہا تھا جو تم نے کہا ہے تو انہوں نے کہا میں تو تجھے وہی خبر دوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''میں غارِ حرا میں تھا جب میں نے اپنا اعتکاف ختم کرلیا تو وہاں سے نیچے اترا اور ابھی وادی کے بیچ میں تھا کہ آواز سنائی دی۔ پھر میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں نظر دوڑائی تو کچھ نظر نہ آیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی۔ اس کے بعد میں نے خدیجہؓ کے پاس آکر کہا کہ مجھے اڑھاؤ اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ انہوں نے مجھے اڑھادیا اور ٹھنڈا پانی ڈالا۔ پس اس موقع پر یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ مجھ پر نازل ہوئی۔

دورِ فترۃ وحی کا اختتام

۱۰۔ نبی ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ بڑے اضطراب انگیز حالات سے گزر رہے تھے۔ حضورؐ کو اور آپؐ کے صحابیوں کو ہر وقت وحی کا انتظار رہتا تھا تاکہ اس سے رہنمائی بھی ملے اور تسلّی بھی حاصل ہو۔ جوں جوں وحی آنے میں دیر ہو رہی تھی اضطراب بڑھتا جاتا تھا۔ اس حالت میں جبریل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لائے۔ پہلے وہ فرمان سنایا جو موقع کی ضرورت کے لحاظ سے فوراً درکار تھا۔ پھر آگے بڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے اشارے سے یہ چند کلمات اپنی طرف سے کہتے ہیں جن میں اتنی دیر تک اپنے حاضر نہ ہونے کی معذرت بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرفِ تسلّی بھی، اور ساتھ ساتھ صبر وضبط کی تلقین بھی۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، مریم، حاشیہ: ۳۹)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا عُمَرُبْنُ ذَرٍّ، قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِجِبْرِیْلَ مَایَمْنَعُکَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَکْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟ فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَهٗ مَابَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا۔(۱۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے پوچھا کہ بہ کثرت تمہاری ہم سے ملاقات ہوتی تھی۔ اب اس میں کون سی چیز مانع ہوئی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ہم امرِ ربانی کے بغیر نہیں اترا کرتے۔ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے جو کچھ ہے اسی کا ہے۔

﴿۲﴾ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ : لَبِثَ جِبْرَئِیْلُ عَنْ مُحَمَّدٍ اثْنَتَی عَشْرَةَ لَیْلَةً وَیَقُوْلُوْنَ قُلِیَ فَلَمَّا جَآءَهٗ قَالَ: اَیْ جِبْرَئِیْلُ لَقَدْ رَثَتَّ عَلَیَّ حَتّٰی ظَنَّ الْمُشْرِکُوْنَ کُلَّ ظَنٍّ، فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا۔(۱۷)

ترجمہ: حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ بارہ روز جبریل علیہ السلام محمد ﷺ کے پاس نہ آئے تو لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ وہ ناراض ہوگیا ہے۔ پھر جب جبریل علیہ السلام آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا، ''آپ نے میرے پاس آنے میں کافی تاخیر کردی جس کے نتیجہ میں مشرکین طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلاتے رہے۔'' اس موقعہ پر یہ آیت

نازل ہوئی کہ ہم آپؐ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔ ہمارے آگے پیچھے جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے اس کا بھی وہی مالک ہے اور آپؐ کا رب بھولتا نہیں۔

فتح القدیر میں یہ بھی ہے:

〈۳〉 قِيلَ اِحْتَبَسَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، وَقِيلَ خَمْسَةَ عَشَرَ، وَقِيلَ اِثْنَى عَشَرَ، وَقِيلَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ الخ (۱۸)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چالیس روز تک حاضر نہیں ہوئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ پندرہ روز اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ روز اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین روز حاضر نہیں ہوئے۔

〈۴〉 حُدِّثْتُ عَنِ الْحُسَيْنِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا مُعَاذٍ يَقُوْلُ: ثَنَا عُبَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ اِحْتَبَسَ عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَكَلَّمَ الْمُشْرِكُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ وَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ فَاَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ: اشْتَدَّ عَلَيْكَ اِحْتِبَاسُنَا عَنْكَ وَتَكَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُوْنَ وَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اِذَا اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ اَطَعْتُهٗ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ يَقُوْلُ بِقَوْلِ رَبِّكَ الخ۔ (۱۹)

ترجمہ: عبید نے بیان کیا کہ میں نے ضحاک کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ کے متعلق بیان کرتے سنا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا بند کر دیا اور مشرکین نے اس پر باتیں بنانا شروع کر دیں۔ یہ صورت حال آپؐ پر بڑی گراں گزری۔ اتنے میں جبریلؑ تشریف لے آئے۔ فرمایا ''ہمارا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے رُک جانا، اور مشرکین کا اس بارے میں باتیں بنانا گراں گزرا ہے۔'' (واقعہ یہ ہے) کہ میں تو صرف اللہ کا بندہ اور اُس کا فرستادہ ہوں۔ جب وہ مجھے کسی امر کا حکم صادر فرماتے ہیں تو اس کی تعمیل کرتا ہوں۔ ہم آپؐ کے رب کے اذن کے بغیر نہیں اترا کرتے۔ یہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ہی کو بیان کر رہے تھے۔

〈۵〉 قَالَ الْحَكَمُ بْنُ اَبَانٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ اَبْطَاَ جِبْرَئِيْلُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: مَانَزَلْتَ حَتّٰى اشْتَقْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ: بَلْ اَنَا كُنْتُ اِلَيْكَ اَشْوَقَ وَلٰكِنِّيْ مَامُوْرٌ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ اَنْ قُلْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔ (۲۰)

ترجمہ: حضرت جبریلؑ نبی ﷺ کی خدمت میں چالیس روز تک نہ آئے۔ پھر تشریف لائے تو نبی ﷺ نے فرمایا مجھے آپ کے نزول کا اشتیاق ہی رہتا ہے۔ جبریل نے فرمایا میں بھی آپؐ کی ملاقات کا مشتاق رہتا ہوں لیکن میں تو مامور ہوں (جب ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے تو آتا ہوں) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ یوں کہو'' ہم آپؐ کے رب کے اذن کے بغیر نہیں اترا کرتے۔

۱۱۔ جُندب بن عبداللہ البجلی کی روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام کے آنے کا سلسلہ رُک گیا تو مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ محمدؐ کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔ (ابن جریر، طبرانی، عبد بن حمید، سعید بن منصور، ابن مردویہ)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: ثَنَا غُنْدُرٌ قَالَ : ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِبْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَ ةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرٰى صَاحِبَكَ اِلَّا اَبْطَئَكَ فَنَزَلَتْ مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ (۲۱)

ترجمہ: جندب بجلی سے مروی ہے کہ ایک عورت نے پوچھا یا رسولؐ اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے ساتھی نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی، نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ : سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ، قَالَ: اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ اَوْثَلَاثًا فَجَاءَ تِ امْرَأَ ةٌ فَقَالَتْ : يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ اَرَهُ قَرِبَكَ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ (۲۲)

ترجمہ: حضرت جندب بن سفیان نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت ناساز ہوگئی تو آپ دو یا تین رات قیام اللیل نہ فرما سکے۔ ایک عورت آپؐ کی خدمت میں آکر کہنے لگی اے محمد (ﷺ) مجھے لگتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ مجھے وہ تمہارے پاس دو یا تین راتوں سے نظر نہیں آیا، تو اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى** یعنی ''قسم روز روشن کی اور رات کی جب کہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے۔ اے نبیؐ! تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔''

بخاری نے کتاب التہجد میں جُندب بن عبداللہ سے جو روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

〈۳〉 اِحْتَبَسَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتِ امْرَأَ ةٌ مِنْ قُرَيْشٍ اَبْطَأَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَنَزَلَتْ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔(۲۳)

۱۲۔ عوفی اور ابن جریر نے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ کئی روز تک جبریل کی آمد رک جانے سے حضورؐ پریشان ہو گئے اور مشرکین کہنے لگے کہ ان کا رب ان سے ناراض ہو گیا ہے اور اس نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔

قتادہ اور ضحاک کی مُرسَل روایات میں بھی قریب قریب یہی مضمون بیان ہوا ہے۔

دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل نے جو حضورؐ کی چچی ہوتی تھی اور جس کا گھر حضورؐ کے مکان سے متصل تھا، آپؐ سے کہا۔ ''معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۶، الضحیٰ، حاشیہ: ۳)

تخریج: قَالَ الْعَوْفِیُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْقُرْاٰنَ اَبْطَأَ عَنْہُ جِبْرَئِیْلُ اَیَّامًا فَتَغَیَّرَ بِذَالِکَ فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ وَدَعَہٗ رَبُّہٗ وَقَلَاہُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی۔ (۲۴)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ نے بتایا کہ نزولِ قرآن کے دوران چند روز جبریل نے آنے میں تاخیر کر دی۔ اس سے آپؐ کی طبع مبارک متغیر سی ہوگئی اور مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ اسے اُس کے رب نے چھوڑ دیا اور اُس سے ناراض ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''تیرے رب نے نہ تو تجھے چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے۔''

تشریح: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مدت تک رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول بند رہا تھا۔ مختلف روایات میں یہ مدّت مختلف بیان کی گئی ہے۔ ابن جُریج نے بارہ روز، کلبی نے پندرہ روز، ابن عباس نے ۲۵ روز سُدّی اور مُقاتل نے ۴۰ روز اس کی مدّت بیان کی ہے[1] بہر حال یہ زمانہ اتنا طویل تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس پر سخت غمگین ہو گئے تھے اور مخالفین بھی آپؐ کو طعنے دینے لگے تھے، کیونکہ حضورؐ پر جو نئی سورہ نازل ہوتی تھی اسے آپؐ لوگوں کو سنایا کرتے تھے، اس لیے جب اچھی خاصی مدّت تک آپؐ نے کوئی نئی وحی لوگوں کو نہیں سنائی تو مخالفین نے سمجھ لیا کہ وہ سرچشمہ بند ہو گیا ہے جہاں سے کلام آتا تھا۔

اِس صورتِ حال میں حضورؐ کے شدید رنج و غم کا حال بھی متعدد روایات میں آیا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ محبوب کی طرف سے بظاہر عدم التفات، کفر و ایمان کے درمیان جنگ چھڑ جانے کے بعد اُسی ذریعۂ طاقت سے بظاہر محرومی جو اس جاں گُسل کشمکش کے منجدھار میں آپؐ کے لیے واحد سہارا تھا، اور اُس پر مزید دشمنوں کی شماتت، یہ ساری چیزیں مل جل کر لامحالہ حضورؐ کے لیے سخت پریشانی کا موجب ہو رہی ہوں گی اور آپؐ کو بار بار یہ شبہ گزرتا ہوگا کہ کہیں مجھ سے کوئی قصور تو نہیں ہو گیا ہے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہو اور اس نے مجھے حق و باطل کی اس لڑائی میں تنہا چھوڑ دیا ہو۔

(تفہیم القرآن، ج ۶، الضحیٰ، حاشیہ: ۳)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک موقع پر حضورؐ نے فرمایا: ''میں کبھی حق کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔ کسی صحابی نے عرض کیا'' یا رسولؐ اللہ! کبھی کبھی آپؐ ہم لوگوں سے ہنسی مذاق بھی تو کر لیتے ہیں۔'' فرمایا'' فی الواقع میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔''

(تفہیم القرآن، ج ۵، النجم، حاشیہ: ۴)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اِسْحَاقَ، ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَکَ، عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِنِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تُدَاعِبُنَا قَالَ اِنِّیْ لَااَقُوْلُ اِلَّاحَقًّا۔ (۲۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپؐ بھی ہم لوگوں سے ہنسی مذاق بھی تو کر لیتے ہیں۔ فرمایا: ''فی الواقع میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔''

---

[1] روح المعانی جز ۳۰ ص ۱۵۷۔

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنتا تھا وہ لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے محفوظ کرلوں۔ قریش کے لوگوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہنے لگے، تم ہر بات لکھتے چلے جاتے ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ انسان ہیں، کبھی غصّے میں بھی کوئی بات فرما دیتے ہیں، اس پر میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ بعد میں اس بات کا ذکر میں نے حضورؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تم لکھے جاؤ، اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَحْيَ بْنُ سَعِیْدٍ، عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ اَنَا الْوَلِیْدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: کُنْتُ اَکْتُبُ کُلَّ شَیْءٍ اَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُرِیْدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِیْ قُرَیْشٌ فَقَالُوْا اِنَّکَ تَکْتُبُ کُلَّ شَیْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَرٌ یَتَکَلَّمُ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ فَاَمْسَکْتُ عَنِ الْکِتَابِ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَاخَرَجَ مِنِّیْ اِلَّاحَقٌّ۔(۲۶)

تشریح: (یہ احادیث ان باتوں سے متعلق ہیں) جو آپؐ ایک انسان ہونے کی حیثیت سے زندگی کے عام معاملات میں کرتے تھے، جن کا تعلّق فرائض نبوّت سے نہ تھا، جو آپؐ نبی ہونے سے پہلے بھی کرتے تھے اور نبی ہونے کے بعد بھی کرتے رہے۔ اس نوعیت کی باتوں کے متعلق سب سے پہلے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے بارے میں کفار سے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ کفار نے ان کی بناء پر آپ کو گمراہ اور بدراہ نہیں کہا تھا۔[1] یہ امر واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کوئی بات اپنی زندگی کے اس نجی پہلو میں بھی کبھی خلافِ حق نہیں نکلتی تھی، بلکہ ہر وقت ہر حال میں آپؐ کے اقوال و افعال ان حدود کے اندر محدود رہتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبرانہ اور مُتّقیانہ زندگی کے لیے آپ کو بتادی تھیں۔ اس لیے درحقیقت وحی کا نور اُن میں بھی کار فرما تھا۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، النجم، حاشیہ ۴)

دارمی میں فَاَمْسَکْتُ کے بعد فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَوْمَأَ بِاِصْبَعِهٖ اِلٰی فِیْهِ وَقَالَ: اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَاخَرَجَ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ ہے۔

اہل مکّہ کی بدگمانی کہ آپؐ کو چند مخصوص آدمی تعلیم دیتے ہیں

۱۵۔ روایات میں مختلف اشخاص کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کفارِ مکّہ اُن[2] میں سے کسی پر گمان کرتے تھے۔ ایک روایت میں اس کا نام جبر بیان کیا گیا ہے جو عامر بن حضرمی کا ایک رومی غلام تھا۔ دوسری روایات میں حُویطب بن عبدالعزّیٰ کے ایک غلام کا نام لیا گیا ہے جسے عائش یا یعیش کہتے تھے۔ ایک اور روایت میں یَسار کا نام لیا گیا ہے جس کی کنیت ابوفُکَیہَہ تھی اور جو مکّے کی

[1] اشارہ اس کی طرف ہے کہ حضورؐ تبلیغ دین، دعوتِ الی اللہ، اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد اور اقامتِ دین کی خدمات کے سلسلے میں جو باتیں کرتے تھے کفار ان پر معترض تھے اور آپؐ پر گمراہ اور بدراہ ہونے کا الزام لگاتے تھے۔ (مؤلف)

[2] اشارہ سورۃ النحل کی آیت ۱۰۳۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ کی طرف ہے۔ یعنی کہ یہ شخص حضورؐ کو پڑھاتا تھا۔ (مؤلف)

ایک عورت کا یہودی غلام تھا۔ایک اور روایت بَلعَان یا بَلعام نامی ایک رُومی غلام سے متعلق ہے۔بہر حال ان میں سے جو بھی ہو، کفار مکہ نے محض یہ دیکھ کر کہ ایک شخص تورات وانجیل پڑھتا ہے اور محمدؐ سے اس کی ملاقات ہے بے تکلف یہ الزام گھڑ دیا کہ اس قرآن کو دراصل وہ تصنیف کر رہا ہے اور محمد (ﷺ) اسے اپنی طرف سے خدا کا نام لے لے کر پیش کر رہے ہیں۔اس سے نہ صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مخالفین آپؐ کے خلاف افترا پردازیاں کرنے میں کس قدر بے باک تھے بلکہ یہ سبق بھی ملتا ہے کہ لوگ اپنے ہم عصروں کی قدر و قیمت پہچاننے میں کتنے بے انصاف ہوتے ہیں۔ان لوگوں کے سامنے تاریخ انسانی کی ایک ایسی عظیم شخصیت تھی جس کی نظیر نہ اس وقت دنیا بھر میں کہیں موجود تھی نہ آج تک پائی گئی ہے۔مگر ان عقل کے اندھوں کو اُس کے مقابلہ میں ایک عجمی غلام جو کچھ توراۃ وانجیل پڑھ لیتا تھا، قابل تر نظر آ رہا تھا اور وہ گمان کر رہے تھے کہ یہ گوہر نایاب اس کوئلے سے چمک حاصل کر رہا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، النحل، حاشیہ: ۱۰۷)

تخریج: ﴿۱﴾ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ فِي السِّيرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا بَلَغَنِي كَثِيْرًا مَا يَجْلِسُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ اِلٰى سُبَيْعَةَ غُلَامٍ نَصْرَانِيٍّ يُقَالُ لَهٗ جَبْرٌ عَبْدٌ لِبَعْضِ بَنِي الْحَضْرَمِيِّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ) وَكَذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ كَثِيْرٍ وَعَنْ عِكْرِمَةَ وَقَتَادَةَ كَانَ اِسْمُهٗ يَعِيْشُ۔

ترجمہ: محمد بن اسحاق اپنی سیرت (سیرت ابن ہشام) میں بیان کرتے ہیں کہ جو روایات مجھ تک پہنچی ہیں ان کی رُو سے رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات مروہ پہاڑی کے دامن میں سُبَیعہ نامی ایک نصرانی غلام کے پاس بیٹھتے تھے جسے جبر کہتے تھے۔یہ بنی حضرمی کے ایک شخص کا غلام تھا۔پس اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَعْلَمُ الآیہ یعنی ہمیں معلوم ہے یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس شخص کو ایک آدمی سکھا تا پڑھاتا ہے۔حالانکہ ان کا اشارہ جس آدمی کی طرف ہے اس کی زبان عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

﴿۲﴾ وَقَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ: حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطُّوْسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرٍ، حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَلَائِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُ قَيْنًا بِمَكَّةَ وَكَانَ اسْمُهٗ بَلْعَامٌ وَكَانَ اَعْجَمِيُّ اللِّسَانِ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَرَوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَيَخْرُجُ مِنْ عِنْدِهٖ فَقَالُوْا اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَلْعَامٌ۔

وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ: كَانَ لَنَا غُلَامَانِ رُوْمِيَّانِ يَقْرَاٰنِ كِتَابًا لَهُمَا بِلِسَانِهِمَا فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بِهِمَا فَيَقُوْمُ فَيَسْمَعُ مِنْهُمَا فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ يَتَعَلَّمُ مِنْهُمَا.

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الَّذِيْ قَالَ ذٰلِكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَجُلٌ كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَارْتَدَّ بَعْدَ ذٰلِكَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَافْتَرٰى هٰذِهِ الْمَقَالَةَ۔(۲۷)

ترجمہ: ابنِ عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ایک لوہار کو جانتے تھے، جس کا نام بَلْعَام تھا۔ مشرکین نے اس کے پاس آپؐ کی آمدورفت دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ بَلْعَام اسے پڑھاتا سکھاتا ہے۔

عبیداللہ بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمارے دو رومی غلام تھے وہ اپنی مذہبی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ نبی ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوتا تو آپؐ کھڑے ہو کر سننا شروع کر دیتے۔ اس سے مشرکین نے مشہور کر دیا کہ یہ (محمدؐ) ان دونوں سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔

سعید بن مُسَیَّب کہتے ہیں کہ یہ بات مشرکین کے اس آدمی نے مشہور کی جو کاتب وحی رہ چکا تھا بعد میں مرتد ہو گیا۔ اس نے یہ قصہ گھڑا ہے۔

مآخذ

(۱) بخاری ج۱، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ،ج۲،کتاب التفسیر سورۂ علق باب قولہٖ اقرأ وربك الاکرم☆کتاب التعبیر باب اول ما بدی بہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ☆مسلم ج۱کتاب الایمان باب بدءِ الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ اورکتاب الصلاۃ۔ مسلم نے الرؤیا الصالحۃ کے بجائے الرؤیا الصادقۃ نقل کیاھے☆ مُسند احمد ج٦ص١٥٣۔٢٣٢☆ مُسندِ ابی عوانۃ ج١ص١١٠☆ سیرت ابن ہشام ج ١،ص٣٣٤ باب اول مابدئ بہ رسول اللّٰہ ﷺ الرؤیا الصادقۃ۔

(۲) بخاری ج٢، کتاب التفسیر سورہ اقرأ باسم ربك ،ج١، کتاب الایمان باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ ☆مسلم ج١،کتاب الایمان باب بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ☆ مسند احمد ج٦،ص٢٣٢۔٢٣٣ روایت عائشۃ☆روح المعانی پ٣٠،ص١٧٨(مختصر)☆ابنِ کثیر ج٤ سورہ علق ص٥٢٧☆ابنِ جریر ج٣٠/٢٨ جلد١٢ سورۃ العلق ☆ مسندِ ابی عوانۃ ج١ص١١١۔١١٢☆ المصنف لعبد الرّزاق ج٥ص ٣٢١۔٣٢٤ ☆فتح القدیر للشوکانی ج٥،ص٤٧٢ سورہ العلق۔

(۳) بخاری ج٢، کتاب التعبیر۔ باب اوّل ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ۔ مسند احمد ج٦، ص٢٣٣عن عائشۃ۔

(٤) بخاری کتاب التفسیر ج٢، سورۃ النساء باب لایستوی القاعدون من المومنین والمجاھدون فی سبیل اللّٰہ۔، ج١کتاب الصلاۃ باب ما یذکر فی الفخذ۔☆ترمذی ج٢ابواب التفسیر، ھذا حدیث حسن صحیح۔ ☆المعجم الطبرانی الکبیر،ص١٢٣۔١٢٤زید بن ثابت☆ نسائی کتاب الجھاد باب فضل المجاھدین علی القاعدین ☆ مسندِ احمد ج٥ص ١٩١۔ ☆السنن الکبریٰ للبَیْہَقِی ج٩، کتاب التفسیر ☆ابنِ کثیر ج ٤ ص ٤٣٥۔

(۵) بخاری ج۱، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ☆ بخاری ج۱، کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ پر مختصر ھے☆ مسلم ج۱، کتاب الایمان باب بدء الوحی الیٰ رسول اللّٰہ ﷺ۔

(٦) مسلم ج۲ کتاب الفضائل باب طیب عرقہ ص٤٥٢☆ ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء کیف کان ینزل الوحی علی النبیؐ☆ مسند احمد ج٦ص١٥٨ تا ٢٥٧ قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ☆ نسائی کتاب الافتتاح جامع ماجاء فی القرآن☆ موطأ امام مالک کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی القرآن۔

(۷) ابنِ جریرجز٢٨/٣٠ جلد ١٢ص٨٠☆ ابنِ کثیر ج٤، سورۃ المزمل ☆المستدرک ج۲، تفسیر سورۃ المزمل توضیح معنی آیۃ انا سنلقی علیک قولاً ثقیلا ☆ فتح القدیر للشوکانی ج٥، بحوالہ عبد بن حُمَید، ابن نصرص ٣٢٠

(۸) مُسندِ احمد ج٥۔ص١١٨ روایت عائشہ۔

(۹) بخاری ج۲، کتاب التفسیر سورہ قیامۃ باب وَقولہ لاتحرّک بہٖ لسانک لتعجل بہ☆ ترمذی ابواب التفسیر سورہ القیامۃ ج۲☆مسند احمد ج١، ص ٢٢٠عن ابن عباس۔

(١٠) بخاری ج۲،کتاب ابواب فضائل القرآن۔ باب الترتیل فی القرأۃ۔☆کتاب التفسیر سورۃ القیامۃ، باب قولہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ۔☆ مسلم ج١ کتاب الصلاۃ باب الاستماع للقرأۃ۔☆فتح القدیر للشوکانی ج٥ص٣٤٠عن ابن عباس۔

(١١) کتاب الرد علی الجھمیۃ وغیرھم التوحید باب قول اللّٰہ لاتحرک بہ لسانک ☆مُسند احمد ج١ص٣٤٣، عن ابن عباس☆نسائی ج٢ جامع ماجاء فی القراٰن☆فتح القدیر ج٥،ص ٣٤٠☆ابن کثیر ج٤، عن ابن عباس۔

(١٢) المستدرک للحاکم ج٢، کتاب التفسیر ۔ تفسیر سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ☆ فتح القدیر للشوکانی ج٥ بحوالہ ابنِ مردویہ۔

(١٣) ابنِ جریر جز٢٨/٣٠ج١٢، سورۃ المدثر☆ بخاری ج٢، کتاب التعبیر باب اول ما بدئ بہ رسول اللّٰہ ﷺ من الوحی الرُّؤیا الصالحۃ ☆ مُسندِ احمد ج٦ص٢٣٣، روایت عائشہؓ ☆ مسند ابی عوانہ ج١ص١١٢)

(١٤) بخاری ج٢کتاب التفسیر سورۃ المدثر ☆مسلم ج١کتاب الایمان باب بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ☆ترمذی ج٢ابواب التفسیر سورۃ المدثر☆مُسند احمد ج٣ص٣٢٥، جابر بن عبداللّٰہ۔ابنِ کثیر ج٤، سورۃ المدثر ☆ابنِ جریرجز٢٨/٣٠ج١٢، سورۃ المدثر۔مسند احمد نے زَمِّلُونی تین مرتبہ نقل کیاھے۔ ☆ فتح القدیر للشّوکانی ج٥ ص٣٢٨۔

(١٥) بخاری ج٢،کتاب التفسیر سورۃ المدثّر ☆ مسلم ج١، کتاب الایمان باب بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ ☆فتح القدیر ج٥ص٣٢٨☆ابنِ جریرجز٢٨/٣٠ جلد ١٢ المدثر☆مُسندِ ابی عوانَۃ ج١ص١١٥۔

(١٦) بخاری ج٢،کتاب التفسیر سورہ کٓھٰیٰعٓصٓ باب وما نتنزل الا بامر ربک ☆ترمذی ج٢،ابواب التفسیر سورہ مریم ھذا حدیث حسن غریب ☆ روح المعانی جز ١٦/١٨ پ١٦ص١٠٤☆فتح القدیر للشّوکانی ج٣ ص٣٤٥ ☆ابنِ جریر جز ١٥/١٦ ج٨ص٧٨☆مسندِ احمد ج١ عن ابن عباس☆ ابنِ کثیر ج١، سورہ مریم ☆ابنِ ابی حاتم بحوالہ ابنِ کثیر ج٣ص ١٣٠۔

(۱۷) ابن جریر جز ۱۶/۱۵ مجلد ۸ ص ۷۸،☆ ابن کثیر ج ۳، سورہ مریم۔

(۱۸) فتح القدیر للشوکانی ج۳ص ۳٤٥۔

(۱۹) ابنِ جریر جز ۱۶/۱۵ ج۸۔ص ۷۸۔

(۲۰) ابنِ کثیر ج۳، سورہ مریم ☆ ابنِ جریر ج۸ ص۷۸☆ فتح القدیر للشوکانی ج۳ص ۱٤٥۔

(۲۱) بخاری ج۲ کتاب التفسیر سورۃ الضّحیٰ☆ فتح القدیر للشوکانی ج۵،ص٤٥٦ بحوالہ فریابی، عبدبن حُمَید، سعید بن منصور، طَبَرانی، ابن مردویہ۔

(۲۲) بخاری ج۲ کتاب التفسیر سورۃ الضحیٰ☆ مسلم ج۲، کتاب الجھاد والسیر باب ما لقی النبی ﷺ من المشرکین ☆ترمذی ج۲ ابواب التفسیر سورۃ الضُّحیٰ ☆ ابنِ جریرجز۳۰/۲۸ جلد۱۲ سورۃ الضُّحیٰ ☆ ابنِ کثیرج٤ ص۵۲۲☆فتح القدیر للشّوکانی ج۵، الضُّحیٰ ☆روح المعانی جز ۳۰/۲۸ الضُّحٰی☆مسند احمد ج٤، ص۳۱۲ جُندُب بَجَلی۔

(۲۳) بخاری ج۱ کتاب التھجد باب ترک القیام للمریض۔

(۲٤) ابن کثیر ج٤ص ۵۲۲ ☆ابنِ جریر جز ۳۰/۲۸ جلد ۱۲ص ۱٤۸۔

(۲۵) مسند احمد ج۲،ص ۳۶۰ روایت ابی ھریرۃ۔

(۲۶) مسندِ احمد ج۲ص ۱۶۲، روایت عبداللّٰہ بن عَمرو ☆ ابوداؤد ج۳، کتاب العلم باب فی کتاب العلم۔ابوداؤد نے ما خَرَجَ کے بجائے مَا یَخرُجُ منہ نقل کیاھے☆دارمی مقدمہ باب ۱۰۳ باب من رخص فی کتابۃ العلم۔

(۲۷) ابنِ کثیر ج۲ سورۃ النّحل۔

فصل دوم:

تکمیلِ ایمان کے لیے نبیؐ کے ساتھ محبت کا معیار

بخاری و مسلم نے تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے:

۱۶ ۔ لاَیُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

’’تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔‘‘

تشریح : یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں سے اور مسلمانوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تعلّق ہے وہ تو تمام دوسرے انسانی تعلّقات سے ایک بالاتر نوعیت رکھتا ہے۔ کوئی رشتہ اُس رشتے سے اور کوئی تعلّق اُس تعلّق سے جو نبی اور اہلِ ایمان کے درمیان ہے، ذرہ برابر کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے ان کے ماں باپ سے بھی بڑھ کر شفیق و رحیم اور ان کی اپنی ذات سے بھی بڑھ کر خیر خواہ ہیں۔ ان کے ماں باپ اور ان کے بیوی بچے ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، ان کے ساتھ خود غرضی برت سکتے ہیں، ان کو گمراہ کر سکتے ہیں، ان سے غلطیوں کا ارتکاب کرا سکتے ہیں، ان کو جہنّم میں دھکیل سکتے ہیں۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے حق میں صرف وہی بات کرنے والے ہیں جس میں اُن کی حقیقی فلاح ہو۔ وہ خود اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مار سکتے ہیں۔ حماقتیں کر کے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر سکتے ہیں۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لیے وہی کچھ تجویز کریں گے جو فی الواقع ان کے حق میں نافع ہو اور جب معاملہ یہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ آپؐ کو اپنے ماں باپ اور اولاد اور اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھیں، دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپؐ سے محبت رکھیں، اپنی رائے پر آپ کی رائے کو اور اپنے فیصلے پر آپؐ کے فیصلے کو مقدم رکھیں اور آپؐ کے ہر حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب حاشیہ: ۱۲)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لاَیُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ. (۱)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کے باپ اور اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک روایت میں مسلم نے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں:

﴿۲﴾ حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُبْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ ح وَحَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نَا عَبْدُ الْوَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. لَایُؤْمِنُ عَبْدٌ وَفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔(۲)

ترجمہ: کوئی بندہ یا کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کے اہل وعیال اُس کے مال واسباب اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

کنزالعمال میں مسند احمد، بخاری اور ابویعلیٰ فی مسندہٖ کے حوالہ سے یہ الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں:

﴿۳﴾ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَایُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ۔(۳)

﴿۴﴾ لَایُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ۔ (٤) (عن عبدالله بن هشام)

﴿۵﴾ وَاللّٰهِ لَا یَكُوْنُ اَحَدُكُمْ مُؤْمِنًا حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ۔(٥)(عن فاطمة بنت عتبه)

ایمانِ کامل کے لیے فیصلہ کن سند

۱۷۔ لَایُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یَكُوْنُ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ۔

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔''

تشریح: جو کچھ اللہ کی طرف سے نبی ﷺ لائے ہیں اور جس طریقہ پر اللہ کی ہدایت ورہنمائی کے تحت آپؐ نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہے اور اس سند کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہے۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء حاشیہ: ۹۵)

تخریج: ﴿۱﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ۔(٦)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔''

﴿۲﴾ لَایُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یَكُوْنَ هَوَاهُ مُتَّبِعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ۔ (۷)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کی متبع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔''

لذّتِ ایمان اوراس کی چاشنی کسے نصیب ہوتی ہے

۱۸ ـ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً ـ (مسلم)

''ایمان کالذّت شناس ہوگیا وہ شخص جوراضی ہوااس بات پر کہ اللہ ہی اس کا رب ہو، اور اسلام ہی اس کا دین ہو اور محمدؐ ہی اس کے رسول ہوں۔''

تشریح : جن کی اطاعت محض ظاہری نہیں ہے، یا دلِ نخواستہ نہیں ہے، بلکہ دل سے وہ اسلام ہی کی رہنمائی کو حق مانتے ہیں۔ ان کا ایمان یہی ہے کہ فکر وعمل کا جو راستہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے وہی سیدھا اور صحیح راستہ ہے اور اسی کی پیروی میں ہماری فلاح ہے۔ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے غلط کہہ دیا ہے ان کی اپنی رائے بھی یہی ہے کہ وہ یقیناً غلط ہے، اور جسے اللہ اور اس کے رسول نے حق کہہ دیا ہے ان کا اپنا دل ودماغ بھی اسے برحق ہی یقین کرتا ہے۔ ان کے نفس اور ذہن کی حالت یہ نہیں ہے کہ قرآن اور سنت سے جو حکم ثابت ہوا سے وہ نامناسب سمجھتے ہوں اور اس فکر میں غلطاں وپیچاں رہیں کہ کسی طرح اسے بدل کر اپنی رائے کے مطابق، یا دنیا کے چلتے ہوئے طریقوں کے مطابق ڈھال بھی دیا جائے اور یہ الزام بھی اپنے سر نہ لیا جائے کہ ہم نے حکمِ خدا اور رسولؐ میں ترمیم کر ڈالی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۵۵)

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ یَحیَ بْنُ اَبِیْ عُمَرَالْمَکِّیُّ وَبِشْرُبْنُ الْحَکَمِ، قَالَا: نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ یَزِیْدَبْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم رَسُوْلًا ـ(۸)

رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

۱۹ ـ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ.

''جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔''

تشریح : یہ حدیث اس مضمون کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی نظام کی دوسری بنیاد رسولؐ کی اطاعت ہے یہ کوئی مستقل بالذّات نہیں ہے بلکہ اطاعتِ خدا کی عملی صورت ہے۔ رسول اس لیے مُطاع ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں۔ ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقے سے کرسکتے ہیں کہ رسول کی اطاعت کریں۔ کوئی اطاعتِ خدا رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے اور رسول کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۱، النساء، حاشیہ: ۸۹)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ۔(۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،''جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔''

ایک مثال سے رسالتِ محمدی کی وضاحت

۲۰۔ میری اور تم لوگوں کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی روشنی کے لیے مگر پروانے ہیں کہ اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں جل جانے کے لیے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ کسی طرح آگ سے بچیں۔ مگر پروانے اس کی ایک نہیں چلنے دیتے۔ ایسا ہی حال میرا ہے کہ میں تمہیں دامن پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑتے ہو۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا.

''اچھا تو اے محمدؐ! شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائیں۔''

یہ اشارہ اس حالت کی طرف ہے جس میں اس وقت نبی ﷺ مبتلا تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو رنج اُن تکلیفوں کا نہ تھا جو آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو دی جا رہی تھیں، بلکہ جو چیز آپؐ کو اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی وہ یہ تھی کہ آپؐ اپنی قوم کو گمراہی اور اخلاقی پستی سے نکالنا چاہتے تھے اور وہ کسی طرح نکلنے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی۔ آپؐ کو یقین تھا کہ اس گمراہی کا لازمی نتیجہ تباہی اور عذاب الٰہی ہے۔ آپؐ ان کو اس سے بچانے کے لیے اپنے دن اور راتیں ایک کیے دے رہے تھے مگر انہیں اصرار تھا کہ وہ خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہی رہیں گے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، الکہف، حاشیہ: ۴)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَان، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ النَّاسِ کَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَاحَوْلَهٗ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْهَا وَجَعَلَ یَنْزِعُهُنَّ وَیَغْلِبْنَهٗ فَیَقْتَحِمْنَ فِیْهَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ یَقْتَحِمُوْنَ فِیْهَا۔ (۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا''میری اور تم لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی روشنی کے لیے مگر پروانے ہیں کہ اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں جل جانے کے لیے۔

وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ کسی طرح آگ سے بچیں، مگر پروانے اس کی ایک نہیں چلنے دیتے۔ ایسا ہی حال میرا ہے کہ میں تمہیں دامن پکڑ پکڑ کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑتے ہو۔''

مسلم نے حضرت جابرؓ سے بھی ایک روایت نقل کی ہے، اس میں ہے:

〈۲〉 مَثَلِی وَمَثَلُکُمْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نارًا فَجعَلَ الْجَنادِبُ وَالْفَرَاشُ یَقَعْنَ فِیْھَا وَھُوَیَذُبُّھُنَّ عَنْھَا وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ یَدِیَّ۔(۱۱)

مسلم کی ایک روایت میں یَقْتَحِمُوْنَ کی جگہ تقحّمون فیھا بھی ہے۔

نبوّتِ محمدیؐ پر ایمان نہ لانے والے دوزخی ہیں

۲۱۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَایَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ، یَھُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِی اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔ (مسلم)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اس امت کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے، خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، جو میری رسالت کی خبر سنے اور اس پیغام کو جو میں لایا ہوں نہ مانے اور پھر دوزخیوں میں شامل نہ ہو۔'' (تفہیمات اوّل: ایمان بالرسالۃ)

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنِی یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی، قَالَ: انا ابْنُ وَھْبٍ قَالَ: وَاَخْبَرَنِی عَمْرٌو اَنَّ اَبَایُوْنُسَ حَدَّثَہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ یَھُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ۔ (۱۲)

دار قطنی نے الافراد میں بحوالہ ابن مسعود بایں الفاظ درج ذیل روایت بھی نقل کی ہے:

〈۲〉مَنْ سَمِعَ بِیْ مِنْ یَھُوْدِیٍّ اَوْ نَصْرَانِیٍّ ثُمَّ لَمْ یَتْبَعْنِیْ فَھُوَ فِی النَّارِ۔

〈۳〉 عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ یَھُوْدِیٌّ اَوْنَصْرَانِیٌّ ثُمَّ لَا یُؤْمِنُ بِیْ اِلَّا دَخَلَ النَّارَ۔ (۱۳)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی جو میری رسالت کی خبر سنے پھر مجھ پر ایمان نہ لائے پھر وہ آگ (دوزخ) میں داخل نہ ہو۔''

مسند احمد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ایک روایت بایں الفاظ بھی منقول ہے:

〈۴〉 مَنْ سَمِعَ بِیْ مِنْ اُمَّتِیْ اَوْ یَهُوْدِیٌّ اَوْ نَصْرَانِیٌّ فَلَمْ یُؤْمِنْ بِیْ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ (١٤)

ترجمہ: میری اُمت کا کوئی شخص یا یہودی یا عیسائی میری رسالت کی خبر سنے مگر ایمان نہ لائے تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

سرچشمۂ ہدایت محض قرآن مجید اور اُسوۂ حسنہ ہے

۲۲۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ توریت کا ایک نسخہ لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جیسے جیسے وہ پڑھتے گئے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا ایک صحابی نے حضرت عمرؓ سے کہا: تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ غصّے سے کتنا سرخ ہو رہا ہے اور تم پڑھے چلے جا رہے ہو۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج اگر موسیٰ بھی ہوتے تو میری پیروی کرنے کے سوا ان کے لیے کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔

تشریح: موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے کے نبی تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اور قرآن کے آ جانے کے بعد کوئی دوسرا سرچشمۂ ہدایت نہیں رہا جس کی طرف انسان رجوع کر سکے۔ ہدایت اگر موجود ہے تو رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ پاک اور اللہ تعالیٰ کی اس کتاب پاک میں ہے، اس کے باہر کسی جگہ کوئی ہدایت موجود نہیں ہے جس طرف بھی کوئی جائے گا بجز گمراہی اور ضلالت کے کچھ نہ پائے گا۔ (اسلام کا سرچشمۂ قوت، ص: ۵)

تخریج: 〈۱〉 اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُبْنُ الْعَلَاءِ ثنا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِه نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرٰةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يتغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ. رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّاوَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًاوَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَالَكُمْ مُوْسىٰ فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَلَوْكَانَ حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِیْ لَا تَّبَعَنِیْ۔ (١٥)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ انا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ مَرَرْتُ بِاَخٍ لِّیْ مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِیْ جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَاةِ اَلَا اَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِیْ ابْنَ ثَابِتٍ فَقُلْتُ لَهٗ: اَلَا تَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ عُمَرُ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ تَعَالٰى رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا. قَالَ: فَسُرِّیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَقَالَ: وَالَّذِیْ

نَفسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْاَصْبَحَ فِيْكُمْ مُوسىٰ ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِىْ لَضَلَلْتُمْ اِنَّكُمْ حَظِّىْ مِنَ الْاُمَمِ وَاَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيّيْنَ۔ (۱٦)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اورعرض کیا۔ یارسولؐ اللہ میرا گزر ایک قریظی بھائی کے پاس سے ہوا انھوں نے مجھے تورات میں سے چند اصول تحریر کردیے ہیں۔ اجازت ہوتو آپؐ کے حضور پیش کروں؟ عبداللہ کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی رسالت مآب ﷺ کا رخ مبارک سرخ ہوگیا۔عبداللہ بن ثابت کا بیان ہے۔ میں نے عمرؓ سے کہا۔ دیکھتے نہیں، آپؐ کے رخ انور کا رنگ متغیر ہوگیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی حضرت عمرؓ نے عرض کیا میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، اللہ اوراس کے رسول کی ناراضی سے۔ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سے آں حضور ﷺ کے رخِ انور سے غصّے کے آثاردور ہوگئے۔ پھرآپؐ نے فرمایا، ”قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ اگرآج تم میں موسیٰؑ آجائیں اورتم ان کی پیروی کرنے لگواورمیری اتباع چھوڑ دوتو یقیناً تم گمراہ ہوجاؤ گے۔ بے شک تم امتوں میں سے میرا حصہ ہواور میں انبیاء میں سے تمہارا حصّہ ہوں۔“

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا يُوْنُسُ وَغَيْرُهٗ قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِى ابْنُ زَيْدٍ، ثَنَا مُجَالِدٌ عَنْ عَامِرِ نِ الشَّعْبِىِّ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَاتَسْأَلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ عَنْ شَىْءٍ فَاِنَّهُمْ لَنْ يَّهْدُوْكُمْ وَقَدْ ضَلُّوْا فَاِنَّكُمْ اِمَّا اَنْ تُصَدِّقُوْا بِبَاطِلٍ اَوْتُكَذِّبُوْا بِحَقٍّ فَاِنَّهٗ لَوْكَانَ مُوْسىٰ حَيًّا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ مَاحَلَّ لَهٗ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِىْ۔ (۱۷)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق کچھ دریافت نہ کرو وہ تمہاری رہنمائی کے اہل نہیں ہیں۔ وہ خودگم کردہ راہ ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا یا توتم باطل کی تصدیق کروگے یا پھرحق کی تکذیب کے مرتکب ہوگے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرموسیٰ علیہ السلام تمہارے اندرزندہ موجود ہوتے توانھیں بھی میری اتباع کے بغیراورکوئی چیز حلال نہ ہوتی۔

〈۴〉 اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ اَتَى النَّبِىَّ ﷺ بِكِتَابٍ اَصَابَهٗ مِنْ بَعْضِ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَقَرَاَهُ النَّبِىَّ ﷺ فَغَضِبَ فَقَالَ: اَمُتَهَوِّكُوْنَ فِيْهَا يَابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِه لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَاتَسْئَلُوْهُمْ عَنْ شَىْءٍ فَيُخْبِرُوْكُمْ بِحَقٍّ فَتُكَذِّبُوْا بِهٖ اَوْبِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوْا بِهٖ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْاَنَّ مُوْسىٰ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِىْ۔ (۱۸)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نبی ﷺ کے پاس ایک کتاب لے کر حاضر ہوئے جو انھیں اہل کتاب میں سے کسی سے ملی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اسے پڑھ کر نبی ﷺ کوسنایا۔ آپؐ نے غصہ ہوکر فرمایا: ”اے ابن خطاب

کیا تم بھی اسی گڑھے میں گرنا چاہتے ہو (جس میں اہلِ کتاب گر چکے ہیں) قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں بلاشبہ تمہارے پاس صاف وشفاف اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں۔ اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق نہ پوچھو تا کہ یہ صورت پیش نہ آئے کہ وہ تمہیں حق کی خبر دیں اور تم اس کی تکذیب کر دو یا باطل پیش کریں اور تم اس کی تصدیق کر دو! بخدا! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اتباع کے بغیر کوئی گنجائش نہ پاتے۔

(۵) عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ: اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِيْثَ مِنْ يَهُوْدَ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰى اَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا؟ فَقَالَ: اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِي۔ (۱۹)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم یہود سے بعض ایسی باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں آپؐ کا کیا ارشاد ہے، کیا ہم ان میں سے کچھ لکھ نہ لیا کریں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "کیا تم بھی (گمراہی کے) اس گڑھے میں گرنا چاہتے ہو جس میں یہود ونصاریٰ گر چکے ہیں؟ میں تمہارے پاس وہ شریعت لے کر آیا ہوں جو بالکل صاف وشفاف اور روشن ہے۔ اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

دوہرے اجر کے مستحق لوگ

۲۳۔ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ. رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ الخ۔ (بخاری ومسلم)

"حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ہیں جن کے لیے دوہرا اجر ہے ان میں سے ایک ہے اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے سابق نبی پر ایمان رکھتا تھا اور پھر محمد (ﷺ) پر بھی ایمان لے آیا۔"
(تفہیم القرآن، ج۵، الحدید، حاشیہ: ۵۵)

تشریح: بظاہر تو یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص پہلے نبی کو مانتا ہے اور بعد والے نبی کو بھی ماننے لگا اسے دوہرا اجر ملے مگر جس نے بعد والے نبی کو نہ مانا وہ پہلے نبی کو ماننے کے اجر سے بھی محروم ہو جائے۔ سطحی نظر میں سیدھا حساب تو یہی نظر آتا ہے کہ اگر دونبیوں کو ماننے کے دو اجر ہیں تو ایک کے ماننے پر ایک اجر ہونا چاہیے۔ مگر یہ صرف ریاضی کا مغالطہ ہے، جو تھوڑے تامل سے دور ہو جاتا ہے۔ فرض کیجیے کہ ایک شخص ہے، جو حکومت کے مقرر کیے ہوئے پہلے گورنر کے تحت عمدہ خدمات بجالاتا رہا۔ پھر حکومت نے اس کی جگہ دوسرا گورنر بھیجا تو وہ اس کی ماتحتی بھی اسی حسن خدمت کے ساتھ کرتا رہا۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم اس کی پچھلی خدمات کا صلہ بھی دیں گے اور بعد کی خدمات کا بھی۔ اب کیا حکومت کے اس بیان سے آپ یہ نتیجہ نکالنے میں حق بہ جانب ہوں گے کہ جس شخص نے پہلے گورنر کو تو مانا اور اس کی خوب اطاعت کی مگر دوسرے گورنر کو اس نے تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا اسے حکومت ان خدمات کا اجر تو ضرور ہی دے گی جو اس نے پہلے گورنر کے ماتحت انجام دی تھیں؟

اس سوال کا جو کچھ بھی آپ جواب دیں گے وہی اس مسئلہ کا حل بھی ہے کہ دونوں پیغمبروں کے ماننے والے کا اجر دوہرا کیوں ہے اور بعد میں آنے والے پیغمبر کا انکار کر کے جو شخص پہلے پیغمبر ہی کے ساتھ وابستہ رہے وہ کسی بنا پر سرے سے کسی اجر کا مستحق ہی نہیں رہتا۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ اگر وہ بدکاریاں اور ظلم و ستم نہیں کرتا تو اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ نہ ہوگا جو ظالم و بدکار ہیں۔
(تفہیمات اوّل: ایمان بالرسالۃ)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: انا الْمُحَارِبِيُّ، ناصَالِحُ بْنُ حَيَّانٍ، قَالَ عَامِرُ نِالشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي اَبُوبُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِن اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ واٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَأُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔(۲۰) (الحديث)

ترجمہ: حضرت عامر الشعبی نے بیان کیا کہ ابو بردہ نے اپنے والد کے حوالے سے مجھے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ تین آدمی ایسے ہیں جو دوہرے اجر کے مستحق ہیں۔ ایک تو اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا۔ دوسرا وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق بھی پورا ادا کیا اور اپنے آقاؤں کا بھی۔ اور تیسرا وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو، جس سے وہ مباشرت بھی کرتا ہو اور اسے زیورِ ادب و تعلیم سے اچھی طرح آراستہ کرے، پھر اسے آزاد کرے اور اسے اپنی زوجیت میں لے آئے۔ یہ بھی دوہرے اجر کا مستحق ہے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ: انا هُشَيْمٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ: يَا اَبَا عَمْرٍو اِنَّ مِنْ قِبَلِنَا مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُوْلُوْنَ فِي الرَّجُلِ اِذَا اَعْتَقَ اَمَتَهٗ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهٗ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي اَبُوبُرْدَةَ بْنُ اَبِي مُوْسٰى عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَه وَصَدَّقَهٗ فَلَهٗ اَجْرَانِ، وَعَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ سَيِّدِهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَغَذَاهَا فَاَحْسَنَ غِذَاءَ هَا ثُمَّ اَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔(۲۱) (الحديث)

ترجمہ: امام شعبی سے ایک خراسانی باشندے نے پوچھا اے ابوعمرو! ہماری طرف خراسان کے لوگ اس شخص کے بارے میں جو اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، کہتے ہیں کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی ہی اونٹنی پر سوار ہو، شعبی نے جواب دیا مجھے ابو بردہ نے اپنے والد کے حوالے سے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سنایا۔ آپؐ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جنھیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔ ایک اہل کتاب میں سے وہ آدمی جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لایا اور نبی ﷺ کا زمانۂ رسالت پایا تو آپؐ پر بھی ایمان لے آیا، آپؐ کی اتباع و پیروی کی اور آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی اس کے لیے دو اجر ہیں۔

دوسرا شخص وہ غلام ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا، اور اپنے آقا کا بھی اس کے لیے دو اجر ہے۔ تیسرا شخص وہ ہے جس کی ایک لونڈی ہو۔ اس نے اس کی عمدہ خوراک دے کر پرورش کی، اچھا ادب سکھایا پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسىٰ، عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيْدِبْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ قَالَ: اَجْرَيْنِ لِاِيْمَانِهِمْ بِعِيْسىٰ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَتَصْدِيْقِهِمْ بِالتَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَاِيْمَانِهِمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَتَصْدِيْقِهِمْ۔(۲۲)

ترجمہ: ابن عباسؓ کا قول ہے وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ ایک اجر حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانے اور تورات وانجیل کی تصدیق کی وجہ سے اور دوسرا محمد ﷺ پر ایمان لانے اور آپؐ کی تصدیق کرنے کی بنا پر۔

آپؐ کی رسالت عالم گیر اور ہمہ گیر ہے

٢٤ ـ بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ.

نبی ﷺ نے احادیث میں بار بار بیان فرمایا ہے کہ: ''میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔''

تخریج:〈۱〉 عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِىٌّ قَبْلِىْ: بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ، وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهُوْرًا، وَاُحِلَّتْ لِىَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِىْ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ شَهْرًا يَرْعَبُ مِنِّى الْعَدُوُّ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَ قِيْلَ لِىْ سَلْ تُعْطَهْ فَاخْتَبَأْتُ دَعْوَتِىْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِىْ وَهِىَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالىٰ مَنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا۔ (۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ راوی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ اعزازات ایسے دیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ (۱) میں کالے گورے سب کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ (۲) ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک بنا دی گئی ہے۔ (۳) غنیمت کے مال میرے لیے حلال کر دیے گئے ہیں مجھ سے پہلے کسی کے لیے یہ حلال نہیں تھے۔ (۴) ایک مہینے کی مسافت سے رعب ودبدبے سے میری مدد کی گئی ہے۔ یعنی دشمن ایک ماہ کے فاصلے سے مجھ سے خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ (۵) مجھے کہا گیا کہ مانگو دیے جاؤ گے تو میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا لیا۔ وہ ان شاء اللہ تم میں سے اس شخص کو جس نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہو مل کر رہے گی۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ ثنا عَلِىُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ يَزِيْد بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِىْ وَلَا اَقُوْلُهٗ فَخْرًا

بُعِثْتُ اِلٰی کُلِّ اَحْمَرَوَ اَسْوَدَ فَلَیْسَ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ یَدْخُلُ فِیْ اُمَّتِیْ اِلَّا کَانَ مِنْھُمْ وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا۔ (٢٤)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے پانچ عطیے ایسے دیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے اور میں یہ بات فخر یہ طور پر نہیں کہتا۔ میری بعثت ہر سرخ وسیاہ کی طرف ہوئی ہے۔ سرخ وسیاہ جو بھی میری امت میں داخل ہو گیا وہ انھیں میں سے ہے اور ساری زمین میرے لیے مسجد بنادی گئی ہے۔''

٢٥ ۔ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔

''پہلے ایک نبی خاص طور پر اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں عام طور پر تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔''
(بخاری ومسلم)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ھُشَیْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَیَّارٌ ھُوَ اَبُوا لْحَکَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ الْفَقِیْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُھُوْرًا وَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ۔ (٢٥)

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی بنا پر ایک مہینے کی مسافت سے میرا رعب دشمن پر طاری ہو جاتا ہے۔ (۲) ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک بنادی گئی ہے۔ لہٰذا میری امت کے ہر فرد بشر کو اجازت ہے کہ جہاں نماز کا وقت آجائے اسی جگہ نماز پڑھ لے۔ (۳) مالِ غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ (۴) اس سے پہلے نبی بطورِ خاص صرف کسی ایک قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور میری بعثت تمام لوگوں کی جانب ہے۔ (۵) اور مجھے شفاعت یعنی (شفاعت کبریٰ) کا اعزاز دیا گیا ہے۔''

﴿۲﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ، وَقَالَ: اِنِّیْ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَذَکَرَ مِنْھُنَّ اَنَّہٗ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔ (٢٦)

٢٦ ۔ وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔

''میں ساری خلقت کی طرف بھیجا گیا ہوں اور ختم کر دیے گئے میری آمد پر انبیاء۔'' (مسلم)

تخریج: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ. اُعْطِیْتُ جَوَامِعُ الْکَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهُوْرًا، وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔ (۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے انبیاء کے مقابلے میں چھ چیزوں کی فضیلت دی گئی ہے۔ جوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں، رعب و دبدبہ سے نصرت فرمائی گئی ہے۔ غنیمتیں میرے لیے حلال قرار دی گئی ہیں۔ زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک ٹھہرایا گیا ہے۔ ساری مخلوق کی طرف مجھے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور نبیوں کو مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے۔

۲۷۔ اَمَّا اَنَا فَاُرْسِلْتُ اِلَی النَّاسِ کُلِّهِمْ عَامَّةً وَکَانَ مَنْ قَبْلِیْ اِنَّمَا یُرْسَلُ اِلٰی قَوْمِهٖ۔ (مسند احمد)

''میں عمومیت کے ساتھ تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ حالانکہ مجھ سے پہلے جو نبی بھی گزرا ہے وہ اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا بَکْرُبْنُ مُضَرعَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْکَ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یُصَلِّیْ فَاجْتَمَعَ وَرَأَه رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ یَحْرُسُوْنَهٗ حَتّٰی اِذَا صَلّٰی وَانْصَرَفَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ لَهُمْ: لَقَدْ اُعْطِیْتُ اللَّیْلَةَ خَمْسًا مَا اُعْطِیَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ:

اَمَّا اَنَا فَاُرْسِلْتُ اِلَی النَّاسِ کُلِّهِمْ عَامَّةً وَکَانَ مَنْ قَبْلِیْ اِنَّمَا یُرْسَلُ اِلٰی قَوْمِهٖ۔

وَنُصِرْتُ عَلَی الْعَدُوِّبِالرُّعْبِ وَلَوْکَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ لَمُلِئَی مِنْهُ رُعْبًا۔

وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ اَکْلُهَا وَکَانَ مِنْ قَبْلِیْ یُعَظِّمُوْنَ اَکْلَهَا کَانُوْا یُحَرِّقُوْنَهَا۔

وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسَاجِدَ وَطُهُوْرًا اَیْنَمَا اَدْرَکَتْنِی الصَّلوٰةُ تَمَسَّحْتُ وَصَلَّیْتُ فَکَانَ مَنْ قَبْلِیْ یُعَظِّمُوْنَ ذٰلِکَ اِنَّمَا کَانُوْا یُصَلُّوْنَ فِیْ کَنَآئِسِهِمْ وَبِیَعِهِمْ۔

وَالْخَامِسَةُ هِیَ مَاهِیَ قِیْلَ لِیْ سَلْ فَاِنَّ کُلَّ نَبِیٍّ قَدْ سَأَلَ فَاَخَّرْتُ مَسْأَلَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَهِیَ لَکُمْ وَلِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (۲۸)

ترجمہ: عمروؓ بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے سال ایک رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ آپؐ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ آپؐ کے گرد پہرہ دینے کے لیے جمع ہوگئے۔ جب آپؐ نے نماز پڑھ لی تو ان کی

جانب رخِ انور پھیرااور فرمایا کہ: ''آج رات مجھے پانچ ایسے اعزازات دیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے:

(۱) پہلا تو یہ کہ مجھے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔

(۲) دشمن پر میرا رعب و دبدبہ ڈال کر میری نصرت فرمائی گئی اگرچہ اس دشمن کے اور میرے درمیان ایک ماہ کی مسافت کا فاصلہ ہو۔ وہ اتنے فاصلے سے مرعوب ہو کر خوف زدہ ہو جائے گا۔

(۳) مالِ غنیمت کا کھانا میرے لیے حلال قرار دیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پیشتر لوگ اسے بہت بڑا گناہ تصوّر کرتے تھے اور اسے جلا دیتے تھے۔

(۴) ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک قرار دے دی گئی ہے۔ جہاں نماز کا وقت ہو جائے (پانی نہ ملنے کی صورت میں) مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لوں۔ مجھ سے پہلی امتوں کے لوگ اسے بھی بہت بُرا سمجھتے تھے اور وہ نمازیں صرف اپنے کنیسوں اور گرجوں میں پڑھنا جائز سمجھتے تھے۔

(۵) پانچویں چیز جو مجھے عطا ہوئی ہے وہ یہ کہ مجھے مانگنے کی اجازت دی گئی کہ جو چاہوں مانگوں کیونکہ ہر نبی نے سوال کیا ہے۔ میں نے اس پیشکش کو قیامت کے روز کے لیے مؤخر رکھ لیا ہے یہ تمہارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں۔

۲۸۔ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَا تَيْنِ يَعْنِي اِصْبَعَيْنِ۔ (بخاری و مسلم)

''میری بعثت اور قیامت اس طرح ہیں، یہ فرماتے ہوئے نبی ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اٹھائیں۔''

تشریح: محمد ﷺ کی رسالت کسی ایک ملک کے لیے نہیں، پوری دنیا کے لیے ہے اور اپنے ہی زمانے کے لیے نہیں، آنے والے تمام زمانوں کے لیے ہے۔ یہ مضمون متعدد مقامات پر قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔ مثلاً فرمایا: **يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔** (الاعراف:۱۵۸) ''اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔'' **وَاُوْحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ۔** (الانعام:۱۹) ''میری طرف یہ قرآن بھیجا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو خبردار کروں اور جس جس کو بھی یہ پہنچے۔'' **وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔** (سبا:۲۸) ''ہم نے تم کو سارے انسانوں کے لیے بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' **وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔** (الانبیاء:۱۰۷)
''اور ہم نے آپؐ کو تمام دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۳، الفرقان، حاشیہ:۴)

(حدیث نمبر ۲۸) کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دو انگلیوں کے درمیان کوئی تیسری انگلی حائل نہیں ہے اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان بھی کوئی نبوت نہیں ہے۔ میرے بعد بس قیامت ہی ہے اور قیامت تک میں نبی رہنے والا ہوں۔

یہ بات کہ نبی ﷺ صرف اپنے ملک یا اپنے زمانے کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک پوری نوع بشری کے لیے مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ مثلاً:

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ۔ (الانعام:۱۹)

''اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے سے میں تم کو متنبہ کروں اور ہر اس شخص کو جسے یہ پہنچے۔''

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ (الاعراف:۱۵۸)

''اے نبی کہہ دو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (الانبیاء:۱۰۷)

''اور اے نبیؐ! ہم نے نہیں بھیجا تم کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت کے طور پر۔''

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا۔ (الفرقان:۱)

''بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تا کہ وہ تمام جہان والوں کے لیے متنبہ کرنے والا ہو۔''

(تفہیم القرآن، ج ۳، الفرقان، حاشیہ:۴)

جنّ وانس دونوں کے نبیؐ

۲۹۔ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَی الْجِنِّ لَیْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ، كُنْتُ كُلَّمَا اَتَیْتُ عَلٰی قَوْلِهٖ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ قَالُوْا لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ۔

''ترمذی، حاکم اور حافظ ابوبکر بزّار نے حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب لوگ سورۂ رحمٰن کو سن کر خاموش رہے تو آپؐ نے فرمایا: ''میں نے یہ سورہ اس رات جنوں کو سنائی تھی جس میں وہ قرآن سننے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ وہ اس کا جواب تم سے بہتر دے رہے تھے۔ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر پہنچتا تھا کہ اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، تو وہ اس کے جواب میں کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، حمد تیرے ہی لیے ہے۔''

تشریح: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ احقاف: ۲۹-۳۲ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنوں کے قرآن سننے کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس موقع پر حضورؐ نماز میں سورۂ رحمٰن تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے جب آپ سفر طائف سے واپسی پر نخلہ میں کچھ مدت ٹھہرے تھے۔ اگرچہ بعض دوسری روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم نہ تھا کہ جن آپؐ سے قرآن سن رہے ہیں بلکہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ خبر دی کہ وہ آپؐ کی تلاوت سن رہے تھے۔ لیکن یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو جنوں کی سماعت قرآن پر مطلع فرمایا تھا اُسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے آپؐ کو یہ اطلاع بھی دے دی ہو کہ سورۂ رحمٰن سنتے وقت وہ اس کا کیا جواب دیتے جا رہے تھے۔

ان روایات سے تو صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ رحمٰن، سورۂ حجر اور سورۂ احقاف سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ اس کے بعد ایک اور روایت ہمارے سامنے آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔

ابن اسحاق حضرت عروہ بن زبیر سے یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز صحابہ کرامؓ نے آپس میں کہا کہ قریش نے کبھی کسی کو علانیہ، بآواز بلند قرآن پڑھتے نہیں سنا ہے ہم میں کون ہے جو ایک دفعہ ان کو کلام پاک سنا ڈالے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں یہ کام کرتا ہوں۔ صحابہؓ نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ وہ تم پر زیادتی کریں گے۔ ہمارے خیال میں کسی ایسے شخص کو یہ کام کرنا چاہیے جس کا خاندان زبردست ہو، تاکہ اگر قریش کے لوگ اس پر دست درازی کریں تو اس کے خاندان والے اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھے یہ کام کرڈالنے دو۔ میرا محافظ اللہ ہے۔ پھر وہ دن چڑھے حرم میں پہنچے جب کہ قریش کے سردار وہاں اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے مقام ابراہیم پر پہنچ کر پورے زور سے سورۂ رحمٰن کی تلاوت شروع کردی۔ قریش کے لوگ پہلے تو سوچتے رہے کہ عبداللہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر جب انھیں پتہ چلا کہ یہ وہ کلام ہے جسے محمد ﷺ خدا کے کلام کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں تو وہ اُن پر ٹوٹ پڑے اور ان کے منہ پر تھپڑ مارنے لگے۔ مگر حضرت عبداللہؓ نے پرواہ نہ کی۔ پٹتے جاتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے۔ جب تک ان کے دم میں دم رہا۔ قرآن سناتے چلے گئے۔ آخر کار جب وہ اپنا سوجا ہوا منہ لے کر پلٹے تو ساتھیوں نے کہا ہمیں اسی چیز کا ڈر تھا۔ انھوں نے جواب دیا۔ آج سے بڑھ کر یہ خدا کے دشمن میرے لیے کبھی ہلکے نہ تھے، تم کہو تو کل پھر انھیں قرآن سناؤں۔ سب نے کہا، بس اتنا ہی کافی ہے۔ جو کچھ وہ نہیں سننا چاہتے تھے وہ تم نے انھیں سنا دیا[1]

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرحمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ اَبُوْ مُسْلِمٍ، نا الْوَلِیْدُبْنُ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَیْرِبْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَرَأَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِ هَا فَسَکَتُوْا فَقَالَ: لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَی الْجِنِّ لَیْلَةَ الْجِنِّ فَکَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْکُمْ کُنْتُ کُلَّمَا اَتَیْتُ عَلٰی قَوْلِهٖ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ قَالُوْا: لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِّعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ۔ (۲۹)

هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَانَعْرِفُهٗ اِلَّامِنْ حَدِیْثِ الْوَلِیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ زُهَیْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ. قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ کَانَ زُهَیْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الَّذِیْ وَقَعَ بِالشَّامِ لَیْسَ هُوَالَّذِیْ یُرْوٰی عَنْهُ بِالْعِرَاقِ کَاَنَّهٗ رَجُلٌ اٰخَرَ قَلَبُوْا اِسْمَهٗ یَعْنِیْ لَمَایَرْوُوْنَ عَنْهُ مِنَ الْمَنَاکِیْرِ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیَّ یَقُوْلُ اَهْلُ الشَّامِ یَرْوُوْنَ عَنْ زُبَیْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مَنَاکِیْرَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ یَرْوُوْنَ عَنْهُ اَحَادِیْثَ مُقَارَبَةٍ۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور انھیں سورۃ الرحمٰن اوّل تا آخر پڑھ کر سنائی۔ صحابہؓ سن کر خاموش رہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں نے لیلۃ الجن میں اس سورت کو جنوں کے سامنے پڑھا انھوں نے

---

[1] سیرۃ ابن ہشام، جلد اول ص ۲۳۶ اور ص ۳۱۴ اوّل من جھر بالقرآن مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر۔

تم لوگوں سے بہتر اس کا جواب دیا تھا۔ میں جب فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کی آیت پڑھتا تو وہ اسے سن کر لَابِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ کہتے۔ ''یعنی اے ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے۔ حمد وستائش صرف تیرے لیے مخصوص ہے۔''

﴿۲﴾ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَرَأَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ عَلٰی اَصْحَابِهٖ حَتّٰی فَرَغَ قَالَ: مَالِیْ اَرَاکُمْ سُکُوْتًا لَلْجِنُّ کَانُوْا اَحْسَنَ مِنْکُمْ رَدًّا مَاقَرَأْتُ عَلَیْهِمْ مِنْ مَّرَّةٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ اِلَّا قَالُوْا وَلَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعْمَتِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ. صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔(۳۰)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الرحمٰن اپنے اصحاب کو پڑھ کر سنائی، جب آپؐ فارغ ہوئے تو اظہار تعجب کے طور پر فرمایا کیا بات ہے کہ تمہیں خاموش دیکھ رہا ہوں؟ تم سے بہتر جواب تو جنوں نے دیا تھا۔ جب میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچتا تو وہ وَلَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعْمَتِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ کہہ کر جواب دیتے۔

﴿۳﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ اَوْقُرِئَتْ عِنْدَهٗ فَقَالَ: مَالِیْ اَسْمَعُ الْجِنَّ اَحْسَنَ جَوَابًا لِرَبِّهَا مِنْکُمْ ؟ قَالُوْا: وَمَا ذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَا اَتَیْتُ عَلٰی قَوْلِ اللّٰهِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ اِلَّا قَالَتِ الْجِنُّ لَابِشَیْءٍ مِنْ نِعْمَةِ رَبِّنَا نُکَذِّبُ۔ (۳۱)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ سورۃ الرحمٰن کی تلاوت فرمائی یا آپؐ کے پاس تلاوت کی گئی۔ آپؐ نے فرمایا: ''میرے لیے یہ صورت حال بڑی عجیب وغریب ہے کہ جنوں سے اپنے رب کے کلام کا تمہارے مقابلہ میں بہتر جواب سن رہا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! وہ کیا جواب تھا؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں نے جب بھی سورہ الرحمٰن کی آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پڑھی تو جنوں نے اسے سن کر کہا لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعْمَةِ رَبِّنَا نُکَذِّبُ۔''

جن وانس دونوں کو خطاب

قرآن مجید کی یہ ایک ہی سورہ ہے جس میں انسان کے ساتھ زمین کی دوسری بااختیار مخلوق، جنوں کو بھی براہ راست خطاب کیا گیا ہے۔ اور دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمالات، اس کے بے حد وحساب احسانات، اس کے مقابلے میں ان کی عاجزی وبے بسی اور اُس کے حضورؐ اُن کی جوابدہی کا احساس دلا کر اُس کی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرایا گیا ہے اور فرماں برداری کے بہترین نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ایسی تصریحات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی طرح جن بھی ایک ذی اختیار اور جوابدہ مخلوق ہیں جنھیں کفر وایمان اور طاعت وعصیان کی آزادی بخشی گئی ہے اور اُن میں بھی انسانوں ہی کی طرح کافر ومومن اور مطیع وسرکش پائے جاتے ہیں، اور ان کے اندر بھی ایسے گروہ موجود ہیں جو انبیاء علیہم السلام اور کتب آسمانی پر ایمان لائے ہیں، لیکن یہ سورہ اس امر کی قطعی صراحت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید کی دعوت جن اور انس دونوں کے لیے ہے اور حضورؐ کی رسالت صرف انسانوں تک محدود نہیں ہے۔

سورہ کے آغاز میں تو خطاب کا رُخ انسانوں کی طرف ہی ہے، کیوں کہ زمین کی خلافت انہی کو حاصل ہے، خدا کے رسول انہی میں سے آئے ہیں، اور خدا کی کتابیں انہی کی زبانوں میں نازل کی گئی ہیں، لیکن آگے چل کر آیت ۱۳ سے انسان اور جن کو یکساں مخاطب کیا گیا ہے اور ایک ہی دعوت دونوں کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الرحمٰن: موضوع اور مضمون)

جنوں کو دعوتِ توحید

۳۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مکہ میں رات بھر غائب رہے۔ ہم لوگ سخت پریشان تھے کہ کہیں آپؐ پر کوئی حملہ نہ کر دیا گیا ہو۔ صبح سویرے ہم نے آپؐ کو حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، پوچھنے پر آپؐ نے بتایا کہ ایک جن مجھے بلانے آیا تھا، میں نے اس کے ساتھ آ کر جنوں کے ایک گروہ کو قرآن سنایا۔ (مسلم، مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد)

۳۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ایک مرتبہ مکہ میں حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ آج رات تم میں سے کون میرے ساتھ جنوں کی ملاقات کے لیے چلتا ہے؟ میں آپؐ کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ مکہ کے بالائی حصہ میں ایک جگہ حضورؐ نے لکیر کھینچ کر مجھ سے فرمایا کہ اس سے آگے نہ بڑھنا۔ پھر آپؐ آگے تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے اشخاص ہیں جنھوں نے آپؐ کو گھیر رکھا ہے اور وہ میرے اور آپؐ کے درمیان حائل ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحقاف، حاشیہ: ۳۵)

۳۲۔ ایک موقع پر رات کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور مکہ معظّمہ میں حجون کے مقام پر جنوں کے ایک مقدمہ کا آپؐ نے فیصلہ فرمایا۔ اس کے سالہا سال بعد ابن مسعودؓ نے کوفہ میں جاٹوں کے ایک گروہ کو دیکھ کر کہا حجون کے مقام پر جنوں کے جس گروہ کو میں نے دیکھا تھا وہ ان لوگوں سے بہت مشابہ تھا۔ (ابن جریر)

تشریح: معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کے پے در پے وفود نبی ﷺ کے پاس حاضر ہونے لگے اور آپؐ سے ان کی رُو در رُو ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ اس بارے میں جو روایات کتب حدیث میں منقول ہوئی ہیں ان کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ میں کم از کم چھ وفد آئے۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحقاف، حاشیہ: ۳۵)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلیٰ، عَنْ دَاوٗدَ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَئَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ کَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: فَقَالَ عَلْقَمَةُ: اَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقُلْتُ: هَلْ شَهِدَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْاَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا: اُسْتُطِيْرَ اَوْ اُغْتِيْلَ، قَالَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ. فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا هُوَ جَآءٍ مِنْ قِبَلِ حِرَآءَ قَالَ: فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْنَاکَ فَطَلَبْنَاکَ فَلَمْ نَجِدْکَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ: اَتَانِیْ دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمِ الْقُرْاٰنَ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَاَرَانَا آثَارَهُمْ وَاٰثَارَ نِيْرَانِهِمْ وَسَأَلُوْهُ الزَّادَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِیْ اَيْدِيْكُمْ اَوْفَرَ مَايَكُوْنُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَآبِّكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَاِنَّهُمَا طَعَامُ اِخْوَانِكُمْ۔ (۳۲)

ترجمہ: حضرت عامر سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علقمہ سے پوچھا کہ کیا ابن مسعودؓ لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے؟ علقمہ نے جواب دیا میں نے یہی سوال ابن مسعود سے خود بھی کیا تھا کہ کیا آپ میں سے کوئی لیلۃ الجن میں رسول اللہ کے ساتھ تھا تو انھوں نے نفی میں جواب دیا کہ نہیں لیکن ایک رات ہم آپؐ کے ساتھ تھے، پھر ہم نے آپؐ کو گم پایا۔ ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں بہت تلاش کیا مگر آپؐ نہ ملے تو ہمیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ آپؐ کسی ناگہانی مصیبت کا شکار نہ ہوگئے ہوں یا پھر دشمنوں نے اچانک پکڑ کر ہلاک نہ کر دیا ہو۔ ابن مسعود کا بیان ہے، یہ رات ہماری بہت پریشانی کی رات تھی۔ صبح کے وقت اچانک آپؐ غار حرا کی جانب سے آتے ہوئے نظر آئے ہم نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! ہم نے آپ کو گم پایا۔ آپؐ کو ہم نے بہت تلاش کیا مگر پا نہ سکے لہٰذا رات انتہائی پریشانی میں گزاری۔ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے ایک جن بلانے آیا تھا۔ میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ میں نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔'' راوی کا بیان ہے۔ پھر آپؐ ہمیں وہاں لے گئے اور ان کے آثار اور آگ کے نشانات ہمیں دکھائے۔ جنوں نے آپؐ سے اپنی خوراک کے متعلق دریافت کیا۔ آپؐ نے انھیں بتایا کہ ہر وہ ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، وہ بطور گوشت تمھاری خوراک ہے اور ہر مینگنی تمھارے چوپایوں کے لیے چارہ ہے۔ پھر آپؐ نے انسانوں کے لیے حکم صادر فرمادیا کہ تم ان دونوں چیزوں کو استنجاء کے لیے استعمال نہ کرو کیونکہ یہ تمھارے بھائیوں (جنوں) کی خوراک ہیں۔

〈۲〉 حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْزُرْعَةَ وَهْبُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ یُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْعُثْمَانُ بْنُ شَبَّةَ الْخُزَاعِیُّ وَكَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ، اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ وَهُوَبِمَكَّةَ مَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ یَّحْضُرَ اَمْرَالْجِنِّ اللَّیْلَةَ، فَلْیَفْعَلْ فَلَمْ یَحْضُرْ مِنْهُمْ اَحَدٌ غَیْرِیْ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِاَعْلٰی مَكَّةَ خَطَّ لِیْ بِرِجْلِهٖ خَطًّا ثُمَّ اَمَرَنِیْ اَنْ اَجْلِسَ فِیْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰی قَامَ فَافْتَتَحَ الْقُرْاٰنَ فَغَشِیَتْهُ اَسْوِدَةٌ كَبِیْرَةٌ حَالَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ حَتّٰی مَا اَسْمَعُ صَوْتَهٗ ثُمَّ طَفِقُوْا یَتَقَطَّعُوْنَ مِثْلَ قَطْعِ السَّحَابِ ذَاهِبِیْنَ حَتّٰی بَقِیَ مِنْهُمْ رَهْطٌ فَفَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْفَجْرِ فَانْطَلَقَ مُتَبَرِّزًا ثُمَّ اَتَانِیْ فَقَالَ: مَافَعَلَ الرَّهْطُ؟ قُلْتُ هُمْ اُولٰٓئِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ عَظْمًا اَوْرَوْثًا اَوْجُمْجُمَةً فَاَعْطَاهُمْ اِیَّاهُ زَادًا ثُمَّ نَهٰی اَنْ یَّسْتَطِیْبَ اَحَدٌ بِعَظْمٍ اَوْرَوْثٍ۔ (۳۳)

ترجمہ: ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اپنے ساتھیوں سے فرمایا، ''آج رات جو شخص جنوں کی کارروائی میں حاضر ہونا چاہے اسے اجازت ہے۔'' لیکن میرے سوا کوئی نہ آیا۔ کہتے ہیں ہم چل پڑے۔ جب مکہ کے بالائی حصہ میں پہنچے تو آپؐ نے اپنے پاؤں سے ایک دائرہ بنا کر مجھے اس کے اندر بیٹھنے کی تلقین فرمائی اور خود آگے تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ آپؐ کو لوگوں کے ایک بڑے ہجوم نے گھیر لیا جو میرے اور آپ کے درمیان اس طرح حائل ہو گیا کہ میں آپؐ کی آواز نہ سن سکتا تھا۔ پھر وہ بادلوں کی طرح چھٹنے لگے اور کچھ لوگ ان میں سے باقی رہ گئے۔ آپ فجر کے وقت ان سے فارغ ہوئے۔ پھر وہاں سے آپ قضائے حاجت کے لیے گئے۔ پھر میرے پاس تشریف

لائے۔فرمایا:وہ لوگ کہاں ہیں؟میں نے عرض کیا۔اے رسولِ خدا ﷺ وہ تو یہ ہیں۔آپؐ نے ایک ہڈی یالید یاسر کی کھوپڑی اپنے دست مبارک سے پکڑ کر انھیں دیا کہ اسے خوراک بنائیں۔پھر آپؐ نے منع فرمادیا کہ ہم میں سے کوئی ان چیزوں کو قضائے حاجت کے بعد ڈھیلے کے طور پر استعمال کرے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنابِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ: ثنا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَۃَ قَوْلَهٗ وَاِذْصَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ قَالَ: ذُکِرَ لَنَا اَنَّهُمْ صَرَفُوْا اِلَیْهِ مِنْ نَیْنَوٰی قَالَ: فَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْاٰنَ عَلَی الْجِنِّ فَاَیُّکُمْ یَتْبَعُنِیْ فَاَطْرَقُوْا ثُمَّ اسْتَتْبَعَهُمْ فَاَطْرَقُوْا ثُمَّ اسْتَتْبَعَهُمُ الثَّالِثَۃَ فَاَطْرَقُوْا فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّکَ لَذُوْبَدِئَۃٍ[1] فَاَتْبَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شِعْبًا یُقَالُ لَهٗ شِعْبُ الْحَجُوْنِ قَالَ: وَخَطَّ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ خَطًّا لِیُثَبِّتَهٗ بِهٖ. قَالَ: فَجَعَلْتُ تَهْوِیْ بِیْ وَاَرٰی اَمْثَالَ النُّسُوْرِ تَمْشِیْ فِیْ دُفُوْفِهَاوَسَمِعْتُ لَغَطًا شَدِیْدًا حَتّٰی خِفْتُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تَلاالْقُرْاٰنَ فَلَمَّا رَجَعَ نَبِیُّ اللّٰهِ قُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ مَا اللَّغَطُ الَّذِیْ سَمِعْتُ؟ قَالَ: اجْتَمَعُوْا اِلَیَّ فِیْ قَتِیْلٍ کَانَ بَیْنَهُمْ فَقَضٰی بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَذُکِرَلَنَا اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ لَمَّا قَدِمَ الْکُوْفَۃَ رَاٰی شُیُوْخًا شَمْطًا مِنَ الزُّطِّ فَرَاعُوْهُ قَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: نَفَرٌ مِنَ الْاَعَاجِمِ، قَالَ: مَارَأَیْتُ لِلَّذِیْنَ قَرَأَ عَلَیْهِمُ النَّبِیُّ ﷺ الْاِسْلَامَ مِنَ الْجِنِّ شَبَهًا اَدْنٰی مِنْ هٰؤُلَاءِ۔(۳٤)

ترجمہ: حضرت قتادہ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ جنوں کا ایک گروہ نینویٰ سے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے حکم ہوا ہے کہ میں جنات کو قرآن پڑھ کر سناؤں تم میں سے کون میرے ساتھ جانے کو تیار ہے'' سب نے سر جھکا لیے اور خاموش رہے۔آپؐ نے پھر پوچھا کہ میری رفاقت میں کون جانے کو تیار ہے۔پھر سب نے اپنے سر جھکائے رکھے اور خاموش رہے۔اسی طرح تیسری بار آپؐ نے پھر پوچھا لیکن سب سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہی ان کے سامنے جاسکتے ہیں۔پھر عبداللہ بن مسعودؓ آپؐ کے ساتھ جانے کو تیار ہوگئے۔رسول اللہ ﷺ حجون نامی گھاٹی میں داخل ہوئے۔راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعودؓ کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی تاکہ اس میں ابن مسعودؓ کو بٹھادیں۔ابن مسعود کا بیان ہے کہ وہ میرے قریب اترنے لگے اور مجھے ایسا لگا گویا گدھ پر پھیلائے زمین پر اتر رہے ہیں اور میں نے سخت شور وغوغا سنا کہ مجھے نبی ﷺ کی جان کا خطرہ محسوس ہوا۔پھر آپؐ نے قرآن پاک پڑھ کر جنوں کو سنایا۔جب آپؐ واپس تشریف لائے تو میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی ﷺ وہ شور وغوغا کیسا سنائی دے رہا تھا؟ آپؐ نے فرمایا: ''جنات ایک مقدمۂ قتل میرے پاس فیصلہ کے لیے لائے تھے۔'' آپؐ نے ان کے اس مقدمہ قتل کا ٹھیک فیصلہ فرمادیا۔ہمیں بتایا گیا کہ ابن مسعودؓ جب کوفہ میں تشریف لائے تو وہاں انھوں نے جاٹوں کے کچھ بوڑھے لوگوں کو دیکھا اور وہ بھی آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ چند عجمی لوگ ہیں۔اس پر عبداللہ بن مسعودؓ

---

[1] ابن کثیر میں لَذُوْنَدِبَۃٍ وَحُرَرٍ ہے۔

نے فرمایا کہ جون کے مقام پر جنوں کے جس گروہ کو میں نے دیکھا تھا جنھیں نبی ﷺ نے اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ کی تھی وہ ان لوگوں سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔

پیغمبر علیہ السلام کا کون سا ظن واجب الاتباع ہے؟

۳۳۔ صحیح مسلم میں کتاب الفضائل کے تحت ایک مستقل باب ہے جس کا عنوان ہے۔ **باب وجوب امتثال ماقاله شرعا دُونَ مَا ذكرهُ** ﷺ **من معايش الدنيا على سبيل الرّاى**، باب اس امر کے بیان میں کہ نبی ﷺ نے شرعی طریقہ پر جو کچھ فرمایا اس کا امتثال واجب ہے نہ کہ اس بات کا جسے آپؐ نے دنیوی معاملات میں اپنی رائے کے طور پر بیان کیا ہو۔'' اس باب میں امام موصوف حضرت طلحہؓ، حضرت رافع بن خدیج، حضرت عائشہؓ اور حضرت انسؓ کے حوالہ سے یہ قصہ نقل کرتے ہیں کہ جب حضورؐ مدینے تشریف لائے تو آپؐ نے دیکھا کہ اہل مدینہ مادہ کھجور میں نر کھجور کا پیوند لگاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: **مَا اَظُنُّ يُغْنِىْ ذٰلِكَ شَيْئًا. لَعَلَّكُمْ لَوْلَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا** ''میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید اچھا ہو۔'' لوگوں نے سنا تو، ایسا کرنا چھوڑ دیا مگر اس سال پھل اچھا نہ آیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ **اِنْ كَانَ يَنْفَعُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوْهُ فَاِنِّىْ اِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُوْنِىْ بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا فَخُذُوْابِه. اِنِّىْ لَمْ اَكْذِبْ عَلَى اللّٰهِ.** ''اگر تم لوگوں کو یہ کام نفع دیتا ہے تو ضرور اسے کریں۔ میں نے تو ظن کی بنا پر ایک بات کہی تھی۔ تم ظن پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کرو۔ البتہ جب میں اللہ کی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو اسے لے لو کیونکہ میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولا ہوں۔'' (رسائل ومسائل سوم، چند مزید اعتراضات: احادیث دجال)

تخریج: **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ نِالثَّقَفِىُّ وَاَبُوْكَامِلِ الْجَحْدَرِىُّ وَتَقَارَبَا فِى اللَّفْظِ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ قَالَا نَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِقَوْمٍ عَلٰى رُؤُسِ النَّخْلِ فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَآءِ؟ فَقَالُوْا: يُلَقِّحُوْنَهُ يَجْعَلُوْنَ الذَّكَرَ فِى الْاُنْثٰى فَتَلَقَّحُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اَظُنُّ يُغْنِىْ ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ: فَاُخْبِرُوْا بِذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ فَقَالَ: اِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوْهُ فَاِنِّىْ اِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُوْنِىْ بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا فَخُذُوْا بِهٖ فَاِنِّىْ لَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.** (۳۵)

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن طلحہؓ اپنے والد کے حوالہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو کھجور کے درختوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ وہ مادہ کھجور میں نر کھجور کا پیوند لگا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔'' راوی کا بیان ہے کہ انھیں اس کی خبر ہوگئی تو لوگوں نے یہ کام چھوڑ دیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اگر لوگوں کو یہ کام نفع دیتا ہے تو وہ ضرور اسے کریں۔ میں نے تو ظن کی بنا پر ایک بات کہی تھی۔ تم مجھ پر ظن سے مواخذہ نہ کرو۔ البتہ جب میں اللہ کی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو اسے لے لو کیوں کہ میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہوں۔''

رسول خدا ﷺ کی بشری اور نبوی حیثیت میں فرق کے چند واقعات

۳٤ ـ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِنْ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاْئِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔

’’میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔ جب میں تم کو تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اسے مانو اور جب میں اپنی رائے سے کچھ کہوں تو بس میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔‘‘

تشریح: اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن معاملات کو دین اسلام نے اپنے دائرۂ رہنمائی میں لیا ہے ان میں تو حضورؐ کے ارشاد گرامی کی پیروی لازم ہے، البتہ جن معاملات کو دین نے اپنے دائرے میں نہیں لیا ہے ان میں آپؐ کی رائے واجب الاتباع نہیں ہے۔ اب ہر شخص خود دیکھ سکتا ہے کہ دین نے کن معاملات کو اپنے دائرے میں لیا ہے کن کو نہیں لیا۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کو باغبانی یا درزی کا کام یا باورچی کا کام سکھانا دین نے اپنے ذمہ نہیں لیا ہے لیکن خود قرآن ہی اس بات پر شاہد ہے کہ دیوانی اور فوجداری قوانین، عائلی قوانین، معاشی قوانین اور اس طرح اجتماعی زندگی کے تمام معاملات کے متعلق احکام و قوانین بیان کرنے کو دین اسلام نے اپنے دائرہ عمل میں لیا ہے۔ ان امور کے متعلق نبی ﷺ کی ہدایت کو رد کر دینے کے لیے مذکورہ بالا حدیث کو دلیل کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّوْمِیِّ الْیَمَامِیُّ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ الْعَنْبَرِیُّ، وَاَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمُعْقِرِیُّ: قَالُوْا : نَاالنَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: نَاعِکْرِمَةُ وَهُوَبْنُ عَمَّارٍ، قَالَ ثَنِیْ اَبُوالنَّجَاشِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ رَافِعُ بْنُ خُدَیْجٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ یَاْبُرُوْنَ النَّخْلَ یَقُوْلُ یُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ: مَا تَصْنَعُوْنَ؟ قَالُوْا: کُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ: لَعَلَّکُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا کَانَ خَیْرًا قَالَ: فَتَرَکُوْهُ فَنَفَضَتْ اَوْقَالَ فَنَقَصَتْ قَالَ: فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاْئِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ قَالَ عِکْرِمَةُ اَوْ نَحْوَ هٰذَا قَالَ الْمُعْقِرِیُّ فَنَفَضَتْ وَلَمْ یَشُکَّ۔ (۳٦)

ترجمہ: رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھجور کے خوشوں میں پیوندکاری کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ’’یہ تم لوگ کیا کرتے ہو؟‘‘ بولے ہم یہ نر و مادہ کھجور کی باہم پیوندکاری کیا کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ’’تم اگر ایسا نہ کرو تو شاید یہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔‘‘ راوی کا بیان ہے انھوں نے اسے ترک کر دیا اور پھل کم پیدا ہوا۔ راوی کا کہنا ہے کہ لوگوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں اس نقصان کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ’’بھئی میں بھی انسان ہوں جب تمہیں دینی امور میں سے کسی کا حکم دوں تو اسے بے چون و چرا لے لو اور جب کوئی بات میں اپنی رائے سے کہوں تو بہرحال میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔‘‘

〈۲〉حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ کِلَا هُمَا عَنِ الْاَسْوَدِ ابْنِ عَامِرٍ، قَالَ: نَاحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ یُلَقِّحُوْنَ فَقَالَ: لَوْلَمْ تَفْعَلُوْا لَصَلُحَ قَالَ: فَخَرَجَ شِیْصًا فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ: مَا لِنَخْلِکُمْ؟ قَالُوْا: قُلْتَ کَذَاوَکَذَا قَالَ: اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاَمْرِ دُنْیَا کُمْ۔(۳۷)

ترجمہ: حضرت ثابت بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا جو تابیرِ نخل میں مشغول تھے، آپؐ نے فرمایا: ''تم لوگ اگر ایسا نہ کرو تو (میرے خیال میں) بہتر رہے گا۔'' راوی کا بیان ہے کہ پھل ناقص پیدا ہوا۔ پھر انھیں لوگوں کے پاس سے آپؐ گزرے تو دریافت فرمایا کہ تمہاری کھجوروں کو کیا ہوا؟ انھوں نے عرض کیا آپؐ نے جیسا فرمایا تھا (ویسا ہم نے کیا) اس پر آپؐ نے فرمایا تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو۔

جنگ بدر کے موقع پر رائے قبول فرمانا

۳۵۔ جنگ بدر کے موقع پر حضورؐ ابتدا میں جہاں خیمہ زن ہوئے تھے وہ جگہ مناسب نہ تھی۔ حضرت حباب بن منذر نے آپؐ سے دریافت کیا کہ اس جگہ کا انتخاب وحی کے ذریعہ کیا گیا ہے یا محض ایک تدبیر جنگ کے طور پر ہے؟ فرمایا وحی نہیں ہے۔ انھوں نے عرض کیا اگر ایسا ہے تو میری رائے میں آگے بڑھ کر خیمہ زن ہونا چاہیے۔ حضورؐ نے ان کی رائے کو قبول فرمایا اور اسی پر عمل کیا۔

تخریج: وَالْمَعْرُوْفُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا سَارَ اِلیٰ بَدْرٍ نَزَلَ عَلیٰ اَدْنیٰ مَاءٍ هُنَاکَ اَیْ اَوَّلَ مَاءٍ وَجَدَهٗ فَتَقَدَّمَ اِلَیْهِ الْحُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْمَنْزِلُ الَّذِیْ نَزَلْتَهٗ مَنْزِلٌ اَنْزَلَکَ اللّٰهُ اِیَّاهُ فَلَیْسَ لَنَا اَنْ نُّجَاوِزَهٗ اَوْمَنْزِلٌ نَزَلْتَهٗ لِلْحَرْبِ وَالْمَکِیْدَةِ؟ فَقَالَ: بَلْ مَنْزِلٌ نَزَلْتُهٗ لِلْحَرْبِ وَالْمَکِیْدَةِ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَیْسَ بِمَنْزِلٍ وَلٰکِنْ سِرْبِنَا حَتّٰی نَنْزِلَ عَلیٰ اَدْنیٰ مَاءٍ یَلِی الْقَوْمَ وَنَغُوْرُ مَا وَرَاءَ هٗ مِنَ الْقُلْبِ وَنَسْتَقِی الْحِیَاضَ فَیَکُوْنُ لَنَا مَاءٌ وَلَیْسَ لَهُمْ مَاءٌ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفَعَلَ کَذٰلِکَ۔ (۳۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب بدر کی طرف چلے تو میدان بدر میں اس مقام پر خیمہ زن ہو گئے جہاں سب سے پہلے پانی دستیاب ہوا۔ حباب بن منذر آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! یہ جگہ جہاں آپؐ فروکش ہوئے ہیں وحی کے ذریعہ منتخب کی گئی ہے یا محض ایک تدبیر جنگ کے طور پر؟ اگر بذریعہ وحی منتخب کی گئی ہے پھر تو ہم اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ فرمایا وحی نہیں! محض تدبیر جنگ کے طور پر انتخاب کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ پڑاؤ کے لیے مناسب نہیں ہے۔ آپؐ ہمیں آگے ایسی جگہ لے چلیں جہاں پانی بھی ہو اور قوم قریش کے قریب بھی۔ اور مرکزی مقام سے ہم پورے ماحول پر نظر رکھ سکیں۔ اور وہاں حوض بنا کر پینے اور استعمال کے لیے پانی جمع کر لیں۔ اس طرح ہمارے پاس پانی ہوگا اور حریف اس سے محروم رہے گا۔ آپؐ انھیں لے کر آگے تشریف لے گئے اور اسی تجویز کے مطابق عمل کیا۔

اسیران بدر کے بارے میں مشورہ لینا

اسیران بدر کے مسئلے میں حضورؐ نے صحابہ کی جماعت سے مشورہ لیا اور خود بھی ایک عام رکن جماعت کی حیثیت سے رائے دی۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے آپؐ کی اور صدیقؓ اکبر کی رائے سے بے تکلف اختلاف کیا جس کا واقعہ تمام تاریخوں میں مشہور ہے۔ اسی مجلس میں حضورؐ نے خود اپنے داماد ابوالعاص کا مسئلہ بھی پیش کیا اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہے تو ان سے فدیہ میں جو ہار لیا گیا ہے وہ انھیں واپس کر دیا جائے۔ جب صحابہ نے بہ خوشی اس کی اجازت دی تب آپؐ نے ہار انھیں واپس کیا۔

غزوۂ خندق کے موقع پر بنی غطفان سے صلح

غزوۂ خندق کے موقع پر حضورؐ نے بنی غطفان سے صلح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ انصار کے سرداروں نے عرض کیا کہ اگر یہ ارادہ وحی کی بنا پر ہے تو مجالِ کلام نہیں، اور اگر حضورؐ اپنی رائے سے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس تجویز سے اختلاف ہے۔ حضورؐ نے انہی کی رائے قبول فرمائی اور اپنے ہاتھ سے صلح نامہ کا مسودہ چاک کر ڈالا۔

صلح حدیبیہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر تمام مسلمانوں کو بظاہر دب کر صلح کرنا پسند نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے علانیہ اس سے اختلاف کیا۔ مگر جب حضورؐ نے فرمایا کہ یہ کام میں خدا کے پیغمبرؐ کی حیثیت سے کر رہا ہوں، تو باوجودیکہ غیرت اسلامی کی بنا پر سب ملول تھے، کسی نے دم مارنے کی جرأت نہ کی۔ حضرت عمرؓ مرتے دم تک اس غلطی کے کفارے طرح طرح سے ادا کرتے رہے کہ وہ ایک ایسے امر میں حضورؐ سے اختلاف کر بیٹھے جو بحیثیت رسول کیا جا رہا تھا۔

جنگ حنین میں تقسیم غنائم کے موقع پر

جنگ حنین کے موقع پر تقسیم غنائم میں آپؐ نے مؤلفۃ القلوب کے ساتھ جو فیاضی ظاہر فرمائی تھی اس پر انصار چیں بہ جبیں ہوئے۔ حضورؐ نے ان کو بلایا۔ اپنے فعل کی تائید میں یہ نہیں فرمایا کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ جو چاہوں کروں، بلکہ ایک تقریر کی۔ جس طرح ایک جمہوری حکومت کا سردار اپنی رائے سے اختلاف رکھنے والوں کے سامنے کرتا ہے اور ان کے ایمان بالرسالت سے اپیل نہیں کی۔ بلکہ ان کی عقل اور ان کے جذبات سے اپیل کی اور انھیں مطمئن کر کے واپس فرمایا[1]۔

بریرہ کو اس کے شوہر کے بارے میں مشورہ

۳۶۔ بریرہ ایک لونڈی تھی جو اپنے شوہر سے متنفر ہو گئی تھی مگر شوہر اس کا عاشق زار تھا وہ اس کے پیچھے روتا پھرتا تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے کہا کہ تو اپنے شوہر سے رجوع کر لیتی تو اچھا تھا۔ اس نے پوچھا ''یارسول اللہ! کیا آپؐ حکم دیتے ہیں؟'' آپؐ نے جواب دیا۔ ''حکم نہیں بلکہ سفارش کرتا ہوں۔'' اس نے کہا ''اگر یہ سفارش ہے تو میں اس کے پاس جانا نہیں چاہتی۔''

تشریح: اس قسم کی اور بہت سی مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب قرینہ سے یا خود حضورؐ کی تصریح سے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ آپؐ کوئی بات اپنی رائے سے فرما رہے ہیں تو وہ آزادی کے ساتھ اس میں اظہار رائے کرتے تھے اور آپؐ خود

---

[1] مذکورہ بالا واقعات کی تفاصیل کے لیے کتب مغازی سے رجوع کریں۔ (مرتب)

اس آزادانہ اظہار رائے میں ان کی ہمت افزائی فرماتے تھے۔ ایسے مواقع پر اختلاف کرنا نہ صرف جائز تھا، بلکہ آپؐ کے نزدیک پسندیدہ تھا اور آپؐ خود بسا اوقات اپنی رائے سے رجوع فرما لیتے تھے۔ (تفہیمات اوّل: آزادی کا اسلامی تصور)

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَبَّاسٍ: يَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: لَوْ رَاجَعْتِيْهِ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْمُرُنِيْ؟ قَالَ: اِنَّمَا اَشْفَعُ قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ۔ (۳۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے۔ مغیث نام تھا۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ گویا وہ منظر بعینہٖ میری آنکھوں کے سامنے ہے جب وہ روتا ہوا بریرہ کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا اور آنسو اس کی ڈاڑھی پر بہہ رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ عباس! مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت کیسی تعجب خیز ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا کاش کہ تو مغیث کی طرف رجوع کر لیتی۔ بریرہ بولی یارسولؐ اللہ! آپؐ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں محض سفارش کر رہا ہوں'' (یہ سن کر) بریرہ نے جواب دیا حضورؐ والا پھر مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔

خواب میں زیارتِ نبویؐ اور زندگی پر اس کا اثر

۳۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا، تو درحقیقت اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری تمثال میں نہیں آسکتا۔

تشریح: اس حدیث کی صحیح تشریح یہ ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضورؐ کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا اُس نے درحقیقت آپؐ ہی کو دیکھا۔ کیوں کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں دی گئی ہے کہ وہ آپؐ کی صورت میں آکر کسی کو بہکا سکے۔ اس کی یہی تشریح ابن سیرین رحمہ اللہ نے کی ہے۔ امام بخاری کتاب التعبیر میں ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اِذَا رَاٰهُ فِيْ صُوْرَتِهٖ ''جب کہ دیکھنے والے نے آپؐ کو آپ ہی کی صورت میں دیکھا ہو'' علامہ ابن حجر صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص ابن سیرین سے کہتا کہ میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو وہ اس سے پوچھتے تھے کہ تو نے کس شکل میں دیکھا؟ اگر وہ آپؐ کی کوئی ایسی شکل بیان کرتا جو آپؐ کے حلیہ سے نہ ملتی تھی، تو ابن سیرین کہہ دیتے تھے کہ تو نے حضورؐ کو نہیں دیکھا ہے۔ یہی طرزِ عمل ابن عباسؓ کا بھی تھا جیسا کہ حاکم نے بہ سند صحیح نقل کیا ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ خود حدیث کے الفاظ بھی اسی معنی کی توثیق کرتے ہیں۔ جن مختلف الفاظ میں یہ حدیث صحیح سندوں سے منقول ہوئی ہے ان سب کا مفہوم یہی ہے کہ ''شیطان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں نہیں آسکتا۔'' نہ یہ کہ شیطان کسی شکل میں آکر آدمی کو یہ دھوکہ نہیں دے سکتا کہ وہ آں حضور کو دیکھ رہا ہے۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی جان لینی ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور آپؐ سے کوئی امر یا کوئی نہی کا حکم سنے، یا دین کے معاملے میں کسی قسم کا ایما آپؐ سے پائے تو اس کے لیے اس خواب کی پیروی اس

وقت تک جائز نہیں ہے جب تک وہ اس تعلیم یا ایماء کے مطابق کتاب وسنت ہونے کا اطمینان نہ کر لے۔ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لیے دین کا معاملہ خوابوں اور کشفوں اور الہاموں پر نہیں چھوڑا ہے۔ حق اور باطل اور صحیح اور غلط کو ایک روشن کتاب اور ایک مستند سنت میں پیش کر دیا گیا ہے جسے بیداری میں اور پورے شعور کی حالت میں دیکھ کر راہِ راست معلوم کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی خواب یا کشف یا الہام اِس کتاب اور اس سنت کے مطابق ہے تو خدا کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ نے حضورؐ کی زیارت نصیب کی، یا کشف والہام کی نعمت سے نوازا۔ لیکن اگر وہ اس کے خلاف ہے تو اُسے رد کر دیجیے اور اللہ سے دعا مانگیے کہ وہ ایسی آزمائشوں سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے۔

ان دو باتوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بہ کثرت لوگ گمراہ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں۔ متعدد آدمی میرے علم میں ایسے ہیں جو صرف اس بنا پر ایک گمراہ مذہب کے پیرو ہو گئے کہ انھوں نے خواب میں نبی ﷺ کو اس مذہب کے بانی کی توثیق کرتے یا اس کی طرف التفات فرماتے دیکھا تھا۔ وہ اس گمراہی میں نہ پڑتے اگر اس حقیقت سے واقف ہوتے کہ خواب میں کسی شکل کے انسان کو نبی ﷺ کے نام سے دیکھ لینا درحقیقت حضورؐ کو دیکھنا نہیں ہے اور یہ کہ خواب میں واقعی حضورؐ ہی کی زیارت نصیب ہو تب بھی کوئی حکم شرعی اور امر دینی ایسے خواب سے اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر شیطان کے فریب سے تحفظ صرف اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ آدمی حضورؐ کو آپؐ کی اصلی شکل میں دیکھے تو اس کا فائدہ صرف انھیں لوگوں کو حاصل ہو سکتا تھا، جنھوں نے آپ کو بیداری میں دیکھا تھا کہ بعد کے لوگ آخر کیسے جان سکتے ہیں کہ جو شکل وہ خواب میں دیکھ رہے ہیں وہ حضورؐ ہی کی ہے یا کسی اور کی؟ ان کو اس حدیث سے کیا تسلی ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعد کے لوگ اس بات کا اطمینان تو نہیں کر سکتے کہ انھوں نے جو شکل خواب میں دیکھی، وہ حضور ہی کی شکل تھی، مگر یہ تو معلوم کر سکتے ہیں کہ خواب کے معنی اور مضمون کی مطابقت قرآن وسنت کی تعلیم سے ہے یا نہیں۔ مطابقت پائی جاتی ہو تو پھر زیادہ امکان اسی بات کا ہے کہ انھوں نے خواب میں حضورؐ ہی کی زیارت کی ہے، کیوں کہ شیطان کسی کو راہِ راست دکھانے کے لیے تو بہروپ نہیں بھرا کرتا۔ (رسائل ومسائل چہارم، عام مسائل: خواب...)

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ یونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبُوسَلَمَةَ، اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِي الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ۔ (۴۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا، تو وہ عنقریب حالت بیداری میں مجھے دیکھ لے گا کیوں کہ شیطان میری تمثال میں نہیں آ سکتا۔“

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِبْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْرَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَخَیَّلُ بِیْ وَرُؤْیَاالْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے درحقیقت مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرا روپ نہیں دھار سکتا۔ اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبۡدُاللّٰهِ بۡنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيۡثُ: قَالَ: حَدَّثَنِی ابۡنُ الۡهَادِ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ خَبَّابٍ، عَنۡ اَبِیۡ سَعِيۡدِنِ الۡخُدۡرِیِّ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوۡلُ مَنۡ رَاٰنِیۡ فَقَدۡ رَاَی الۡحَقَّ فَاِنَّ الشَّيۡطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِیۡ۔ (۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں انھوں نے آپؐ کا یہ ارشاد گرامی خود سنا کہ ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا کیوں کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔''

〈۴〉 حَدَّثَنِیۡ مُحَمَّدُ بۡنُ حَاتِمٍ، قَالَ: نَارُوۡحٌ، قَالَ: نَازَكَرِيَّا بۡنُ اِسۡحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِیۡ اَبُوالزُّبَيۡرِ اِنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَابۡنَ عَبۡدِ اللّٰهِ يَقُوۡلُ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنۡ رَاٰنِیۡ فِی النَّوۡمِ فَقَدۡ رَاٰنِیۡ فَاِنَّهٗ لَايَنۡبَغِیۡ لِلشَّيۡطَانِ اَنۡ يَّتَشَبَّهَ بِیۡ۔ (۴۲)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا اس لیے کہ شیطان کو یہ اختیار ہی نہیں کہ مجھ سے مشابہ بن سکے۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا قُتَيۡبَةُ بۡنُ سَعِيۡدٍ، قَالَ: نَا لَيۡثٌ ح قَالَ: وَثَنَا ابۡنُ رُمۡحٍ، قَالَ: اَنَا اللَّيۡثُ عَنِ ابۡنِ الزُّبَيۡرِ، عَنۡ جَابِرٍ، اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنۡ رَاٰنِیۡ فِی النَّوۡمِ فَقَدۡ رَاٰنِیۡ اِنَّهٗ لَا يَنۡبَغِیۡ لِلشَّيۡطَانِ اَنۡ يَّتَمَثَّلَ فِیۡ صُوۡرَتِیۡ الحديث۔ (۴۳)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نیند کی حالت میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ شیطان سے یہ بات مناسبت نہیں رکھتی کہ وہ میری صورت بنا کر آئے۔''

کیا کسی کو ہدایت دینا نبی ﷺ کے اختیار میں ہے؟

۳۸۔ صحیحین کی روایت ہے کہ یہ آیت[۱] نبی ﷺ کے چچا ابوطالب کے معاملے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کا جب آخری وقت آیا تو حضورؐ نے اپنی حد تک انتہائی کوشش کی کہ وہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان لے آئیں تا کہ ان کا خاتمہ بالخیر ہو، مگر انھوں نے ملّت عبدالمطلب ہی پر جان دینے کو ترجیح دی۔

تشریح: محدثین اور مفسرین کا یہ طریقہ معلوم ومعروف ہے کہ ایک آیت عہد نبوی کے جس معاملہ پر چسپاں ہوتی ہے اسے وہ آیت کی شان نزول کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ اس لیے اس روایت اور اسی مضمون کی ان دوسری روایات سے جو ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں حضرات ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمر وغیرہم سے مروی ہیں، لازماً یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ سورۂ قصص کی یہ آیت

---

[۱] اِنَّکَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِیۡ مَنۡ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ. (القصص: ۵۶)

ابوطالب کی وفات کے وقت نازل ہوئی تھی بلکہ ان سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے مضمون کی صداقت سب سے زیادہ اس موقع پر ظاہر ہوئی۔ اگر چہ حضورؐ کی دلی خواہش تو ہر بندۂ خدا کو راہ راست پر لانے کی تھی، لیکن سب سے بڑھ کر اگر کسی شخص کا کفر پر خاتمہ حضورؐ کو شاق ہو سکتا تھا، اور ذاتی محبت و تعلق کی بنا پر سب سے زیادہ کسی شخص کی ہدایت کے آپؐ آرزومند ہو سکتے تھے تو وہ ابوطالب تھے۔ لیکن جب ان کو بھی ہدایت دینے پر آپؐ قادر نہ ہوئے تو یہ بات بالکل ظاہر ہوگئی کہ کسی کو ہدایت بخشنا اور کسی کو اس سے محروم رکھنا نبی کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ معاملہ بالکل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کے ہاں یہ دولت کسی رشتہ داری و برادری کی بنا پر نہیں بلکہ آدمی کی قبولیت واستعداد اور مخلصانہ صداقت پسندی کی بنا پر عطا ہوتی ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، القصص، حاشیہ: ۷۹)

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ: اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا سَعِیْدُبْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَعِنْدَهٗ اَبَاجَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اُمَیَّةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ طَالِبٍ، اَیْ عَمِّ قُلْ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ: یَا اَبَاطَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعْرِضُهَا عَلَیْهِ وَیَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰی قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَمَا كَلَّمَهُمْ بِهٖ هُوَعَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَاوَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْهُ (عنك) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ مَاكَانَ لِلنَّبِیِّ الآیة۔ (٤٤)

ترجمہ: سعیدؒ اپنے باپ مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انھیں بتایا کہ جب ابوطالب کی وفات کا آخری وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بن المغیرہ وہاں پہلے سے موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے روئے سخن ابوطالب کی طرف کر کے فرمایا: چچا جان! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے قائل ہو جاؤ۔ میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے بدلے شہادت دوں گا (کہ انھوں نے کلمۂ توحید کا اقرار کر لیا تھا) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے: ابوطالب! کیا تم اس آخری وقت میں ملت عبدالمطلب سے روگردانی کرتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ اپنی پیشکش دہراتے رہے اور وہ دونوں اپنی بات کا اعادہ کرتے رہے۔ آخر کار ابوطالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ وہ ملت عبدالمطلب پر جان دے رہا ہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخدا! میں ان کے لیے استغفار کرتا رہوں گا تاوقتیکہ مجھے اس سے روک نہ دیا جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ الآیة۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ الْیَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُبْنَ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ اَبَاطَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةٌ اُحَاجُّ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ (٤٥)

ترجمہ: حضرت مسیّب بیان کرتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اے چچا جان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کرلو میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں اسی کو آپ کے حق میں حجت بناؤں گا (اسے ہی بطور دلیل پیش کر کے بخشش کی درخواست کروں گا)۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ: نَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: نَا یَزِیْدُبْنُ کَیْسَانَ، قَالَ: انا اَبُوْحَازِمِ اَلْاَشْجَعِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمِّهٖ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَکَ بِهَایَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ: لَوْلَا اَنْ یُعَیِّرَنِیْ قُرَیْشٌ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا حَمَلَهٗ عَلٰی ذٰلِکَ الْجَزْعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَیْنَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ (٤٦)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کے قائل ہو جاؤ۔ قیامت کے روز اس کی بنا پر میں تمہارے حق میں شہادت دوں گا۔ ابوطالب نے جواب دیا۔ اگر قریش مجھ پر طعنہ زنی نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ سردار نے ڈر کے مارے ایسا کیا ہے تو میں تیری آنکھیں اقرار توحید سے ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

کوہِ صفا سے دعوتِ توحید

۳۹۔ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، یَا عَبَّاسُ، یَا صَفِیَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، یَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ، فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا سَلُوْنِیْ مِنْ مَّالِیْ مَاشِئْتُمْ۔

''اے بنی عبدالمطلب، اے عباس، اے صفیہ رسول اللہؐ کی پھوپھی، اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی، تم لوگ آگ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرلو، میں خدا کی پکڑ سے تم کو نہیں بچا سکتا۔ البتہ میرے مال میں سے تم لوگ جو کچھ چاہو مانگ سکتے ہو۔''

تشریح: آپؐ نے صبح سویرے صفا کے سب سے اونچے مقام پر کھڑے ہو کر فرمایا: یَا صَبَاحَاهُ۔ ''ہائے صبح کا خطرہ'' اے قریش کے لوگو، اے بنی کعب بن لُوئیؔ اے بنی مُرّہ، اے آلِ قُصَی، اے بنی عبدِ مناف، اے بنی عبدِ شمس، اے بنی ہاشم، اے آلِ عبدالمطلب۔ اسی طرح قریش کے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے لے کر آپؐ نے آواز دی ـــــ عرب میں قاعدہ تھا کہ جب صبح تڑکے کسی اچانک حملے کا خطرہ ہوتا تو جس شخص کو بھی اس کا پتہ چل جاتا وہ اسی طرح پکارنا شروع کر دیتا اور لوگ اس کی آواز سنتے ہی ہر طرف سے دوڑ پڑتے ـــــ چنانچہ حضورؐ کی اس آواز پر سب لوگ گھروں سے نکل آئے اور جو خود نہ آ سکا اس نے اپنی طرف سے کسی کو خبر لانے کے لیے بھیج دیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا: ''لوگو! ''اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک بھاری لشکر ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو تم میری بات سچ مانو گے، سب نے کہا ہاں، ہمارے تجربے میں تم کبھی جھوٹ بولنے والے نہیں رہے ہو۔'' آپؐ نے فرمایا: ''اچھا تو میں خدا کا سخت عذاب آنے سے پہلے تم کو خبردار کرتا ہوں۔ اپنی جانوں کو اس کی پکڑ سے بچانے کی فکر کرو۔ میں خدا کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ قیامت میں میرے رشتہ دار صرف متقی ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ نیک اعمال لے کر آئیں اور تم لوگ دنیا کا

وبال سر پر اٹھائے ہوئے ہو۔اس وقت تم پکارو گے یا محمدؐ! مگر میں مجبور ہوں گا کہ تمہاری طرف سے منہ پھیر لوں۔البتہ دنیا میں میرا اور تمہارا خون کا رشتہ ہے اور یہاں میں تمہارے ساتھ ہر طرح کی صلہ رحمی کروں گا۔" (تفہیم القرآن، ج ۳، الشعراء، حاشیہ: ۱۳۵)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَزُهَيْرُبْنُ حَرْبٍ، قَالَا: نَاجَرِيْرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ: يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَابَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا۔ (۴۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو پکارا۔آپؐ نے پہلے عام انداز میں ڈرایا پھر خاص انداز میں خطاب فرمایا۔آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے بنی کعب بن لُؤی جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔اے بنی مرہ بن کعب جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔اے بنی عبد شمس جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔اے بنی عبد مناف اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اے بنی ہاشم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔اے بنی عبد المطلب اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔اے فاطمہؓ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے تمہیں ذرا بھی نہ بچاسکوں گا۔البتہ دنیا میں قرابتداری کی وجہ سے تمہارے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرتا رہوں گا۔

⟨۲⟩ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ :يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمْ۔ (۴۸)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آیۂ کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر فرمایا: "اے فاطمہؓ بنت محمد ﷺ، اے صفیہ بنت عبد المطلب، اے بنی عبد المطلب میں (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ کی گرفت سے تمہیں ذرا بھی نہ بچاسکوں گا۔البتہ میرے دنیاوی مال و متاع میں سے جو چاہو مانگ لو۔

⟨۳⟩ قَبِيْصَةُ بْنُ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَا: لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ: اِنْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا اَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنِّيْ نَذِيْرٌ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ اَهْلَهُ فَخَشِيَ اَنْ يَسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ۔ (۴۹)

ترجمہ: حضرت قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت ہے دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب **وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** کا نزول ہوا تو نبی ﷺ پہاڑ کی ایک چٹان کے پاس تشریف لے گئے اور سب سے اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے عبدِ مناف کی اولاد! میں تم کو متنبہ کرنے والا ہوں۔ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن کو دیکھ کر اپنے اہل وعیال کو بچانے کے لیے چل پڑے اور اس اندیشہ کے پیش نظر کہ مبادا دشمن پہلے پہنچ جائے وہ **یَاصَبَاحَاہ**'' ہائے صبح کی مصیبت'' کی صدا زور زور سے لگانے لگے۔

⟨۴⟩ حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰ، قَالَ: اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِی ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اُنْزِلَ عَلَيْهِ: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا. يَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا . يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا. يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِیْ مَا شِئْتِ لَآ اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔'' (۵۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب آیت **وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: ''اے معشر قریش! اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچاؤ کے لیے نیک اعمال کے بدلے اپنی جانوں کو خرید لو۔ میں عذاب الٰہی سے بچانے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اے اولادِ عبدالمطلب میں تمہارے بھی کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ اے صفیہ رسول خدا کی پھوپھی جان! میں اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ اے فاطمہؓ لختِ جگر محمدؐ! مانگ لو مجھ سے جو جی چاہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تمہیں بچانے کے لیے کسی کام نہیں آسکوں گا۔

⟨۵⟩ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُبْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ: يَا مَعْشَرَقُرَيْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِیْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَااُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَاعَبَّاس بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًاوَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَآ اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ سَلِيْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ (۵۱)

تابعه اصيغ عَنْ بُن وهب عن يونس عن ابن عباس۔

⟨۶⟩ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الاَقْرَبِيْنَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ ضَرًّا

وَلا نَفْعًا یا مَعْشَرَ بَنِیْ عَبْدِ مَنافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لا اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ ضَرًّا وَّلا نَفْعًا یا مَعْشَرَ بَنِیْ قُصَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلا نَفْعًا یا مَعْشَرَ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّاوَّ لا نَفْعًا یا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّی لَآ اَمْلِکُ لَکِ ضَرًّا وَّ لا نَفْعًا اِنَّ لَکِ رَحِمًا وَسَاَبُلُّهَا[1] بِبَلالِهَا۔ (٥٢)

هذاحديث حسن غريب من هذا الوجه۔

﴿٧﴾ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَشْعَثِ اَحْمَدُبْنُ الْمِقْدَامِ الْعَجَلِیُّ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّنَاوِیُّ نا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَا صَفِیَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، یَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا سَلُوْنِیْ مِنْ مَّالِیْ مَاشِئْتُمْ۔ (٥٣)

هذا حديث حسن صحيح وهكذا روى وكيع وغيروا حد هذا الحديث عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة نحو حديث محمد بن عبدالرحمٰن الطناوى وروى بعضهم عن هشام بن عروة عن ابيه عن النبى ﷺ مرسلاً ولم يذكرفيه عن عائشة وفى الباب عن على وابن عباس۔

﴿٨﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْکُرَیْبٍ مُحَمَّدُبْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: نا اَبُوْ اُسَامَةَ، عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِوبْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِیْدِبْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَرَهْطَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ یَا صَبَاحَاه! فَقَالُوْا: مَنْ هٰذَا الَّذِیْ یَهْتِفُ؟ قَالُوْا: مُحَمَّدٌ، فَاجْتَمَعُوْا اِلَیْهِ فَقَالَ: یَا بَنِیْ فُلَانٍ، یَا بَنِیْ فُلَانٍ، یَا بَنِیْ فُلَانٍ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ، یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ: اَرَأَیْتَکُمْ لَوْاَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ؟ قَالُوْا:مَاجَرَّبْنَا عَلَیْکَ کَذِبًا قَالَ ﷺ: فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ قَالَ: فَقَالَ اَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَکَ اَمَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ كذا قرأ الاعمش الٰى اخرالسورة۔ (٥٤)

ترجمه: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَرَهْطَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ نازل ہوئی ''اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے قبیلے کے مخلص لوگوں کو متنبہ کردو'' تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور کوہ صفا پر چڑھ کر یَاصَبَاحَاهُ ''ہائے صبح کی مصیبت'' کی صدا سے لوگوں کو بلایا: لوگ یہ آواز سن کر پوچھنے لگے کہ یہ کون ہے

[1] أى اصلكم فى الدنيا ولااغنى عنكم من الله شيئاً۔

جو پکار رہا ہے؟ لوگوں نے کہا محمدؐ ہیں۔ آپؐ کی آواز سن کر سب لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپؐ نے ہر ایک قبیلے کو مخاطب کر کے فرمایا اے بنی فلاں، اے بنی فلاں، اے بنی عبد مناف، اے بنی عبد المطلب۔ جب وہ سب اکٹھے ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا: ''کیا سمجھتے ہو اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سے سواروں کا ایک دستہ نکل رہا ہے کیا تم میری اس بارے میں تصدیق کرو گے؟'' وہ بیک زبان بولے ہم نے تمہاری کوئی بات جھوٹی نہیں پائی۔ تو آپؐ نے فرمایا: ''میں تمہیں سخت عذاب سے خبردار کرتا ہوں۔'' اس پر ابولہب بولا۔ تیرا ستیاناس جائے کیا تو نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا تھا۔

〈۹〉 اَخبَرنَا مُحمَّدُبنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِیْ اِبرَاهِیمُ بنُ اِسمَاعِیلَ ابنِ اَبِی حُبَیبَةَ عَنْ دَاوٗدَ بنِ الْحُصَینِ، عَنْ عِکرَمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا اُنزِلَتْ وَاَنذِرعَشِیرَتَکَ الاَقْرَبِیْنَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الصَّفَا، فَقَالَ: یَا مَعْشَرَقُرَیْشِ! فَقَالَتْ قُرَیْشٌ: مُحَمَّدٌ عَلَی الصَّفَا یَهْتِفُ فَاَقْبَلُوْا وَاجْتَمَعُوْا فَقَالُوْا: مَالَکَ یَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: اَرَأَیْتَکُمْ لَوْاَخبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا بِسَفحِ هٰذَا الْجَبَلِ اَکُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنَنِیْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، اَنْتَ عِنْدَنَا غَیْرُ مُتَّهَمٍ، وَمَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ کَذِبًا قَطُّ، قَالَ: فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ. یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ، یا بنی زُهْرَةَ، حَتّٰی عَدَّدَالاَفْخَاذَ مِنْ قُرَیْشٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُنْذِرَ عَشِیْرَتِی الاَقْرَبِیْنَ وَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ الدُّنْیَا مَنْفَعَةً وَّلَا مِنَ الْاٰخِرَةِ نَصِیْبًا اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، قَالَ: یَقُوْلُ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَّکَ سَائِرَالْیَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ السورة کلها۔ (۵۵)

〈۱۰〉 حَدَّثَنَا عُمَرُبْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَمْرُوبْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِیْدِبْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ صَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِهْرٍ، یَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِیَنْظُرَ مَا هُوَ؟ فَجَآءَ اَبُوْ طَالِبٍ وَّقُرَیْشٌ فَقَالَ: اَرَأَیْتَکُمْ لَوْاَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا، قَالَ: فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ: تَبًّا لَّکَ سَائِرَالْیَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَا لُهٗ وَمَا کَسَبَ۔ (۵۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ جب نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے کوہِ صفا پر چڑھ کر بآواز بلند قریشی قبائل کو پکارنا شروع کیا۔ اے بنی فہر، اے بنی عدی وغیرہ حتّٰی کہ وہ جمع ہو گئے۔ جو آدمی خود نہ جا سکتا تھا اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا تاکہ صورتِ حال کا جائزہ لے اور ابوطالب، قبیلہ قریش کے اور لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: کہ ''بتاؤ کہ اگر تمہیں میں اس بات کی خبر دوں کہ اس وادی میں لشکرِ جرّار تم پر ٹوٹ پڑنے کے لیے بالکل تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات کو سچ تسلیم کرو گے؟ وہ سب بولے ہاں۔ ہم نے آپ کو اپنے تجربے میں ہمیشہ سچا

اور راست گو ہی پایا۔ آپ ؐ نے فرمایا: ’’میں عذابِ شدید کی آمد سے پہلے تمہارے لیے ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔‘‘ اس پر ابولہب بولا۔ تیرا ستیاناس جائے آج، تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ اس موقع پر تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا اَغْنیٰ عَنْهُ مَا لُهُ وَمَا کَسَبَ نازل ہوئی۔

〈۱۱〉حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ زِیَادٍ، نَا اَبُوْزَیْدٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَیْرٍ، قَالَ: ثَنِی الْاَشْعَرِیُّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِصْبَعَیْهِ فِیْ اُذُنَیْهِ فَرَفَعَ صَوْتَهُ فَقَالَ: یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ یَا صَبَاحَاه! (۵۷)

هذا حدیث غریب من هذا الوجه وقد رواه بعضهم عن عوف عن قسامة ابن زهیر عن النبی ﷺ مرسلاً وهوا صح ولم یذکرفیه عن ابی موسیٰ۔

ترجمہ: اشعری سے منقول ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال کر بلند آواز سے پکارا اے بنی عبدمناف ہائے صبح کا اندیشہ وخطرہ۔

〈۱۲〉 حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثنا اَبِیْ، ثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: ثنی عَمْرُوبْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ جَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یُنَادِیْ یَا بَنِی فِهْرٍ، یا بَنِیْ عَدِیّ بِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ وَقَالَ لَنَا قَبِیْصَةُ: ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِیْدِبْنِ جُبَیْرٍ۔

〈۱۳〉 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَ اَنْذِرْعَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ جَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَدْعُوْهُمْ قَبَآئِلَ قَبَآئِلَ۔ (۵۸)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے قبائل قریش کو نام بنام پکارا۔

〈۱۴〉 حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ، انا شُعَیْبٌ، ثنا اَبُوْ الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: یَابَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ، یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ، یَا اُمَّ الزُّبَیْرِبْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، یَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، اِشْتَرِیَا اَنْفُسَکُم مِنَ اللّٰهِ لَآاَمْلِکُ لَکُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا سَلَانِیْ مِنْ مَّالِیْ مَا شِئْتُمَا۔ (۵۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور اے بنی عبد مناف اپنے نفسوں کو بیچ لو۔ اے بنی عبدالمطلب اپنے نفسوں کو بیچ لو (اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے) اے اُمِ زبیر بن عوام رسولؐ خدا کی پھوپھی! اے فاطمہ بنت محمدؐ! اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی گرفت سے اپنے نفسوں کو بچانے کی فکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے میں تمہارے ذرہ برابر کام نہیں آسکوں گا۔ میرے دنیوی مال میں سے جس چیز کا چاہو مطالبہ کرلو۔

〈۱۵〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِی اَبِی ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِیْرٍ ثنا مِسْعَرٌ ثناعَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عُمَیْرٍ عَنْ مُوسیٰ بْنِ طَلْحَۃَ، عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْعَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ جَعَلَ یَدْعُوْبُطُوْنَ قُرَیْشٍ بَطْنًا بَطْنًا یَابَنِی فُلَانٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِحَتّٰی انْتَھیٰ اِلیٰ فَاطِمَۃَ فَقَالَ: یَا فَاطِمَۃُ ابْنَۃُ مُحَمَّدٍ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا۔ (۶۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے چھوٹے بڑے ہر قبیلے کو نام بنام پکارا کہ اے بنی فلاں اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ آخر کار حضرت فاطمہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے فاطمہؓ بنت محمدؐ! اپنی جان کو آگ سے بچا۔ میں اللہ کے عذاب سے یا اس کی گرفت سے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا بجز اس کے کہ میرا تمہارے ساتھ خونی رشتہ ہے۔ یہاں میں تمہارے ساتھ ہر طرح کی صلہ رحمی کروں گا۔''

ماٰخذ

(۱) بخاری ج ۱، کتاب الایمان باب حُب الرّسول ﷺ من الإیمان ☆مسلم ج ۱، کتاب الایمان باب وجوب محبة رسول اللّٰہ ﷺ☆دارمی کتاب الرقاق باب لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه☆مسند احمد ج۳،ص۲۰۷،۲۵۱،۲۷۲،۲۷۵،۲۸۹مرویات انس بن مالك☆کنزالعُمّال ج۱ص۳۷۔ کنزالعمال اور مسلم کی روایت میں وَالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ کے بجائے وَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ ھے۔

(۲) مسلم، ج۱، کتاب الایمان باب وجوب محبة رسول اللّٰہ ﷺ☆ نسائی کتاب الایمان وَشَرائعہٖ ج۸/۷ باب علامة الایمان☆ابن ماجه المقدمة باب فی الایمان ح۶۷☆مسند ابی عوانه ج۱ص۳۳۔

(۳) کنزالعمال، ج۱ص۳۸۔

(۴) کنزالعمال، ج۱ص۴۱۔

(۵) کنزالعمال، ج۱ص۴۱۔

(۶) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة فصل دوم بحواله شرح السنة ☆شرح اربعین نووی، عن ابی محمد عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص قال النووی ھذا حدیث صحیح ☆ابن کثیر ج ۱ص ۵۲۰ زیر تفسیر ایت۔ثُمَّ لَایَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ ابن کثیر نے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ نقل کیا ہے۔

(۷) کنزالعمال، ج۱،ص۲۱۷به حواله الحکیم وابو نصر السجزی فی الابانة وقال حسن غریب والخطیب عن ابن عمرو۔

(۸) مسلم، ج۱، کتاب الایمان باب الدّلیل علی ان من رضی باللّٰہ ربًّا وبِالْاِسلامِ دینا وبِمحمد نبیًّا ﷺ رسولا فھو

مومن وان ارتکب المعاصی الکبائر☆ترمذی ابواب الایمان ج ۲ص۹۱☆ مسند احمد ج ۱ص۲۰۸ ☆کنزالعمال ج ۱ص۲۵۔ مسلم کتاب الایمان، ترمذی ابواب الایمان میں اور مسند احمد ج ۱ص۱۸،۲۰، میں ثلاث من کن فیه وجد طعم الایمان کے الفاظ بھی آئے ھیں۔علاوہ ازیں ابوداؤد نے کتاب الزکاۃ میں، ترمذی نے ابواب العلم میں، نسائی نے کتاب الایمان میں، ابن ماجہ نے کتاب الفتن میں اور امام احمد نے مسند کی ج ۲ص۲۹۸، پراور ۵۲۰ پربھی انھی الفاظ میں نقل کیا ھے۔

(۹) بخاری، ج ۲، کتاب الاحکام، باب قول اللّٰہ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامرمنکم اور بخاری، ج۱، کتاب الجهاد باب یقاتل من وراء الامام ویتقی به اور کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰہ ﷺ میں یہ الفاظ ھیں: فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصىٰ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ مسلم ج۲ کتاب الامارۃ باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی المعصیة۔☆نسائی کتاب البیعة۔ الترغیب فی طاعة اللّٰہ ☆ابن ماجه المقدمة۔ باب اتباع سنة رسول اللّٰہ ﷺ اور کتاب الجهاد باب فی طاعة الامام ☆ کنزالعمال ج ٦ص٥٢☆ابن کثیر ج۱، عن ابی ھریرۃ بحوالہ ابن ابی حاتم ☆ابوداؤد الطیالسی مرویات ابی ھریرۃ (ابوعلقمة عن ابی ھریرۃ) ☆مسند احمد ج ۲ص٢٤٤،٢٥٣،٢٧٠، ٣١٣،٣٤٢،٣٨٦،٤١٦، ٤٦٧، ٤٧١، ٥١١ ☆ ریاض الصالحین ، باب فی وجوب طاعة ولاۃ امورفی غیر معصیة الخ۔

(۱۰) بخاری ج۲، کتاب الرقاق، باب الانهاء عن المعاصی☆مسلم ج۲، کتاب الفضائل باب شفقته ﷺ علیٰ امته ومبالغته فی تحذیر ھم ما یضرھم☆مسند احمد، ج۲ص۳۱۲ تا۵٤۰، عن ابی ھریرۃ۔

(۱۱) مسلم ج ۲، کتاب الفضائل باب شفقته ﷺ ☆ ریاض الصالحین ص۵۹، عن جابر ☆ترمذی ابواب الامثال باب ماجاء مثل ابن ادم واجله واملہ☆مسند احمد ج ۳ص۱٦۱،۳۹۲، عن جابر ☆مجمع الزوائد ج ۸ص۲٦۲۔

(۱۲) مسلم ج۱،کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ☆مسند احمد ج ۲ص۳۵۰، عن ابی ھریرۃ ☆مسند احمد کی ایك روایت میں ولایھودی ولا نصرانی ھے یعنی دونوں جگہ ولا ھے ☆مسند احمد ج ۲،ص۲۵۰،۳۱۷ عن ابی ھریرۃ، ج٤ص۷۰ ج۵ص۳۸۲ ج٦ص۳۸۲ پر ولایومن باللّٰہ من لایومن بی بھی ھے۔ کنزالعمال ج ۱ص۲٦۸☆مجمع الزوائد ج ۸ص۲٦۲۔

(۱۳) تفسیر ابن کثیر ج ۲ص٤٤۰☆مجمع الزوائد ج ۸ص۲٦۱۔

(۱٤) مُسند احمد ج ٤ص۳۹٦،۳۹۸ ☆کنزالعُمَّال ج ۱ص۲٦۸، بحوالہ ☆ابن جریر اور طبرانی۔

(۱۵) دارمی،ج۱، باب ۳۹ مایتقی من تفسیر حدیث النبی اور مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة ☆ابن حبّان نے باسناد صحیح روایت کیاھے۔ بحوالہ دارمی ج ۱ص۹۵، حاشیہ حدیث ٤٤۱☆کنزالعُمَّال جلد ۱ص۲۰۱۔

(۱٦) مسند احمدج ٤ص۲٦٦، مرویات عبداللّٰہ بن ثابت☆مجمع الزوائدج۱ص۱۷۳☆کنزالعمال ج۱ص۲۰۱، بحوالہ ابن سعد ، الحاکم فی الکنیٰ طبرانی، بیھقی فی شعب الایمان عن عبداللّٰہ ابن ثابت۔

(۱۷) مسند احمد بن حنبل ج ۳ص۳۳۸، مرویات جابر بن عبداللّٰہ۔

(۱۸) مسند احمد ج۳ص۳۸۷، مرویات جابر بن عبداللّٰہ ☆کنزالعمّال ج۱ص۲۰۰☆ مجمع الزوائد ہیشمی ج۱ص۱۷۳اور ج ۸ص۲۶۲۔

(۱۹) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان ☆ابن حبّان بحوالہ کنزالعُمّال ج۱ ص۲۰۱☆مجمع الزوائد۔ج۱ص۱۷٤۔

(۲۰) بخاری، ج ۱، کتاب العلم: باب تعلیم الرجل اَمَتَه واھله ☆مسند احمد ج ٤، مرویات ابی موسیٰ اشعری۔

(۲۱) مسلم، ج ۱، کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس ونسخ الملة بملته☆دارمی کتاب النکاح باب فضل من اعتق امة ثم تزوجها☆مسند احمد ج ٤ص٤٠٢ تا٤٠٥☆ ابن جریر ج ۱۱ ص۱٤۱۔

(۲۲) ابن جریر جز ۲٤/۲۷، جلد۱۱ص۱٤۰۔

(۲۳) دارمی کتاب السیر باب ان الغنیمة لا تحل لا حد قبلنا ☆مجمع الزوائد ج ۸ ص۲۵۸عن ابی موسیٰ۔

(۲٤) مسند احمد ج ۱ص۲۵۰۔ ان ھی سے مروی ایك روایت میں بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَافَّةً الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ الخ کے الفاظ بھی منقول ھیں۔ مسند احمد ج ۱ص۳۰۱۔

(۲۵) بخاری، ج۱،کتاب الصلاۃ باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجدًا وَطهورا ☆مسلم ج ۱، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ ☆دارمی کتاب الصلوٰۃ باب الارض کلھا طاھرۃ ماخلا المقبرۃ والحمام ☆مسند احمد ج۳ص۳۰٤، عن جابر ☆مجمع الزوائد ج ٦ص٦۵ عن ابی سعید مختصر ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۹ص٤۔

(۲٦) تفسیر ابن کثیر ج ۳،سورہ فرقان☆ نسائی، ج ۱ کتاب الطھارۃ باب التیمم بالصعید۔

(۲۷) مسلم ج ۱ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ ☆ترمذی ابواب السیر۔ باب ماجاء فی الغنیمة۔ ھذا ھدیث حسن۔

(۲۸) مسند احمد ج ۲ص۲۲۲، روایت عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدہٖ۔

(۲۹) ترمذی ابواب التفسیرج٤، باب سورۃ الرحمٰن☆فتح القدیر للشوکانی، ج ۵ص۱۳۰، بحوالہ ابن المنذر، ابوالشیخ فی العظمة ابن مردویه۔ بَیْهَقِی فی الدلائل۔

(۳۰) المستدرك للحاکم ج ۲، کتاب التفسیر سورۃ الرحمٰن۔

(۳۱) تفسیر ابن جریر،پ۲۷، سورۃ الرحمٰن ص۷۲۔رواہ الحافظ البزار عن عمرو بن مالك به ثم قال لا نعلمه یروی عن النبی ﷺ الامن ھذہ الوجه بھذاالإسناد ☆تفسیر ابن کثیر ج ٤، سورۃ الرحمٰن۔

(۳۲) مسلم ج ۱،کتاب الصلاۃ باب الجھر بالقرأۃ فی الصبح والقرأۃ علی الجن☆ترمذی ابواب تفسیر القرآن سورۃ الاحقاف ھذا حدیث حسن ☆ابوداؤد الطیالسی ج ۱ص۳۷، مرویات ابن مسعود☆فتح القدیر للشوکانی ج۵ص۲۸به حوالہ عبد بن حمید☆مسند احمد ج ۱ص۳۹۸،٤۰۲،٤٤۹،٤۵۵،٤۵۷،٤۵۸ان صفحات پر یہ حدیث بہت مختصر ھے۔

(۳۳) تفسیر ابن جریر ج ۲۷/۲٤ سورۃ الاحقاف ☆مسند احمد ج ۱ ص ٤۵۹، مرویات عبداللہ بن مسعود۔

(۳٤) تفسیر ابن جریر ج ۲۷/۲٤ سورۃ الاحقاف۔

(۳۵) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب امتثال ماقال شرعا دون ماذکرہ ﷺ من معایش الدنیا علی سبیل الرأی۔

(۳٦) مسلم ج ۲، کتاب الفضائل باب امتثال ماقال شرعاً دون ماذکرہٗ ﷺ معایش الدنیا ۔

(۳۷) مسلم ج ۲، کتاب الفضائل باب امتثال ماقال شرعاً الخ۔

(۳۸) تفسیر ابن کثیر ج ۲، سورۃ الانفال ۔

(۳۹) بخاری ج ۲، کتاب الطلاق باب شفاعۃ النبی ﷺ فی زوج بریرۃ☆نسائی کتاب اٰداب القاضی باب شفاعۃ الحاکم للخصوم قبل فصل الحکم جز۸ص ۲٤۵☆دارقطنی کتاب الزکوٰۃ باب فی اوامرالنبی ﷺ ج ۲ص ۱۵٤۔

(٤۰) بخاری ج ۲، کتاب التعبیر باب من رأی النبی ﷺ فی المنام۔

(٤۱) بخاری ج۲، کتاب التعبیر باب من رای النبی ﷺ فی المنام ☆مسلم کتاب الرؤیا۔

(٤۲) مسلم، ج ۲، کتاب الرؤیا ☆مسند احمد بن حنبل ج۳ص ۳۵۰، مرویات جابر۔

(٤۳) مسلم، ج ۲، کتاب الرُؤیا۔

(٤٤) بخاری کتاب الجنائز ج۱، باب اذا قال المشرك عند الموت لا الٰہ اِلّا اللّٰہ ☆ج ۲کتاب مناقب الانصار اور تفسیر سورہ توبہ،☆مسلم،ج۱، کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت مالم یشرع فی النزع الخ۔ مسلم نے ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا المشرکین مکمل آیت نقل کرکے آخر میں۔ وَاَنْزَلَ اللّٰہ تعالٰی فی ابی طالب فقال لرسول اللّٰہ ﷺ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَاَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ نقل کیا ھے ☆نسائی کتاب الجنائز النھی عن الاستغفار للمشرکین ☆امام احمد اور نسائی نے اشھد لك بھا کی جگہ احاجّ لك بھا عند اللّٰہ عزّوجل روایت کیا ھے ☆مسند احمد ج ۵ص٤۳۳ مرویات المسیب بن حزن ☆ ابن کثیر ج۳ص ۳۹٤،۳۹۵۔

(٤۵) بخاری ج ۱ کتاب الایمان والنذورباب اذقال واللّٰہ لا اتکلم الیوم۔

(٤٦) مسلم ج۱، کتاب الایمان باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت مَالَم یشرع فی النزع وھو الغرغرۃ الخ☆ترمذی ابواب التفسیر سورۃ القصص☆ابن کثیر ج ۳القصص آیت ۵٦ ☆مسند احمد بن حنبل ج ۲ص ٤۳٤، مرویات ابی ھریرۃ ☆فتح القدیر للشوکانی ج ٤، القصص ایت ۵٦ ☆مسند ابی عوانۃ ، ج ۱۔

(٤۷) مسلم، ج ۱، کتاب الایمان باب بیان من مات علی الکفر فھو فی النّار ولا تنالہ شفاعۃ ولا تنفعہ قرابۃ المقربین ☆مسند ابی عوانہ، ج ۱ص۹۳۔

(٤۸) مسلم کتاب الایمان باب بیان من مات علی الکفر فھو فی النار ولاتنالہ الشفاعۃ ولا تنفعہ قرابۃ المقربین ☆مسند ابی عوانۃ، ج۱۔

(٤٩) مسلم کتاب الایمان باب بیان أنه من مات علی الکفر فهو فی النار ولاتناله الشفاعة ولا تنفعه قرابة المقربین ☆مسند ابی عوانة ، ج۱ص۹۳۔

(٥٠) مسلم ج ۱،کتاب الایمان باب فی قوله تعالی: وأنذر عشیرتك الأقربین ☆مسند ابی عوانة ۔

(٥١) بخاری، ج ۲، کتاب التفسیر باب قوله وانذر عشیر تك الاقربین۔ سورة الشعراء ☆مسند ابی عوانة، ج۱ص۔۹۵ ☆بخاری، ج۱، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب☆نسائی کتاب الوصایا باب اذا اوصی لعشیرته الاقربین۔

(٥٢) ترمذی ابواب تفسیر القرآن ۔ الشعراء☆نسائی کتاب الوصایا باب اذا اوصی لعشیرته الاقربین ☆مسند ابی عوانة، ج۱ص۹٤☆مسند احمد ج ۲ص ۳٦۰، مرویات ابی هریرة۔

(٥٣) ترمذی ابواب تفسیر القُرآن، الشعرا☆نسائی کتاب الوصایا باب اذا اوصیٰ لعشیرته الاقربین ☆مسند ابی عوانة، ج۱ ص۹٥۔

(٥٤) مسلم ج ۱، کتاب الایمان باب فی قوله تعالیٰ : وأنذر عشیرتك الأقربین ☆مسند ابی عوانة ج۱ص۹۲☆سیرت ابن هشام، ج ۱ص۳٥۱، حاشیه:۲۔

(٥٥) طبقات لابن سعد ، ج۱، ذکردعاء رسول اللّٰہ ﷺ الناس اِلی الاسلام☆مسند ابی عوانه ، ج۱ص۹۲۔

(٥٦) بخاری ، ج۲، کتاب التفسیر باب قوله وَاَنْذِرْعَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ اِلنْ جناحَكَ ۔

(٥٧) ترمذی ابواب تفسیر القران، الشعراء۔

(٥٨) بخاری، ج ۱، کتاب المناقب باب من انتسب الیٰ اٰبائه فی الاسلام والجاهلیة۔

(٥٩) بخاری ، ج۱، کتاب المناقب باب من انتسب الیٰ اٰبَائِهٖ فِی الْاِسْلَامِ وَالجاهلیة الخ ☆مسند ابی عوانة، ج ۱ص۹٦۔

(٦٠) مسند احمد بن حنبل ج۲ص۳۳۳، مرویات ابی هریرة ۔

فصل سوم:

دور مصائب و آلام

٤٠ ۔ بیہقی نے عروہ بن زبیر کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریش ابوطالب کی وفات تک بزدل بنے رہے۔“ حاکم نے عروہ بن زبیر کی یہی روایت انہی الفاظ میں حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

٤١ ۔ ابن اسحاق نے قریش کی بڑھتی ہوئی جرأتوں کی ایک مثال عروہ بن زبیر کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ ایک روز قریش کے ایک اوباش نے سر بازار حضورؐ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ آپؐ اسی حال میں گھر تشریف لے گئے۔ صاحبزادیوں میں سے ایک آپؐ کا سر دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں، اور حضورؐ انھیں تسلی دینے کے لیے یہ فرماتے جاتے تھے کہ ”رو نہیں میری بیٹی، اللہ تیرے باپ کا حامی ہے۔“ (سیرت سرور عالم، ج ۲، باب ۱۰: کفار کی...)

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ فَلَمَّا هَلَکَ اَبُوْطَالِب، نَالَتْ قُرَیْشٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْاَذٰی مَالَمْ تَکُنْ تَطْمَعُ بِهٖ فِیْ حَیَاةِ اَبِیْ طَالِبٍ، حَتّٰی اعْتَرَضَهُ سَفِیْهٌ مِنْ سُفَهَآءِ قُرَیْشٍ، فَنَثَرَ عَلٰی رَأْسِهٖ تُرَابًا. قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِیْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، قَالَ: لَمَّا نَثَرَ ذٰلِکَ السَّفِیْهُ عَلٰی رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِکَ التُّرَابَ، دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْتَهٗ وَالتُّرَابُ عَلٰی رَأْسِهٖ، فَقَامَتْ اِلَیْهِ اِحْدٰی بَنَاتِهٖ، فَجَعَلَتْ تَغْسِلُ عَنْهُ التُّرَابَ وَهِیَ تَبْکِیْ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَهَا: لَا تَبْکِیْ یَا بُنَیَّةُ. فَاِنَّ اللّٰهَ مَانِعٌ اَبَاکِ۔ (۱)

٤٢ ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ ایک روز کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کے لوگ اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے ـــــ مسلم کی روایت میں تصریح کی ہے کہ ابوجہل نے ـــــ کہا تم میں سے کون ہے جو جا کر فلاں شخص کے گھر سے ذبح کی ہوئی اونٹنی ـــــ مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو ایک دن پہلے ذبح کی گئی تھی ـــــ کے پیٹ کی آلائش اور اس کا اوجھ اور خون سے لتھڑی ہوئی بچہ دانی اٹھا لائے اور اس شخص کی پیٹھ پر سجدے کی حالت میں رکھ دے؟ اس پر اُن کا سب سے زیادہ شقی آدمی، عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور یہ گندگی لا کر اس نے سجدے کی حالت میں

حضورؐ کی پیٹھ پر یا دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی۔ اس کے بوجھ کی وجہ سے حضورؐ سجدے ہی میں پڑے رہے، سر نہ اٹھا سکے۔ قریش کے لوگ یہ منظر دیکھ دیکھ کر ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہوئے جا رہے تھے اور ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ اُتنے میں کسی نے جا کر آپؐ کے گھر یہ خبر پہنچادی۔ حضرت فاطمہؓ سن کر دوڑی ہوئی آئیں، اور انھوں نے یہ گندگی کا انبار آپؐ کے اوپر سے کھینچ کھینچ کر پھینکا، اور پھر قریش کے لوگوں کو مخاطب کر کے انھیں بہت بری طرح ڈانٹا اور ان لوگوں کو بددعائیں دیں جنھوں نے یہ حرکت کی تھی (حافظ بزّار نے یہ اضافہ کیا ہے کہ کفار میں سے کسی نے حضرت فاطمہؓ کو کچھ نہ کہا) نماز ختم کرنے کے بعد حضورؐ نے فرمایا ''خدایا! قریش سے نمٹ لے۔'' کسی روایت میں یہ ہے کہ حضورؐ نے یہ بات دو مرتبہ فرمائی اور کسی میں ہے تین مرتبہ فرمائی۔ بخاری کی روایت ہے کہ حضورؐ کی یہ بددعا قریش کو بہت شاق گزری، اور مسلم کی روایت ہے کہ حضورؐ کی آواز سن کر اُن لوگوں کی ساری ہنسی رخصت ہوگئی اور وہ آپؐ کی بددعا سے خوف زدہ ہوگئے۔ ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضورؐ نے نام لے لے کر ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو بددعا دی۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم کے علاوہ امام احمد، نسائی، بزّار، طبرانی اور ابوداؤد طیالسی وغیرہم نے بھی نقل کیا ہے۔ طیالسی کی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول بھی منقول ہوا ہے کہ میں نے حضورؐ کو اُس دن کے سوا کبھی ان لوگوں کے حق میں بددعا کرتے نہیں سنا)۔

(سیرت سرور عالم ج ۲، باب ۱۰: کفار کی...)

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُبْنُ اِسْحَاقَ السُّوْرَ مَارِیُّ، قَالَ: نَاعَبَیْدُاللّٰہِ بْنُ مُوْسیٰ، قَالَ: نَااِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اسحَاقَ، عَنْ عَمْرِوابْنِ مَیْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَائِمٌ یُصَلِّی عِنْدَ الْکَعْبَۃِ وَجَمْعٌ مِّنْ قُرَیْشٍ فِیْ مَجَالِسِھِمْ اِذْقَالَ قَائِلٌ مِنْھُمْ اَلا تَنْظُرُوْنَ اِلیٰ ھٰذَا الْمُرَائِی اَیُّکُمْ یَقُوْمُ اِلیٰ جَزُوْرِاٰلِ فُلَانٍ فَیَعْمِدُ اِلیٰ فَرْثِھَا وَدَمِھَا وَسَلَاھَا فَیَجِیُٔ بِہٖ ثُمَّ یُمْھِلُہٗ حَتّٰی اِذَا سَجَدَ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاھُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَضَعَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ وَثَبَتَ النَّبِیُّ ﷺ سَاجِدًا، فَضَحِکُوْا حَتّٰی مَالَ بَعْضُھُمْ عَلیٰ بَعْضٍ مِنَ الضِّحْکِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلیٰ فَاطِمَۃَ وَھِیَ جُوَیْرِیَّۃٌ فَاَقْبَلَتْ تَسْعیٰ وَثَبَتَ النَّبِیُّ ﷺ سَاجِدًا، حَتّٰی اَلْقَتْہُ عَنْہُ وَاَقْبَلَتْ عَلَیْھِمْ تَسُبُّھُمْ فَلَمَّا قَضیٰ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الصَّلٰوۃَ قَالَ: اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ثُمَّ سَمّٰی اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِعَمْرِوبْنِ ھِشَامٍ، وَعُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَشَیْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَالْوَلِیْدَ بْنِ عُتْبَۃَ وَاُمَیَّۃَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَۃَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَعُمَارَۃَ بْنِ الْوَلِیْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُھُمْ صَرْعیٰ یَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِیْبِ لَعْنَۃً۔(۲)

اہل طائف کا حضورؐ پر ظلم عظیم

ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ طائف کی سرداری اُس وقت عمرو بن عمیر بن عوف کے تین لڑکوں، عبد یالیل، مسعود اور حبیب کے ہاتھ میں تھی، جن میں سے ایک کے گھر میں قریش کی عورت صفیہ بنت معمر جمحی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان سے ملے، ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اُن سے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ اسلام کے کام میں میری مدد کریں، اور میری قوم کے جو لوگ میری مخالفت کر رہے ہیں ان کے مقابلے میں آپ لوگ میری حمایت کریں۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا کہ ''میں کعبے کے پردے نوچ ڈالوں گا اگر اللہ نے تم کو رسول بنایا ہے۔'' دوسرے نے کہا: ''کیا خدا کو تمہارے سوا کوئی رسول بنانے کے لیے نہیں ملا؟'' تیسرے نے کہا: ''میں تم سے ہرگز بات نہیں کروں گا، کیوں کہ اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو تم اس سے بزرگ تر ہو کہ میں تمہاری بات کا جواب دوں، اور اگر تم اللہ کا نام لے کر جھوٹ بول رہے ہو تو اس قابل نہیں ہو کہ تم سے بات کی جائے۔'' یہ سن کر حضورؐ اُٹھ گئے اور آپؐ کو ان سے کسی بھلائی کی توقع باقی نہیں رہی۔ چلتے ہوئے آپؐ نے ان سے کہا کہ ''خیر، جو کچھ برتاؤ تم نے مجھ سے کیا سو کیا، مگر کم از کم اتنا کرو کہ میری بات کو مخفی رکھو۔'' یہ بات آپؐ نے اس لیے فرمائی کہ آپ کو اندیشہ تھا کہ اگر قریش تک یہ خبر پہنچے گی تو وہ اور جری ہو جائیں گے۔ مگر انھوں نے ایسا نہ کیا اور اپنے لچوں لفنگوں اور غلاموں کو آپؐ کے خلاف ہشکار دیا اور وہ آپؐ کو گالیاں دینے اور آپؐ پر آواز کسنے لگے، یہاں تک کہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور آپؐ کو ایک باغ کی دیوار تک پہنچا کر چھوڑا جو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا۔

واقدی سے ابن سعد کی روایت میں یہ ہے کہ آپؐ ثقیف کے اشراف و روٴساء میں سے ایک ایک کے پاس گئے، مگر کسی نے آپؐ کی بات نہ مانی، بلکہ انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ ان کے نوجوانوں کو بگاڑ نہ دیں، اس لیے انھوں نے کہا ''اے محمد! تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور زمین میں تمھارے جو دوست بھی ہوں ان سے جا ملو'' پھر انھوں نے اپنے اوباشوں اور غلاموں کو آپ کے خلاف اکسایا اور انھوں نے آپؐ کو گالیاں دیں، اور شور مچا کر لوگوں کو اکٹھا کر لیا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے تاک تاک کر آپؐ کے ٹخنوں اور ایڑیوں پر پتھر مارے۔ راستے کے دونوں جانب وہ صفیں بنائے کھڑے تھے، اور جیسے جیسے آپؐ قدم اٹھا کر چلتے جاتے تھے، وہ سنگباری کیے چلے جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ سلیمان التیمی کا بیان ہے کہ چوٹوں کی تکلیف سے جب آپؐ بیٹھ جاتے تو وہ آپؐ کو پکڑ کر کھڑا کر دیتے تا کہ آپؐ پر پھر پتھر برسائیں، چنانچہ جب آپؐ مجبوراً چلنا شروع کرتے تو وہ پتھر مارتے اور ٹھٹھے لگاتے چلے جاتے تھے۔ واقدی کی روایت ابن سعد نے نقل کی ہے کہ اس موقع پر حضرت زیدؓ بن حارثہ آپؐ کو پتھروں سے بچانے کے لیے خود پتھروں کی بارش اپنے اوپر لیتے رہے یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا۔[۱] (سیرت سرور عالم، ج ۲، باب ۱۰: کفار کی ...)

ابولہب کی اذیت رسانیاں

ابن عباسؓ سے متعدد سندوں کے ساتھ یہ روایت محدثین نے نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دعوت عام پیش کرنے کا حکم دیا گیا اور قرآن مجید میں یہ ہدایت نازل ہوئی کہ آپؐ اپنے قریب ترین عزیزوں کو سب سے پہلے خدا کے عذاب سے

---

[۱] سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۹ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۱۲۔

ڈرائیں تو آپؐ نے صبح سویرے کوہِ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ ’’ہائے صبح کی آفت۔‘‘ عرب میں یہ صدا وہ شخص لگاتا تھا جو صبح کے جھٹ پٹے میں کسی دشمن کو اپنے قبیلے پر حملہ کرنے کے لیے آتے دیکھ لیتا تھا۔ حضورؐ کی آواز سن کر لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کون پکار رہا ہے۔ بتایا گیا کہ یہ محمد (ﷺ) کی آواز ہے۔ اس پر قریش کے تمام خاندانوں کے لوگ آپؐ کی طرف دوڑ پڑے، جو خود آ سکتا تھا وہ خود آیا، اور جو نہ آ سکتا تھا اس نے اپنی طرف سے کسی کو بھیج دیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو آپؐ نے قریش کے ایک ایک خاندان کا نام لے لے کر پکارا، اے بنی ہاشم، اے بنی عبدالمطلب، اے بنی فہر، اے بنی فلاں، اے بنی فلاں، اگر میں تمھیں یہ بتاؤں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے تو تم میری بات سچ مانو گے؟ لوگوں نے کہا ہاں، ہمیں کبھی تم سے جھوٹ سننے کا تجربہ نہیں ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو تمھیں خبردار کرتا ہوں کہ آگے سخت عذاب آ رہا ہے۔ اس پر قبل اس کے کہ کوئی اور بولتا حضورؐ کے اپنے چچا ابولہب نے کہا، تَبًّا لَّکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا؟ ’’ستیاناس جائے تیرا، کیا اس لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟‘‘ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے پتھر اٹھایا تا کہ رسول اللہ ﷺ پر کھینچ مارے[1] (مسند احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر)

۴۳۔ مکہ میں ابولہب حضورؐ کا قریب ترین ہمسایہ تھا۔ دونوں کے گھر ایک دیوار بیچ واقع تھے۔ اُس کے علاوہ حکم بن عاص (مروان کا باپ) عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن الاصداء الہذلی بھی آپؐ کے ہمسائے تھے۔ یہ لوگ گھر میں بھی حضورؐ کو چین نہیں لینے دیتے تھے۔ آپؐ کبھی نماز پڑھ رہے ہوتے تو یہ اُوپر سے بکری کا اوجھ آپؐ پر پھینک دیتے۔ کبھی صحن میں کھانا پک رہا ہوتا تو یہ ہنڈیا پر غلاظت پھینک دیتے۔ حضورؐ باہر نکل کر ان لوگوں سے فرماتے۔ ’’اے عبد مناف، یہ کیسی ہمسائیگی ہے۔‘‘

(تفہیم القرآن، ج ۶، اللہب: پس منظر)

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَکَانَ النَّفَرُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی بَیْتِهٖ: اَبَالَهَبٍ، وَالْحَکَمَ بْنَ الْعَاصِ بْنِ اُمَیَّةَ، وَعُقْبَةَ بْنَ اَبِیْ مُعَیْطٍ، وَعَدِیَّ بْنَ حَمْرَاءَ الثَّقَفِیَّ، وَابْنَ الْاَصْدَاءِ الْهُذَالِیّ وَکَانُوْا جِیْرَانَهٗ لَمْ یُسْلِمْ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا الْحَکَمُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ، فَکَانَ اَحَدُهُمْ. فِیْمَا ذُکِرَ لِیْ. یَطْرَحُ عَلَیْهِ ﷺ رَحِمَ الشَّاةِ وَهُوَ یُصَلِّیْ وَکَانَ اَحَدُهُمْ یَطْرَحُهَا فِیْ بُرْمَتِهٖ اِذَا نُصِبَتْ لَهٗ، حَتّٰی اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِجْرًا یَسْتَتِرُبِهٖ مِنْهُمْ اِذَا صَلّٰی، فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَرَحُوْا عَلَیْهِ ذٰلِکَ الْاَذٰی کَمَا حَدَّثَنِیْ عُمَرُابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، یَخْرُجُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْعُوْدِ، فَیَقِفُ بِهٖ عَلٰی بَابِهٖ، ثُمَّ یَقُوْلُ: یا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ، اَیَّ جَوَارٍ هٰذَا؟ ثُمَّ یُلْقِیْهِ فِی الطَّرِیْقِ۔ (۳)

۴۴۔ ابن زید کی روایت ہے کہ ابولہب نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روز پوچھا اگر میں تمھارے دین کو مان لوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا جو اور سب ایمان لانے والوں کو ملے گا۔ اس نے کہا میرے لیے کوئی فضیلت نہیں ہے؟ حضورؐ نے فرمایا

---

[1] ان روایات کی تخریج اس کتاب میں سورہ اللھب کی فضیلت کے تحت مذکور ہے وہاں ملاحظہ ہو۔ (مرتب)

اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس پر وہ بولا:

تَبًّا لِهٰذَا الدِّيْنِ تَبًّا اَنْ اَكُوْنَ وَهٰؤُلَآءِ سَوَاءً۔ (ابن جریر)

"ناس جائے اس دین کا جس میں مَیں اور یہ دوسرے لوگ برابر ہوں۔"

تخریج: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَيْدٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ: قَالَ التَّبُّ الْخُسْرَانُ. قَالَ: قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا ذَا اُعْطٰى يَامُحَمَّدُ، اِنْ اٰمَنْتُ بِكَ؟ قَالَ كَمَا يُعْطَى الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ مَا لِيْ عَلَيْهِمْ فَضْلٌ؟ قَالَ: وَاَيَّ شَيْءٍ تَبْتَغِيْ؟ قَالَ: تَبًّا لِهٰذَا مِنْ دِيْنٍ تَبًّا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَهٰؤُلَآءِ سَوَاءً۔ (٤)

٤٥ ـ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابن زید، ضحاک اور ربیع بن انس کہتے ہیں: ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل راتوں کو خاردار درختوں کی ٹہنیاں لا کر رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر ڈال دیتی تھی۔ (ابن جریر)

سعید بن المسیب، حسن بصری اور قتادہ کہتے ہیں کہ وہ ایک بہت قیمتی ہار گردن میں پہنتی تھی، اور وہ کہا کرتی تھی کہ لات اور عزیٰ کی قسم! میں اپنا یہ ہار بیچ کر اس کی قیمت محمد (ﷺ) کی عداوت میں خرچ کر دوں گی۔

٤٦ ـ نبوت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی دو صاحب زادیاں ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے بیاہی ہوئی تھیں۔ نبوت کے بعد جب حضورؐ نے اسلام کی طرف دعوت دینی شروع کی تو اس شخص نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ میرے لیے تم سے ملنا حرام ہے اگر تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دے دی۔ اور عتیبہ تو جہالت میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ ایک روز حضورؐ کے سامنے آ کر اس نے کہا کہ میں **النَّجْمِ اِذَا هَوٰى** اور **الَّذِيْ دَنَا فَتَدَلّٰى** کا انکار کرتا ہوں، اور یہ کہہ کر اس نے حضورؐ کی طرف تھوکا جو آپؐ پر نہیں پڑا۔ حضورؐ نے فرمایا خدایا! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کر دے[1]۔ اس کے بعد عتیبہ اپنے باپ کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ دوران سفر میں ایک ایسی جگہ قافلے نے پڑاؤ کیا جہاں مقامی لوگوں نے بتایا کہ راتوں کو درندے آتے ہیں۔ ابولہب نے اپنے ساتھی اہل قریش سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا کچھ انتظام کرو، کیونکہ مجھے محمدؐ کی بددعا کا خوف ہے۔ اس پر قافلے والوں نے عتیبہ کے گرد ہر طرف اپنے اونٹ بٹھا دیے اور پڑ کر سو رہے۔ رات کو ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے میں سے گزر کر اس نے عتیبہ کو پھاڑ کھایا (**الاستیعاب لابنِ عبدالبرّ، الاصابہ لابن حجر، دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصفہانی، روض الانف للسہیلی**)۔ روایات میں یہ اختلاف ہے کہ بعض راوی طلاق کے معاملے کو اعلان نبوت کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ **تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ** کے نزول کے بعد پیش آیا تھا۔ اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ یہ ابولہب کا لڑکا عتبہ تھا یا عتیبہ۔ لیکن یہ بات ثابت ہے کہ فتح مکہ کے بعد عتبہ نے اسلام قبول کر کے حضورؐ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ یہ لڑکا عتیبہ تھا)۔

اس کے خبثِ نفس کا یہ حال تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم کے بعد دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا بھی انتقال ہو گیا تو اپنے بھتیجے کے غم میں شریک ہونے کے بجائے خوشی خوشی دوڑا ہوا قریش کے سرداروں کے پاس پہنچا اور اُن کو خبر دی کہ لو آج محمد (ﷺ) بے نام ونشان ہو گئے۔

---

[1] مجمع الزوائد، ج ٦ ص ١٨، ١٩۔

رسول اللہ ﷺ جہاں جہاں بھی اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لے جاتے، یہ آپؐ کے پیچھے پیچھے جاتا اور لوگوں کو آپؐ کی بات سننے سے روکتا۔ ربیعہ بن عباد الدیلی بیان کرتے ہیں کہ میں نوعمر تھا جب اپنے باپ کے ساتھ ذوالمجاز کے بازار میں گیا۔ وہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ کہہ رہے تھے۔ ''لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، فلاح پاؤ گے۔'' اور آپؐ کے پیچھے پیچھے ایک شخص کہتا جا رہا تھا کہ ''یہ جھوٹا ہے دین آبائی سے پھر گیا ہے۔'' میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ان کا چچا ابولہب ہے۔'' (مسند احمد، بیہقی) دوسری روایت انہی حضرت ربیعہ سے یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ ایک ایک قبیلے کے پڑاؤ پر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''اے بنی فلاں! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ تمھیں ہدایت کرتا ہوں کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ تم میری تصدیق کرو اور میرا ساتھ دو تا کہ میں وہ کام پورا کروں جس کے لیے اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔'' آپؐ کے پیچھے پیچھے ایک اور شخص آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ''اے بنی فلاں! یہ تم کو لات اور عزیٰ سے پھیر کر اس بدعت اور گمراہی کی طرف لے جانا چاہتا ہے جسے یہ لے کر آیا ہے۔ اس کی بات ہرگز نہ مانو اور اس کی پیروی نہ کرو۔'' میں نے اپنے باپ سے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ ان کا چچا ابولہب ہے۔ (مسند احمد، طبرانی) طارق بن عبداللہ المحاربی کی روایت بھی اسی سے ملتی جلتی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں سے کہتے جاتے ہیں کہ ''لوگو لا الٰہ الاّ اللہ کہو، فلاح پاؤ گے۔'' پیچھے ایک شخص ہے جو آپ کو پتھر مار رہا ہے یہاں تک کہ آپؐ کی ایڑیاں خون سے تر ہو گئی ہیں، اور وہ کہتا جاتا ہے کہ ''یہ جھوٹا ہے، اس کی بات نہ مانو۔'' میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ ''لوگوں نے کہا یہ ان کا چچا ابولہب ہے۔''[1] (ترمذی)

نبوت کے ساتویں سال جب قریش کے تمام خاندانوں نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کا معاشرتی اور معاشی مقاطعہ کیا اور یہ دونوں خاندان رسول اللہ ﷺ کی حمایت پر ثابت قدم رہتے ہوئے شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تو تنہا یہی ابولہب تھا جس نے اپنے خاندان کا ساتھ دینے کے بجائے کفار قریش کا ساتھ دیا۔ یہ مقاطعہ تین سال تک جاری رہا اور اس دوران میں بنی ہاشم اور بنی المطلب پر فاقوں کی نوبت آ گئی۔ مگر ابولہب کا حال یہ تھا کہ جب مکہ میں کوئی تجارتی قافلہ آتا اور شعب ابی طالب کے محصورین میں سے کوئی خوراک کا سامان خریدنے کے لیے اس کے پاس جاتا تو یہ تاجروں سے پکار کر کہتا کہ اس سے اتنی قیمت مانگو کہ یہ خرید نہ سکیں، تمھیں جو خسارہ بھی ہوگا اسے میں پورا کردوں گا۔ چنانچہ وہ بے تحاشا قیمت طلب کرتے اور خریدار بے چارہ اپنے بھوک سے تڑپتے ہوئے بال بچوں کے پاس خالی ہاتھ پلٹ جاتا۔ پھر ابولہب انہی تاجروں سے وہی چیزیں بازار کے بھاؤ خرید لیتا۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، اللہب: پس منظر)

۴۷۔ بخاری میں حضرت عروہ بن زبیر کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ آپ نے مشرکین کا سب سے زیادہ سخت برتاؤ نبی ﷺ کے ساتھ کیا دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا ایک روز آپؐ کعبہ کے صحن میں (اور ایک روایت میں ہے حجرۂ کعبہ میں) نماز پڑھ رہے تھے۔ یکایک عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور اس نے آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اسے بل دینا شروع کر دیا تا کہ گلا گھونٹ کر آپؐ کو مار ڈالے مگر عین وقت پر حضرت ابوبکرؓ

---

[1] اس کی تخریج بھی سورۃ اللھب کی فضیلت کے ضمن میں دیکھی جائے۔ (مرتب)

پہنچ گئے اور انھوں نے دھکا دے کر اسے ہٹا دیا۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے جس وقت ابوبکر صدیقؓ اس ظالم سے کشمکش کر رہے تھے اس وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ؟

''کیا تم ایک شخص کو صرف اس قصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟''

۴۸۔ امام بخاریؒ نے یہ قصہ کئی جگہ اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ کسی جگہ روایت حضرت عمرو بن العاص سے اور کسی جگہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے[1]۔ ایک جگہ حضرت عمرو بن العاص کی روایت یہ ہے کہ میں نے کبھی قریش کو رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کرتے نہیں دیکھا، سوائے ایک مرتبہ کے۔ وہ لوگ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور حضورؐ مقام ابراہیم پر نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں انھوں نے ایک دوسرے کو آپؐ کے خلاف بھڑکایا۔ آخر عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اس نے اپنی چادر آپؐ کے گلے میں ڈال کر کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ آپؐ گھٹنوں کے بل ٹک گئے اور لوگوں میں شور مچ گیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے ''کیا تم ایک شخص کو صرف اس قصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟''

پھر لوگ آپؐ کے پاس سے ہٹ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر جب آپؐ قریش کے ان لوگوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمھاری طرف ذبح کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔'' اس پر ابوجہل بولا: اے محمدؐ تم کبھی نادان نہ تھے۔ حضورؐ نے فرمایا ''اور تم انھیں میں سے ہو۔'' (ابویعلیٰ، ابن حبان، طبرانی، بیہقی)

۴۹۔ صحیح بخاری کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ مشرکین نے حضورؐ کی ڈاڑھی اور سر کے بال نوچ ڈالے اور اکثر بال اکھڑ گئے، حضرت ابوبکرؓ آپؐ کی حمایت میں اٹھے اور وہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ ''کیا تم ایک شخص کو صرف اس قصور میں مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''چھوڑ دو انھیں اے ابوبکرؓ، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان کی طرف ذبح کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔'' یہ سن کر ساری بھیڑ آپؐ کے پاس سے چھٹ گئی۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَاَلْتُ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَخْبِرْنِي بِاَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيْدًا، فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَقُوْلَ

---

[1] صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل روایت حضرت عمرو بن عاص کی ہے اور عبداللہ بن عمرو نے غالبًا اپنے والد سے سنی ہوئی روایت بیان کی ہے کیوں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے ۶۵ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۷۲ سال تھی۔ اس حساب سے دیکھا جائے تو وہ اس واقعہ کے عینی شاہد نہیں ہو سکتے تھے، کیونکہ ان کی پیدائش ہجرت سے سات سال پہلے یعنی ۶ بعد بعثت میں ہوئی تھی۔ (مؤلف)

رَبِیَّ اللّٰہُ الآیة. تابَعَهُ ابْنُ اِسْحَاق، حَدَّثَنِیْ یَحیٰ بْنُ عُرْوَة، عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ،وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ،عَنْ اَبِیْهِ، قِیْلَ لِعَمْروبْنِ الْعَاصِ، وَقَالَ مُحَمَّدُبْنُ عَمْرٍ وعَنْ اَبِیْ سَلَمةَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ۔(۵)

﴿۲﴾حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ یَزِیْدَ الْکُوْفِیُّ، ثَنَآ الْوَلِیْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ، عَنْ یَحیٰ بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عُرْوَةَبْنِ الزُّبَیْرِ، قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ اَشَدِّمَا صَنَعَ الْمُشْرِکُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: رَاَیْتُ عُقْبَةَ بْنَ اَبِیْ مُعَیْطٍ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَوَضَعَ رِدَآءَ هٗ فِیْ عُنُقِهٖ، فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِیْدًا، فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی دفعَهٗ عَنْهُ فَقَالَ: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْجَآءَ کُمْ بِالْبَیِّنَاتِ مِنْ رَّبِّکُمْ؟(۶)

﴿۳﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاق: فَحَدَّثَنِیْ یَحیٰ ابْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ اَبِیْهِ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قُلْتُ لَهٗ: مَااَکْثَرُ مَا رَاَیْتَ قُرَیْشًا اَصَابُوْا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فِیْمَا کَانُوْا یُظْهِرُوْنَ مِنْ عَدَاوَتِهٖ؟ قَالَ: حَضَرْتُهُمْ، وَقَدْاجْتَمَعَ اَشْرَافُهُمْ یَوْمًا فِی الْحِجْرِ، فَذَکَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا:مَارَاَیْنَا مِثْلَ مَا صَبَرْنَا عَلَیْهِ مِنْ اَمْرِهٰذَا الرَّجُلِ قَطُّ، سَفَّهَ اَحْلَامَنَا وَشَتَمَ آبَاءَ نَا، وَعَابَ دِیْنَنَا وَفَرَّقَ جَمَاعَتَنَا، وَسَبَّ آلِهَتَنَا، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلیٰ اَمْرٍ عَظِیْمٍ، اَوْکَمَا قَالُوْا: فَبَیْنَا هُمْ فِیْ ذٰالِکَ، اِذَا طَلَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَاَقْبَلَ یَمْشِیْ حَتّٰی اسْتَلَمَ الرُّکْنَ، ثُمَّ مَرَّبِهِمْ طَائِفًا بِالْبَیْتِ، فَلَمَّا مَرَّبِهِمْ غَمَزُوْهُ، بِبَعْضِ الْقَوْلِ. قَالَ: فَعَرَفْتُ ذٰلِکَ فِیْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ثُمَّ مَضیٰ، فَلَمَّا مَرَّبِهِم الثَّانِیَةَ غَمَزُوْهُ بِمِثْلِهَا، فَعَرَفْتُ ذٰلِکَ فِیْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. ثُمَّ مَرَّبِهِم الثَّالِثَةَ فَغَمَزُوْهُ بِمِثْلِهَا فَوَقَفَ، ثُمَّ قَالَ: اَتَسْمَعُوْنَ یَامَعْشَرَ قُرَیْشٍ، اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِالذَّبْحِ، قَالَ: فَاَخَذَتِ الْقَوْمَ کَلِمَتُهٗ، حَتّٰی مَامِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا کَاَنَّمَا عَلیٰ رَاْسِهٖ طَائِرٌ وَاقِعٌ، حَتّٰی اِنَّ اَشَدَّهُمْ فِیْهِ وَصَاةً قَبْلَ ذٰلِکَ، لِیَرْفَؤُهُ بِاَحْسَنِ مَایَجِدُ مِنَ الْقَوْلِ،حَتّٰی اِنَّهٗ لَیَقُوْلُ: اِنْصَرِفْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ، فَوَاللّٰهِ مَاکُنْتَ جَهُوْلًا. قَالَ: فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰی اِذَا کَانَ الْغَدُ اجْتَمَعُوْا فِی الْحِجْرِ وَاَنَا مَعَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: ذَکَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْکُمْ، وَمَا بَلَغَکُمْ عَنْهُ، حَتّٰی اِذَا بَادَاکُمْ بِمَا تَکْرَهُوْنَ تَرَکْتُمُوْهُ فَبَیْنَمَاهُمْ فِیْ ذٰلِکَ طَلَعَ (عَلَیْهِم) رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَوَثَبُوْا اِلَیْهِ وِثْبَةَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ، وَاَحَاطُوْا بِهٖ، یَقُوْلُوْنَ: اَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا، لِمَا کَانَ یَقُوْلُ مِنْ عَیْبِ اٰلِهَتِهِمْ وَدِیْنِهِمْ، فَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ : اَنَا الَّذِیْ اَقُوْلُ ذٰلِکَ، قَالَ: لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا مِّنْهُمْ اَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهٖ. قَالَ: فَقَامَ

اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دُوْنَہٗ وَھُوَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ: "اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ؟" ثُمَّ انْصَرَفُوْا عَنْہُ. فَاِنَّ ذٰلِکَ لَاَشَدُّ مَارَأَیْتُ قُرَیْشًا نَالُوْا مِنْہُ قَطُّ۔ (۷)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا کہ روایت بیان کی مجھ سے یحیٰ نے اپنے والد عروہ بن زبیر کے حوالے سے۔عروہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ قریش، جو رسول اللہ ﷺ سے اپنی عداوت کا اظہار کیا کرتے تھے اس سلسلہ میں آپ نے ان کو زیادہ سے زیادہ کس قدر تکلیف حضورؐ کو پہنچاتے دیکھا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس ایک روز ایسے وقت گیا جبکہ قریش کے اشراف مقام حجر میں جمع تھے۔انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم نے اس شخص کے بارے میں اتنا صبر کیا ہے کہ کسی دوسرے معاملے میں اس کی نظیر و مثال نہیں ملتی، اس نے ہمارے داناؤں اور زیرک دانش مندوں کو احمق اور نادان قرار دیا، ہمارے اسلاف اور بزرگوں کو گالیاں دیں۔ ہمارے دین میں عیب نکالے، ہماری جماعت کو پارہ پارہ کر کے منتشر کر دیا، اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا، (اس کے برعکس) ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا (راوی کہتا ہے) قریش کے اشراف نے یہی الفاظ کہے یا اسی طرح کے کچھ اور الفاظ کہے۔اشراف قریش یہی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ ادھر تشریف لے آئے۔آپؐ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان لوگوں کے پاس سے گزرے (آپؐ کو دیکھ کر) انھوں نے آپؐ کے بارے میں طعن و تشنیع کی باتیں کیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے رخ انور پر اس کے اثرات ملاحظہ کیے پھر آپؐ وہاں سے چلے گئے اور دوسری مرتبہ پھر جب آپؐ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو انھوں نے حسب سابق طعنہ زنی کی۔اس کا بھی اثر میں نے حضور ﷺ کے روئے مبارک پر محسوس کیا۔تیسری مرتبہ پھر آپؐ ان کے پاس سے گزرے تو انھوں نے پھر اسی طرح طعن و طنز کے نشتر چلائے۔(اس مرتبہ) آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا: **أَتَسْمَعُوْنَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ، اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِالذَّبْحِ۔** "اے معشر قریش! کیا تم سن رہے ہو؟ اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں تمھاری طرف ذبح کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔" بس پھر تو آپؐ کے ان الفاظ نے ان کو جکڑ لیا اور ان کی حالت ایسی ہو گئی کہ گویا ان کے سر پر کوئی پرندہ ٹوٹا پڑ رہا ہو۔اب ان کے سخت مخالف افراد بھی جو آپؐ کے خلاف لوگوں کو ابھارا کرتے تھے، بہتر سے بہتر الفاظ میں، جو انھیں ملے، آپؐ کی مدارات اور دلجوئی کرنے لگے اور بولے اے ابوالقاسم تشریف لے جائیے، بخدا آپؐ نے کبھی جہالت و نادانی کی باتیں نہیں کیں۔راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد لوٹ آئے۔پھر دوسرے روز یہی لوگ حجر میں پھر جمع ہوئے۔میں بھی ان کے ساتھ تھا۔اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔کچھ یاد ہے تمھاری طرف سے کیا پیام دیا گیا تھا اور اس کی جانب سے تمھیں کیا جواب ملا تھا؟ حتّٰی کہ جب آپؐ نے ڈنکے کی چوٹ پر ایسی باتیں کہیں جو تمھیں ناپسند اور ناگوار تھیں تو تم نے اسے چھوڑ دیا۔ابھی وہ لوگ یہ باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپؐ کو دیکھتے ہی سب یکبارگی یہ کہتے ہوئے آپؐ پر ٹوٹ پڑے کہ کیا تو وہی شخص ہے جس نے ایسا اور ایسا کہا ہے؟ یعنی وہ باتیں جو آپؐ ان کے دین اور معبودوں کے عیوب میں بیان فرمایا کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا: **نَعَمْ اَنَا الَّذِیْ اَقُوْلُ ذٰلِکَ**

''ہاں میں ہی وہ شخص ہوں جو ایسی باتیں کہتا ہوں۔'' راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک کے دونوں کونوں کو پکڑ لیا۔ اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ آپؐ کی مدافعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ وہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ پھر انھوں نے آپؐ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ یہ وہ بدترین سلوک تھا جو اشراف قریش کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

شعب ابی طالب

اس زمانے میں قریش کا غصہ اسلام اور محمد ﷺ کے خلاف روز بروز زیادہ بھڑکتا چلا جا رہا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی ساری کوششوں کے باوجود مکے میں بھی اسلام اندر ہی اندر پھیلتا جا رہا ہے اور بیرونی قبائل کے لوگ بھی پے در پے مسلمان ہو رہے ہیں۔ پھر یہ معاملہ صرف عرب تک ہی محدود نہیں رہ گیا ہے بلکہ حبش تک اس کی جڑیں پھیل گئی ہیں، نجاشی کھلم کھلا مسلمانوں کا حامی بن گیا ہے، اور وہاں سے اسلام قبول کرنے کے لیے محمد ﷺ کے پاس وفد آنے لگے ہیں۔ اس پر مزید اُن کی آتش غضب کو یہ چیز بھڑکا رہی تھی کہ حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ جیسے بہادر اور بااثر سرداروں کی شمولیت سے ان مسلمانوں کی ہمتیں بڑھ گئی ہیں جو ہجرت حبشہ کے بعد مکہ میں رہ گئے تھے۔ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''واللہ ہم بیت اللہ کے گرد نماز نہ پڑھ سکتے تھے جب تک کہ عمرؓ اسلام نہ لے آئے۔'' بخاری میں انہی حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ مَازِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ ''عمرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد سے ہم برابر زور آور ہی رہے۔''

ان اسباب نے مل جل کر آخر کار قریش کی جاہلیت کو اس قدر برافروختہ کر دیا کہ انھوں نے بالاتفاق ایک دستاویز لکھی جس میں اللہ کی قسم کھا کر یہ عہد کیا گیا تھا کہ جب تک بنی ہاشم اور بنی المطلب محمد (ﷺ) کو ان کے حوالہ نہ کر دیں اُس وقت تک ان سے میل جول، شادی بیاہ بول چال اور خرید و فروخت کا کوئی تعلق نہ رکھا جائے گا۔ قریش کے تمام خاندانوں کے سربراہوں نے اس دستاویز کی توثیق کی اور اسے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ ابن سعد اور ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ یہ یکم محرم ۷ بعد بعثت کا واقعہ ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری کے حوالہ سے اپنی مغازی میں لکھا ہے[1] کہ ابو طالب کو جب معلوم ہوا کہ قریش کے لوگ محمد ﷺ کی جان کے درپے ہیں، تو انھوں نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کو بلایا اور ان سے کہا کہ محمد ﷺ کو ساتھ لے کر سب کے سب شعب ابی طالب[2] میں جمع ہو جائیں اور آخر وقت تک آپ کی حفاظت کریں۔ اس تجویز کو دونوں خاندانوں نے قبول کیا اور اُن کے کافر اور مسلمان، سب شعب ابی طالب میں سمٹ آئے۔ اس کے بعد قریش کے باقی خاندانوں نے آپس میں وہ معاہدہ کیا جس کا ذکر اوپر گزرا ہے۔

اس کے برعکس ابن سعد نے واقدی کا اور ابن ہشام نے ابن اسحاق کا بیان نقل کیا ہے کہ پہلے قریش کے لوگوں نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے مقاطعہ کا عہد نامہ لکھا، اور اس کے بعد یہ دونوں خاندان ابو طالب کی ہدایت پر شعب ابی طالب

---

[1] ابن عبدالبر نے سیرت میں اس روایت کو موسیٰ بن عقبہ کے علاوہ محمد بن عبدالرحمٰن ابوالاسود اور یعقوب بن حمید بن کاسب کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔ (مؤلف)

[2] شعب کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ شعب ابی طالب کوہ ابوقبیس کی ایک گھاٹی تھی جس میں ابو طالب رہتے تھے۔ اب اس کا نام شعب علی ہے، اور اسے سوق اللیل بھی کہا جاتا ہے۔ (مؤلف)

میں محصور ہو کر بیٹھ گئے۔ یہی بات ابن عبدالبر نے بھی سیرت میں لکھی ہے۔ ابولہب اس موقع پر اپنے خاندان سے الگ رہا اور اس نے مقاطعہ کرنے والوں کا ساتھ دیا۔ بنی عبدمناف کے باقی دو خاندان، بنی عبدشمس اور بنی نوفل بھی اپنے ہم جد رشتہ داروں کو چھوڑ کر مقاطعہ کرنے والے دشمنوں کے ساتھ رہے۔

ابن اسحاق کے حوالہ سے ابن ہشام نے محصوری کا زمانہ دو یا تین سال لکھا ہے۔ مگر ابن سعد اور موسیٰ بن عقبہ نے تعین کے ساتھ اس کی مدت تین سال بیان کی ہے۔ اس پورے زمانہ میں قریش کا محاصرہ بڑی سختی کے ساتھ جاری رہا۔ محصورین کی ایسی ناکہ بندی کر دی گئی تھی کہ ان کو کھانے پینے کی چیزیں پہنچنے کے تمام راستے بند ہو گئے۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ باہر کے تاجر اگر مکّے آتے تو قریش کے لوگ جلدی کر کے ان کا سب سامان خرید لیتے تا کہ محصورین ان سے کوئی چیز نہ خرید سکیں۔ ابولہب کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ محصورین کو کوئی چیز خریدتے دیکھتا تو پکار کر تاجر سے کہتا کہ ان سے اتنی زیادہ قیمت مانگو کہ یہ خرید نہ سکیں، پھر میں وہی چیز تم سے خرید لوں گا اور تمھارا نقصان نہ ہونے دوں گا۔ ابن سعد اور بیہقی کی روایت ہے کہ محصورین کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ ان کے بھوکے بچوں کے رونے اور بلکنے کی آوازیں شعب ابی طالب کے باہر سنی جاتی تھیں۔ یہ لوگ صرف حج کے زمانے میں نکلتے تھے اور دوسرا حج آنے تک اپنے محلے میں بند رہتے تھے۔

اس زمانے میں صرف حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام اور نضلہ بن ہاشم بن عبدمناف کے بھتیجے (اس کے ماں جائے بھائی کے بیٹے) ہشام بن عمرو العامری، چوری چھپے صلہ رحمی کا حق ادا کرتے رہے۔ ابن اسحاق کے حوالہ سے ابن ہشام نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے حکیم بن حزام کو اپنے پھوپھی صاحبہ کے لیے غلہ لے جاتے ہوئے پکڑ لیا اور کہا: ''تم بنی ہاشم کے لیے خوراک کا سامان لے جا رہے ہو؟ اچھا، میں تمھیں نہیں چھوڑوں گا جب تک مکّہ بھر میں تم کو رسوا نہ کر دوں۔ اتنے میں ابوالبختری بن ہشام، جو بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے تھا اور حضرت خدیجہؓ کا قریبی رشتہ دار ہوتا تھا، وہاں پہنچ گیا اور اس نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ ابوجہل نے کہا کہ یہ بنی ہاشم کے لیے غلہ لے جا رہا ہے۔ وہ بولا چھوڑ دے اس کو۔ یہ اس کی پھوپھی کا غلہ ہے جو وہ ان کے پاس لے جا رہا ہے۔ کیا تو ان کی اپنی چیز ان کے پاس نہیں لے جانے دے گا؟ ابوجہل نے انکار کیا۔ اس پر دونوں میں لڑائی ہو گئی اور ابوالبختری نے اسے بری طرح رگیدا حتّٰی کہ اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اس کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اس سارے معاملے کو حضرت حمزہؓ دیکھ رہے تھے، اس لیے دونوں کافروں نے شرما کر اپنا جھگڑا ختم کر دیا تا کہ بنی ہاشم اس پر خوش نہ ہوں۔ (سیرت سرور عالم، ج ۲: باب ۱۰)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

۵۰۔ خباب بن ارت بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خدایا! ابوالحکم (ابوجہل) بن ہشام یا عمر بن خطاب دونوں میں سے کسی کو اسلام کا حامی بنا دے۔

تشریح: (حضرت عمرؓ) کے قبول اسلام کی سب سے زیادہ مشہور اور معتبر روایت یہ ہے کہ جب وہ نبی ﷺ کو قتل کرنے کی نیت سے نکلے تو راستہ میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمھاری اپنی بہن اور بہنوئی اس نئے دین میں

داخل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ سیدھے بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں ان کی بہن فاطمہؓ بنت خطاب اور ان کے بہنوئی سعیدؓ بن زید بیٹھے ہوئے خباب بن ارت سے ایک صحیفے کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کے آتے ہی ان کی بہن نے صحیفہ فوراً چھپالیا۔ مگر حضرت عمرؓ اس کے پڑھنے کی آواز سن چکے تھے۔ انھوں نے پہلے کچھ پوچھ گچھ کی۔ اس کے بعد بہنوئی پر پل پڑے اور مارنا شروع کر دیا۔ بہن نے بچانا چاہا تو انھیں بھی مارا یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا۔ آخر کار بہن اور بہنوئی دونوں نے کہا کہ ہاں ہم مسلمان ہو چکے ہیں تم سے جو کچھ ہو سکے کرلو۔ حضرت عمرؓ اپنی بہن کا خون بہتے دیکھ کر کچھ پشیمان سے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اچھا مجھے بھی وہ چیز دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے پہلے قسم لی کہ وہ اسے پھاڑ نہ دیں گے۔ پھر کہا کہ جب تک تم غسل نہ کرلو، اس پاک صحیفے کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور پھر وہ صحیفہ لے کر پڑھنا شروع کیا۔ اس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ پڑھتے پڑھتے یک لخت ان کی زبان سے نکلا ''کیا خوب کلام ہے۔'' یہ سنتے ہی حضرت خباب بن ارتؓ جو ان کی آہٹ پاتے ہی چھپ گئے تھے باہر آ گئے اور کہا کہ بخدا مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنے نبی کی دعوت پھیلانے میں بڑی خدمت لے گا، کل ہی میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے[1]۔ (اور فرمایا) پس اے عمر! اللہ کی طرف چلو، اللہ کی طرف چلو۔

اس[2] فقرے نے رہی سہی کسر پوری کر دی اور اسی وقت حضرت خباب کے ساتھ جا کر حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرلیا۔ یہ ہجرت حبشہ سے تھوڑی مدت بعد ہی کا قصہ ہے[3]۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، طٰہٰ: زمانہ نزول)

تخریج:〈۱〉 فَقَالَ لَهُ يَا عُمَرُ، وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ قَدْ خَصَّكَ بِدَعْوَةِ نَبِيِّهٖ فَاِنِّیْ سَمِعْتُهٗ اَمْسِ وَهُوَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اَيِّدِالْاِسْلَامَ بِاَبِی الْحَكَمِ ابْنِ هِشَامٍ اَوْبِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَاللّٰهَ اللّٰهَ يَا عُمَرُ۔(۸)

ترجمہ: انھوں نے کہا: اے عمر! بہ خدا مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی دعا کو تمھارے لیے خاص کر دیا ہے۔ کیوں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ خدایا ابوالحکم (ابوجہل) بن ہشام یا عمر بن الخطاب دونوں میں سے کسی کو اسلام کا حامی بنادے۔ پس اے عمر! اللہ کی طرف چلو، اللہ کی طرف چلو۔

〈۲〉 وَكَانَ عُمَرُ شَدِيْدًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَللّٰهُمَّ اَيِّدْ دِيْنَكَ بِابْنِ الْخَطَّابِ۔(۹)

ترجمہ: حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کے خلاف شدید عناد رکھتے تھے۔ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ یاالٰہی! ابن خطاب کے ذریعہ اپنے دین کی تقویت فرما۔

---

[1] مذکورہ بالا حدیث۔ (مرتب) [2] ایضاً۔ [3] سیرت ابن ہشام ج اوّل۔ (مرتب)

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ، ثَنَا خَارِجَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ اَوْبِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَکَانَ اَحَبُّھُمَا اِلَی اللّٰہِ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ۔ (۱۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی: الٰہی! ابوجہل یا ابن خطاب میں سے جو تجھے پسند ہو اس کے ذریعہ اسلام کو تقویت عطا فرما۔ پس ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کو عمر بن خطاب محبوب تھے۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نا یُوْنُسُ بْنُ بُکَیْرٍ، عَنِ النَّضْرِ اَبِیْ عُمَرَ عَنْ عِکْرِمَۃَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ: اَللّٰھُمَّ اَعِزَّالْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: فَاَصْبَحَ فَغَدَا عُمَرُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔(۱۱)

ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُھُمْ فِیْ النَّضْرِ اَبِیْ عُمَرٍو وَھُوَیَرْوِیْ مَنَاکِیْرَ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ الٰہی! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو تقویت عطا فرما۔ پس صبح عمرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

〈۵〉حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ اَبُوْ عُبَیْدٍ اَلْمَدِیْنِیُّ. ثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنَ الْمَاجِشُوْنَ،حَدَّثَنِیْ الزَّنْجِیُّ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ ھِشَامِ ابْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً۔(۱۲)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعا میں یوں استدعا کی۔ ''اے اللہ! عمر بن خطاب ہی کے ذریعہ اسلام کو قوت عطا فرما۔''

یہودیوں کی سازش

۱ ۵ ۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک گروہ نے نبی ﷺ اور آپؐ کے خاص خاص صحابہ کو کھانے کی دعوت پر بلایا تھا اور خفیہ طور پر یہ سازش کی تھی کہ اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس طرح اسلام کی جان نکال دیں گے۔ لیکن عین وقت پر اللہ کے فضل سے نبی ﷺ کو اس سازش کا حال معلوم ہوگیا اور آپؐ دعوت پر تشریف نہ لے گئے۔

(تفہیم القرآن، ج۱، المائدہ، حاشیہ:۳۰)

تخریج: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُبْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنِی اَبِیْ، قَالَ: ثنی عَمِیّ، قَالَ:ثَنی اَبِیْ عَنْ اَبِیْہِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قولہ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِلیٰ قَوْلِہٖ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ. ذٰلِکَ اَنَّ

قَوْمًامِنَ الْیَھُوْدِ صَنَعُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَصْحَابِہٖ طَعَامًا لِیَقْتُلُوْہُ اِذَا اَتَی الطَّعَامَ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ بِشَانِھِمْ فَلَمْ یَأْتِ الطَّعَامَ وَاَمَرَ اَصْحَابَہٗ فَاَبَوْہُ۔(۱۳)

عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش

۵۲۔ عتبہ سرداران قریش کی ایک محفل سے اٹھ کر نبی ﷺ کے پاس جا بیٹھا۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا۔ بھتیجے! تم اپنی قوم میں اپنے نسب اور خاندان کے اعتبار سے جو حیثیت رکھتے ہو وہ تمھیں معلوم ہے۔ مگر تم اپنی قوم پر ایک بڑی مصیبت لے آئے ہو۔ تم نے جماعت میں تفرقہ ڈال دیا۔ ساری قوم کو بے وقوف ٹھیرایا، قوم کے دین اور اس کے معبودوں کی برائی کی۔ اور ایسی باتیں کرنے لگے جن کے معنی یہ ہیں کہ ہم سب کے باپ دادا کافر تھے۔ اب ذرا میری بات سنو۔ میں کچھ تجویزیں تمھارے سامنے رکھتا ہوں۔ ان پر غور کرو۔ شاید کہ ان میں سے کسی کو تم قبول کرلو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوالولید! آپ کہیں، میں سنوں گا۔'' اس نے کہا،'' بھتیجے، یہ کام جو تم نے شروع کیا ہے، اس سے اگر تمھارا مقصد مال حاصل کرنا ہے تو ہم سب مل کر تم کو اتنا کچھ دے دیتے ہیں کہ تم ہم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اگر اس سے اپنی بڑائی چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا سردار بنائے لیتے ہیں، کسی معاملہ کا فیصلہ تمھارے بغیر نہ کریں گے۔ اگر بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اور اگر تم پر کوئی جن آتا ہے جسے تم خود دفع کرنے پر قادر نہیں ہو تو ہم بہترین اطباء بلواتے ہیں اور اپنے خرچ پر تمھارا علاج کراتے ہیں۔'' عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور حضورؐ خاموش سنتے رہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ابوالولید! آپ کو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے؟'' اس نے کہا'' ہاں'' آپؐ نے فرمایا:'' اچھا اب میری سنو۔ اس کے بعد آپ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سورۃ (حٰم السجدہ) کی تلاوت شروع کی اور عتبہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے غور سے سنتا رہا۔ سورہ سجدہ (آیت: ۳۸) پر پہنچ کر آپؐ نے سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ اے ابوالولید! میرا جواب آپ نے سن لیا۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔''

تشریح: نبی ﷺ کے قدیم ترین سیرت نگار محمد بن اسحاق نے مشہور تابعی محمد بن کعب القرظی کے حوالے سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ قریش کے کچھ سردار مسجد حرام میں محفل جمائے بیٹھے تھے اور مسجد کے ایک دوسرے گوشے میں رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف رکھتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت حمزہؓ ایمان لا چکے تھے اور قریش کے لوگ مسلمانوں کی جمعیت میں روز افزوں اضافہ دیکھ دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے۔ اس موقع پر عتبہ بن ربیعہ (ابوسفیان کے خسر) نے سرداران قریش سے کہا کہ صاحبو! اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں جا کر محمد (ﷺ) سے بات کروں اور ان کے سامنے چند تجویزیں رکھوں، شاید کہ وہ ان میں سے کسی کو مان لیں اور ہم بھی اسے قبول کرلیں اور اس طرح وہ ہماری مخالفت سے باز آ جائیں۔ سب حاضرین نے اس سے اتفاق کیا اور عتبہ اٹھ کر نبی ﷺ کے پاس جا بیٹھا (آپؐ کی اس کے ساتھ مندرجہ بالا حدیث میں بیان کردہ گفتگو ہوئی) عتبہ اٹھ کر سرداران قریش کی مجلس کی طرف چلا تو لوگوں نے دور سے اس کو دیکھتے ہی کہا، خدا کی قسم! عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے، یہ وہ صورت نہیں ہے جسے لے کر یہ گیا تھا۔ پھر جب وہ آ کر بیٹھا تو لوگوں نے کہا: کیا سن آئے؟ اس نے کہا: بہ خدا! میں نے ایسا کلام

سنا کہ کبھی اس سے پہلے نہ سنا تھا۔ خدا کی قسم! نہ یہ شعر ہے، نہ سحر ہے، نہ کہانت۔ اے سرداران قریش! میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلام کچھ رنگ لاکر رہے گا۔ فرض کرو اگر عرب اس پر غالب آ گئے تو اپنے بھائی کے خلاف ہاتھ اٹھانے سے تم بچ جاؤ گے اور دوسرے اس سے نمٹ لیں گے۔ لیکن اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہی تمھاری بادشاہی، اور اس کی عزت تمھاری عزت ہی ہوگی۔" سرداران قریش اس کی یہ بات سنتے ہی بول اٹھے۔ "ابوالولید آخر اس کا جادو تم پر بھی چل گیا۔" عتبہ نے کہا، میری جو رائے تھی وہ میں نے تمھیں بتا دی اب تمھارا جو جی چاہے کرتے رہو۔

(ابن ہشام، جلد ا، ص: ۳۱۳۔۳۱۴)

اس قصے کو متعدد دوسرے محدثین نے حضرت جابر بن عبداللہ سے بھی مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے، جس میں تھوڑا بہت لفظی اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جب حضورؐ تلاوت کرتے ہوئے آیت: فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ "اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمھیں عاد اور ثمود کے عذاب جیسے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں" پر پہونچے تو عتبہ نے بے اختیار آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا، "خدا کے لیے اپنی قوم پر رحم کرو۔" بعد میں اس نے سرداران قریش کے سامنے اپنے اس فعل کی وجہ یہ بیان کی کہ "آپ لوگ جانتے ہیں، محمدؐ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ اس لیے میں ڈر گیا کہ کہیں ہم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔"

(تفہیم القرآن، ج ۴، حم السجدہ: زمانہ نزول)

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْاَجْلَحِ، عَنِ الزَّیَّالِ ابْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسَدِیِّ، عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِجْتَمَعَتْ قُرَیْشٌ یَوْمًا، فَقَالُوْا: اُنْظُرُوْا اَعْلَمَكُمْ بِالسِّحْرِ وَالْكِهَانَةِ وَالشِّعْرِ، فَلْیَاْتِ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِیْ قَدْ فَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَشَتَّتَ اَمْرَنَا وَعَابَ دِیْنَنَا فَلْیُكَلِّمْهُ وَلْنَنْظُرْ مَاذَا یَرُدُّ عَلَیْهِ فَقَالُوْا: مَا نَعْلَمُ اَحَدًا غَیْرَعُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ، فَقَالُوْا: اَنْتَ یَا اَبَاالْوَلِیْدِ، فَأَتَاهُ عُتْبَةُ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ خَیْرٌ اَمْ عَبْدُ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ: اَنْتَ خَیْرٌ اَمْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ خَیْرٌ مِّنْكَ، فَقَدْ عَبَدُوْا الْاٰلِهَةَ الَّتِیْ عِبْتَ، وَاِنْ كُنْتَ تَزْعُمُ اَنَّكَ خَیْرٌ مِّنْهُمْ، فَتَكَلَّمْ حَتّٰی نَسْمَعَ قَوْلَكَ وَاِنَّا وَاللّٰهِ مَارَاَیْنَا سَخْلَةً قَطُّ اَشْاَمَ عَلیٰ قَوْمِكَ مِنْكَ، فَرَّقْتَ جَمَا عَتَنَا وَشَتَّتَّ اَمْرَنَا وَعِبْتَ دِیْنَنَا وَفَضَحْتَنَا فِی الْعَرَبِ، حَتّٰی لَقَدْ طَارَفِیْهِمْ اَنَّ فِیْ قُرَیْشٍ سَاحِرًا وَاَنَّ فِیْ قُرَیْشٍ كَاهِنًا، وَاللّٰهِ مَا نَنْتَظِرُ اِلَّا مِثْلَ صَیْحَةِ الْحُبْلیٰ اَنْ یَّقُوْمَ بَعْضُنَا اِلیٰ بَعْضٍ بِالسُّیُوْفِ حَتّٰی نَتَفَانیٰ اَیُّهَا الرَّجُلُ اِنْ كَانَ اِنَّمَا بِكَ الْحَاجَةُ، جَمَعْنَا لَكَ حَتّٰی تَكُوْنَ اَغْنیٰ قُرَیْشٍ رَجُلًاوَاحِدًا، وَاِنْ كَانَ اِنَّمَا بِكَ الْبَاءَةُ، فَاخْتَرْاَیَّ نِسَآءِ قُرَیْشٍ شِئْتَ، فَلْنُزَوِّجْكَ عَشْرًا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَغْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. حَتّٰی بَلَغَ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ. فَقَالَ عُتْبَةُ: حَسْبُکَ حَسْبُکَ مَا عِنْدَکَ غَیْرَ ھٰذَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَا، فَرَجَعَ اِلٰی قُرَیْشٍ فَقَالُوْا: مَا وَرَاءَکَ؟ قَالَ: مَا تَرَکْتُ شَیْئًا أرٰی اَنَّکُمْ تُکَلِّمُوْنَ بِہٖ اِلَّا کَلَّمْتُہٗ قَالُوْا: فَھَلْ اَجَابَکَ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَاوَالَّذِیْ نَصَبَھَا بَنِیَّةً مَا فَھِمْتُ شَیْئًا مِمَّا قَالَہٗ غَیْرَ اَنَّہٗ اَنْذَرَکُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُوْدَ، قَالُوْا: وَیْلَکَ یُکَلِّمُکَ الرَّجُلُ بِالْعَرَبِیَّةِ لَاتَدْرِیْ مَاقَالَ؟ قَالَ: لَآ وَاللّٰہِ مَا فَھِمْتُ شَیْئًا مِمَّا قَالَ غَیْرَ ذِکْرِ الصَّاعِقَةِ۔(١٤)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن قریشی سرداروں کا اجتماع ہوا اور کہنے لگے کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو سب سے زیادہ جادو اور کہانت اور شعر کے فن سے واقف ہو۔ وہ اس شخص کے پاس جائے جس نے ہمارا نظم منتشر کردیا ہے اور ہمارے معاملے کو پارہ پارہ کردیا ہے اور ہمارے مذہب و دین کو معیوب قرار دیا ہے اس سے بات چیت کرے۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ اس کا کیا جواب دیتا ہے۔ وہ بولے کہ عتبہ بن ربیعہ کے ماسوا تو ہمیں اور کوئی آدمی نظر نہیں آتا جو ان صفات سے متصف ہو۔ چنانچہ انھوں نے عتبہ سے مخاطب ہوکر کہا۔ اے ابوالولید! تم ہی یہ کام کرسکتے ہو۔ عتبہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے محمدؐ! بتاؤ تم بہتر ہو یا عبداللہ؟ یہ سن کر آپؐ خاموش رہے عتبہ نے پھر کہا۔ تم بہتر ہو یا عبدالمطلب ؟ نبی ﷺ پھر خاموش رہے۔ پھر کہنے لگا کہ اگر تمھارا یہ گمان ہے کہ یہ حضرات (عبداللہ اور عبدالمطلب) تم سے بہتر ہیں پھر تو یہ لوگ ان خداؤں کی عبادت کرتے تھے جن کا تم انکار کرتے ہو اور اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ تم ان سے بہتر ہو تو پھر کہو ہم سنتے ہیں۔ بہ خدا ہم نے کبھی کوئی ایسا ذلیل شخص نہیں دیکھا جو تمھاری قوم کے لیے تم سے زیادہ باعث نحوست بنا ہو۔ تو نے ہماری جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ ہمارے دینی اتحاد کو پارہ پارہ کردیا ہے اور ہمارے دین کو معیوب ٹھہرایا ہے، عرب میں ہمیں رسوا کردیا ہے۔ حتیٰ کہ اس قسم کی باتیں زبان زد عوام ہیں کہ قریش میں ایک ساحر پیدا ہوگیا ہے، قریش میں ایک کاہن پیدا ہوگیا ہے وغیرہ (اور اب معاملہ اس انتہا کو پہنچ گیا ہے کہ جس طرح بچہ پیدا ہونے میں حاملہ کی ایک چیخ کا انتظار ہوتا ہے) ہم بھی بس ایک چیخ کے منتظر ہیں جس کے بعد ہم تلواریں سونت کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں اور فنا کے گھاٹ اتر جائیں۔ اے شخص! اگر تمھیں مال و دولت کی ضرورت ہے تو ہم تمھارے لیے اتنا مال و دولت جمع کردیتے ہیں کہ تم قریش کے سب سے بڑے صاحب ثروت آدمی بن جاؤ، اگر تمھیں شادی کی خواہش و ضرورت ہے تو قریش کی کسی دوشیزہ کا انتخاب کرلو، ہم اس سے تمھارا نکاح کردیتے ہیں۔ ایک کیا دس قریشی دوشیزائیں بیاہ دیتے ہیں۔

آپؐ نے سب کچھ سن کر فرمایا ''کیا تم فارغ ہوگئے؟'' اس نے کہا ہاں! مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا۔ پھر **حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** کی تلاوت شروع کی۔ جب آپؐ **فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُکُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ** تک پہنچے تو عتبہ چلا اٹھا بس، بس۔ کیا اس کے سوا آپؐ کے پاس کچھ نہیں؟ فرمایا: ''نہیں۔'' یہ سن کر عتبہ قریش کے پاس واپس آیا انھوں نے پوچھا: کیا ماجرا پیش آیا؟ اس نے بتایا میں نے تو کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ جو باتیں تم نے کی تھیں وہ ساری باتیں میں نے

ان سے کہہ دیں۔ انھوں نے پوچھا کیا اس نے آپ کی بات کا جواب دیا۔ بولا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے خانہ کعبہ کو بلند کیا۔ اس نے جو کچھ کہا اس میں سے میں نے صرف اتنی بات سمجھی ہے کہ وہ تمھیں اس طرح کے عذاب سے خبردار کرتا ہے اور ڈراتا ہے جیسا عذاب عاد وثمود پر آیا تھا۔

انھوں نے کہا افسوس ہے تم پر، وہ شخص عربی میں گفتگو کرتا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اس نے جو کچھ کہا ہے میں نہیں سمجھا۔ اس نے پھر کہا بہ خدا میں صاعقہ کے ذکر کے ماسوا اس کی بات ذرا نہیں سمجھا۔

﴿۲﴾ عَنِ الزَّبَّالِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللّٰهُ عَنْهُ، وَذکرالحدیث الٰی قوله فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ. فَاَمْسَکَ عُتْبَةُ عَلٰی فِيْهِ وَنَاشَدَهُ بِالرَّحِمِ، وَرَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ وَلَمْ يَخْرُجْ اِلٰی قُرَيْشٍ وَاحْتَبَسَ عَنْهُمْ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ: يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! وَاللّٰهِ مَانَرٰی عُتْبَةَ اِلَّا قَدْ صَبَأَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَاَعْجَبَهٗ طَعَامُهٗ وَمَاذَاکَ اِلَّا مِنْ حَاجَةٍ اَصَابَتْهُ، فَانْطَلِقُوْا بِنَا اِلَيْهِ فَانْطَلَقُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ: اَبُوْجَهْلٍ: يَا عُتْبَةُ مَا حَبَسَکَ عَنَّا اِلَّا اَنَّکَ صَبَأْتَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَأَعْجَبَکَ طَعَامُهٗ؟ فَاِنْ کَانَتْ بِکَ حَاجَةٌ جَمَعْنَا لَکَ مِنْ اَمْوَالِنَا مَا يُغْنِيْکَ عَنْ طَعَامِ مُحَمَّدٍ، فَغَضِبَ عُتْبَةُ وَاَقْسَمَ اَنْ لَايُكَلِّمَ مُحَمَّدًا اَبَدًا قَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُمْ اِنِّیْ مِنْ اَکْثَرِ قُرَيْشٍ مَالًا وَلٰكِنِّیْ اَتَيْتُهٗ وَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَاَجَابَنِیْ بِشَیْءٍ وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِشِعْرٍ وَلَا کَهَانَةٍ وَلَاسِحْرٍ وَقَرَأَ السُّوْرَةَ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍوَّثَمُوْدَ فَاَمْسَکْتُ بِفِيْهِ وَنَا شَدْتُهٗ بِالرَّحِمِ اَنْ يَّكُفَّ وَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّ مُحَمَّدًا اِذَا قَالَ شَيْئًا لَمْ يَكْذِبْ فَخَشِيْتُ اَنْ يَّنْزِلَ بِكُمُ الْعَذَابُ۔(۱۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے آیۂ کریمہ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ تلاوت فرمائی تو عتبہ نے آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور رحم کی درخواست کرنے لگا۔ گھر جا کر چھپ گیا اور قریش کے روبرو نہ ہوا۔ ابوجہل بولا اے قبیلۂ قریش بہ خدا ہمیں ایسا معلوم ہورہا ہے کہ عتبہ کا میلان محمدؐ کی جانب ہوگیا ہے اور اسے اس کا پیش کردہ کھانا لبھا گیا ہے ممکن ہے ایسا اس لیے ہوا ہو کہ اسے کسی قسم کی ضرورت لاحق ہوگئی ہو، آؤ اس کے پاس چلیں۔ چنانچہ وہ سب عتبہ کی طرف گئے۔ ابوجہل بولا۔ اے عتبہ کیا محمدؐ کی طرف میلان نے ہم سے ملنے سے روک رکھا ہے۔ اس کی دعوت خوب پسند آئی۔ اگر تمھیں کوئی حاجت وضرورت پیش آگئی ہے تو اپنے اموال میں سے اتنا کچھ جمع کیے دیتے ہیں کہ محمدؐ کے کھانے سے بے نیاز ہوجاؤ گے۔ اس پر عتبہ غضب ناک ہوا اور قسم کھائی کہ آئندہ کبھی محمد سے ہم کلام نہیں ہوں گا۔ پھر بولا خدا کی قسم! تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ قریش کے بہت سے لوگوں سے میرے پاس مال زیادہ ہے۔ میں اس (محمدؐ) کے پاس گیا اور اسے ساری روداد سنائی۔ اس نے جواب میں مجھے ایسا کلام سنایا جو کسی طرح بھی نہ شعر ہے نہ کہانت اور نہ جادو۔ اس نے فَاِنْ اَعْرَضُوْا سے لے کر مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ تک پڑھ کر سنایا تو میں

نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بند کر دیا اور رحم کی درخواست کی۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ محمدؐ جب کوئی بات کہہ دے تو وہ جھوٹی ثابت نہیں ہوتی۔ مجھے اندیشہ لاحق ہوا مبادا تم پر عذاب نازل ہو جائے۔

﴿۳﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ زِیَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ نِالْقُرَظِیِّ قَالَ: حُدِّثْتُ اَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ، وَکَانَ سَیِّدًا قَالَ یَوْمًا وَهُوَ جَالِسٌ فِی نَادِیْ قُرَیْشٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَحْدَهٗ: یَامَعْشَرَقُرَیْشٍ! اَلَا اَقُوْمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَاُکَلِّمَهٗ وَاَعْرِضَ عَلَیْهِ اُمُوْرًا لَعَلَّهٗ یَقْبَلُ بَعْضَهَا فَنُعْطِیْهِ اَیَّهَا شَاءَ وَ یَکُفَّ عَنَّا؟ وَذٰلِکَ حِیْنَ اَسْلَمَ حَمْزَةُ، وَرَاَوْا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَزِیْدُوْنَ وَیَکْثُرُوْنَ، فَقَالُوْا: بَلٰی یَا اَبَاالْوَلِیْدِ! قُمْ اِلَیْهِ فَکَلِّمْهُ، فَقَامَ اِلَیْهِ عُتْبَةُ حَتّٰی جَلَسَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَابْنَ اَخِیْ، اِنَّکَ مِنَّا حَیْثُ قَدْ عَلِمْتَ مِنَ السِّطَّةِ فِی الْعَشِیْرَةِ، وَالْمَکَانِ فِی النَّسَبِ، وَاِنَّکَ قَدْ اَتَیْتَ قَوْمَکَ بِاَمْرٍ عَظِیْمٍ فَرَّقْتَ بِهٖ جَمَاعَتَهُمْ وَسَفَّهْتَ بِهٖ اَحْلَامَهُمْ، وَعِبْتَ بِهٖ اٰلِهَتَهُمْ وَدِیْنَهُمْ وَکَفَّرْتَ بِهٖ مَنْ مَضٰی مِنْ اٰبَائِهِمْ، فَاسْمَعْ مِنِّیْ اَعْرِضْ عَلَیْکَ اُمُوْرًا تَنْظُرُ فِیْهِ لَعَلَّکَ تَقْبَلُ مِنْهَا بَعْضَهَا قَالَ: فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ یَا اَبَاالْوَلِیْدِ، اَسْمَعُ قَالَ: یَابْنَ اَخِیْ! اِنْ کُنْتَ اِنَّمَا تُرِیْدُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ مَالًا، جَمَعْنَا لَکَ مِنْ اَمْوَالِنَا حَتّٰی تَکُوْنَ اَکْثَرَنَا مَالًا، وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ بِهٖ شَرَفًا، سَوَّدْنَاکَ عَلَیْنَا حَتّٰی لَا نَقْطَعَ اَمْرًا دُوْنَکَ، وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ بِهٖ مُلْکًا، مَلَّکْنٰکَ عَلَیْنَا، وَاِنْ کَانَ هٰذَا الَّذِیْ یَاْتِیْکَ رَئِیًّا[۱] تَرَاهُ لَاتَسْتَطِیْعُ رَدَّهٗ عَنْ نَّفْسِکَ، طَلَبْنَا لَکَ الطِّبَّ وَبَذَلْنَا فِیْهِ اَمْوَالَنَاحَتّٰی نُبْرِئَکَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ رُبَمَا غَلَبَ التَّابِعُ عَلَی الرَّجُلِ حَتّٰی یُدَاوٰی مِنْهُ اَوْ کَمَاقَالَ لَهٗ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ عُتْبَةُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْتَمِعُ مِنْهُ قَالَ: اَقَدْ فَرَغْتَ یَا اَبَا الْوَلِیْدِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاسْمَعْ مِنِّیْ، قَالَ: اِفْعَلْ، فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَاَعْرَضَ اَکْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ ثُمَّ مَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْهَا یَقْرَؤُهَا عَلَیْهِ فَلَمَّا سَمِعَ مِنْهُ عُتْبَةُ اَنْصَتَ لَهَا وَاَلْقٰی یَدَیْهِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مُعْتَمِدًا عَلَیْهِمَا یَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ انْتَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی السَّجْدَةِ مِنْهَافَسَجَدَ ثُمَّ قَالَ: قَدْ سَمِعْتَ یَا اَبَاالْوَلِیْدِ مَا سَمِعْتَ، فَاَنْتَ وَذَاکَ. فَقَامَ عُتْبَةُ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: نَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَقَدْ جَآءَکُمْ اَبُوالْوَلِیْدِ بِغَیْرِ الْوَجْهِ الَّذِیْ ذَهَبَ بِهٖ فَلَمَّا جَلَسَ اِلَیْهِمْ قَالُوْا: مَا وَرَاءَکَ یَا اَبَا الْوَلِیْدِ؟ قَالَ: وَرَائِیْ اِنِّیْ سَمِعْتُ قَوْلًا وَاللّٰهِ مَاسَمِعْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ وَاللّٰهِ مَا هُوَ الشِّعْرُ وَلَا بِالسِّحْرِ وَلَا بِالْکَهَانَةِ، یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اَطِیْعُوْنِیْ وَاجْعَلُوْهَا بِیْ وَخَلُّوْا بَیْنَ هٰذَا الرَّجُلِ وَبَیْنَ مَا هُوَ فِیْهِ فَاعْتَزِلُوْهُ فَوَاللّٰهِ لَیَکُوْنَنَّ لِقَوْلِهِ الَّذِیْ سَمِعْتُ مِنْهُ

---

[۱] ما یتراء ی للا نسان من الجن.

نَبَأٌعَظِيمٌ فَاِنْ تُصِبْهُ الْعَرَبُ فَقَدْ كَفَيْتُمُوْهُ بِغَيْرِكُمْ وَاِنْ يَظْهَرْعَلَى الْعَرَبِ، فَمُلْكُهُ مُلْكُكُم وَعِزُّهُ عِزُّكُمْ وَكُنْتُمْ اَسْعَدَ النَّاسِ بِهٖ. قَالُوْا:سَحَرَكَ وَاللّٰه يَا اَبَالْوَلِيْدِ بِلِسَانِهٖ، قَالَ: هٰذَا رَأْيِىْ فِيْهِ فَاصْنَعُوْا مَابَدَالَكُمْ۔ (١٦)

ترجمہ : حضرت محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ عتبہ بن ربیعہ بڑا معتبر سردار تھا۔ایک دن وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں تنہا تشریف فرما تھے۔عتبہ بولا۔اے اہل قریش ! کیا میں محمد (ﷺ) کے پاس نہ جاؤں کہ ان سے بات کروں اور چند باتیں ان کے سامنے غور وفکر کے لیے رکھوں شاید ان میں سے کچھ ان کے لیے قابل قبول ہوں تو ہم انھیں ان کی پسند کے مطابق وہ (مراعات) دے دیں۔اس طرح وہ ہمارے درپے ہونے سے باز آجائے۔یہ اس موقع کی بات ہے جب حضرت حمزہؓ دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور انھیں نظر آرہا تھا کہ محمدؐ کے ساتھی روز بروز بڑھتے جارہے ہیں۔انھوں نے کہا ہاں،اے ابوالولید! اٹھو جا کر ان سے بات کرو۔عتبہ آپؐ کے پاس گیا اور آپؐ کے قریب بیٹھ کر کہنے لگا بھتیجے ہمارے خاندان میں جو بزرگی اور شرف تمھیں حاصل ہے اس کا تمھیں بہ خوبی علم ہے اورنسب کے لحاظ سے جو مقام خاندان میں تمھارا ہے اسے بھی تم جانتے ہو۔تم نے قوم کو ایک بڑے المیے سے دوچار کر دیا ہے۔ جس سے ان کا شیرازہ بکھر گیا ہے انھیں بیوقوف اور بے عقل ٹھہرایا ہے۔ان کے معبودوں کو برا کہا ہے۔ان کے گزشتہ آباؤ اجداد کو کافر قرار دیا ہے۔لہٰذا میری بات ذرا غور سے سنو۔میں چند باتیں تمھارے سامنے رکھتا ہوں،تم ان پر غور کرلو شاید ان میں سے کچھ تمھارے لیے قابل قبول ہوں۔یہ سب سننے کے بعد آپؐ نے عتبہ سے کہا اے ابوالولید کہو۔میں ضرور سنوں گا۔ بولا بھتیجے جو پیغام دعوت تو لے کر آیا ہے اس کا مقصد اگر مال و دولت کمانا ہے تو ہم اپنے ذاتی اموال میں سے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم میں سے سب سے زیادہ صاحب مال ہو جاؤ۔اور اگر اس سے تم شرف و بزرگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔تمھارے اشارۂ ابرو کے بغیر ہم کوئی فیصلہ نہ کیا کریں گے۔اگر اس سے تمھارا مقصد بادشاہ بننا ہے تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں اور اگر تمھیں جن بھوت کی شکایت ہے جسے تم اپنے آپ سے دور نہیں کر سکتے تو ہم تمھارے علاج کے لیے کسی طبیب کو بلوا لیتے ہیں۔اس کے مصارف اس وقت تک ہم خود برداشت کرتے رہیں گے جب تک تم صحت یاب نہ ہو جاؤ۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کا تابع (ہمزاد) اس پر غالب آجاتا ہے تو اس کا علاج معالجہ کرنا پڑتا ہے۔ جب تک عتبہ نے اپنی بات نہیں کر لی آپؐ بغور اس کی باتیں سنتے رہے۔پھر پوچھا اے ابوالولید فارغ ہو گئے؟ اس نے کہا ہاں۔آپؐ نے فرمایا: ''اچھا اب میری سنو۔'' بولا سناؤ۔آپؐ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے گفتگو کا آغاز فرمایا اور حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰيَاتُهٗ الخ پڑھنا شروع کی۔آپ پڑھتے رہے اور عتبہ کمر کے پیچھے دونوں ہاتھوں کے سہارے بیٹھا سنتا رہا۔جب آپؐ سجدہ کی آیت پر پہنچے تو سجدہ کیا اور فرمایا:

''ابوالولید! جو کچھ آپ نے سنا بس میرے پاس یہی ہے۔اب فیصلہ تمھارے ہاتھ میں ہے۔'' عتبہ آپؐ کے پاس سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی جانب چلا تو اسے آتا دیکھ کر وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! ابوالولید کا وہ چہرہ نہیں ہے

جو وہ لے کر گیا تھا۔ جب وہ ان کے پاس بیٹھ گیا تو پوچھنے لگے۔ ابوالولید! تم کیا کر کے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ میرا ماجرا یہ ہے کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم! وہ کلام نہ تو شعر ہے اور نہ جادو اور کہانت۔ سرداران قریش! میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس سے الگ رہو۔ خدا کی قسم! جو کلام میں نے اس کی زبان سے سنا ہے وہ ایک دن کسی بڑی عظیم خبر کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ اور اگر اہل عرب اس پر غالب آ گئے تو تمھارے کچھ کیے بغیر ہمیں اس سے نجات مل جائے گی اور اگر وہ ان پر غالب آ گیا تو اس کی بادشاہی تمھاری بادشاہی ہوگی۔ اس کی عزت تمھاری عزت ہوگی اور اس کی وجہ سے تم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش بخت و سعادت مند ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر وہ بولے ابوالولید! خدا کی قسم! تم پر بھی اس کی زبان کا جادو چل گیا ہے۔ ابوالولید نے جواب دیا یہ میری رائے تھی جو میں نے تمھارے سامنے رکھ دی۔ اب تمھاری سمجھ میں جو آئے سو کرو۔

ابوجہل کی بے ہودگیاں

۵۳۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ابوجہل نے قریش کے لوگوں سے پوچھا ''کیا محمد (ﷺ) تمھارے سامنے زمین پر اپنا منہ ٹکاتے ہیں؟'' لوگوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ''لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اور ان کا منہ زمین میں رگڑ دوں گا۔'' پھر ایسا ہوا کہ حضورؐ کو نماز پڑھتے دیکھ کر وہ آگے بڑھا تا کہ آپؐ کی گردن پر پاؤں رکھے مگر یکایک لوگوں نے دیکھا کہ وہ پیچھے ہٹ رہا ہے اور اپنا منہ کسی چیز سے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اُس سے پوچھا گیا کہ یہ تجھے کیا ہو گیا؟ اس نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خندق اور ایک ہولناک چیز تھی اور کچھ پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے قریب پھٹکتا تو ملائکہ اس کے چیتھڑے اُڑا دیتے۔[1]

تخریج: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَمُحَمَّدُبْنُ عَبْدِ الْاَعْلىٰ الْقَيْسِيُّ، قَالاَ: نَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نُعَيْمُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ. عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ: هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِن رَّأَيْتُهٗ يُصَلِّيْ كَذٰلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلىٰ رَقَبَتِهٖ وَلَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهٗ فِي التُّرَابِ، فَاَتىٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ لِيَطَأَ عَلىٰ رَقَبَتِهٖ، قَالَ: فَمَا فَجَأَ هُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْقُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِيْ بِيَدَيْهِ قَالَ: فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ؟ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ خَنْدَقًا مِنْ نَّارٍ وَهَوْلًا وَاَجْنِحَةً. قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْدَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا۔ (۱۷)

۵۴۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو ان کی گردن پاؤں تلے دبا دوں گا۔ نبی ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو ملائکہ علانیہ اسے آ پکڑیں گے۔[2]

---

[1] احمد، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابن مردویہ، ابونعیم اصفہانی، بیہقی۔
[2] بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا یَحیٰ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعمَرٍ، عَنْ عَبدِ الْکَرِیمِ الْجَزرِیِّ، عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ اَبُو جَھلٍ، لَئِنْ رَأَیتُ مُحَمَّدًا یُصَلِّیْ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ لَأَطَأَنَّ عَلیٰ عُنُقِہٖ فَبَلَغَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: لَوْ فَعَلَہٗ لَاَخَذَتْہُ الْمَلَائِکَۃُ۔ (۱۸)

ترجمہ: ابن عباس کی روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو ان کی گردن پاؤں تلے دبادوں گا۔ نبی ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا ''اگر اس نے ایسا کیا تو ملائکہ علانیہ اسے آپکڑیں گے۔''

〈۲〉 عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ اَبُوجَھلٍ: لَئِنْ عَادَ مُحَمَّدٌ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْمَقَامِ لَاَقْتُلَنَّہٗ. فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ حَتّٰی بَلَغَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ فَلْیَدْعُ نَادِیَۃَ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَّۃَ. فَجَآءَ النَّبِیُّ ﷺ فَصَلّٰی فَقِیْلَ مَا یَمْنَعُکَ؟ قَالَ: قَدِاسْوَدَّ مَا بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ مِنَ الْکَتَائِبِ۔ (۱۹)

قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: وَاللّٰہِ لَوْ تَحَرَّکَ لَاَخَذَتْہُ الْمَلَائِکَۃُ وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ابوجہل بولا اگر محمدؐ نے مقام ابراہیم پر دوبارہ نماز پڑھی تو میں اسے لازماً قتل کرڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ علق کی آیات اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ سے سَنَدْعُ الزَّبَانِیَّۃَ تک نازل فرمائیں۔ نبی ﷺ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور نماز ادا کی۔ ابوجہل سے کسی نے پوچھا کس چیز نے تجھے باز رکھا؟ بولا میرے اور اس کے درمیان بے شمار لشکر حائل ہو گئے۔

ابن عباس کا قول ہے کہ اگر یہ ذرا بھی حرکت کرتا تو ملائکہ اسے دبوچ لیتے اور لوگ اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتے۔

۵۵۔ ابن عباسؓ کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم پر نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے کہا اے محمدؐ، کیا میں نے تم کو اس سے منع نہیں کیا تھا؟ اور اس نے آپؐ کو دھمکیاں دینی شروع کیں۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو سختی کے ساتھ جھڑک دیا۔ اس پر اس نے کہا اے محمدؐ! تم کس بل پر مجھے ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم! اس وادی میں میرے حمایتی سب سے زیادہ ہیں۔ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، طبرانی، ابن مردویہ)

تشریح: اس سلسلے میں کئی احادیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیں جن میں ابوجہل کی ان بیہودگیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نبی ہونے کے بعد قبل اس کے کہ حضورؐ اسلام کی علانیہ تبلیغ کا آغاز کرتے، آپؐ نے حرم میں اس طریقے پر نماز ادا کرنی شروع کردی جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سکھائی تھی، اور یہی وہ چیز تھی جس سے قریش نے پہلی مرتبہ یہ محسوس کیا کہ آپؐ کسی نئے دین کے پیرو ہو گئے ہیں۔ دوسرے لوگ تو اسے حیرت ہی کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے، مگر ابوجہل کی رگ جاہلیت اس پر پھڑک اٹھی اور اس نے آپ کو دھمکانا شروع کردیا کہ اس طریقے پر حرم میں عبادت نہ کریں۔

(تفہیم القرآن، ج ۶، العلق: دوسرے حصے کی...)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ جُمَيْعٍ، قَالَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيْعًا عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْمَقَامِ، فَمَرَّبِهٖ اَبُوْجَهْلِ ابْنُ هِشَامٍ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ، اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟ وَتَوَعَّدَهٗ فَاَغْلَظَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَانْتَهَرَهٗ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! بِاَيِّ شَيْءٍ تُهَدِّدُنِيْ؟ اَمَاوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَكْثَرُهٰذَا الْوَادِيْ نَادِيًا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَه. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْدَعَا نَادِيَهٗ لَاَخَذَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ مِنْ سَاعَتِهٖ۔(۲۰)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ، نَااَبُوْخَالِدِ نِالْاَحْمَدُ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فَجَاءَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ: اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟ اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟ اَلَمْ اَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَزَجَرَهٗ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ: اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ اَكْثَرَ مِنِّيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ۔ (۲۱)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَاللّٰهِ لَوْدَعَا نَادِيَهٗ لَاَخَذَتْهُ زَبَانِيَّةُ اللّٰهِ۔

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

کفارمکہ کی مخالفانہ روش میں شدّت

۵۶۔ جب کفار مکہ کی مخالفانہ روش شدید سے شدید تر ہوتی چلی گئی تو نبی ﷺ نے دعا کی کہ خدایا! یوسفؑ کے قحط جیسے ایک قحط سے میری مدد فرما۔

تشریح: حضورؐ کا خیال یہ تھا کہ جب ان لوگوں پر مصیبت پڑے گی تو انھیں خدا یاد آئے گا اور ان کے دل نصیحت قبول کرنے کے لیے نرم پڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا قبول فرمائی اور سارے علاقے میں ایسے زور کا قحط پڑا کہ لوگ بلبلا اٹھے۔ آخر کار بعض سرداران قریش، جن میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے خاص طور پر ابوسفیان کا نام لیا ہے حضورؐ کے پاس آئے اور آپؐ سے درخواست کی کہ اپنی قوم کو اس بلا سے نجات دلانے کے لیے اللہ سے دعا کریں۔

حضورؐ نے (قحط کی) دعا اس خیال سے کی تھی کہ مصیبت پڑے گی تو کفار کی اکڑی ہوئی گردنیں ڈھیلی پڑ جائیں گی، شاید کہ پھر حرف نصیحت ان پر کارگر ہو۔ یہ توقع اس وقت کسی حد تک پوری ہوتی نظر آ رہی تھی، کیونکہ بڑے بڑے ہیکٹر دشمنان حق کال کے مارے پکار اٹھے تھے کہ پروردگار، یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اس پر (سورہ دخان میں) نبی ﷺ سے فرمایا گیا کہ ایسی مصیبتوں سے یہ لوگ کہاں سبق لینے والے ہیں، انھوں نے جب اس رسول کی طرف سے منہ موڑ لیا جس کی زندگی سے، جس کے کردار سے اور جس کے کام اور کلام سے علانیہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ یقیناً خدا کا رسول ہے، تو اب محض ایک قحط ان کی غفلت کیسے دور کر دے گا۔ دوسری طرف کفار کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ تم بالکل جھوٹ

کہتے ہو کہ یہ عذاب تم پر سے ٹال دیا جائے تو تم ایمان لے آؤ گے۔ہم اس عذاب کو ہٹائے دیتے ہیں، ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ تم اپنے اس وعدے میں کتنے سچے ہو۔ تمھارے سر پر تو شامت کھیل رہی ہے۔ تم ایک بڑی ضرب مانگ رہے ہو، ہلکی چوٹوں سے تمھارا دماغ درست نہیں ہوگا۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الدخان: موضوع اور مباحث)

تخریج: حَدَّثَنَا بِشْرُبْنُ خَالِدٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ، عَنْ اَبِى الضُّحىٰ عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَقَالَ: قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ —— فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَاٰى قُرَيْشاً نِاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ، فَاَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتّٰى حَصَّتْ كُلَّ شَىْءٍ حَتّٰى اَكَلُوْا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ: حَتّٰى اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَاَتَاهُ اَبُوْسُفْيَانَ فَقَالَ: اَىْ مُحَمَّدُ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا. الحديث۔ (۲۲)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور حکم دیا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کسی قسم کا اجر نہیں مانگتا۔ اور میں بناوٹی لوگوں میں سے بھی نہیں ہوں —— جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ قریش مکہ نے آپؐ کی مخالفت میں شدت اختیار کرلی ہے تو آپؐ نے دعا فرمائی: خدایا یوسفؑ کے قحط جیسے ایک قحط سے ان کے خلاف میری مدد فرما۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور ان کو قحط نے آ دبوچا (قحط سالی اتنی شدید تھی) کہ اس نے ہر چیز کا صفایا کردیا نوبت بایں جا رسید کہ لوگ ہڈیاں اور چمڑے تک کھا گئے۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے چمڑے اور مردار تک کھا لیے ہیں اور شدت بھوک کی وجہ سے زمین سے دھواں سا نکلتا دکھائی دینے لگا تو ابوسفیان نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے محمد (ﷺ) تیری قوم فاقوں سے ہلاک ہو رہی ہے اللہ سے دعا کر کہ وہ اس حالت کو دور فرما دے۔ چنانچہ آپؐ نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی۔

کفار مکہ کی طرف سے سمجھوتے کی پیشکش

۵۷ ۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم آپؐ کو اتنا مال دیے دیتے ہیں کہ آپؐ مکہ کے سب سے زیادہ دولت مند آدمی بن جائیں، آپؐ جس عورت کو پسند کریں اس سے آپ کی شادی کیے دیتے ہیں، ہم آپؐ کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہیں، آپؐ بس ہماری یہ بات مان لیں کہ ہمارے معبودوں کی برائی کرنے سے باز رہیں۔ اگر یہ آپؐ کو منظور نہیں تو ہم ایک اور تجویز آپؐ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں آپؐ کی بھی بھلائی ہے اور ہماری بھی۔ حضورؐ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا ایک سال آپؐ ہمارے معبودوں لات اور عزیٰ کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپؐ کے معبود کی عبادت کریں۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا، ٹھیرو، میں دیکھتا ہوں کہ میرے رب کی طرف سے کیا حکم آتا ہے۔ اس

پروحی نازل ہوئی قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ...الخ اور یہ کہ قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْنِیْۤ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ (الزمر:٦٤)
''اُن سے کہو، اے نادانو! کیاتم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ اللہ کے سوا میں کسی اور کی عبادت کروں؟'' (ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی)

تخریج: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَی الْحَرَشِیُّ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْ خَلْفٍ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ، عَنْ عِکْرِمَۃَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اِنَّ قُرَیْشًا وَعَدُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یُعْطُوْہُ مَالًا فَیَکُوْنُ اَغْنٰی رَجُلٍ بِمَکَّۃَ وَیُزَوِّجُوْہُ مَا اَرَادَ مِنَ النِّسَآءِ وَیَطَئُوْا عَقِبَہٗ فَقَالُوْا لَہٗ ھٰذَا لَکَ عِنْدَنَا یَا مُحَمَّدُ وَکُفَّ عَنْ شَتْمِ اٰلِھَتِنَا فَلَا تَذْکُرْھَا بِسُوْءٍ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَاِنَّا نَعْرِضُ عَلَیْکَ خَصْلَۃً وَاحِدَۃً فَھِیَ لَکَ وَلَنَا فِیْھَا صَلَاحٌ قَالَ: مَاھِیَ؟ قَالُوْا: تَعْبُدُ اٰلِھَتَنَا سَنَۃً اللَّاتَ وَالْعُزّٰی، وَنَعْبُدُ اِلٰھَکَ سَنَۃً، قَالَ: حَتّٰی اَنْظُرَ مَایَاْتِیْ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَجَاءَ الْوَحْیُ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ السُّوْرَۃَ وَ اَنْزَلَ اللّٰہُ قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْ مُرُوْنِّیْ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِنَ الشّٰاکِرِیْنَ۔(٢٣)

۵۸۔ سعید بن مینا (ابوالبختری کے آزاد کردہ غلام) کی روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول اللہ ﷺ سے ملے اور آپؐ سے کہا۔اے محمدؐ! آؤ ہم تمھارے معبود کی عبادت کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور ہم اپنے سارے کاموں میں تمھیں شریک کیے لیتے ہیں۔اگر وہ چیز جو تم لے کر آئے ہو اس سے بہتر ہوئی جو ہمارے پاس ہے تو ہم تمھارے ساتھ اس میں شریک ہوں گے اور اپنا حصہ اس سے پالیں گے۔اور اگر وہ چیز جو ہمارے پاس ہے اس سے بہتر ہوئی جو تم لائے ہو تو تم ہمارے ساتھ اس میں شریک ہوگے اور اس سے اپنا حصہ پالو گے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی کہ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ... (ابن جریر و ابن ابی حاتم، ابن ہشام نے بھی سیرت میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے)۔

تخریج: حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ، قَالَ: ثنابْنُ عُلَیَّۃَ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ ثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ مِیْنَاءَ مَوْلَی الْبَخْتَرِیِّ قَالَ: لَقِیَ الْوَلِیْدُبْنُ الْمُغِیْرَۃِ وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ وَالْاَسْوَدُبْنُ مُطَّلِبٍ وَاُمَیَّۃُ بْنُ خَلَفٍ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالُوْا: یَا مُحَمَّدُ ھَلُمَّ فَلْنَعْبُدْ مَا تَعْبُدُ وَتَعْبُدُ مَانَعْبُدُ وَنُشْرِکُکَ فِیْ اَمْرِنَا کُلِّہٖ فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ جِئْتَ بِہٖ خَیْرًا مِمَّا بِاَیْدِیْنَا کُنَّا قَدْ شَرَکْنَاکَ فِیْہِ وَاَخَذْنَا بِحَظِّنَا مِنْہُ وَاِنْ کَانَ الَّذِیْ بِاَیْدِیْنَا خَیْرًا مِمَّا فِیْ یَدَیْکَ کُنْتَ قَدْ شَرِکْتَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَاَخَذْتَ مِنْہُ بِحَظِّکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ قُلْ یٰۤاَیُّھَاالْکٰفِرُوْنَ حَتّٰی انْقَضَتِ السُّوْرَۃُ۔(٢٤)

۵۹۔ ابن عباسؓ کی ایک اور روایت یہ ہے کہ قریش کے لوگوں نے حضورؐ سے کہا ''اے محمدؐ! اگر تم ہمارے معبودوں کو چوم لو تو ہم تمھارے معبود کی عبادت کریں گے۔'' اس پر یہ سورہ (الکٰفِرُوْن) نازل ہوئی۔ (عبد بن حمید)

تخریج: اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ مَرْدُوْیَہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قُرَیْشًا قَالَتْ لَوِ اسْتَلَمْتَ آلِھَتَنَا لَعَبَدْنَا اِلٰھَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ السورۃ کلھا۔(٢٥)

اہل ایمان کے لیے مصائب و آلام کا دور

۶۰۔ حضرت خباب بن ارت فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں مشرکین کی سختیوں سے ہم بری طرح تنگ آئے ہوئے تھے، ایک روز میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی دیوار کے سائے میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمارے لیے دعا نہیں فرماتے؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ جوش اور جذبے سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا، تم سے پہلے جو اہل ایمان گزر چکے ہیں ان پر اس سے زیادہ سختیاں توڑی گئی ہیں۔ ان میں سے کسی کو زمین میں گڑھا کھود کر بٹھایا جاتا اور اس کے سر پر آرہ چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے۔ کسی کے جوڑوں پر لوہے کے کنگھے گھسے جاتے تھے تاکہ وہ ایمان سے باز آجائے۔ خدا کی قسم! یہ کام پورا ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ ایک شخص صنعاء سے حضر موت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہ ہوگا جس کا وہ خوف کرے۔

تشریح: جن حالات میں یہ بات ارشاد فرمائی گئی ہے وہ یہ تھے کہ مکہ معظّمہ میں جو شخص بھی اسلام قبول کرتا تھا اس پر آفات، اور مصائب اور مظالم کا ایک طوفان ٹوٹ پڑتا تھا۔ کوئی غلام یا غریب ہوتا تو اس کو بری طرح مارا پیٹا جاتا اور سخت ناقابل برداشت اذیتیں دی جاتیں۔ کوئی دکاندار یا کاریگر ہوتا تو اس کی روزی کے دروازے بند کر دیے جاتے یہاں تک کہ بھوکوں مرنے کی نوبت آجاتی۔ کوئی کسی بااثر خاندان کا آدمی ہوتا تو اس کے اپنے خاندان کے لوگ اس کو طرح طرح سے تنگ کرتے اور اس کی زندگی اجیرن کر دیتے تھے۔ ان حالات نے اگرچہ راسخ الایمان صحابہ کے عزم و ثبات میں کوئی تزلزل پیدا نہ کیا تھا لیکن انسانی فطرت کے تقاضے سے اکثر ان پر بھی ایک شدید اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

اس اضطرابی کیفیت کو ٹھنڈے صبر و تحمل میں تبدیل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سورۃ العنکبوت کی آیات ا تا ۷ میں سمجھایا ہے کہ ہمارے جو وعدے دنیا اور آخرت کی کامرانیوں کے لیے ہیں، کوئی شخص مجرد زبانی دعوائے ایمان کر کے ان کا مستحق نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر مدعی کو لازماً آزمائشوں کی بھٹی سے گزرنا ہوگا تاکہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کا ثبوت دے۔ ہماری جنت اتنی سستی نہیں ہے، اور نہ دنیا ہی میں ہماری خاص عنایات ایسی ارزاں ہیں کہ تم بس زبان سے ہم پر ایمان لانے کا اعلان کرو اور ہم وہ سب کچھ تمھیں بخش دیں۔ ان کے لیے تو امتحان شرط ہے۔ ہماری خاطر مشقتیں اٹھانی ہوں گی۔ جان و مال کا زیاں برداشت کرنا ہوگا۔ طرح طرح کی سختیاں جھیلنی ہوں گی۔ خطرات، مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ خوف سے بھی آزمائے جاؤ گے اور لالچ سے بھی۔ ہر چیز جسے عزیز و محبوب رکھتے ہو، ہماری رضا پر اسے قربان کرنا پڑے گا، اور ہر تکلیف جو تمھیں ناگوار ہے ہمارے لیے برداشت کرنی ہوگی۔ تب کہیں یہ بات کھلے گی کہ ہمیں ماننے کا جو دعویٰ تم نے کیا تھا وہ سچا تھا یا جھوٹا۔

یہ بات قرآن مجید میں ہر اُس مقام پر کہی گئی ہے جہاں مصائب و شدائد کے ہجوم میں مسلمانوں پر گھبراہٹ کا عالم طاری ہوا ہے۔ ہجرت کے بعد مدینے کی ابتدائی زندگی میں جب معاشی مشکلات، بیرونی خطرات، اور یہود و منافقین کی داخلی شرارتوں نے اہل ایمان کو سخت پریشان کر رکھا تھا، اس وقت فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ (البقرہ: ۲۱۴)

’’کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر وہ حالات نہیں گزرے جو تم سے پہلے گزرے ہوئے (اہل ایمان) پر گزر چکے ہیں۔ ان پر سختیاں اور تکلیفیں آئیں اور وہ ہلا مارے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (تب انھیں مژدہ سنایا گیا کہ) خبردار رہو! اللہ کی مدد قریب ہے۔‘‘

اسی طرح جنگ اُحد کے بعد جب مسلمانوں پر پھر مصائب کا ایک سخت دور آیا تو ارشاد ہوا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۔

(آل عمران : ١٤٢)

’’کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے جہاد میں جان لڑانے والے اور پامردی دکھانے والے کون ہیں۔‘‘

(گویا کہ) آزمائش ہی وہ کسوٹی ہے جس سے کھوٹا اور کھرا پرکھا جاتا ہے۔ کھوٹا خود بخود اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور کھرا چھانٹ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ کے ان انعامات سے سرفراز ہو جو صرف صادق الایمان لوگوں کا ہی حصہ ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۳، العنکبوت، حاشیہ: ۱)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ثَنَا بَيَانٌ وَاِسْمَاعِيْلُ، قَالَا: سَمِعْنَا قَيْسًا قَالَ: سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُوْلُ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَهُ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ: اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَيُمْشَطُ بِمَشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ اَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرَقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَا لرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ مَايَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ. زادبيان وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ۔ (٢٦)

بخاری نے کتاب الاکراہ میں خباب بن الارتؓ سے اسی روایت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے:

﴿۲﴾ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ، قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: اَلَاتَسْتَنْصِرُ اَلَا تَدْعُوْ لَنَا؟ فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُلَهُ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ. وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ (٢٧)

ترجمہ : حضرت خباب بن ارت سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے حضور شکوہ کیا آپؐ اس وقت کعبہ کی دیوار کے سایہ میں ایک چادر کی تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ ہم نے عرض کیا: آپؐ ہمارے لیے مدد کی دعا کیوں

نہیں فرماتے؟ آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص کو پکڑ لیا جاتا تھا اور زمین میں اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا۔ اس میں اسے ڈال دیا جاتا، پھر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور کسی کے جوڑوں پر لوہے کے کنگھے گھسے جاتے (تاکہ وہ ایمان سے باز آ جائے) لیکن یہ اذیت رسانیاں اسے اپنے دین سے روگرداں نہ کرسکتی تھیں۔ خدا کی قسم! یہ کام پورا ہو کر رہے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا اور اپنی بکریوں پر بھی اسے بھیڑیے کے سوا کسی کا اندیشہ نہ ہوگا مگر تم لوگ ہو کہ جلدی مچا رہے ہو۔

ہجرت مدینہ کے موقع پر آپؐ کو قتل کرنے کی ایک خفیہ سازش

جب قریش کا یہ اندیشہ یقین کی حد کو پہنچ گیا کہ اب محمدؐ بھی مدینہ چلے جائیں گے۔ اس وقت وہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ شخص مکہ سے نکل گیا تو پھر ہمارے قابو سے باہر ہو جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے آپؐ کے معاملے میں ایک آخری فیصلہ کرنے کے لیے دارالندوہ میں تمام رؤسائے قوم کا ایک اجتماع کیا اور اس امر پر باہم مشورت کی کہ اس خطرے کا سدباب کس طرح کیا جائے۔ ایک فریق کی رائے یہ تھی کہ اس شخص کو بیڑیاں پہنا کر ایک جگہ قید کر دیا جائے اور جیتے جی رہا نہ کیا جائے۔ لیکن اس رائے کو قبول نہ کیا گیا۔ کیوں کہ کہنے والوں نے کہا کہ اگر ہم نے اسے قید کر دیا تو اس کے جو ساتھی قید خانے سے باہر ہوں گے وہ برابر اپنا کام کرتے رہیں گے اور جب ذرا بھی قوت پکڑ لیں گے تو اسے چھڑانے کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے میں بھی دریغ نہ کریں گے۔ دوسرے فریق کی رائے یہ تھی کہ اسے اپنے ہاں سے نکال دو۔ پھر جب یہ ہمارے درمیان نہ رہے تو ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ کہاں رہتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ بہرحال اس کے وجود سے ہمارے نظام زندگی میں خلل پڑنا تو بند ہو جائے گا لیکن اسے بھی یہ کہہ کر رد کر دیا گیا کہ یہ شخص جادو بیان آدمی ہے، دلوں کو موہنے میں اسے بلا کا کمال حاصل ہے، اگر یہ یہاں سے نکل گیا تو نہ معلوم عرب کے کن کن قبیلوں کو اپنا پیرو بنالے گا اور پھر کتنی قوت حاصل کر کے قلب عرب کو اپنے اقتدار میں لانے کے لیے تم پر حملہ آور ہوگا۔ آخر کار ابوجہل نے رائے پیش کی کہ ہم اپنے تمام قبیلوں میں سے ایک ایک عالی نسب، تیز دست جوان منتخب کریں اور یہ سب مل کر یکبارگی محمدؐ پر ٹوٹ پڑیں اور اسے قتل کر ڈالیں۔ اس طرح محمد کا خون تمام قبیلوں پر تقسیم ہو جائے گا اور بنوعبد مناف کے لیے ناممکن ہو جائے گا کہ سب سے لڑسکیں اس لیے مجبوراً خون بہا پر فیصلہ کرنے کے لیے راضی ہو جائیں گے۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا، قتل کے لیے آدمی بھی نامزد ہو گئے اور قتل کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا، حتّٰی کہ جو رات اس کام کے لیے تجویز کی گئی تھی اس میں ٹھیک وقت پر قاتلوں کا گروہ اپنی ڈیوٹی پر پہنچ بھی گیا۔ لیکن ان کا ہاتھ پڑنے سے پہلے نبی ﷺ ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر نکل گئے اور ان کی بنی بنائی تدبیر عین وقت پر ناکام ہو کر رہ گئی۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ: ۲۵)

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِی مَنْ لا اُتُّهِمَ مِنْ اَصْحَابِنَا، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی نَجِیْحٍ، عَنْ مُجَاهِدِبْنِ جُبَیْرٍ اَبِی الْحَجَّاجِ وَغَیْرِهٖ مِمَّنْ لا اُتُّهِمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا اَجْمَعُوْا لِذٰلِکَ وَاتَّحَدُوْا اَنْ یَّدْخُلُوا فِیْ دَارِ النَّدْوَةِ، لِیَتَشَاوَرُوْا فِیْهَا فِیْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ کَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا قَدْ رَأَیْتُمْ فَاِنَّا وَاللّٰهِ مَا نَأْمَنُهُ عَلَی الْوُثُوْبِ عَلَیْنَا فِیْمَنْ قَدْ اتَّبَعَهُ مِنْ غَیْرِنَا فَاجْمِعُوْا فِیْهِ رَأْیًا قَالَ: فَتَشَاوَرُوْا ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ: اِحْبِسُوْهُ فِی الْحَدِیْدِ، وَاَغْلِقُوْا عَلَیْهِ بَابًا، ثُمَّ تَرَبَّصُوْا بِهٖ مَا اَصَابَ اَشْبَاهَهُ مِنَ الشُّعَرَاءِ الَّذِیْنَ کَانُوْا قَبْلَهُ زُهَیْرًا وَالنَّابِغَةَ، وَمَنْ مَضٰی مِنْهُمْ، مِنْ هٰذَا الْمَوْتِ، حَتّٰی یُصِیْبَهُ مَااَصَابَهُمْ، قَالَ الشَّیْخُ النَّجْدِیُّ:لاوَاللّٰهِ، مَاهٰذَا لَکُمْ بِرَأْیٍ. وَاللّٰهِ لَئِنْ حَبَسْتُمُوْهُ کَمَا تَقُوْلُوْنَ، لَیَخْرُجَنَّ اَمْرُهُ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ الَّذِیْ اَغْلَقْتُمْ دُوْنَهُ اِلٰی اَصْحَابِهٖ، فَلَاوُشَکُوْا اَنْ یَّثِبُوْا عَلَیْکُمْ، فَیَنْزِعُوْهُ مِنْ اَیْدِیْکُمْ، ثُمَّ یُکَاثِرُوْکُمْ بِهٖ، حَتّٰی یَغْلِبُوْکُمْ عَلٰی اَمْرِکُمْ، مَا هٰذَا لَکُمْ بِرَأْیٍ، فَانْظُرُوْا فِیْ غَیْرِهٖ. فَتَشَاوَرُوْا، ثُمَّ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: نُخْرِجُهُ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا، فَنَنْفِیْهِ مِنْ بِلَادِنَا، فَاِذَا اُخْرِجَ عَنَّا فَوَاللّٰهِ مَانُبَالِیْ اَیْنَ ذَهَبَ، وَلَاحَیْثُ وَقَعَ، اِذَا غَابَ عَنَّا وَفَرَغْنَا مِنْهُ، فَاَصْلَحْنَا اَمْرَنَا وَاُلْفَتَنَا کَمَاکَانَتْ. فَقَالَ الشَّیْخُ النَّجْدِیُّ: لَا وَاللّٰهِ،مَاهٰذَا لَکُمْ بِرَأْیٍ، اَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِیْثِهٖ وَحَلَاوَةَ مَنْطِقِهٖ، وَغَلَبَتَهُ عَلٰی قُلُوْبِ الرِّجَالِ بِمَا یَاْتِیْ بِهٖ، وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُمْ ذٰلِکَ مَا اَمِنْتُمْ اَنْ یَّحِلَّ عَلٰی حَیٍّ مِنَ الْعَرَبِ، فَیَغْلِبُ عَلَیْهِمْ بِذٰلِکَ مِنْ قَوْلِهٖ وَحَدِیْثِهٖ حَتّٰی یَتَابَعُوْهُ عَلَیْهِ، ثُمَّ یَسِیْرُبِهِمْ اِلَیْکُمْ حَتّٰی یَطَأَکُمْ بِهِمْ فِیْ بِلَادِکُمْ، فَیَاخُذَ اَمْرَکُمْ مِنْ اَیْدِیْکُمْ، ثُمَّ یَفْعَلُ بِکُمْ مَااَرَادَ، دَبِّرُوْا فِیْهِ رَأْیًا غَیْرَهٰذَا قَالَ: فَقَالَ اَبُوْ جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ: وَاللّٰهِ اِنَّ لِیْ فِیْهِ لَرَأْیًا، مَاأَرَاکُمْ وَقَعْتُمْ عَلَیْهِ بَعْدُ، قَالُوا: وَمَا هُوَیَا اَبَاالْحَکَمِ؟ قَالَ: اَرٰی اَنْ نَاْخُذَمِنْ کُلِّ قَبِیْلَةٍ فَتًی شَابًّا جَلِیْدًا نَسِیْبًا وَسِیْطًا فِیْنًا، ثُمَّ نُعْطِیْ کُلَّ فَتًی مِنْهُمْ سَیْفًا صَارِمًا، ثُمَّ یَعْمِدُوْا اِلَیْهِ، فَیَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ، فَیَقْتُلُوْهُ، فَنَسْتَرِیْحُ مِنْهُ، فَاِنَّهُمْ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ، تَفَرَّقَ دَمُهُ فِی الْقَبَائِلِ جَمِیْعًا فَلَمْ یَقْدِرْبَنُوْعَبْدِ مَنَافٍ عَلٰی حَرْبِ قَوْمِهِمْ جَمِیْعًا، فَرَضُوْا مِنَّا بِالْعَقْلِ، فَعَقَلْنَاهُ لَهُمْ. قَالَ: فَقَالَ الشَّیْخُ النَّجْدِیُّ: اَلْقَوْلُ مَاقَالَ الرَّجُلُ، هٰذَا الرَّایُ الَّذِیْ لَارَأْیَ غَیْرَهُ، فَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ عَلٰی ذٰلِکَ وَهُمْ مُجْمَعُوْنَ لَهُ۔(۲۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ جب سرداران قریش نے دارالندوہ میں جمع ہونے پر اتفاق کرلیا اور نبی ﷺ کے معاملہ کے بارے میں دارالندوہ میں بیٹھ کر مشورہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تو پھر اس کے بعد وہ ایک دوسرے

سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو دیکھ ہی چکے ہو۔ واللہ! اب ہمارے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس کے پیرو بن چکے ہیں ان کی معیت میں ہم اپنے اوپر اس کے حملہ سے بے خوف نہیں رہ سکتے، لہٰذا سب مل کر کوئی متفقہ رائے سوچو۔ راوی کا بیان ہے کہ سب نے اجتماعی طور پر مشورہ کیا۔ ان میں سے ایک نے یہ رائے دی کہ اسے لوہے (کی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دو اور اسی طرح اس کی موت کا انتظار کرو جس طرح اس سے پہلے دو شعراء زہیر اور نابغہ پر اور ان پر جوان سے پہلے گزر چکے ہیں موت آئی۔ یہ بھی ان کی موت مر جائے گا۔ شیخ نجدی بولا نہیں۔ خدا کی قسم! تمھاری یہ رائے تمھارے اپنے حق میں ٹھیک نہیں ہے۔ اگر تم نے اسے قید کر دیا جس طرح کہ تمھارا خیال ہے تو اس کا حکم بند دروازے سے باہر اس کے ساتھیوں کو پہنچ جائے گا۔ عین قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کر دیں اور اسے تمھارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں۔ پھر وہ اپنی تعداد تمھارے مقابلہ میں بڑھائیں اور تم پر غالب آجائیں۔ یہ رائے تمھارے حق میں ٹھیک نہیں لہٰذا اور کوئی تدبیر سوچو۔ پھر ان لوگوں نے باہمی مشورہ کیا۔ ایک صاحب نے یہ رائے پیش کی کہ اسے اپنے ہاں سے نکال باہر کریں۔ شہر بدر کر دیں۔ جب وہ ہمارے ہاں سے نکل جائے گا تو پھر ہمیں کوئی پروا نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کہاں بستا ہے۔ جب وہ ہماری آنکھوں سے دور ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ رہے گا تو پھر ہم اپنے معاملات اور محبت کے روابط و تعلقات کو اسی طرح درست کر لیں گے جس طرح پہلے تھے۔ شیخ نجدی نے کہا نہیں نہیں، خدا کی قسم تمھاری یہ رائے بھی تمھارے لیے ٹھیک نہیں۔ کیا تم اس کی گفتار کی شیرینی اور کلام کی خوبی اور اس کی پیش کردہ دعوت کا لوگوں کے دلوں پر غلبہ کا مشاہدہ نہیں کر چکے۔ بہ خدا! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں قیام پذیر ہو گا اس پر اپنے کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ سب اس کے پیرو ہو جائیں گے۔ پھر انھیں لے کر تم پر چڑھ دوڑے گا۔ ان کے ذریعہ تمھیں پامال کرے گا۔ اور تمھارا اقتدار چھین لے گا اور تم سے جو چاہے گا سلوک کرے گا۔ کوئی اور تدبیر سوچو! راوی کا بیان ہے کہ ابوجہل بولا۔ واللہ! میری بھی اس کے بارے میں ایک رائے ہے۔ میرے خیال کے مطابق اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال نہیں کیا۔ سب بیک زبان بولے۔ اے ابوالحکم وہ کیا رائے ہے؟ اس نے کہا۔ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک نوعمر، قوی، شریف النسب جوان مرد لے لیں اور ہر ایک کو ایک ایک تلوار دے دیں اور پھر سب اکٹھے اس پر تلواروں کا اس طرح وار کریں کہ گویا ایک شخص نے وار کیا ہے اور اسے قتل کر دیں۔ اس طرح ہمیں اس سے نجات مل جائے گی اور اس کے خون کی ذمہ داری سب قبائل کے سر پر پڑ جائے گی اور بنی عبد مناف پوری قوم سے جنگ نہ کر سکیں گے۔ مجبوراً ہم سے خون بہا لینے پر رضا مند ہو جائیں گے اور ہم انھیں خون بہا ادا کریں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ شیخ نجدی بولا: بات تو بس یہی ہے جو اس شخص نے کہی ہے۔ یہ ایسی صائب رائے ہے کہ اس کے ماسوا اور کوئی رائے درست نہیں۔ یہ بات طے کرنے کے بعد متفرق ہو گئے جب کہ آپؐ کے قتل پر یہ سب متفق تھے۔

ماٰخذ

(۱) سیرت ابنِ ہشام ج اول ص۴۱۶ ☆ طَبَقات ابن سعد ج اول ص ۲۰۰، ۲۰۱۔

(۲) بخاری ج۱، کتاب الصلاۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلّی شیئًا مِنَ الاذی ☆کتاب الطہارۃ باب اذا القی علی ظہر المصلی قذرٌاوجیفۃ لَم تفسد علیہ صلاتہ۔ ☆کتاب الجہاد باب طرح جیف المشرکین فی البئرولایوخذ لہم ثَمَنٌ ☆کتاب المناقب باب ذکر مالقی النبیؐ واصحابہ من المشرکین بمکۃ ج ۲، کتاب المغازی باب دعاء النبیﷺ علی کفار قریش شیبہ وعتبہ والولید وابی جہل بن ہشام وہلاکہم ☆مسلم ج۲، کتاب الجہاد والسیر باب مالقی النبیﷺ من اذی المشرکین☆مسند ابی داؤد طیالسی ج۲، ص۴۳ مرویات ابن مسعود۔قال عبداللّٰہ فمارأیت رسول اللّٰہ ﷺ دعاعلیہم الّا یَومئذٍ الخ ☆مسند احمد ج۱، روایت ابن مسعود ☆مجمع الزوائد ج۶ص۱۸، قدرے مختصر ☆السنن الکبری بیہقی ج ۹ص۷،۸۔

(۳) سیرت ابن ہشام، ج اول ص۴۱۶ ☆طبقات ابن سعد ج اول ص ۲۰۱۔

(۴) ابن جریر مجلد ۱۲ پ: ۳۰سورہ اللھب۔

(۵) بخاری ج۱، کتاب مناقب الانصار باب مَالَقِیَ النَّبِیّ ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکۃ۔

(۶) بخاری ج۱کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ص۷☆ مسند احمد،ج۲ ص۲۰۴، مناقب ابی بکر الصدیق ☆بخاری ج۲، کتاب التفسیر سورۃ المؤمن۔

(۷) سیرت ابن ہشام ج۱، ذکرمالقی رسول اللّٰہ ﷺ من قومہ۔ حدیث ابن العاص عن اکثر مارأی قریشاً نالتہ من رسول اللّٰہ ﷺ ☆مجمع الزوائد ج۶، کتاب المغازی والسیر باب تبلیغ النبی ﷺ ما أرسل بہ وصبرہ علی ذلک ☆مسند احمد ج ۲ص۲۱۸، مرویات عبداللہ بن عمرو بن العاص۔

(۸) سیرت ابن ہشام ج۱ص۳۴۵☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۵ص۳۲۵۔

(۹) المصنف لعبد الرزاق ج ۵، کتاب المغازی باب اسلام عمر رضی اللّٰہ عنہ ☆ المستدرک للحاکم ج ۳ص۸۳، مستدرک کی روایت میں صرف اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الدِّیْنَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ ہے۔ المصنف کی روایت کا پہلا حصہ نہیں ہے۔

(۱۰) مُسند احمد ج ۲ص۹۵ مرویات عبداللّٰہ بن عمر ☆ المستدرک ج ۳، کتاب معرفۃ الصحابۃ۔

(۱۱) ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ۔ ☆المستدرک للحاکم ج۳، کتاب معرفۃ الصحابۃ ☆مجمع الزوائد ج ۹ص ۶۱، عن عبد اللّٰہ بن مسعود ۔ مستدرک میں فَجَعَلَ اللّٰہُ دَعْوَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہے۔

(۱۲) ابن ماجہ المقدمۃ فضل عمر رضی اللّٰہ عنہ ☆المستدرک للحاکم ج۳، کتاب معرفۃ الصحابۃ۔ فی الزوائد: حدیث عائشۃ ضعیف فیہ عبدالمَلِك بن الماجشون ضعفہ بعض ، وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔ وفیہ مسلم بن خالدٍ الزنجی، قال البخاری منکر الحدیث وضعفہ ابو حاتم والنسائی وغیر ھم ووثقہ ابن معین وابن حبان۔

(۱۳) ابن جریر المجلد ٤ص ۹٤۔

(۱٤) ابن کثیر ج٤،سورہ حٰمٓ السجدہ ص ۹۰ بحوالہ عبدبن حمید ☆فتح القدیر للشوکانی ج ٤، بحوالہ ابن ابی شیبۃ، ابویعلیٰ، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی فی الدلائل، ابن عساکر عن جابر بن عبداللّٰہ ☆مجمع الزوائد ج ٦ ص۱۸۔

(۱۵) تفسیر ابن کثیر ج ۱ بحوالہ ابویعلیٰ الموصلی فی مسندہ۔

(۱٦) سیرت ابن ہشام ج ۱ ص۲۹۳،۲۹٤ ☆ البدرایہ والنہایۃ ج ۳ص ٦۲تا٦٤۔

(۱۷) مسلم ج ۲، کتاب صفات المنافقین واحکامھم باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار☆مسند احمدج۲ص ۳۷۰، روایت ابی ہریرۃ ☆ابن جریر۳۰/۲۸مجلد ۱۲ ص۱٦۳☆ابن کثیر ج ٤ص۵۲۹ ☆فتح القدیرللشوکانی ج۵ ص ٤۷۱ ☆فتح القدیر للشوکانی ج ۵ بحوالہ ابن المنذر، ابن مردویہ، ابونعیم البیہقی۔

(۱۸) بخاری ج ۲، کتاب التفسیر باب قولہ کلا لَئِنْ لم ینتہ لنسفعاً بالناسیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ ☆ابن کثیر ج ٤ ص ۵۲۸ ☆ترمذی ابواب التفسیر سورۃ اقرأباسم ربك اور لاخذتہ الملائکۃ کے بعد عَیَاناً کا اضافہ نقل کیا ہے۔ ہذا حدیث حسن غریب صحیح کہا ہے۔ ☆فتح القدیر ج ۵ بحوالہ عبدالرزاق ، عبدبن حُمَید، ابن جریر ، ابن المنذر، ابن مردویہ، ابونعیم اورالبیہقی۔

(۱۹) ابن جریر۳۰/۲۸ جلد ۱۲ ص ۱٦۵ ☆ابن کثیر ج ٤ص ۵۲۹ ☆فتح القدیر ج ۵ص ٤۷۱۔

(۲۰) ابن جریر۳۰/۲۸ جلد ۱۲ سورہ علق ☆ابن کثیر ج ٤، ص۵۲۹ ☆روح المعانی جز ۳۰ص۱۸۷ ☆مسند احمد ج ۱ ص۳۲۹ ابن عباس ☆فتح القدیر ج ۵ص ٤۷۱ بحوالہ ابن المنذر، الطبرانی، ابن مردویہ، ابونعَیم اور البیہقی۔

(۲۱) ترمذی ابواب التفسیر سورہ اقرأ باسم ربِّكَ۔

(۲۲) بخاری ج۲، کتاب التفسیر سورۃ الدخان اور کتاب الدعوات اور کتاب الاستسقاء ☆ابن جریر،جلد۲٤/۲۷ سورۃ الدخان ☆مسند احمد ج۱ص ٤۳۱،٤٤۱ ☆ترمذی ابواب التفسیر سورۃ الدخان☆ابن کثیر ج ٤، الدخان ☆فتح القدیر للشّوکانی ج٤ص ۵۷۲ ☆روح المعانی ج ۹ پ ۲۵، الدخان۔

(۲۳) ابنِ جریر جز۳۰/۲۸ ج ۱۲ص ٤۱۲۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج۵سورۃ الکافرون۔ بحوالہ ابنِ ابی حاتم الطبرانی۔

(۲٤) ابن جریرجز۳۰/۲۸ ج۱۲،سورہ کافرون☆روح المعانی ج ۲ پ:۳۰ ص ۲۵۰☆سیرت ابن ھشام ج ۲ص۳٦۲ ☆سبب نزول سورۃ قُل یا ایھاالکافرون ☆فتح القدیر للشّوکانی ج ۵ص۵۰۸۔ابن ابی حاتم، ابن الانباری فی المصاحف، عن سعید بن مینا بحوالہ فتح القدیرللشوکانی ج ۵۔ص۵۰۸

(۲۵) فتح القدیر للشوکانی ج ۵ص۵۰۸۔

(۲٦) بخاری باب بنیان الکعبة ج ۱، باب ذکرما لقی النبی ﷺ واصحابہ من المشرکین بمکة۔

(۲۷) بخاری ج ۱، کتاب الاکراہ باب من اختار الضرب والقتل والھَوان علی الکفر☆ ابوداؤد کتاب الجھاد باب فی الاسیر یکرہ علی الکفر۔ ابوداؤد نے ولٰکِنّکُمْ تَعْجِلُوْن بیان کیا ھے ☆مسند احمدج ۵ ص۱۰۹مرویات خباب بن الارت اس میں لا یخاف کی جگہ لایخشی الا اللّٰہ تعالٰی ھے ☆المعجم الکبیر للطبرانی ج٤ ص٦۲-٦۵ عن خباب بن ارتؓ۔

(۲۸) سیرۃ ابن ھشام ج۱، ھجرۃ الرسول ﷺ۔

فصل چہارم:

رسالت مآبؐ کے اخلاق وشمائل

صاحب خلق عظیم

۶۱ ـ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ۔

''(حضرت عائشہؓ نے فرمایا) کہ'' قرآن آپؐ کا اخلاق تھا[۱]''

تشریح : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی بہترین تعریف فرمائی ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے سامنے محض قرآن کی تعلیم ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ خود اس کا مجسم نمونہ بن کر دکھا دیا تھا۔جس چیز کا قرآن میں حکم دیا گیا آپؐ نے خود سب سے بڑھ کر اس پر عمل کیا،جس چیز سے اس میں روکا گیا آپؐ نے خود سب سے زیادہ اجتناب فرمایا،جن اخلاقی صفات کو اس میں فضیلت قرار دیا گیا سب سے بڑھ کر آپؐ کی ذات اُن سے متصف تھی، اور جن صفات کو اُس میں ناپسندیدہ ٹھہرایا گیا سب سے زیادہ آپؐ اُن سے پاک تھے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، القلم، حاشیہ:۴)

تخریج: ⟨۱⟩ **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: ثَنَا مُبَارَكٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِبْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: اَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبِرِيْنِیْ بِخُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ. اَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ؟** الخ۔(۱)

ترجمہ : سعد بن ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا اے ام المومنین! مجھے نبی ﷺ کے خلق کے متعلق بتائیں۔انھوں نے فرمایا۔آپؐ کا خلق قرآن تھا۔کیا تم نے قرآن پاک میں یہ ارشادِ ربانی نہیں پڑھا؟ آپؐ بلاشبہ خلقِ عظیم پر ہیں۔

حسن سے بھی ایک روایت منقول ہے:

⟨۲⟩ **عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ**۔(۲)

---

[۱] امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ابن جریر نے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ یہ قول متعدد سندوں سے نقل کیا ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۶، القلم، حاشیہ:۴)

〈۳〉 اَخبَرنِی اَحمَدُبنُ جعفَرِ القُطَیعِیُّ، ثَنا عَبدُ اللّٰہِ بنُ اَحمَدبنِ حَنبَلٍ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثَنا یَحیٰ بنُ سَعِیدٍ، عَن سَعِیدِبنِ اَبِی عَرُوبَۃَ، عَن قَتَادَۃَ، عَن زُرَارَۃَ بنِ اَوفیٰ، عَن سَعدِبنِ ہِشَامٍ، اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ حَکِیمِ بنِ اَفلَحَ عَلیٰ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھَا، فَسَأَلَھَا فَقَالَ: یَااُمَّ المُومِنِینَ أَنبِئِینِی عَن خُلقِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، قَالَت: اَلَیسَ تَقرَأُ القُرآنَ؟ قَالَ: بَلیٰ، قَالَت: فَاِنَّ خُلقَ نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ القُراٰنُ۔(۳)

ھذاحدیث صحیح علی شرط الشیخین وَلَم یخرجاہ۔

ترجمہ: سعد بن ہشام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حکیم بن افلح کی رفاقت میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے اُمّ المومنین سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کچھ بتائیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اللہ کے نبی کا خلق تو قرآن ہے۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المثنّٰی العَنزِیُّ قَالَ: نا مُحَمَّدُبنُ اَبِی عَدِیٍّ، عَن سَعِیدٍ، عَن قَتَادَۃَ عَن زُرَارَۃَ اَنَّ سَعدَ بنَ ھِشَامِ ابنِ عَامِرٍ ـــــ قَالَ: اِنطَلَقتُ اِلیٰ عَائِشَۃَ فَقُلتُ: یَا اُمَّ المُؤمِنِینَ اَنبِئِینِی عَن خُلقِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، قَالَت: اَلَستَ تَقرَأُ القُراٰنَ؟ قُلتُ: بَلیٰ، قَالَت فَاِنَّ خُلقَ نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ کَانَ القُرآنَ الحدیث۔(٤)

ترجمہ: سعد بن ہشام سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے خلق کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم قرآن مجید نہیں پڑھتے ؟'' میں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں، پڑھتا ہوں؟'' انھوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا خُلق تو پورا قرآن ہے۔''

خادموں سے حسن سلوک

۶۲۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے۔ آپؐ نے کبھی میری کسی بات پر اُف تک نہ کی، کبھی میرے کسی کام پر یہ نہ فرمایا تو نے یہ کیوں کیا، اور کبھی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہ کیا۔''
(تفہیم القرآن، ج ٦، القلم، حاشیہ:۴)

تخریج: 〈۱〉 حَدَّثَنَا مُوسَی بنُ اِسمَاعِیلَ، سَمِعَ سَلَّامَ بنَ مِسکِینٍ، قَالَ: سَمِعتُ ثَابِتًا، یَقُولُ: حَدَّثَنَا اَنَسٌ، قَالَ: خَدَمتُ النَّبِیَّ ﷺ عَشرَ سِنِینَ، فَمَا قَالَ لِی اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعتَ وَلا اَلَّا صَنَعتَ۔(٥)

〈۲〉 عَن اَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ المَدِینَۃَ اَخَذَ اَبُو طَلحَۃَ بِیَدَیَّ، فَانطَلَقَ بِی اِلیٰ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ، اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ کَیِّسٌ فَلیَخدِمکَ قَالَ: فَخَدَمتُہٗ فِی السَّفَرِ وَالحَضَرِ وَاللّٰہِ مَاقَالَ لِی لِشَیئٍ صَنَعتُہٗ لِمَ صَنَعتَ ھٰذَا ھٰکَذَا؟ وَلَا لِشَیئٍ لَم اَصنَعہُ لِمَ لَم تَصنَع ھٰذَا ھٰکَذَا؟

﴿۳﴾ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَ سِنِیْنَ فَمَا اَعْلَمُهٗ قَالَ لِیْ قَطُّ لِمَا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ وَلَاعَابَ عَلَیَّ شَیْئًا قَطُّ۔

﴿۴﴾ قَالَ اَنَسٌ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْهَبَ. لَمَّا اَمَرَ نِیْ بِهٖ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّعَلَى الصِّبْیَانِ، وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَّرَائِیْ قَالَ: فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَكُ فَقَالَ: یَا اُنَیْسُ: ! اَ ذَهَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، اَنَا اَذْهَبُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنَسٌ: وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهٗ تِسْعَ سِنِیْنَ مَا عَلِمْتُهٗ قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ اَوْ لِشَیْءٍ تَرَكْتُهٗ هَلَّافَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ (٦)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ایک روز آپؐ نے مجھے کسی کام سے بھیجنا چاہا تو میں نے زبان سے تو انکار کر دیا مگر دل میں تھا کہ جاؤں گا، چنانچہ میں گھر سے باہر نکلا۔سر راہ میرا گزر بچوں پر ہوا جو گلی میں کھیل کود رہے تھے۔میں بھی کھیل میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔اچانک رسول اللہ نے پیچھے سے میری گدی پکڑ لی۔ میں نے آپؐ کی طرف مڑ کر دیکھا تو آپؐ مسکرا رہے تھے۔فرمانے لگے انیس! میں نے تمھیں جہاں جانے کے لیے کہا تھا وہاں گئے؟ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں جارہا ہوں۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ بہ خدا! میں نے رسول اللہ ﷺ کی نو سال تک خدمت کی، مجھے کوئی ایسا موقع یاد نہیں جب آپؐ نے میرے کیے ہوئے کام کے متعلق فرمایا ہو کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ یا میں نے کوئی کام نہ کیا ہو اور آپؐ نے فرمایا ہو کہ ’’تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔‘‘؟

ابوداؤد کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں:

﴿۵﴾ قَالَ اَنَسٌ: وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهٗ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْتِسْعَ سِنِیْنَ۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَیْمَانَ الضُّبَعِیُّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَهٗ؟ وَلَا لِشَیْءٍ تَرَكْتُهٗ لِمَ تَرَكْتَهٗ؟ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا مَسَسْتُ خَزًّا، وَلَاحَرِیْرًا وَلَاشَیْئًا اَلْیَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَاشَمِمْتُ مِسْكًا قَطُّ، وَلَاعِطْرًا كَانَ اَطْیَبَ مِنْ عَرَقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔(۷)

ترجمہ: حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔آپؐ نے اس عرصہ میں کبھی مجھے اُف تک نہ کہا؟ میں نے کوئی کام اپنی مرضی سے کر لیا تب بھی کبھی نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا ہے؟ اور اگر کسی کام کو انجام نہ دیا تب بھی نہ پوچھا کہ یہ کیوں نہ کیا؟ رسول اللہ ﷺ حسن اخلاق میں تمام لوگوں سے بہتر تھے۔رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی اتنی نرم تھی کہ میں نے اتنا نرم اور ملائم ریشم بھی کبھی نہیں دیکھا اور آپ کا پسینہ ایسا خوشبودار تھا کہ اتنی خوشبو میں نے مشک اور عطر میں بھی نہیں پائی۔

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثنا سُلَيْمَانُ. يعنى ابن المُغِيرَة. عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِىَّ ﷺ عَشَرَ سِنِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ، وَاَنَا غُلَامٌ لَيْسَ كُلُّ اَمْرِىْ كَمَا يَشْتَهِىْ صَاحِبِىْ اَنْ اَكُوْنَ عَلَيْهِ مَا قَالَ لِىْ (فِيْهَا) اُفٍّ قَطُّ، وَمَا قَالَ لِىْ: لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ اَوْاَلَّا فَعَلْتَ هٰذَا؟(۸)

ترجمہ: حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ میں بچہ ہی تھا میرا ہر کام ٹھیک اس معیار کے مطابق تو نہ ہوسکتا تھا جس پر میرے آقا مجھے دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ لیکن نبی ﷺ نے مجھے اُف تک نہ کہا، نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور نہ یہ کہ یہ کیوں نہ کیا؟

اپنی ذات کے لیے انتقام

۶۳۔ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ۔ (بخاری ومسلم)

''حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔ البتہ جب اللہ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کی ہتک کی جاتی تب آپؐ سزا دیتے تھے۔''

تشریح: (گویا کہ مومن) غُصیل اور جھلّے نہیں ہوتے، بلکہ نرم خو اور دھیمے مزاج کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کی سرشت انتقامی نہیں ہوتی بلکہ وہ بندگانِ خدا سے درگزر اور چشم پوشی کا معاملہ کرتے ہیں، اور کسی بات پر غصہ آ بھی جاتا ہے تو اسے پی جاتے ہیں۔ یہ وصف انسان کی بہترین صفات میں سے ہے جسے قرآن مجید میں (بھی) نہایت قابلِ تعریف قرار دیا گیا ہے (آل عمران:۱۳۴) اور رسول اللہ ﷺ کی کامیابی کے بڑے اسباب میں شمار کیا گیا ہے۔ (آل عمران:۱۵۹) (تفہیم القرآن، ج۴، الشوریٰ، حاشیہ:۵۹)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِىْ شَيْءٍ يُؤْتىٰ اِلَيْهِ حَتّٰى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ۔(۹)

بخاری نے کتاب الادب میں درج ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:

﴿۲﴾ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ: مَاخُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا، كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِىْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔(۱۰)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، قَالَ: نَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًاقَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَلَاخَادِمًا اِلَّا اَنْ يُجَاهِدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يَنْتَهِكَ شَيْئًا مِنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔(۱۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کبھی کسی عورت اور خادم کو نہیں مارا بہ جز جہاد فی سبیل اللہ کے۔ آں جنابؐ کو اگر کسی شخص سے کوئی تکلیف پہنچی ہوتی تو اس سے بھی کبھی انتقام نہیں لیا الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو توڑا جائے تو پھر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے۔

آپؐ کا حسن انتخاب

ایک روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

٦٤۔ ''رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم کو نہیں مارا، کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا، جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی آپؐ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، اپنی ذات کے لیے کبھی کسی ایسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا جو آپؐ کو پہنچائی گئی ہو الّا یہ کہ اللہ کی حرمتوں کو توڑا گیا ہو اور آپؐ نے اللہ کی خاطر اس کا بدلہ لیا ہو اور آپؐ کا طریقہ یہ تھا کہ جب دو کاموں میں سے ایک کا آپؐ کو انتخاب کرنا ہوتا تو آپ آسان تر کام کو پسند فرماتے تھے اِلّا یہ کہ وہ گناہ ہو اور اگر کوئی کام گناہ ہوتا تو آپؐ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے۔'' (مسند احمد)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِیُّ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَادِمًا لَهُ قَطُّ، وَلَا امْرَأَةً لَّهُ قَطُّ، وَلَاضَرَبَ بِیَدِهٖ اِلَّا اَنْ یُجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَمَا نِیْلَ مِنْهُ شَیْءٌ فَانْتَقَمَهُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَکَ مَحَارِمُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. وَمَا عُرِضَ عَلَیْهِ اَمْرَانِ اَحَدُهُمَا اَیْسَرُمِنَ الْاٰخَرِ اِلَّا اَخَذَ بِاَیْسَرِهِمَا اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ مَاْثَمًا فَاِنْ کَانَ مَاْثَمًا کَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ۔(۱۲)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کبھی اپنے دست مبارک سے کسی خادم کو مارا اور نہ اپنی کسی اہلیہ کو اور نہ کبھی کسی شخص کو اپنے ہاتھ سے مارا بہ جز جہاد فی سبیل اللہ کے۔ آپؐ کو اگر کسی شخص سے کوئی تکلیف پہنچی ہوتی تو اس سے انتقام نہیں لیا اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو توڑا جائے تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے سزا دیتے۔ آپؐ کے سامنے جب دو کام پیش کیے جاتے تو ان میں سے آسان تر کا انتخاب فرماتے الّا یہ کہ کوئی گناہ کا کام ہو۔ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر اس سے دور رہتے۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ، ثنا فُضَیْلُ بْنُ عِیَاضٍ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ مَارَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُنْتَصِراً مِنْ مَظْلَمَةٍ ظُلِمَهَا قَطُّ مَالَمْ یُنْتَهَکْ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالیٰ شَیْءٌ فَاِذَا انْتُهِکَ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالیٰ شَیْءٌ، کَانَ مِنْ اَشَدِّهِمْ فِیْ ذٰلِکَ غَضَبًا، وَمَا خُیِّرَ بَیْنَ الْاَمْرَیْنِ، اِلَّا اخْتَارَ اَیْسَرَ هُمَا مَالَمْ یَکُنْ مَاْثَمًا۔(۱۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اپنے اوپر کیے گئے ظلم کا انتقام و بدلہ لیتے نہیں دیکھا۔ تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کو پامال نہ کیا گیا ہو، جب اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کی ہتک کی جاتی تو آپ کا غیظ و غضب تمام لوگوں سے زیادہ ہوتا۔ آپ کو دو معاملوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان تر کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔

اختیار اھون البلیتین

اِخْتِیَارُ اَھْوَنَ الْبَلِیَّتَیْنِ سے مراد یہ ہے کہ جب دو ناجائز کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار کرنا ناگزیر ہو جائے تو ان میں سے وہ اختیار کیا جائے جو کم تر درجے کا ناجائز کام ہو۔ اس میں شرط اول یہ ہے کہ خیر کی راہ بالکل بند ہو اور اسے اختیار کرنے کا قطعاً کوئی امکان نہ ہو۔ صرف اسی صورت میں آدمی کے لیے **اھون البلیتین** کو اختیار کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ ورنہ خیر کی راہ کا کچھ بھی امکان ہو تو وہ شخص گنہگار ہوگا جو محض اپنی کم ہمتی کی بنا پر اپنے آپ کو دو ناجائز کاموں میں سے کسی ایک میں مبتلا کر دے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دو ناجائز کاموں میں سے ایک کو اہون بس یونہی نہ ٹھیرا لیا جائے بلکہ اصول شریعت کے لحاظ سے دیکھا جائے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے کس بلا کو اہون اور کس کو اشد قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص سخت بھوک میں مبتلا ہے اور موت سے بچنے کے لیے اس کے سامنے صرف دو ہی غذائیں موجود ہیں۔ ایک سور کا گوشت، دوسرے گدھ کا گوشت، اب اگر وہ اسلامی نقطۂ نظر سے فیصلہ کرے تو لامحالہ گدھ کا گوشت اہون ہوگا، کیونکہ اس کے حرام ہونے کی صراحت قرآن میں نہیں کی گئی ہے، بلکہ حدیث میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے جس کا اطلاق گدھ پر بھی ہوتا ہے۔ یا مثلاً کوئی طاقتور ظالم کسی بے گناہ کی جان کے درپے ہو اور وہ بے گناہ آپ کے پاس پناہ لے اور آپ کسی طرح لڑ کر اس بے گناہ کو نہ بچا سکتے ہوں۔ ایسی صورت میں اگر وہ ظالم آ کر آپ سے اس کا پتہ پوچھے تو آپ کے لیے دو صورتیں ممکن ہوں گی۔ یا تو جھوٹ بول کر اس کی جان بچا لیں یا اس کا پتہ بتا کر اسے قتل کے لیے پیش کر دیں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں جھوٹ بولنا اہون ہے کیوں کہ سچ بولنے سے ایک شدید تر برائی یعنی "قتل مظلوم" لازم آتی ہے۔ (رسائل و مسائل دوم، فقہی مسائل: اختیار...)

بخاری، مسلم، طبرانی، بیہقی، ابن سعد اور ابن اسحاق وغیرہ نے متعدد سندوں سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ آں حضورؐ نے جنگ احزاب سے فارغ ہوتے ہی صحابہ کی ایک جماعت کو بنی قریظہ کی ایک بستی پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور بہ تاکید فرمایا کہ تم میں سے کوئی عصر کی نماز (اور بعض روایات کے مطابق ظہر کی نماز) نہ پڑھے جب تک وہاں پہنچ نہ جائے۔ مگر ان لوگوں کو راستے میں دیر لگ گئی اور نماز کا وقت ختم ہونے لگا۔ اجتماعی طور پر وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ آیا وقت پر نماز پڑھنے کے حکم عام کو چھوڑیں یا حضورؐ کے اس حکم خاص کو؟ آخر کار بعض لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ نماز پڑھ لیں گے اور پھر آگے جائیں گے۔ ان کا استدلال تو یہ تھا کہ حضورؐ دراصل یہ چاہتے تھے کہ ہم جلدی جلدی کوچ کر کے وہاں پہنچ جائیں نہ یہ کہ ہم نماز ہی نہ پڑھیں۔ اور بعض نے فیصلہ کیا کہ ہم وہاں پہنچنے سے پہلے نماز ہی نہ پڑھیں گے کیوں کہ حضورؐ نے صاف الفاظ میں یہی حکم دیا ہے۔ بعد میں جب حضورؐ کے سامنے یہ معاملہ رکھا گیا تو آپؐ نے ان میں سے کسی کے فعل کو بھی غلط نہ کہا۔ اب دیکھ لیجیے یہاں

دو واجب الاطاعت احکام میں جب عملاً تضاد واقع ہو گیا تو ان میں سے کسی ایک کو ترک اور دوسرے کو اختیار کرنے کا فیصلہ ہر سپاہی نے اپنی صوابدید کے مطابق بطور خود کیا اور یہ کام خود صاحب شریعتؐ کی زندگی میں کیا گیا۔ اگر اس قسم کے فیصلے کا ان لوگوں کو حق نہ ہوتا تو حضورؐ صاف فرما دیتے کہ تم نے دین میں وہ اختیار استعمال کیا ہے، جو شرعاً تمھیں حاصل نہ تھا۔
(تفہیمات سوم، باب دوم: حکمت عملی...)

ایک نابینا سے بے رخی پر عتاب الٰہی

۶۵۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں مکہ معظّمہ کے چند بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے اور حضورؐ ان کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش فرما رہے تھے۔ اتنے میں ابن اُمّ مکتوم نامی ایک نابینا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے آپؐ سے اسلام کے متعلق کچھ پوچھنا چاہا۔ حضورؐ کو ان کی یہ مداخلت ناگوار ہوئی اور آپؐ نے ان سے بے رخی برتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ عَبَس نازل ہوئی۔

تشریح: حدیث کی جن روایات میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے اُن میں سے بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت وہ اسلام لا چکے تھے اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی طرف مائل ہو چکے تھے اور تلاش حق میں حضورؐ کے پاس آئے تھے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ انھوں نے آ کر عرض کیا تھا: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَرْشِدْنِی" "یارسول اللہ! مجھے سیدھا راستہ بتائیے۔"
(ترمذی، حاکم، ابن حبان، ابن جریر، ابویعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ وہ آ کر قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھنے لگے اور حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ عَلِّمْنِیْ مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ "یارسول اللہ! مجھے وہ علم سکھایئے جو اللہ نے آپؐ کو سکھایا ہے۔"
(ابن جریر ۲۸/۳۰ جلد ۱۲ سورہ عبس۔ ابن ابی حاتم)

ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضورؐ کو خدا کا رسول اور قرآن کو خدا کی کتاب تسلیم کر چکے تھے۔ دوسری طرف ابن زید سورہ عبس: ۳ کے الفاظ **لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی** کا مطلب **لَعَلَّهٗ یُسْلِمُ** "شاید کہ وہ اسلام قبول کر لے" بیان کرتے ہیں۔
(ابن جریر ۲۸/۳۰ ج ۱۲، سورہ عبس)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ "تمھیں کیا خبر، شاید وہ سدھر جائے یا نصیحت پر دھیان دے اور نصیحت کرنا اس کے لیے نافع ہو؟" اور "یہ کہ جو خود تمھارے پاس دوڑا آتا ہے اور وہ ڈر رہا ہوتا ہے، اُس سے تم بے رخی برتتے ہو" (عبس: ۸۔۱۰) اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اُس وقت ان کے اندر طلب حق کا گہرا جذبہ پیدا ہو چکا تھا، وہ حضورؐ ہی کو ہدایت کا منبع سمجھ کر آپؐ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے تھے کہ اُن کی یہ طلب یہیں سے پوری ہوگی، اور یہ بات ان کی حالت سے ظاہر ہو رہی تھی کہ انھیں ہدایت دی جائے تو وہ اس سے مستفید ہوں گے۔

جو لوگ اُس وقت حضورؐ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ مختلف روایات میں ان کے ناموں کی صراحت کی گئی ہے۔ اس فہرست میں ہمیں عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ بن خلف، ابی بن خلف جیسے بدترین دشمنان اسلام کے نام ملتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اُس زمانہ میں پیش آیا تھا جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان لوگوں کا میل جول ابھی باقی تھا اور کشمکش اتنی نہ بڑھی تھی کہ آپؐ کے ہاں اُن کی آمد و رفت اور آپؐ کے ساتھ اُن کی ملاقاتوں کا سلسلہ بند ہو گیا ہو۔

آپؐ کا ایک نابینا سے بے رخی برتنا اور سرداران قریش کی طرف توجہ کرنا کچھ اس بنا پر نہ تھا کہ آپؐ بڑے لوگوں کو معزز اور ایک بے چارے نابینا کو حقیر سمجھتے تھے، اور معاذ اللہ یہ کوئی کج خلقی آپؐ کے اندر پائی جاتی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے گرفت فرمائی۔ بلکہ معاملہ کی اصل نوعیت یہ ہے کہ ایک داعی جب اپنی دعوت کا آغاز کرنے لگتا ہے تو فطری طور پر اس کا رجحان اس طرف ہوتا ہے کہ قوم کے بااثر لوگ اس کی دعوت قبول کرلیں تاکہ کام آسان ہوجائے، ورنہ عام بے اثر، معذور یا کمزور لوگوں میں دعوت پھیل بھی جائے تو اس سے کوئی بڑا فرق نہیں پڑسکتا۔ قریب قریب یہی طرزِ عمل ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے بھی اختیار فرمایا تھا جس کا محرک سراسر اخلاص اور دعوتِ حق کو فروغ دینے کا جذبہ تھا نہ کہ بڑے لوگوں کی تعظیم اور چھوٹے لوگوں کی تحقیر کا تخیل۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس نازل کرکے آپؐ کو سمجھایا کہ اسلامی دعوت کا صحیح طریقہ یہ نہیں ہے، بلکہ اس دعوت کے نقطۂ نظر سے ہر وہ انسان اہمیت رکھتا ہے جو طالبِ حق ہو، چاہے وہ کیسا ہی کمزور، بے اثر، یا معذور ہو، اور ہر وہ شخص غیر اہم ہے جو حق سے بے نیازی برتے، خواہ وہ معاشرے میں کتنا ہی بڑا مقام رکھتا ہو۔ اس لیے آپؐ اسلام کی تعلیمات کو ہانکے پکارے سب کو سنائیں۔ مگر آپؐ کی توجہ کے اصل مستحق وہ لوگ ہیں جن میں قبولِ حق کی آمادگی پائی جاتی ہو، اور آپؐ کی بلند پایہ دعوت کے مقام سے یہ بات فروتر ہے کہ آپؐ اُسے اُن مغرور لوگوں کے آگے پیش کریں جو اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں یہ سمجھتے ہوں کہ اُن کو آپؐ کی نہیں بلکہ آپؐ کو اُن کی ضرورت ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶ عبس: موضوع اور مضمون)

تخریج: ‹۱› اَتیٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ صَنَادِيْدُ قُرَيْشٍ عُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَارَبِيْعَةَوَاَبُوْجَهْلٍ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ وَاُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَالْوَلِيْدُبْنُ الْمُغِيْرَةَ يُنَاجِيْهِمْ وَيَدْعُوْهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ رَجَاءَ اَنْ يُّسْلِمَ بِاِسْلَامِهِمْ غَيْرُهُمْ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرِئْنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَكَرَّ رَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَعْلَمْ تَشَاغُلَهٗ بِالْقَوْمِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَطْعَهٗ لِكَلَامِهٖ وَعَبَسَ وَاَعْرَضَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ الخ۔(۱٤)

ترجمہ: ابن اُمِّ مکتوم رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں اس وقت حاضر ہوئے ـــــ جب آپ سردارانِ قریش، یعنی ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ، ابوجہل اور عباس بن عبدالمطلب اور امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ سے گفتگو فرمارہے تھے۔ آپ انھیں اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے اس امید پر کہ وہ مسلمان ہوجائیں اور دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں ـــــ اور انھوں نے آتے ہی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے پڑھایئے مجھے وہ کچھ سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سکھایا ہے۔ یہ سوال وہ بار بار کرتے رہے اور انھیں یہ نہ معلوم ہوا کہ حضورؐ لوگوں سے محوِ گفتگو ہیں۔ آپ کو اس موقع پر قطعِ کلام ناگوار گزرا۔ آپؐ کی پیشانی شکن آلود ہوگئی اور ان کی طرف سے منہ پھیرلیا۔

‹۲› حَدَّثَنَا سَعِيْدُبْنُ يَحیٰ بْنِ سَعِيْدِ ۨ الْاُمَوِیُّ، قَالَ: ثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ: هٰذَا مَا عَرَضْنَا عَلیٰ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، وَعَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اُنْزِلَ عَبَسَ وَتَوَلّٰی فِی ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمِ الْاَعْمیٰ اَتیٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْشِدْنِیْ وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ مِّنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْاٰخَرِ يَقُوْلُ: اَتَریٰ بِمَا اَقُوْلُ بَاسًا فَيَقُوْلُ: لَا فَفِیْ هٰذَا اُنْزِلَ. هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔(۱۵)

وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُنْزِلَ عَبَسَ وَتَوَلّٰى فِيْ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی ابن اُمّ مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے ــــ جب مشرکین کے عظماء میں سے ایک شخص آپؐ کے پاس بیٹھا تھا ــــ اور وہ آتے ہی کہنے لگے اے رسول خدا! مجھے رہ نمائی فرمائیں۔ آپؐ اس وقت ان سے اعراض فرماتے رہے اور اس سردار کی جانب متوجہ ہوکر فرماتے رہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں کیا اس میں کوئی بات غلط ہے؟ وہ کہتا کہ نہیں۔ بس اسی کے بارے میں یہ سورہ نازل ہوئی ہے۔

آپؐ کے روبرو اعمال اُمّت پیش کیے جانے کا مطلب

۶۶۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔

''اے نبیؐ! ہم نے تمھیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔''

تشریح: بعض لوگوں نے اس شہادت کو یہ معنی پہنانے کی کوشش کی ہے کہ نبی ﷺ آخرت میں لوگوں کے اعمال پر شہادت دیں گے، اور اس سے وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور تمام لوگوں کے اعمال دیکھ رہے ہیں، ورنہ بے دیکھے شہادت کیسے دے سکیں گے۔ لیکن قرآن مجید کی رو سے یہ تاویل قطعاً غلط ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ لوگوں کے اعمال پر شہادت قائم کرنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا ہی انتظام فرمایا ہے۔ اس غرض کے لیے اس کے فرشتے ہر شخص کا نامۂ اعمال تیار کر رہے ہیں (ملاحظہ ہو ق: ۱۷-۱۸ اور الکہف: ۱۴۹) اور اس کے لیے وہ لوگوں کے اپنے اعضاء سے بھی گواہی لے لے گا (یٰسٓ: ۶۵۔ حٰمٓ السجدہ: ۲۰-۲۱) رہے انبیاء علیہم السلام، تو ان کا کام بندوں کے اعمال پر گواہی دینا نہیں بلکہ اس بات پر گواہی دینا ہے کہ بندوں تک حق پہنچا دیا گیا تھا۔ قرآن صاف فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ (المائدہ: ۱۰۹)

''جس روز اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا، پھر پوچھے گا کہ تمھاری دعوت کا کیا جواب دیا گیا، تو وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں۔ تمام باتوں کو جاننے والے تو آپ ہی ہیں۔''

اور اسی سلسلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ جب ان سے عیسائیوں کی گمراہی کے متعلق سوال ہوگا تو وہ عرض کریں گے:

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ۔

(المائدہ: ۱۱۷)

''میں جب تک ان کے درمیان تھا اسی وقت تک ان پر گواہ تھا۔ جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو آپ ہی ان پر نگراں تھے۔''

یہ آیات اس باب میں بالکل صریح ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اعمال خلق کے گواہ نہیں ہوں گے۔ پھر وہ گواہ کس چیز کے ہوں گے؟ اس کا جواب قرآن اتنی ہی صراحت کے ساتھ یہ دیتا ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (البقرہ: ۱۴۳)

''اور اے مسلمانو! اسی طرح ہم نے تم کو ایک امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔''

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ۔ (النحل: ۸۹)

''اور جس روز ہم ہر امت میں انہی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو ان پر گواہی دے گا اور (اے محمدؐ!) تمھیں ان لوگوں پر گواہ کی حیثیت سے لائیں گے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز نبی ﷺ کی شہادت اپنی نوعیت میں اس شہادت سے مختلف ہوگی جسے ادا کرنے کے لیے حضورؐ کی امت کو اور ہر امت پر گواہی دینے والے شہداء کو بلایا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ شہادت اعمال کی ہو تو ان سب کا بھی حاضر و ناظر ہونا لازم آتا ہے اور اگر یہ گواہ صرف اس امر کی شہادت دینے کے لیے بلائے جائیں گے کہ خلق تک اس کے خالق کا پیغام پہنچ گیا تھا تو لامحالہ حضورؐ بھی اسی غرض کے لیے پیش ہوں گے۔

اس مضمون کی تائید وہ احادیث بھی کرتی ہیں جن کو بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور امام احمد وغیرہم نے عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، ابوالدّرداءؓ، انس بن مالک اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے۔ یہ مضمون اتنے صحابہؓ سے اتنی کثیر سندوں کے ساتھ نقل ہوا ہے کہ اس کی صحت میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔

اس سے یہ بات صریحاً ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ اپنی امت کے ایک ایک شخص اور اس کی ایک ایک حرکت کے شاہد قطعاً نہیں ہیں۔ رہی وہ حدیث جس میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضورؐ کے سامنے آپؐ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو وہ کسی طرح بھی اس سے متعارض نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کا حاصل صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضورؐ کو امت کے حالات سے باخبر رکھتا ہے۔ اس کے یہ معنی کب ہیں کہ حضورؐ ہر شخص کے اعمال کا عینی مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۸۲)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِبْنِ اَسْمَاءِ الضُّبَعِيُّ وَشَعْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ ابْنُ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: نَاوَاصِلٌ مَوْلٰى اَبِيْ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَقِيْلٍ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ، عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِئِ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا تُدْفَنُ۔ (۱۶)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے اچھے، برے اعمال میرے روبرو پیش کیے گئے۔ ان کے اچھے اعمال میں، میں نے یہ بھی پایا کہ تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دیا جائے، اور ان کے برے اعمال میں، میں نے یہ بھی پایا کہ بلغم مسجد میں پڑا ہے اور اسے دفن نہیں کیا جاتا۔

نبی کریم ﷺ کے چلنے کا انداز

۶۷۔ نبی ﷺ مضبوط قدم رکھتے ہوئے چلتے تھے کہ گویا نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔

تشریح: حضرت عمرؓ کے متعلق روایات میں آیا ہے کہ انھوں نے ایک جوان آدمی کو مریل چال چلتے دیکھا تو روک کر پوچھا کیا تم بیمار ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے دُرّہ اٹھا کر اسے دھمکایا اور بولے قوت کے ساتھ چلو۔

(اس میں) غور طلب پہلو یہ ہے کہ آدمی کی چال میں آخر وہ کیا اہمیت ہے جس کی وجہ سے قرآن مجید میں اللہ کے نیک بندوں کی خصوصیات گناتے ہوئے اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ فرقان کی آیت ۶۳ میں ارشاد ہے: **وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا الاية۔** ''رحمان کے اصلی بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔'' اس سوال کو ذرا تامل کی نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی چال محض اس کے انداز رفتار ہی کا نام نہیں ہے بلکہ درحقیقت وہ اس کے ذہن اور اس کی سیرت وکردار کی اولین ترجمان بھی ہوتی ہے۔ ایک عیار آدمی کی چال، ایک غنڈے بدمعاش کی چال، ایک ظالم و جابر کی چال، ایک خود پسند متکبر کی چال، ایک باوقار مہذب آدمی کی چال، ایک غریب مسکین کی چال اور اسی طرح مختلف اقسام کے دوسرے انسانوں کی چالیں ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتی ہیں کہ ہر ایک کو دیکھ کر بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس چال کے پیچھے کس طرح کی شخصیت جلوہ گر ہے۔ مدعا یہ ہے کہ رحمان کے بندوں کو تو عام آدمیوں کے درمیان چلتے پھرتے دیکھ کر ہی بغیر کسی سابقہ تعارف کے الگ پہچان لوگے کہ یہ کس طرز کے لوگ ہیں۔ خدا کی بندگی نے ان کی ذہنیت اور سیرت کو جیسا کچھ بنا دیا ہے اس کا اثر ان کی چال تک میں نمایاں ہے۔ ایک آدمی انھیں دیکھ کر پہلی نظر میں جان سکتا ہے کہ یہ شریف اور حلیم ہمدرد لوگ ہیں۔ ان سے کسی شر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ (تفہیم القرآن، ج۳، الفرقان، حاشیہ:۷۹)

تخریج: ⟨۱⟩ **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عُمَرَبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلىٰ غُفْرَةَ، حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِّنْ وُّلْدِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ، اِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: اِذَا مَشىٰ تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ فِيْ صَبَبٍ۔**

ترجمہ: ابراہیم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ جب نبی ﷺ کی تعریف بیان کرتے تو فرماتے: ''نبی کریم ﷺ مضبوط قدم رکھتے ہوئے چلتے تھے کہ گویا نشیب کی طرف اُتر رہے ہیں۔''

⟨۲⟩ **عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَشىٰ تَكَفَّأَ كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔** (۱۷)

(۳) حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذِبْنِ خَلِيْفٍ، ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى، ثَنَا سَعِيْدُ نِالْجَرِيْرِىُّ عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ قَالَ:رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا يَهْوِىْ فِىْ صَبَبٍ۔(۱۸)

ترجمہ:سعید جریری روایت کرتے ہیں کہ ابوالطفیل نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سعید کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ نے رسالت مآب کو کیسا دیکھا۔ بولے:''آپ نہایت خوبصورت گورے رنگ کے تھے جب چلتے تو گویا نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔''

آپؐ کی عائلی زندگی

۶۸۔ هُنَّ كَمَا تَرٰى يَسْأَلْنَنِى النَّفَقَةَ۔

''صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ آپؐ کی ازواج آپؐ کے گرد بیٹھی ہیں اور آپؐ خاموش ہیں۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ کو خطاب کر کے فرمایا: یہ میرے گرد بیٹھی ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ یہ مجھ سے خرچ کے لیے روپیہ مانگ رہی ہیں۔''

تشریح: اس پر دونوں صاحبوں نے اپنی اپنی بیٹیوں کو ڈانٹا اور ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرتی ہو اور وہ چیز مانگتی ہو جو آپؐ کے پاس نہیں ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اس وقت کیسی مالی مشکلات میں مبتلا تھے اور کفر و اسلام کی انتہائی شدید کشمکش کے زمانے میں خرچ کے لیے ازواج مطہرات کے تقاضے مزاج مبارک پر کیا اثر ڈال رہے تھے[1]۔

(تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۴۱)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا عَبْدُ الْمَالِكِ بْنُ عُمَرَ وَاَبُوْعَامِرٍ، قَالَ ثَنَازَكَرِيَّا يعنى ابْنَ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ بِبَابِهٖ جُلُوْسٌ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، ثُمَّ اُذِنَ لِاَبِىْ بَكْرٍوَّعُمَرَ فَدَخَلَا، وَالنَّبِىُّ ﷺ جَالِسٌ وَحَوْلَهُ نِسَآءُهُ وَهُوَ سَاكِتٌ فَقَالَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَاُكَلِّمَنَّ النَّبِىَّ ﷺ لَعَلَّهُ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتُ بِنْتَ زَيْدٍ اِمْرَأَةَ عُمَرَ سَأَلَتْنِى النَّفَقَةَ اٰنِفًا فَوَجَأْتُ عُنُقَهَا، فَضَحِكَ النَّبِىُّ ﷺ حَتّٰى بَدَا نَوَاجِذُهُ قَالَ: هُنَّ حَوْلِىْ كَمَا تَرٰى يَسْئَلْنَنِى النَّفَقَةَ. فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى عَائِشَةَ لِيَضْرِبَهَا وَقَامَ عُمَرُاِلٰى حَفْصَةَ، كِلَاهُمَا يَقُوْلَانِ: تَسْأَلَانِ رَسُوْلَ

---

[1] یہ واقعہ جنگ احزاب اور بنی قریظہ سے متصل زمانے ۵ھ کا ہے۔

اللّٰہِ ﷺ مَا لَیْسَ عِنْدَہٗ فَنَھَا ھُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَ نِسَآؤُہٗ وَاللّٰہِ لَانَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ ھٰذَا الْمَجْلِسِ مَالَیْسَ عِنْدَہٗ الحدیث۔(۱۹)

ترجمہ : حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر لوگ بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ آئے، اجازت مانگی لیکن اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور اجازت طلب کی لیکن اجازت نہ ملی تھوڑی دیر بعد ابوبکرؓ وعمرؓ کو اجازت دے دی گئی، دونوں اندر چلے گئے۔ نبی ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپؐ کی ازواج مطہرات آپؐ کے گرد جمع ہیں، آپؐ خاموش ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دل میں کہا، میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور (دل لگی کی) بات کروں گا شاید آپؐ ہنس پڑیں (خوش ہوجائیں) اس فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے عمرؓ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! اگر میں زید کی بیٹی، عمرؓ کی بیوی کو اس وقت نفقہ کا مطالبہ کرتے ہوئے پاؤں تو اس کی گردن دبوچ ڈالوں۔

اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپؐ کی ڈاڑھیں نمایاں ہوگئیں اور فرمایا یہ تو میرے گرد جمع ہیں، تم دیکھ ہی رہے ہو اور نفقہ کا مطالبہ کررہی ہیں۔ اس پر ابوبکرؓ عائشہ کو مارنے کے لیے اور عمرؓ حفصہ کو مارنے کے لیے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تم رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کی طلب کرتی ہو جو آپؐ کے پاس نہیں ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو مارنے سے روک دیا، اس پر ازواج نے عرض کیا، اللہ کی قسم! اس نشست کے بعد ہم رسول اللہ ﷺ سے کسی ایسی چیز کی طلب نہیں کریں گی جو آپؐ کے پاس نہ ہو۔"

ازواج مطہرات کے ساتھ آپؐ کا عدل

۶۹۔ بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد وغیرہم حضرت عائشہؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

سورہ احزاب کی آیت ۵۱ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ۔ "تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلالو" کے نزول کے بعد بھی حضورؐ کا طریقہ یہی رہا ہے کہ آپ ہم میں سے کسی بیوی کی باری کے دن دوسری بیوی کے یہاں جاتے تو اس سے اجازت لے کر جاتے تھے۔

ابوبکر جصّاص عُروہ بن زبیر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے اُن سے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ باریوں کے تقسیم میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ اگرچہ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ آپؐ کسی روز اپنی سب بیویوں کے یہاں نہ جاتے ہوں مگر جس بیوی کی باری کا دن ہوتا تھا اس کے سوا کسی دوسری بیوی کو چھوتے تک نہ تھے۔"

اور یہ روایت بھی حضرت عائشہؓ ہی کی ہے کہ جب حضور ﷺ اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے اور نقل و حرکت آپؐ

کے لیے مشکل ہوگئی تو آپؐ نے سب بیویوں سے اجازت طلب کی کہ مجھے عائشہؓ کے ہاں رہنے دو، اور جب سب نے اجازت دے دی تب آپؐ نے آخری زمانہ حضرت عائشہؓ کے ہاں گزارا۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الاحزاب، حاشیہ:۹۱)

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰی قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَسْتَاْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ. تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ** الخ۔(۲۰)

〈۲〉 **رَوٰی عَاصِمُ نِ الْاَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُنَا فِیْ يَوْمِ اِحْدَانَا بَعْدَ مَا اُنْزِلَ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ** الخ۔(۲۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سورہ احزاب کی آیہ کریمہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ الخ کے نزول کے بعد حضور کا طریقہ یہی رہا کہ آپؐ ہم میں سے کسی بیوی کی باری کے دن دوسری بیوی کے ہاں جاتے تو اس سے اجازت لے کر جاتے تھے۔

〈۳〉 **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يعنی ابْنَ اَبِی الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا ابْنَ اُخْتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْقِسْمِ مِنْ مَكْثِهٖ عِنْدَهَا وَكَانَ قَلَّ يَوْمٍ اِلَّا وَهُوَ يَطُوْفُ عَلَيْنَا جَمِيْعًا فَيَدْنُوْ مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيْسٍ حَتّٰی يَبْلُغَ اِلَی الَّتِیْ هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِيْتُ عِنْدَهَا** الخ۔(۲۲)

ترجمہ: ابوبکر جصّاص عروہ بن زبیر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا، اے بھانجے رسول اللہ ﷺ باریوں کی تقسیم میں ہم میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے تھے۔ اگرچہ کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ آپؐ کسی روز اپنی سب بیویوں کے ہاں نہ جاتے ہوں مگر جس بیوی کی باری کا دن ہوتا تھا اس کے سوا کسی دوسری بیوی کو چھوتے تک نہ تھے۔

〈۴〉 **حَدَّثَنَا سَعِيْدُبْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ اِسْتَأْذَنَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ يُّمَرَّضَ فِیْ بَيْتِیْ فَاَذِنَّ لَهٗ** الحدیث۔(۲۳)

ترجمہ: عبید اللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب حضورؐ اپنی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے اور نقل وحرکت آپؐ کے لیے مشکل ہوگئی تو آپؐ نے سب بیویوں سے اجازت طلب کی کہ مجھے عائشہؓ کے ہاں رہنے دو، اور جب سب نے اجازت دے دی تب آپؐ نے آخری زمانہ حضرت عائشہؓ کے ہاں گزارا۔

حضورؐ کا اخلاقی رُعب

۷۰۔ (قاضی ابوالحسن الماوردی نے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں لکھا ہے) ابوجہل ایک یتیم کا وصی تھا۔ وہ بچہ ایک روز اس حالت میں اُس کے پاس آیا کہ اس کے بدن پر کپڑے تک نہ تھے اور اُس نے التجا کی کہ اُس کے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے وہ اس سے کچھ دے دے مگر اس ظالم نے اس کی طرف توجہ تک نہ کی اور وہ کھڑے کھڑے آخر کار مایوس ہو کر پلٹ گیا۔ قریش کے سرداروں نے ازراہِ شرارت اس سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر شکایت کر، وہ ابوجہل سے سفارش کر کے تجھے تیرا مال دلوا دیں گے۔ بچہ بے چارہ ناواقف تھا کہ ابوجہل کا حضورؐ سے کیا تعلق ہے اور یہ بد بخت اُسے کس غرض کے لیے مشورہ دے رہے ہیں۔ وہ سیدھا حضورؐ کے پاس پہنچا اور اپنا حال آپؐ سے بیان کیا۔ آپؐ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے ساتھ لے کر اپنے بدترین دشمن ابوجہل کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ کو دیکھ کر اس نے آپ کا استقبال کیا اور جب آپؐ نے فرمایا کہ اس بچے کا حق اسے دے دو تو وہ فوراً مان گیا اور اس کا مال لا کر اسے دے دیا۔ قریش کے سردار تاک میں لگے ہوئے تھے کہ دیکھیں، ان دونوں کے درمیان کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ وہ کسی مزے دار جھڑپ کی امید کر رہے تھے۔ مگر جب انھوں نے یہ معاملہ دیکھا تو حیران ہو کر ابوجہل کے پاس آئے اور اسے طعنہ دیا کہ تم بھی اپنا دین چھوڑ گئے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں اور بائیں ایک ایک حربہ ہے جو میرے اندر گھس جائے گا اگر میں نے ذرا بھی ان کی مرضی کے خلاف حرکت کی۔

تشریح: اس واقعہ سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں عرب کے ترقی یافتہ اور معزز قبیلے تک کے بڑے بڑے سرداروں کا یتیموں اور دوسرے بے یارومددگار لوگوں کے ساتھ کیا سلوک تھا، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس بلند اخلاق کے مالک تھے اور آپؐ کے اس اخلاق کا آپؐ کے بدترین دشمنوں تک پر کیا رعب تھا۔

(تفہیم القرآن، ج ۶، الماعون، حاشیہ: ۵)

۷۱۔ ایک دفعہ قبیلۂ اَراش کا ایک شخص کچھ اونٹ لے کر مکہ آیا۔ ابوجہل نے اس کے اونٹ خرید لیے اور جب اس نے قیمت طلب کی تو ٹال مٹول کرنے لگا۔ اَراشی نے تنگ آ کر ایک روز حرمِ کعبہ میں قریش کے سرداروں کو جا پکڑا اور مجمع عام میں فریاد شروع کر دی۔ دوسری طرف حرم کے ایک گوشے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ سردارانِ قریش نے اس شخص سے کہا کہ ”ہم کچھ نہیں کر سکتے، دیکھو! وہ صاحب جو اس کونے میں بیٹھے ہیں، ان سے جا کر کہو وہ تم کو روپیہ دلا دیں گے۔“ اراشی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا، اور قریش کے سرداروں نے آپس میں کہا۔ ”آج لطف آئے گا۔“ اراشی نے جا کر حضورؐ سے اپنی شکایت بیان کی۔ آپؐ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے ساتھ لے کر ابوجہل کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ سرداروں نے پیچھے ایک آدمی لگا دیا کہ جو کچھ گزرے اس کی خبر لا کر دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ابوجہل کے دروازے پر پہنچے اور کنڈی کھٹکھٹائی۔ اس نے پوچھا۔ ”کون؟“ آپؐ نے جواب دیا ”محمدؐ“ وہ حیران ہو کر باہر نکل آیا۔ آپؐ نے اس سے کہا ”اس شخص کا حق ادا کر دو۔“ اس نے جواب میں کوئی چون وچرا نہ کی، اندر گیا اور اس کے اونٹوں کی قیمت لا کر اس کے ہاتھ میں دے دی۔ قریش کا مخبر یہ حال دیکھ کر حرم کی طرف دوڑا اور سرداروں کو سارا ماجرا سنا دیا اور کہنے لگا کہ واللہ! آج وہ عجیب ماجرا دیکھا ہے جو کبھی

نہ دیکھا تھا، حکم بن ہشام (ابوجہل) جب نکلا ہے تو محمد کو دیکھتے ہی اُس کا رنگ فق ہو گیا اور جب محمدؐ نے اس سے کہا کہ اس کا حق ادا کردو تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے حکم بن ہشام کے جسم میں جان نہیں ہے۔ (ابن ہشام، ج اول ص ۳۸۹، ج ۲ ص ۲۹، ۳۰: مطبعہ البابی مصر)

تشریح: کفار مکہ کے وہ بڑے بڑے سردار آپس میں بیٹھ بیٹھ کر سرگوشیاں کیا کرتے تھے جن کو نبی ﷺ کی دعوت کا مقابلہ کرنے کی بڑی فکر لاحق تھی۔ وہ کہتے تھے کہ یہ شخص بہر حال نبی تو ہو نہیں سکتا کیوں کہ ہم ہی جیسا انسان ہے، کھاتا ہے، پیتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے۔ آخر اس میں وہ نرالی بات کیا ہے جو اس کو ہم سے ممتاز کرتی ہو اور ہماری بہ نسبت اس کو خدا سے ایک غیر معمولی تعلق کا مستحق بناتی ہو؟ البتہ اس شخص کی باتوں میں اور اس کی شخصیت میں ایک جادو ہے کہ جو اس کی بات کان لگا کر سنتا ہے اور اس کے قریب جاتا ہے وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو نہ اس کی سنو اور نہ اس سے میل جول رکھو۔ کیوں کہ اس کی باتیں سننا اور اس کے قریب جانا گویا آنکھوں دیکھتے جادو کے پھندے میں پھنسنا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، الانبیاء، حاشیہ: ۵)

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ الثَّقَفِیُّ، وَکَانَ وَاعِیَةً، قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ اِرَاشٍ. قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَیُقَالُ: اِرَاشَةُ. بِاِبِلٍ لَّهٗ مَکَّةَ، فَابْتَاعَهَا مِنْهُ اَبُوْجَهْلٍ، فَمَطَّلَهٗ بِاَثْمَانِهَا فَاَقْبَلَ الْاِرَاشِیُّ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی نَادٍ مِّنْ قُرَیْشٍ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ جَالِسٌ فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ، مَنْ رَجُلٌ یُؤَدِّیْنِیْ عَلٰی اَبِی الْحَکَمِ بْنِ هِشَامٍ، فَاِنِّیْ رَجُلٌ غَرِیْبٌ ابْنُ سَبِیْلٍ، وَقَدْ غَلَبَنِیْ عَلٰی حَقِّیْ؟ قَالَ فَقَالَ لَهٗ اَهْلُ ذٰلِکَ الْمَجْلِسِ: اَتَرٰی ذٰلِکَ الرَّجُلَ الْجَالِسَ — لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُمْ یَهْزَءُوْنَ بِهٖ لَمَّا یَعْلَمُوْنَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَبِیْ جَهْلٍ مِنَ الْعَدَاوَةِ — اِذْهَبْ اِلَیْهِ فَاِنَّهٗ یُؤَدِّیْکَ عَلَیْهِ۔

فَاَقْبَلَ الْاِرَاشِیُّ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَاالْحَکَمِ بْنِ هِشَامٍ قَدْ غَلَبَنِیْ عَلٰی حَقٍّ لِّیْ قِبَلَهٗ، وَاَنَا رَجُلٌ غَرِیْبٌ. ابْنُ سَبِیْلٍ، وَقَدْ سَأَلْتُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ عَنْ رَجُلٍ یُؤَدِّیْنِیْ عَلَیْهِ، یَأْخُذُ لِیْ حَقِّیْ مِنْهُ، فَاَشَارُوْا لِیْ اِلَیْکَ، فَخُذْ لِیْ حَقِّیْ مِنْهُ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ، قَالَ: انْطَلِقْ اِلَیْهِ، وَقَامَ مَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّارَأَوْهُ قَامَ مَعَهٗ. قَالُوْا لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُمْ: اِتَّبِعْهُ فَانْظُرْمَاذَا یَصْنَعُ۔

قَالَ: وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی جَاءَهٗ فَضَرَبَ عَلَیْهِ بَابَهٗ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ مُحَمَّدٌ، فَاخْرُجْ اِلَیَّ، فَخَرَجَ اِلَیْهِ، وَمَا فِیْ وَجْهِهٖ مِنْ رَائِحَةٍ، قَدِانْتُقِعَ لَوْنُهٗ فَقَالَ: اَعْطِ هٰذَا الرَّجُلَ حَقَّهٗ، قَالَ: نَعَمْ، لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اُعْطِیَهُ الَّذِیْ لَهٗ، قَالَ: فَدَخَلَ، فَخَرَجَ اِلَیْهِ بِحَقِّهٖ، فَدَفَعَهٗ اِلَیْهِ. قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ لِلْاِرَاشِیِّ: اَلْحَقْ بِشَأْنِکَ، فَاَقْبَلَ الْاِرَاشِیُّ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی ذٰلِکَ الْمَجْلِسِ، فَقَالَ: جَزَاهُ اللّٰهُ خَیْرًا، فَقَدْ وَاللّٰهِ اَخَذَ لِیْ حَقِّیْ۔

قَالَ: وَجَاءَ الرَّجُلُ الَّذِیْ بَعَثُوْا مَعَهٗ، فَقَالُوْا: وَیْحَکَ! مَاذَا رَأَیْتَ؟ قَالَ: عَجَبًا مِنَ الْعَجَائِبِ، وَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ ضَرَبَ عَلَیْهِ بَابَهٗ، فَخَرَجَ اِلَیْهِ وَمَا مَعَهٗ رُوْحُهٗ، فَقَالَ لَهٗ: اَعْطِ هٰذَا حَقَّهٗ، فَقَالَ نَعَمْ، لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اُخْرِجَ اِلَیْهِ حَقَّهٗ. فَدَخَلَ، فَخَرَجَ اِلَیْهِ بِحَقِّهٖ، فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ. قَالَ: لَمْ یَلْبَثْ اَبُوْجَهْلٍ اَنْ جَاءَ، فَقَالُوْا لَهٗ: وَیْلَکَ! مَالَکَ؟ وَاللّٰهِ مَارَأَیْنَا مِثْلَ مَاصَنَعْتَ قَطُّ! قَالَ وَیْحَکُمْ وَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ ضَرَبَ عَلَیَّ بَابِیْ، وَسَمِعْتُ صَوْتَهٗ، فَمُلِئْتُ رُعْبًا، ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَیْهِ وَاِنَّ فَوْقَ رَأْسِهٖ لَفَحْلًا مِنَ الْاِبِلِ، مَارَأَیْتُ مِثْلَ هَامَتِهٖ، وَلَا قَصَرَتِهٖ، وَلَا اَنْیَابِهٖ، لِفَحْلٍ قَطُّ، وَاللّٰهِ لَوْ اَبَیْتُ لَا کَلَنِیْ۔ (۲۴)

آپؐ پر ساحری کا الزام

۷۲۔ جس چیز کی وجہ سے وہ نبی ﷺ پر ''سحر'' کا الزام چسپاں کرتے تھے اس کی چند مثالیں آپؐ کے قدیم ترین سیرت نگار محمد بن اسحاق متوفی ۱۵۲ھ نے بیان کی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک دفعہ عتبہ بن ربیعہ (ابوسفیان کے خسر، ہند جگر خوار کے باپ) نے سرداران قریش سے کہا، اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں جا کر محمدؐ سے ملوں اور اسے سمجھانے کی کوشش کروں۔ یہ حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے کے بعد کا واقعہ ہے جب کہ نبی ﷺ کے صحابہ کی تعداد روز بروز بڑھتے دیکھ کر اکابر قریش سخت پریشان ہو رہے تھے۔ لوگوں نے کہا ابولولید، تم پر پورا اطمینان ہے، ضرور جا کر اس سے بات کرو۔ وہ حضورؐ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا بھتیجے، ہمارے ہاں تم کو جو عزت حاصل تھی، تم خود جانتے ہو، اور نسب میں بھی تم ایک شریف ترین گھرانے کے فرد ہو۔ تم اپنی قوم پر یہ کیا مصیبت لے آئے ہو؟ تم نے جماعت میں تفرقہ ڈال دیا۔ ساری قوم کو بے وقوف ٹھہرایا اس کے دین اور اس کے معبودوں کی برائی کی۔ باپ دادا جو مر چکے ہیں ان سب کو تم نے گمراہ اور کافر بنا دیا۔ بھتیجے، اگر ان باتوں سے تمھارا مقصد دنیا میں اپنی بڑائی قائم کرنا ہے تو آؤ ہم سب مل کر تم کو اتنا روپیہ دے دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ سرداری چاہتے ہو تو ہم تمھیں سردار مانے لیتے ہیں۔ بادشاہی چاہتے ہو تو بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ اور اگر تمھیں کوئی بیماری ہو گئی ہے جس کی وجہ سے تم کو واقعی سوتے یا جاگتے میں کچھ نظر آنے لگا ہے تو ہم سب مل کر بہترین طبیبوں سے تمھارا علاج کرائے دیتے ہیں۔ یہ باتیں وہ کرتا رہا اور نبی ﷺ خاموش سنتے رہے۔

جب وہ خوب بول چکا تو آپؐ نے فرمایا۔ اچھا اب میری سنو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اس کے بعد کچھ دیر تک مسلسل آپ سورۂ حٰمٓ السجدہ کی تلاوت فرماتے رہے اور عتبہ پیچھے ہاتھ ٹیکے غور سے سنتا رہا۔ اڑتیسویں آیت پر پہنچ کر آپؐ نے سجدہ کیا۔ اور پھر سر اٹھا کر عتبہ سے فرمایا، ''ابوالولید، جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ آپ نے سن لیا، اب آپ جانیں اور آپ کا کام'' عتبہ وہاں سے اُٹھ کر سرداران قریش کی طرف پلٹا تو لوگوں نے دور ہی سے اس کو آتے دیکھ کر کہا۔ ''خدا کی قسم! ابوالولید کا چہرہ بدلا ہوا ہے۔ یہ وہ صورت نہیں ہے جسے لے کر وہ گیا تھا۔'' اس کے پہنچتے ہی

لوگوں نے سوال کیا، کہوابوالولید! کیا کرآئے ہو؟اس نے کہا۔''خدا کی قسم! آج میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔واللہ یہ شعر نہیں ہے، نہ سحر ہے اورنہ کہانت۔اے معشر قریش! میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس کی باتیں جو میں نے سنی ہیں، رنگ لاکر رہیں گی۔اگرعرب اس پر غالب آگئے تو اپنے بھائی کا خون تمھاری گردن پر نہ ہوگا، دوسروں پر ہوگا۔اوراگر یہ عرب پر غالب آگیا تو اس کی حکومت تمھاری حکومت ہوگی اور اس کی عزت تمھاری عزت۔لوگوں نے کہا۔''واللہ! ابوالولید تم پر بھی اس کا جادو چل گیا۔''اس نے کہا۔''یہ میری رائے ہے،اب تم جانو اورتمھارا کام۔'' یہ تھا کلام کا اثر جس کو وہ لوگ جادو قرار دیتے تھے اور ناواقف لوگوں کو یہ کہہ کر ڈراتے تھے کہ اس شخص کے پاس نہ جانا ورنہ جادو کردے گا اور وہ تھا شخصیت اور سیرت وکردار کا اثر۔ (ابن ہشام[1] جلد اول،ص:۳۱۳، ۳۱۴)

بیہقی نے اس واقعہ کے متعلق جو روایات جمع کی ہیں ان میں سے ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب حضورؐ سورہ حٰمٓ السجدہ کی تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے کہ **فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍوَّ ثَمُوْدَ**۔ تو عتبہ نے بے اختیار آگے بڑھ کر آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا کہ خدا کے لیے اپنی قوم پر رحم کرو۔
(تفہیم القرآن،ج ۳،الانبیاء،حاشیہ:۵)

آں حضورؐ اور شعر وشاعری

۷۳۔ (معتبر روایات میں آیا ہے) کہ کوئی شعر حضورؐ کو پورا یاد نہ تھا۔ دوران گفتگو کبھی کسی شاعر کا کوئی اچھا شعر زبان مبارک پر آتا بھی تو غیر موزوں پڑھ جاتے تھے۔حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوران تقریر آپؐ نے شاعر کا مصرعہ یوں نقل کیا:

كَفٰى بِالْاِسْلَامِ وَالشَّيْبِ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! اصل مصرعہ یوں ہے:

كَفَى الشَّيْبُ وَالْاِسْلَامُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا

ایک مرتبہ عباس بن مرداس سلمی سے آپؐ نے پوچھا، کیا تم ہی نے یہ شعر کہا ہے:

اَتَجْعَلُ نَهْبِيْ وَنَهْبَ الْعُبِيْدِ وَبَيْنَ الْاَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ

انھوں نے عرض کیا آخری فقرہ یوں نہیں ہے بلکہ یوں ہے۔ **بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْاَقْرَعِ**۔ آپؐ نے فرمایا: معنی میں تو دونوں یکساں ہیں۔ (تفہیم القرآن،ج ۳،الشعراء،حاشیہ:۱۴۳)

تخریج:(۱) قَالَ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا اَبُوسَلَمَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصَرِيّ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِهٰذَا الْبَيْتِ كَفٰى بِالْاِسْلَامِ وَالشَّيْبِ

---

[1] اس روایت کی تخریج فصل سوم کی ذیلی سرخی ''عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش'' کے تحت گزر چکی ہے۔

لِلْمَرْءِ نَاهِيًا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَى الْشَّيْبُ وَالْاِسْلَامُ نَاهِياً.(۲۵)

〈۲〉 قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَحَدَّثَنِی بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ اَتیٰ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْتَ الْقَائِلُ فَاَصْبَحَ نَهْبِیْ وَنَهْبُ الْعَبِيْدِ بَيْنَ الْاَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ؟ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ. بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْاَقْرَعِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هُمَا وَاحِدٌ. فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَشْهَدُ اَنَّكَ، كَمَا قَالَ اللّٰهُ: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِیْ لَهُ۔(۲۶)

ترجمہ: ابن ہشام کا بیان ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ عباس بن مرداس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آں حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: کہ یہ شعر فَاَصْبَحَ نَهْبِیْ وَنَهْبُ الْعَبِيْدِ بَيْنَ الْاَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ تم نے ہی کہا ہے؟ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عرض کیا۔ بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْاَقْرَعِ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''معنی میں تو دونوں یکساں ہیں۔'' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ ارشادِ باری تعالیٰ وَمَا عَلَّمْنَا هُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِیْ لَهُ کے صحیح مصداق ہیں۔

۷۴۔ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کبھی اشعار بھی اپنی تقریروں میں استعمال فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا شعر سے بڑھ کر آپؐ کو کسی چیز سے نفرت نہ تھی۔ البتہ کبھی کبھار بنی قیس کے شاعر کا ایک شعر پڑھتے تھے مگر اوّل کو آخر اور آخر کو اوّل پڑھ جاتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ یوں نہیں بلکہ یوں ہے، تو '' آپؐ فرماتے کہ بھائی میں شاعر نہیں ہوں، اور نہ شعر گوئی میرے کرنے کا کام ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۳، الشعراء، حاشیہ:۱۴۳)

تخریج: 〈۱〉 قَالَ بَلَغَنِی اَنَّهُ قِيْلَ لِعَائِشَةَ. هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَمَثَّلُ بِشَیْءٍ مِنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَانَ اَبْغَضَ الْحَدِيْثِ اِلَيْهِ، غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِبَيْتِ اَخِی بَنِیْ قَيْسٍ فَيَجْعَلُ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ يَقُوْلُ: وَيَاتِيْكَ مَنْ لَّمْ تُزَوِّد بِالْاَخْبَارِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: لَيْسَ هٰكَذا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَنَا بِشَاعِرٍ وَلَا يَنْبَغِیْ لِیْ۔(۲۷)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِبْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَبِی الرَّبِيْعِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِیْ قَوْلِهٖ. وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِیْ لَهُ قَالَ: بَلَغَنِیْ اَنَّ عَائِشَةَ سُئِلَتْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَمَثَّلُ بِشَیْءٍ مِّنَ الشِّعْرِ فَقَالَتْ: لَا اِلَّا بِبَيْتِ اَخِیْ بَنِیْ قَيْسِ بْن طَرفَةَ.

سَتُبْدِیْ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا   وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّد

قَالَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ:

يَأْتِيْكَ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَار

فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: لَيْسَ هٰكَذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اِنِّیْ لَسْتُ بِشَاعِرٍ وَلَا يَنْبَغِیْ لِیْ۔(۲۸)

۷۵۔ لَاَنْ یَمْتَلِیَٔ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیَٔ شِعْرًا۔

''تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔''

تشریح: جس قسم کے مضامین سے عرب کی شاعری لبریز تھی وہ یا تو شہوانیت اور عشق بازی کے مضامین تھے، یا شراب نوشی کے، یا قبائلی منافرت اور جنگ و جدل کے، یا نسلی فخر و غرور کے، نیکی اور بھلائی کی باتیں ان میں بہت ہی کم پائی جاتی تھیں۔ پھر جھوٹ، مبالغہ، بہتان، ہجو، بے جا تعریف، ڈینگیں، طعن، پھبتیاں اور مشرکانہ خرافات تو اس شاعری کی رگ رگ میں پیوست تھیں۔ اسی لیے نبی ﷺ کی رائے اس شاعری کے بارے میں یہ تھی کہ تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے کیوں کہ شاعر ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں یعنی کوئی ایک راہ متعین نہیں ہے جس پر وہ سوچتے اور اپنی قوت گویائی صرف کرتے ہوں۔ بلکہ ان کا توسنِ فکر ایک بے لگام گھوڑے کی طرح ہر وادی میں بھٹکتا پھرتا ہے اور جذبات یا خواہشات واغراض کی ہر نئی رَو اُن کی زبان سے ایک نیا مضمون ادا کراتی ہے جسے سوچنے اور بیان کرنے میں اس بات کا کوئی لحاظ سرے سے ہوتا ہی نہیں کہ یہ بات حق اور صدق بھی ہے۔ کبھی ایک لہر اٹھی تو حکمت اور موعظت کی باتیں ہونے لگیں اور کبھی دوسری لہر آئی تو اس زبان سے انتہائی گندے سفلی جذبات کا ترشح شروع ہو گیا۔ کبھی کسی سے خوش ہوئے تو اُسے آسمان پر چڑھا دیا اور کبھی بگڑ بیٹھے تو اسکو تحت الثریٰ میں جا گرایا۔ ایک بخیل کو حاتم اور ایک بزدل کو رستم واسفندیار پر فضیلت دینے میں انھیں ذرا تامل نہیں ہوتا اگر اس سے کوئی غرض وابستہ ہو۔ اس کے برعکس کسی سے رنج پہنچ جائے تو اس کی پاک زندگی پر دھبّہ لگانے اور اس کی عزت پر خاک پھینکنے میں، بلکہ اس کے نسب پر طعن کرنے میں بھی ان کو شرم محسوس نہیں ہوتی۔ خدا پرستی اور دہریت، مادہ پرستی اور روحانیت، حسن اخلاق اور بداخلاقی، پاکیزگی اور گندگی، سنجیدگی اور ہزل، قصیدہ اور ہجو سب کچھ ایک ہی شاعر کے کلام میں آپ کو پہلو بہ پہلو مل جائے گا۔ شعراء کی ان معروف خصوصیات سے جو شخص واقف ہو اس کے دماغ میں آخر یہ بے تکی بات کیسے اتر سکتی ہے کہ اس قرآن کے لانے والے پر شاعری کی تہمت رکھی جائے جس کی تقریر جچی تلی، جس کی بات دوٹوک، جس کی راہ بالکل واضح اور متعین ہے اور جس نے حق اور راستی اور بھلائی کی دعوت سے ہٹ کر کبھی ایک کلمہ بھی زبان سے نہیں نکالا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الشعراء، حاشیہ: ۱۴۴)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی، قَالَ: اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: لَاَنْ یَّمْتَلِیَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمْتَلِیَ شِعْرًا۔(۲۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا ''تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔''

⟨۲⟩ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ یَّمْتَلِیَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَهٗ، خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّمْتَلِیَ شِعْرًا۔(۳۰)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کا پیٹ اگر پیپ سے اس قدر بھر جائے کہ وہ اس کے پھیپھڑوں تک پہنچ جائے، اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ اپنے پیٹ کو شعر سے بھرے۔

〈۳〉 عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ، قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ نَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَالْعَرْجِ اِذْعَرَضَ شَاعِرٌ یُنْشِدُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: خُذُوْا الشَّیْطَانَ! اَوْاَمْسِکُوا الشَّیْطَانَ، لَاَنْ یَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا، خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ یَّمْتَلِئَ شِعْرًا۔(۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام عرج پر سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر سامنے سے شعر کہتا ہوا نمودار ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: پکڑو اس شیطان کو یا فرمایا روکو اس شیطان کو، تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔“

۷۶۔ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَةً۔

”جس شعر میں کوئی اچھی بات ہوتی تو آپؐ اس کی داد دیتے، آپؐ کا ارشاد تھا: ”بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔“

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: نَااَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَکْرِبْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ، اَخْبَرَهٗ اِنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِبْنَ عَبْدِیَغُوْثَ. اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُبَیَّ ابْنَ کَعْبٍ، اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَةً۔(۳۲)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب نے بتایا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔“

〈۲〉 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَجَعَلَ یَتَکَلَّمُ بِکَلَامٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا، وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکَمًا۔(۳۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بدوی دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عمدہ انداز میں گفتگو کرنا شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بعض گفتگوئیں سحر انگیز ہوتی ہیں اور بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں۔

۷۷۔ اٰمَنَ شِعْرُهٗ وَکَفَرَ قَلْبُهٗ۔

”امیہ بن ابی الصّلت کا کلام سن کر آپؐ نے فرمایا کہ ”اس کا شعر مومن ہے مگر اس کا دل کافر ہے۔“

تخریج:〈۱〉 وَکَانَ اُمَیَّةُ قَدْ قَرَءَ الْکُتُبَ وَرَغِبَ عَنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَکَانَ یُخْبِرُ بِاَنَّ نَبِیًّا یُبْعَثُ قَدْ اَظَلَّ زَمَانُهٗ فَلَمَّا سَمِعَ بِخُرُوْجِ النَّبِیِّ ﷺ کَفَرَ حَسَدًا لَّهٗ. وَلَمَّا اَنْشَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شِعْرَه قَالَ: اٰمَنَ لِسَانُهٗ وَکَفَرَ قَلْبُهٗ۔(۳۴)

ترجمہ : اُمیہ بن ابی الصلت سابقہ کتب (سماوی) پڑھ کر بتوں کی پوجا پاٹ سے بے زار و بے رغبت ہو چکا تھا۔ اور لوگوں کو یہ خبر دیتا تھا کہ ایک عظیم نبی کی بعثت کا وقت آن پہنچا ہے۔ مگر جب اس نے سنا کہ نبی ﷺ نے ظہور فرمایا ہے تو مارے حسد

کے آپ کی نبوت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ جب کبھی اس کا شعر پڑھتے تو فرماتے کہ اس کی زبان (شعر) مومن ہے مگر اس کا دل کافر ہے۔

۷۸۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے سو کے قریب عمدہ عمدہ اشعار آپؐ کو سنائے اور آپؐ فرماتے گئے ''اور سناؤ''۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ، وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُيَيْنَةَ، قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ: نَاسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ اِبْرَا هِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عُمَرَبْنِ الشَّرِيْدِ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: رَدَفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِی الصَّلْتِ شَيْئًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هِيْهِ، فَاَنْشَدْتُّهُ بَيْتًا. فَقَالَ: هِيْهِ. ثُمَّ اَنْشَدْتُّهُ، بَيْتًا، فَقَالَ: هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُّهُ مِائَةَ بَيْتٍ۔(۳۵)

ترجمہ: عمر اپنے باپ شرید سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ہی کی سواری پر سوار تھا کہ آپؐ نے فرمایا اُمیہ بن ابی الصّلت کا کوئی شعر تمھیں یاد ہے۔'' میں نے عرض کیا، ہاں، آپؐ نے فرمایا ''سناؤ'' چنانچہ میں نے آپؐ کو امیہ کا ایک شعر سنایا۔ پھر فرمایا: ''اور سناؤ'' میں نے ایک اور شعر سنا دیا۔ پھر فرمایا: اور سناؤ، اس طرح میں نے آپؐ کو امیہ کے سو شعر سنائے۔

دفاعی شاعری

۷۹۔ اُهْجُهُمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبْلِ۔

''حضرت کعب بن مالکؓ سے آپؐ نے فرمایا: ''ان کی ہجو کہو، کیونکہ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تمھارا شعر ان کے حق میں تیر سے زیادہ تیز ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثنا جَعْفَرابْنُ سُلَيْمَانَ، انبانا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِی عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، وَابْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: خَلُّوْا بَنِی الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهٖ اَلْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلٰی تَنْزِيْلِهٖ ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهٖ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهٖ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: يَابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَفِیْ حَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی تَقُوْلُ شِعْرًا؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ، فَلَهِیَ اَسْرَعُ فِيْهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ۔(۳۶)

ترجمہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عمرۃ القضاء کے لیے مکہ میں داخل ہوئے۔ ابن رواحہ آپؐ کے آگے آگے یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔ ''اے کفار کی اولاد ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ آج رسول اللہ ﷺ کو روکنے پر ہم تمھاری کھوپڑیوں پر تلوار کی ایسی ضرب لگائیں گے کہ سر تن سے جدا ہو جائیں گے۔ اور دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔ حضرت عمرؓ بولے۔ اے ابن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے آگے حرم مکہ میں شعر کہہ رہے ہو۔ نبی ﷺ نے عمرؓ کی بات سن کر فرمایا: عمرؓ! ان اشعار کا اثر ان پر تیر سے بھی زیادہ تیز ہے لہٰذا اسے چھوڑ دو کہنے دو۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ، حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ جَدِّی، قَالَ: حَدَّثَنِی خَالِدُ ابْنُ یَزِیْدَ، حَدَّثَنِی سَعِیْدُبْنُ اَبِی هِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِیَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اُهْجُوْا قُرَیْشًا فَاِنَّهٗ اَشَدُّعَلَیْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ۔(۳۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت حسان کو حکم دیا کہ قریش کی ہجو کہو۔ کیوں کہ یہ ان پر تیر سے زیادہ گراں گزرتی ہے۔

〈۳〉 اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ سیرین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً وَهُمْ فِی سَفَرٍ اَیْنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ؟ فَقَالَ: لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ:خُذْ! فَجَعَلَ یُنْشِدُهٗ وَیُصْغِیْ اِلَیْهِ حَتّٰی فَرَغَ نَشِیْدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَهٰذَا اَشَدُّ عَلَیْهِمْ مِنْ وَقْعِ النَّبْلِ۔(۳۸)

ترجمہ: ابن سیرین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات جب کہ وہ سب سفر میں تھے، فرمایا کہ ''حسان کہاں ہیں؟ حسانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت سے نوازے، حضور ﷺ نے فرمایا: خبر لو! چناں چہ انھوں نے شعر کہنا شروع کر دیے۔ آپؐ پوری توجہ سے ان کے اشعار سماعت فرماتے رہے تا آں کہ حضرت حسانؓ نے شعر گوئی بند کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یقیناً یہ شعر ان پر تیر سے زیادہ سخت ہے۔''

۸۰۔ اُهْجُهُمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ – قُلْ وَرُوْحُ الْقُدُسِ مَعَکَ۔

''ان کی خبر لو اور جبریل تمھارے ساتھ ہیں'' ''کہو اور روح القدس تمھارے ساتھ ہیں۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ.عَنِ الْبَرَآءِ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، قَالَ لِحَسَّانَ، اُهْجُهُمْ، اَوْقَالَ: هَاجِهِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ۔(۳۹)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا کہ ان کی ہجو کہو، جبریلؑ تمھارے ساتھ ہیں۔

〈۲〉 زَادَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ، عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ قُرَیْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِکِیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ مَعَکَ۔(۴۰)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قریظہ کے ساتھ معرکہ آرائی کے روز حضرت حسانؓ کو حکم دیا کہ مشرکین کی ہجو کہو جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہیں۔

〈۳〉حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسىٰ الْفَزَارِیُّ، وَعَلِیُّ بْنُ حَجْرٍوَالْمَعْنىٰ وَاحِدٌ قَالَا: انبانا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ ابْنِ ثَابِتٍ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا. يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْقَالَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا يُنَافِحُ اَوْيُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔(۴۱)

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسان بن ثابت کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے تھے۔حسان اس پر سیدھے کھڑے ہوکر اشعار کہتے جن سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہتے ہیں۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَصِيْصِیُّ (لوین)، ثنا ابی الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عُرْوَةَ، وَهِشَامٍ عَنْ عُرْوَة،عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ فَيَقُوْمُ عَلَيْهِ يَهْجُوْمَنْ قَالَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ مَا نَافَحَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔(۴۲)

۸۱۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ۔

’’مومن تلوار سے بھی لڑتا ہے اور زبان سے بھی۔‘‘

تشریح : (شاعروں کومندرجہ بالا احادیث میں یہ کہا گیا ہے کہ) وہ شخصی اغراض کے لیے تو کسی کی ہجو نہ کریں، نہ ذاتی یا نسلی وقومی عصبیتوں کے خاطر انتقام کی آگ بھڑکائیں ،مگر جب ظالموں کے مقابلے میں حق کی حمایت کے لیے ضرورت پیش آئے تو پھر زبان سے وہی کام لیں جو ایک مجاہد تیروشمشیر سے لیتا ہے۔ ہر وقت گھگھیاتے ہی رہنا اور مقابلے میں نیازمندانہ معروضات ہی پیش کرتے رہنا مومنوں کا شیوہ نہیں ہے اسی کے متعلق روایات میں ہے کہ کفار و مشرکین کے شاعر، اسلام اور نبی ﷺ کے خلاف الزامات کا جو طوفان اٹھاتے اور نفرت وعداوت کا جوزہر پھیلاتے تھے اس کا جواب دینے کے لئے حضور ؐ خود شعرائے اسلام کی ہمت افزائی فرمایا کرتے تھے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳،شعراء، حاشیہ:۱۴۵)

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَنْزَلَ فِی الشُّعَرَآءِ مَااَنْزَلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُبِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَكَاَنَّ مَاتَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبْلِ۔(۴۳)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اپنے والد کعب بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شعراء کے بارے میں جو کچھ نازل فرمایا ہے وہ تو نازل فرمایا ہی ہے (آپؐ کو اچھی طرح معلوم ہے) اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مومن تلوار سے بھی لڑتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔ قسم ہے اس ذات گرامی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمھارا شعران پر تیر کی طرح لگتا ہے۔''

وَفِی الۡاِسۡتِیۡعَابِ لِابۡنِ عَبۡدِالۡبَرِّ قَالَ:یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ، مَاذَا تَریٰ فِی الشِّعۡرِ؟ فَقَالَ: اِنَّ الۡمُؤۡمِنَ یُجَاهِدُ بِسَیۡفِهٖ وَلِسَانِهٖ۔

سفر طائف سے واپسی پر ربِّ کائنات کے حضور دعا

۸۲۔ خداوندا! میں تیرے ہی حضور اپنی بے بسی و بے چارگی اور لوگوں کی نگاہ میں اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین، تو سارے ہی کمزوروں کا رب ہے اور میرا رب بھی تو ہی ہے۔ مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے حوالے جو مجھ سے درشتی کے ساتھ پیش آئے؟ یا کسی دشمن کے حوالے جو مجھ پر قابو پالے؟ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی مصیبت کی پرواہ نہیں، مگر تیری طرف سے عافیت مجھے نصیب ہو جائے تو اس میں میرے لئے زیادہ کشادگی ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے اُس نور کی جو اندھیرے میں اُجالا اور دنیا اور آخرت کے معاملات کو درست کرتا ہے۔ مجھے اس سے بچالے کہ تیرا غضب مجھ پہ نازل ہو یا میں تیرے عتاب کا مستحق ہو جاؤں۔ تیری مرضی پر راضی ہوں یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے، کوئی زور اور طاقت تیرے بغیر نہیں۔ (ابن ہشام، ج ۲، ص: ۶۲)

تشریح: ۱۰نبوی حضورؐ کی حیات طیبہ میں انتہائی سختی کا سال تھا۔ تین برس سے قریش کے تمام قبیلوں نے مل کر بنی ہاشم اور مسلمانوں کا مکمل مقاطعہ کر رکھا تھا اور حضورؐ اپنے خاندان اور اپنے اصحاب کے ساتھ شِعبِ ابی طالب[۱] میں محصور تھے۔ قریش کے لوگوں نے ہر طرف سے اس محلے کی ناکہ بندی کر رکھی تھی جس سے گزر کر کسی قسم کی رسد اندر نہ پہنچ سکتی تھی۔ صرف حج کے زمانہ میں یہ محصورین نکل کر کچھ خریداری کر سکتے تھے، مگر ابولہب جب بھی ان میں سے کسی کو بازار کی طرف، یا کسی تجارتی قافلے کی طرف جاتے دیکھتا، پکار کر تاجروں سے کہہ دیتا کہ جو چیز یہ خریدنا چاہیں اس کی قیمت اتنی زیادہ بتاؤ کہ یہ نہ خرید سکیں، پھر وہ چیز میں تم سے خرید لونگا اور تمہارا نقصان نہ ہونے دوں گا۔ متواتر تین سال کے اس مقاطعہ نے مسلمانوں اور بنی ہاشم کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ اور ان پر ایسے ایسے سخت وقت گزر گئے جس میں بسا اوقات گھاس اور پتے کھانے کی نوبت آجاتی۔

خدا خدا کر کے یہ محاصرہ اس سال ٹوٹا ہی تھا کہ حضورؐ کے چچا ابوطالب جو دس سال سے آپؐ کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے، وفات پا گئے۔ اور اس سانحے پر بمشکل ایک مہینہ گزرا تھا کہ آپؐ کی رفیق حیات حضرت خدیجہؓ بھی انتقال فرما گئیں

---

[۱] شعب ابی طالب مکہ معظمہ کے محلے کا نام ہے جس میں بنی ہاشم رہا کرتے تھے۔ شعب عربی زبان میں گھاٹی کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ محلّہ کوہ ابوقبیس کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں واقع تھا اور ابوطالب بنی ہاشم کے سردار تھے۔ اس لیے اسے شعبِ ابی طالب کہا جاتا تھا۔ مکہ معظمہ میں جو مکان آج مقامی روایات کے مطابق نبی ﷺ کے مقامِ پیدائش کی حیثیت سے معروف ہے، اسی کے قریب یہ گھاٹی واقع تھی۔ اب اسے شعبِ علی یا شعبِ بنی ہاشم کہتے ہیں۔

جن کی ذات آغازِ نبوت سے لے کر اس وقت تک آپ کے لئے وجہ سکون و تسلی بنی رہی تھی۔ ان پے در پے صدموں اور تکلیفوں کی وجہ سے حضورؐ اس سال کو عام الحزن (رنج و غم کا سال) فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب کی وفات کے بعد کفارِ مکّہ نبی ﷺ کے مقابلے میں اور زیادہ دلیر ہو گئے پہلے سے زیادہ آپ کو تنگ کرنے لگے۔ حتّٰی کہ آپ کا گھر سے باہر نکلنا بھی مشکل ہو گیا۔ اسی زمانے کا یہ واقعہ ابنِ ہشام نے بیان کیا ہے کہ ایک روز قریش کے اوباشوں میں سے ایک شخص نے سرِ بازار آپؐ کے سر پہ مٹی پھینک دی۔

آخر کار آپؐ اس ارادے سے طائف تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت دیں اور اگر وہ اسلام نہ قبول کریں تو انھیں کم از کم اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ آپؐ کو اپنے ہاں چین سے بیٹھ کر کام کرنے کا موقع دے دیں۔ آپؐ کو اس وقت کوئی سواری تک میسّر نہ تھی۔ مکہ سے طائف تک کا سارا سفر آپؐ نے پیدل طے کیا۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ کے ساتھ صرف زید بن حارثہ تھے۔ وہاں پہنچ کر چند روز آپؐ نے قیام کیا اور ثقیف کے سرداروں اور معزّزین میں سے ایک ایک کے پاس جا کر بات کی۔ مگر انھوں نے نہ صرف یہ کہ آپؐ کی کوئی بات نہ مانی، بلکہ آپؐ کو صاف صاف نوٹس دے دیا کہ ان کے شہر سے نکل جائیں کیونکہ ان کو اندیشہ ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کی تبلیغ ان کے نوجوانوں کو ''بگاڑ'' نہ دے۔ مجبوراً آپؐ کو طائف چھوڑ دینا پڑا۔ جب آپؐ وہاں سے نکلنے لگے تو ثقیف کے سرداروں نے اپنے ہاں کے لفنگوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ راستے کے دونوں طرف دور تک آپؐ پر آوازیں کستے، گالیاں دیتے اور پتھر مارتے چلے گئے یہاں تک کہ آپؐ زخموں سے چور ہو گئے۔ اور آپؐ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ اس حالت میں آپؐ طائف کے باہر ایک باغ کی دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے اور اپنے رب سے (مندرجہ بالا) دعا کی۔

دل شکستہ و غمگین پلٹ کر جب آپؐ قرنِ المنازل کے قریب پہنچے تو محسوس ہوا کہ آسمان پر ایک بادل سا چھایا ہوا ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام سامنے تھے۔ انھوں نے پکار کر کہا۔ ''آپؐ کی قوم نے جو کچھ آپ کو جواب دیا ہے اللہ نے اسے سن لیا، اب یہ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ اللہ نے بھیجا ہے، آپؐ جو حکم دینا چاہیں اسے دے سکتے ہیں۔'' پھر پہاڑوں کے فرشتے نے آپؐ کو سلام کر کے عرض کیا۔ ''آپؐ فرمائیں تو دونوں طرف کے پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں''۔ آپؐ نے جواب دیا نہیں، بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی کریں گے۔''

(بخاری، مسلم، نسائی)

اس کے بعد آپؐ چند روز نخلہ کے مقام پر جا کر ٹھہر گئے، پریشان تھے کہ اب کیسے مکّہ واپس جاؤں۔ طائف میں جو کچھ گزری ہے اس کی خبریں وہاں پہنچ چکی ہوں گی۔ اس کے بعد تو کفار پہلے سے بھی زیادہ دلیر ہو جائیں گے۔ انہیں ایّام میں ایک روز رات کو آپؐ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جنوں کے ایک گروہ کا ادھر سے گزر ہوا، انھوں نے قرآن سنا، ایمان لائے واپس جا کر اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ شروع کر دی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ خوش خبری سنائی کہ انسان چاہے آپؐ کی دعوت سے بھاگ رہے ہوں، مگر بہت سے جن اس کے گرویدہ ہو گئے ہیں اور وہ اسے اپنی جنس میں پھیلا رہے ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۴، الاحقاف: تاریخی پس منظر)

تخریج:〈۱〉 قَالَ ابْنُ اسْحاقَ: فَحَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ زِیَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ نِ الْقُرَظِیِّ قَالَ: ــــ فَلَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِیْمَا ذُکِرَ لِیْ. اَللّٰھُمَّ! اِلَیْکَ اَشْکُوْا ضَعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ، اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ؟ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ؟اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ؟ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ، وَلٰکِنْ عَافِیَتُکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ تَنْزِلَ بِیْ غَضَبُکَ اَوْیَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِکَ۔(٤٤)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، اَنَا بْنُ وَھْبٍ، اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، ثَنِیْ عُرْوَۃُ، اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ حَدَّثَتْہُ، اَنَّھَا قَالَتْ لِلنَّبِیِّ ﷺ ھَلْ اَتٰی عَلَیْکَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدَّ عَلَیْکَ مِنْ یَوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ: لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِکَ مَالَقِیْتُ وَکَانَ اَشَدُّ مَا لَقِیْتُ مِنْھُمْ یَوْمَ الْعَقَبَۃِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَی ابْنِ عَبْدِ یَالِیْلَ ابْنِ عَبْدِ کُلَالٍ فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَا اَرَدْتُّ، فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَھْمُوْمٌ عَلٰی وَجْھِیْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّاوَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَۃٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْھَا جِبْرِیْلُ نَادَانِیْ فَقَالَ:اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ وَمَارَدُّوْا عَلَیْکَ وَقَدْ بَعَثَ اللّٰہُ اِلَیْکَ مَلَکَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَہٗ بِمَا شِئْتَ فِیْھِمْ، فَنَادَانِیْ مَلَکُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ:یَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ ذٰلِکَ فَمَا شِئْتَ. اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَیْھِمُ الْاَخْشَبَیْنِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : بَلْ اَرْجُوْ اَنْ یُخْرِجَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَصْلَابِھِمْ مَنْ یَعْبُدُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَہٗ لَایُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔(٤٥)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ ''کیا آپؐ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور سخت دن بھی گزرا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا۔ ''تیری قوم سے مجھے دکھ پہنچے وہ تو پہنچے ہی ہیں مگر عقبہ کے روز مجھ پر جو گزری وہ اس سے شدید ترین تھی جب کہ میں نے ابن عبد یالیل کے روبرو اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا، دل شکستہ وغمگین ہوکر میں قرن الثعالب پر پہنچا تو میں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو محسوس ہوا کہ آسمان پر بادل چھایا ہوا ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام سامنے تھے۔ انہوں نے پکار کر کہا۔ آپؐ کی قوم نے جو کچھ آپ کو جواب دیا ہے اللہ نے اسے سن لیا، اب یہ پہاڑوں کا منتظم فرشتہ اللہ نے بھیجا ہے، آپؐ جو حکم دینا چاہیں اسے دے سکتے ہیں۔'' پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے آپؐ کو سلام کر کے عرض کیا۔ آپؐ فرمائیں تو دونوں طرف کے پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں۔'' آپؐ نے جواب میں فرمایا: نہیں! بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی کریں گے۔''

حضورؐ کا رفع ذکر

۸۳۔ حضرت ابوسعید خُدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''جبریل میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا میرا رب اور آپؐ کا رب پوچھتا ہے کہ میں نے کس طرح تمہارا رفعِ ذکر کیا؟ میں نے عرض کیا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا[۱]۔

تشریح : یہ بات اُس زمانے میں فرمائی گئی تھی جب کوئی شخص یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ جس فردِ فرید کے ساتھ گنتی کے چند آدمی ہیں اور وہ بھی صرف شہر مکّہ تک محدود ہیں اُس کا آوازہ دنیا بھر میں کیسے بلند ہوگا اور کیسی ناموری اس کو حاصل ہوگی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں اپنے رسول ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی اور پھر عجیب طریقہ سے اس کو پورا کیا۔ سب سے پہلے آپؐ کے رفع ذکر کا کام اس نے خود آپؐ کے دشمنوں سے لیا۔ کفارِ مکّہ نے آپؐ کو زک دینے کے لیے جو طریقے اختیار کیے اُن میں سے ایک یہ تھا کہ حج کے موقع پر جب تمام عرب سے لوگ کھچ کھچ کر ان کے شہر میں آتے تھے، اس زمانہ میں کفار کے وفود حاجیوں کے ایک ایک ڈیرے پر جاتے اور لوگوں کو خبردار کرتے کہ یہاں ایک خطرناک شخص محمد (ﷺ) نامی ہے جو لوگوں پر ایسا جادو کرتا ہے کہ باپ بیٹے، بھائی بھائی اور شوہر بیوی میں جدائی پڑ جاتی ہے، اس لیے ذرا اُس سے بچ کر رہنا۔ یہی باتیں وہ اُن سب لوگوں سے بھی کہتے تھے جو حج کے سوا دوسرے دنوں میں زیارت یا کسی کاروبار کے سلسلے میں مکہ آتے تھے۔ اس طرح اگرچہ وہ حضورؐ کو بدنام کر رہے تھے، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے گوشے گوشے میں آپؐ کا نام پہنچ گیا اور مکّہ کے گوشۂ گمنامی سے نکال کر خود دشمنوں نے آپؐ کو تمام ملک کے قبائل سے متعارف کرادیا۔ اس کے بعد یہ بالکل فطری امر تھا کہ لوگ معلوم کریں کہ وہ شخص ہے کون؟ کیا کہتا ہے؟ کیسا آدمی ہے؟ اس کے ''جادو'' سے متاثر ہونے والے کون لوگ ہیں اور ان پر اس کے ''جادو'' کا آخر کیا اثر پڑا ہے؟ کفارِ مکّہ کا پروپیگنڈا جتنا جتنا بڑھتا چلا گیا لوگوں میں یہ جستجو بھی بڑھتی چلی گئی۔ پھر جب اس جستجو کے نتیجے میں لوگوں کو آپؐ کے اخلاق اور آپؐ کی سیرت و کردار کا حال معلوم ہوا، جب لوگوں نے قرآن سنا اور انہیں پتہ چلا کہ وہ تعلیمات کیا ہیں جو آپؐ پیش فرما رہے ہیں اور جب دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ جس چیز کو جادو کہا جا رہا ہے اس سے متاثر ہونے والوں کی زندگیاں عرب کے عام لوگوں کی زندگیوں سے کس قدر مختلف ہوگئی ہیں، تو وہی بدنامی نیک نامی سے بدلنی شروع ہوگئی حتّٰی کہ ہجرت کا زمانہ آنے تک نوبت یہ پہنچ گئی کہ دور و نزدیک کے عرب قبائل میں شاید ہی کوئی قبیلہ ایسا رہ گیا ہو جس میں کسی نہ کسی شخص یا کنبے نے اسلام قبول نہ کرلیا ہو، اور جس میں کچھ نہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اور آپؐ کی دعوت سے ہمدردی و دلچسپی رکھنے والے پیدا نہ ہوگئے ہوں۔ یہ حضورؐ کے رفع ذکر کا پہلا مرحلہ تھا۔ اس کے بعد ہجرت سے دوسرے مرحلے کا آغاز ہوا جس میں ایک طرف منافقین، یہود اور تمام عرب کے اکابر مشرکین

---

[۱] ابن جریر، ابن حاتم، مسند ابی یعلیٰ، ابن المنذر، ابن حبان، ابن مردویہ، ابونعیم۔

رسول اللہ ﷺ کو بدنام کرنے میں سرگرم تھے، اور دوسری طرف مدینۂ طیبہ کی اسلامی ریاست خدا پرستی و خدا ترسی، زہد و تقویٰ، طہارتِ اخلاق، حسنِ معاشرت، عدل و انصاف، انسانی مساوات، مالداروں کی فیاضی، غریبوں کی خبر گیری عہد و پیمان کی پاسداری اور معاملات میں راستبازی کا وہ عملی نمونہ پیش کر رہی تھی جو لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتا چلا جا رہا تھا۔ دشمنوں نے جنگ کے ذریعہ سے حضورؐ کے اس بڑھتے ہوئے اثر کو مٹانے کی کوشش کی، مگر آپؐ کی قیادت میں اہلِ ایمان کی جو جماعت تیار ہوئی تھی اس نے اپنے نظم و ضبط، اپنی شجاعت، اپنی موت سے بے خوفی اور حالتِ جنگ تک میں اخلاقی حدود کی پابندی سے اپنی برتری اس طرح ثابت کر دی کہ سارے عرب نے ان کا لوہا مان لیا۔ ۱۰ سال کے اندر حضور کا رفع ذکر اس طرح ہوا کہ وہی ملک جس میں آپ کو بدنام کرنے کے لیے مخالفین نے اپنا سارا زور لگا دیا تھا، اُس کا گوشہ گوشہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدا سے گونج اٹھا۔ پھر تیسرے مرحلے کا افتتاح خلافت راشدہ کے دور سے ہوا جب آپؐ کا نام مبارک تمام روئے زمین میں بلند ہونا شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ آج تک بڑھتا ہی جا رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک بڑھتا چلا جائے گا۔ دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی کوئی بستی موجود نہ ہو اور دن میں پانچ مرتبہ اذان میں بآواز بلند محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو، نمازوں میں حضور پر درود نہ بھیجا جا رہا ہو، جمعہ کے خطبوں میں آپ کا ذکر خیر نہ کیا جا رہا ہو، اور سال کے بارہ مہینوں میں سے کوئی دن اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں سے کوئی وقت ایسا نہیں ہے۔ جب روئے زمین میں کسی نہ کسی جگہ حضورؐ کا ذکر مبارک نہ ہو رہا ہو۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، الم نشرح، حاشیہ: ۳)

تخریج: قَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنَا عَمْرُوبْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَنَّهُ قَالَ: اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: اِنَّ رَبِّيْ وَرَبُّكَ يَقُوْلُ: كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: اللّٰهُ اَعْلَمُ، قَالَ: اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ۔ (٤٦)

امت کو حاصل ہونے والی فتوحات کی خوشخبری

٨٤۔ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں ابن عباس کی روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: میرے سامنے وہ تمام فتوحات پیش کی گئیں جو میرے بعد میری امت کو حاصل ہونے والی ہیں۔ اس پر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا کہ آخرت تمہارے لیے دنیا سے بہتر ہے۔ (الضحیٰ: ۴)

تشریح: یہ خوشخبری اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ایسی حالت میں دی تھی جب کہ چند مٹھی بھر آدمی آپؐ کے ساتھ تھے، ساری قوم آپؐ کی مخالف تھی، بہ ظاہر کامیابی کے آثار دور دور کہیں نظر نہ آتے تھے۔ اسلام کی شمع مکہ ہی میں ٹمٹما رہی تھی اور اسے بجھا دینے کے لیے ہر طرف سے طوفان اٹھ رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ ابتدائی دور کی

مشکلات سے آپؐ ذرا پریشان نہ ہوں۔ ہر بعد کا دور پہلے دور سے آپ کے لیے بہتر ثابت ہوگا۔ آپؐ کی قوت، آپؐ کی عزت وشوکت اور آپؐ کی قدر ومنزلت برابر بڑھتی چلی جائے گی اور آپؐ کا نفوذ واثر پھیلتا چلا جائے گا۔ پھر یہ وعدہ صرف دنیا ہی تک محدود نہیں ہے، اس میں یہ وعدہ بھی شامل ہے کہ آخرت میں جو مرتبہ آپؐ کو ملے گا وہ اس مرتبے سے بدر جہا بڑھ کر ہوگا جو دنیا میں آپ کو حاصل ہوگا۔ (تفہیم القرآن، ج۶، الضحیٰ، حاشیہ:۴)

تخریج: قَالَ الْإِمَامُ اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ، عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى الْمُهَاجِرِ الْمَخْزُوْمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: عُرِضَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاهُوَ مَفْتُوْحٌ عَلٰى اُمَّتِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ كَنْزًا كَنْزًا، فَسُرَّبِذَالِكَ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى فَاَعْطَاهُ فِى الْجَنَّةِ اَلْفَ اَلْفِ قَصْرٍ فِىْ كُلِّ قَصْرٍمَّا يَنْبَغِىْ لَهٗ مِنَ الْاَزْوَاجِ وَالْخَدَمِ۔(۴۷)

آپ کی تواضع اور انکسار

۸۵۔اِعْمَلُوْا وَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اَحَدًا لَنْ يُّدْخِلَهٗ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ.وَلَااَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ۔

’’آپؐ نے فرمایا: عمل کرو اور اپنی حدِّ استطاعت تک زیادہ سے زیادہ ٹھیک کام کرنے کی کوشش کرو، میانہ روی اختیار کرو، مگر یہ جان لو کہ کسی شخص کو محض اس کا عمل ہی جنت میں نہ داخل کردے گا۔‘‘ لوگوں نے عرض کیا۔’’یارسول اللہ! کیا آپؐ کا عمل بھی؟‘‘ فرمایا: ہاں میں بھی محض اپنے عمل کے زور سے جنت میں نہ پہنچ جاؤں گا۔ الا یہ کہ مجھے میرا رب اپنی رحمت سے ڈھانک لے۔‘‘

تشریح: اس سے انسان کو اس حقیقت پر متنبہ کرنا مقصود ہے کہ یہ کامیابی کسی شخص کو نصیب نہیں ہوسکتی جب تک اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اگرچہ آدمی کو انعام اس کے اپنے حسن عمل ہی پر ملے گا، لیکن اوّل تو حسن عمل ہی کی توفیق آدمی کو اللہ کے فضل کے بغیر کیسے نصیب ہوسکتی ہے۔ پھر جو بہتر سے بہتر عمل بھی آدمی سے بن آسکتا ہے وہ کبھی کامل واکمل نہیں ہوسکتا جس کے متعلق دعوے سے یہ کہا جاسکے کہ اس میں نقص کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ یہ اللہ ہی کا فضل ہے کہ وہ بندے کی کمزوریوں اور اس کے عمل کی خامیوں کو نظر انداز کر کے اُس کی خدمات کو قبول فرمالے اور اسے انعام سے سرفراز فرمائے۔ ورنہ باریک بینی کے ساتھ حساب کرنے پر وہ اتر آئے تو کس کی یہ ہمت ہے کہ اپنی قوت بازو سے جنت جیت لینے کا دعویٰ کرسکے۔
(تفہیم القرآن، ج۴، الدخان، حاشیہ:۴۴)

تخریج:〈۱〉 عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اعْمَلُوْا وَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اَحَدًا لَنْ يُّدْخِلَهٗ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ ﷺ:وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ۔(۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: عمل کرتے رہو، حتی المقدور زیادہ سے زیادہ درست عمل کرنے کی سعی کرتے رہو، میانہ روی اختیار کرو، اور اچھی طرح جان لو کہ کسی شخص کو محض اس کا عمل ہی جنت میں داخل نہ کردے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسول اللہ! کیا آپ کا عمل بھی؟" فرمایا: ہاں میں بھی صرف اپنے عمل کے زور سے جنت میں نہ پہنچ جاؤں گا الّا یہ کہ مجھے میرا رب اپنی رحمت میں ڈھانک لے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ مُوْسٰى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوْا اَنْ لَّنْ يُدْخِلَ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ۔(۴۹)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ الزِّبْرِقَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوا وَاَبْشِرُوا فَاِنَّهُ لَايُدْخِلُ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ، قَالُوْا وَمَا اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ۔(۵۰)

﴿۴﴾ قَالَ قَرَأنَا عَلٰى عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ وَاحِدٌ مِنْكُمْ بِمُنْجِيَةٍ عَمَلُهُ وَلٰكِنْ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَآ اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ۔(۵۱)

تزکیہ نفس کے لیے حضورؐ کی دعا

۸۶۔ اَفْلَحَتْ نَفْسٌ زَكَّاهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فلاح پا گیا وہ نفس جس کو اللہ عزوجل نے پاک کردیا۔"

تخریج: حَدَّثَنَا اَبِىْ، حَدَّثَنَا اَبُوزُرْعَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا اَبُومَالِكٍ يعنى ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَمْرِوبْنِ هَاشِمٍ، عَنْ جُرَيْرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا، قَالَ النَّبِىُّ ﷺ اَفْلَحَتْ نَفْسٌ زَكَّاهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔(۵۲)

۸۷۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِى تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرٌ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

"حضورؐ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ خدایا! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو پاکیزہ کر، تو ہی وہ بہتر ہستی ہے جو اس کو پاکیزہ کرے، تو ہی اس کا سرپرست اور مولیٰ ہے۔"

تشریح : (مندرجہ بالا پہلی) جو حدیث ابن ابی حاتم نے عن جویبر بن سعید عن الضحاک عن ابن عباس کی سند سے نقل کی ہے درحقیقت حضورؐ سے ثابت نہیں ہے کیوں کہ اس کی سند میں جویبر متروک الحدیث ہے اور ابن عباسؓ سے ضحاک کی ملاقات نہیں ہے۔ البتہ وہ حدیث (جو اوپر درج ہے) صحیح ہے۔ یہ امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ اسی سے ملتے جلتے الفاظ میں حضورؐ کی یہ دعا حضرت عبداللہ بن عباس سے طبرانی، ابن مردویہ اور ابن المنذر نے اور حضرت عائشہؓ سے امام احمد نے نقل کی ہے۔ اس کا مطلب درحقیقت یہ ہے کہ بندہ تو صرف تقویٰ اور تزکیہ کی خواہش اور طلب ہی کرسکتا ہے، رہا اس کا نصیب ہو جانا، وہ تو بہر حال اللہ ہی کی توفیق پر منحصر ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، الشمس، حاشیہ: ۶)

روح نبوت جہاں جس انسان پر بھی نازل ہوئی ہے یہی ایک دعوت لے کر آئی ہے کہ خدائی صرف ایک اللہ کی ہے اور بس وہی اکیلا اس کا مستحق ہے کہ اُس سے تقویٰ کیا جائے، کوئی دوسرا اس لائق نہیں کہ اس کی ناراضی کا خوف، اس کی سزا کا ڈر، اور اس کی نافرمانی کے نتائج بد کا اندیشہ انسانی اخلاق کا لنگر اور انسانی فکر و عمل کے پورے نظام کا محور بن کر رہے[1]

اللہ کے بجائے کسی اور کا خوف اور کسی اور کی ناراضی سے بچنے کا جذبہ تمھارے نظام زندگی کی بنیاد بنے۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، النحل، حاشیہ: ۴۵)

سورۂ توبہ آیت ۱۰۹ میں ارشاد ربانی ہے:

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ۔

''پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو یا وہ جس نے اپنی عمارت ایک وادی کی کھوکھلی بے ثبات کگر پر اٹھائی اور وہ اسے لے کر سیدھی جہنم کی آگ میں جا گری؟''

جو لوگ اپنے عمل کی بنیاد خدا سے بے خوفی اور اس کی رضا سے بے نیازی پر رکھتے ہیں ان کی تعمیر حیات کو (اس آیت) میں اُس عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جو ایک کھوکھلے بے ثبات کنارۂ دریا پر اٹھائی گئی ہو۔ یہ ایک بے نظیر تشبیہ ہے جس سے زیادہ بہتر طریقہ سے اس صورت حال کی نقشہ کشی نہیں کی جاسکتی۔ اس کی پوری معنویت ذہن نشین کرنے کے لیے یوں سمجھیے کہ دنیوی زندگی کی وہ ظاہری سطح جس پر مومن، منافق، کافر، صالح، فاجر، غرض تمام انسان کام کرتے ہیں، مٹی کی اُس اوپری تہہ کے مانند ہے جس پر دنیا میں ساری عمارتیں بنائی جاتی ہیں۔ یہ تہہ اپنے اندر خود کوئی پائیداری نہیں رکھتی، بلکہ اس کی پائیداری کا انحصار اس پر ہے کہ اس کے نیچے ٹھوس زمین موجود ہو۔ اگر کوئی تہہ ایسی ہو جس کے نیچے کی زمین کسی چیز، مثلاً دریا کے پانی سے کٹ چکی ہو تو جو ناواقف انسان اس کی ظاہری حالت سے دھوکا کھا کر اس پر اپنا مکان بنائے گا اسے وہ اس کے

---

[1] تفہیم القرآن، ج ۲، النحل، حاشیہ: ۵۔

مکان سمیت لے بیٹھے گی اور وہ نہ صرف خود ہلاک ہوگا بلکہ اس ناپائیدار بنیاد پر اعتماد کر کے اپنا جو کچھ سرمایۂ زندگی وہ اس عمارت میں جمع کرے گا وہ بھی برباد ہو جائے گا۔ بالکل اسی مثال کے مطابق حیات دنیا کی وہ ظاہری سطح بھی جس پر ہم سب اپنے کارنامۂ زندگی کی عمارت اٹھاتے ہیں، بجائے خود کوئی ثبات وقرار نہیں رکھتی بلکہ اس کی مضبوطی و پائیداری کا انحصار اس پر ہے کہ اس کے نیچے خدا کے خوف، اُس کے حضور جواب دہی کے احساس اور اُس کی مرضی کے اتباع کی ٹھوس چٹان موجود ہو۔ جو نادان آدمی محض حیاتِ دنیا کے ظاہری پہلو پر اعتماد کر لیتا ہے اور دنیا میں خدا سے بے خوف اور اس کی رضا سے بے پروا ہو کر کام کرتا ہے وہ دراصل خود اپنی تعمیر زندگی کے نیچے سے اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے اور اس کا آخری انجام اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ بے بنیاد سطح، جس پر اس نے اپنی عمر بھر کا سرمایۂ عمل جمع کیا ہے ایک دن یکا یک گر جائے گا اور اسے اس کے پورے سرمائے سمیت لے بیٹھے گا۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ: ۱۰۳)

اگر تم دنیا میں اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو اور تمھاری دلی خواہش یہ ہو کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پائے جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو، تو اللہ تعالیٰ تمھارے اندر وہ قوت تمیز پیدا کر دے گا جس سے قدم قدم پر تمھیں خود یہ معلوم ہوتا رہے گا کہ کون سا رویہ صحیح ہے اور کون سا غلط، کس رویہ میں خدا کی رضا ہے اور کس میں اس کی ناراضی، زندگی کے ہر موڑ، ہر دوراہے، ہر نشیب اور ہر فراز پر تمھاری اندرونی بصیرت تمھیں بتانے لگے گی کہ کدھر قدم اٹھانا چاہیے اور کدھر نہ اٹھانا چاہیے، کون سی راہ حق ہے اور خدا کی طرف جاتی ہے اور کون سی راہ باطل ہے اور شیطان سے ملاتی ہے۔
(تفہیم القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ: ۲۴)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِبْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ، وَمُحَمَّدُبْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَیْرٍ، قَالَ: اِسْحَاقُ اَنَا، وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: نا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیِّ، عَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ، قَالَ: لَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِلَّا کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: قَالَ کَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ، وَالْکَسْلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِی تَقْوَاھَا، وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْتَجَابُ لَھَا۔(۵۳)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا فَقَدَتِ النَّبِیَّ ﷺ مِنْ مَضْجِعِہٖ فَلَمَسَتْہُ بِیَدِھَا فَوَقَعَتْ عَلَیْہِ وَھُوَ سَاجِدٌ وَھُوَ یَقُوْلُ رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا۔(۵٤)

ترجمہ: حضرت صالح بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے نبی ﷺ کو بستر سے غائب پایا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے ٹٹولنا شروع کیا اور ہاتھ حضور ﷺ کے جسم اطہر پر جا لگا۔ آپ اس وقت ربّ کائنات کے حضور سجدہ ریز تھے اور

حالتِ سجدہ میں دعا مانگ رہے تھے۔اے میرے رب میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اسے پاکیزہ کر، تو ہی وہ بہتر ہستی ہے جو اس کو پاکیزہ کرے، تو ہی اس کا سرپرست اور مولیٰ ہے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ، حَدَّثَنَآ يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ نِ الْمَدَنِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الاُمَوِيّ حَدَّثَنَا مَعْنُ ابْنُ مُحَمَّدِ نِالْغِفَارِيُّ، عَنْ حَنْظَلَةَ ابْنِ عَلِيِّ الْاَسْلَمِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَاوَتَقْوَاهَا قَالَ: اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔(۵۵)

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثنا عَفَّانُ، ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِبْنُ زِيَادٍ، ثَنَا عَاصِمُ نِالْاَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ، قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔(۵۶)

شکرگزار بندہ

۸۸۔ جب صحابۂ کرام حضورؐ کو عبادت میں غیر معمولی مشقتیں اٹھاتے ہوئے دیکھتے تھے تو عرض کرتے تھے کہ آپؐ کے تو اگلے پچھلے قصور معاف ہو چکے ہیں، پھر آپؐ اپنی جان پر اتنی سختی کیوں اٹھاتے ہیں، اور آپؐ جواب میں فرماتے تھے اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا ''کیا میں ایک شکرگزار بندہ نہ بنوں؟'' (تفہیم القرآن ج ۵، الفتح، حاشیہ:۲)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ: اِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَقُوْمُ اَوْلَيُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ اَوْسَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ: فَيَقُوْلُ: اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟(۵۷)

ترجمہ: زیاد سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ نبی ﷺ قیام فرماتے یا نماز پڑھتے تو اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپؐ کے پاؤں مبارک یا پنڈلیاں سوج جاتیں، آپؐ سے عرض کیا جاتا (کہ آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں) تو فرماتے کہ ''کیا میں (اپنے اللہ تعالیٰ کا) شکرگزار بندہ نہ بنوں۔''

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰ، قَالَ : اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَقَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟فَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهٗ صَلّٰى جَالِسًا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ۔

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اتنا لمبا قیام اللیل کرتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادیے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔" کیا مجھے یہ محبوب نہیں ہے کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ بنوں؟ پھر جب آپؐ کا جسم مبارک بھاری ہوگیا تو آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہوجاتے اور تھوڑی تلاوت فرما کر رکوع کر لیتے۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادٌ اَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔(۵۸)

〈۴〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰى حَتّٰى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ اَتَتَکَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ فَقَالَ: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: نَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ، يَقُوْلُ قَامَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ، قَالُوْا: قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ، قَالَ: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْراً۔(۵۹)

〈۶〉 حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِیُّ، قَالَا: نَاابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِیْ اَبُوْصَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى قَامَ حَتّٰى تَفَطَّرَ رِجْلَاهُ قَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ فَقَالَ: يَاعَائِشَةُ: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔(۶۰)

〈۷〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَبِشْرُ ابْنُ مُعَاذٍ، قَالَا: انا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ زِيَادِبْنِ عَلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ: اَتَتَکَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

〈۸〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ، تَفْعَلُ

هٰذَا وَقَدْ جَاءَ کَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَلَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: اَفَلا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

﴿۹﴾ حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عِیْسَی ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّمْلِیُّ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْمُ یُصَلِّیْ حَتّٰی یَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَیُقَالُ لَهٗ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَفْعَلُ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّ مَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: اَفَلا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔(۶۱)

نوٹ: ان احادیث میں جو مختلف الفاظ منقول ہیں ان کے معنی قریب قریب ایک جیسے ہی ہیں مثلاً تتفطّر، تورّمت، انتفخت، ورمت، تفطّر، ترم وغیرہ سب کے معنی تقریباً پاؤں کا سوج جانا ہیں۔ (مرتب)

ماٰخذ

(۱) مسند احمد بن حنبل، ج ٦ ص ٩١-١٦٣ ☆طبقات ابنِ سعد ج ١۔ص٨٩۔

(۲) مسند احمد ج٦،ص٢١٦ ابوداؤد، ج ٢، کتاب الصلوٰة باب فی صلاة اللیل☆السنن الکبری للبیھقی، ج ٧ باب ماوجب علیه من قیام اللیل۔

(۳) المستدرك للحاکم، ج ٢، کتاب التاریخ ☆نسائی ج ٤/٣ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار باب قیام اللیل۔

(٤) مسلم،ج١، کتاب صلوٰة المسافر وقصرها۔ باب صلوٰة اللیل وعدد رکعات النبی الخ ☆ابوداؤدج اول کتاب الصلوٰة باب صلوٰة اللیل ۔☆ تفسیر ابن کثیر، ج ٣، تفسیر سورة المؤمنون۔

(٥) بخاری، ج٢، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء وما یکره من البخل۔

(٦) مسلم، ج ٢، کتاب الفضائل باب حسن خلقه ﷺ ☆ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلاق النبی ﷺ۔

(٧) ترمذی ابواب الشمائل، باب ماجاء فی خُلق رسول اللّٰہ ﷺ ☆ ریاض الصالحین۔ص ١٨٥۔

(٨) ابوداؤد کتاب الادب باب فی الحلم واخلاق النبی ﷺ۔

(٩) بخاری، ج ٢، کتاب المحاربین من اهل الکفرة والردة باب کم التعزیروالادب۔

(١٠) بخاری،ج٢،کتاب الادب باب قول النبی ﷺ یسّروا ولا تعسروا وکان یحب التخفیف والیسر علی الناس ☆بخاری، ج ٢، کتاب الحدود باب اقامة الحدود والانتقام لحرمات اللّٰه ☆ابوداؤد کتاب الادب باب التجاوز فی الامر ☆ریاض الصالحین ۔ص١٨٨

(۱۱) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب مباعدته ﷺ للاثام واختیاره مِنَ المباح اسهله وانتقامه للّٰہ تعالٰی عند انتهاك حرماته ☆ ریاض الصالحین ص۔۱۸۹ ☆ مؤطا امام مالك كتاب الجامع باب ماجاء فی حسن الخلق۔

(۱۲) مسند احمد بن حنبل ج ٦، ص۳۲ مرویات عائشہؓ۔

(۱۳) ترمذی، شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول الله ﷺ۔

(۱٤) روح المعانی، ج ۳۰، سورۂ عبس۔

(۱٥) ترمذی ابواب التفسیر سورۃ عبس۔حاکم نے المستدرك كتاب التفسیر ج ۲، سوره عبس کے تحت یهی روایت بیان کرکے آخر میں لکھا هے۔ هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه فقد أرسله جماعة عن هشام بن عروة۔

(۱٦) مسلم،ج۱، کتاب المساجد و مواضع الصلاة۔باب النهی عن البصاق فی المسجد فی الصلوٰة وغیرها الخ ☆مسند احمد ج ۱۷۸،٥ مرویات ابی ذر☆ابن ماجه کتاب الادب باب اماطة الاذی عن الطریق۔

(۱۷) ترمذی ، شمائل الترمذی ، باب ماجاء فی مشیہ رسول اللّٰہ ﷺ ☆مسند احمد ،ج ۱، مرویات علی ☆ المستدرك للحاكم، ج ۲، کتاب التاریخ حلیة رسول اللّٰہ ﷺ۔

(۱۸) ابو داؤد کتاب الادب فی هدی الرّجل۔

(۱۹) مسند احمد ، ج۳ص۳۲۸، جابر بن عبداللّٰہ ☆ابن کثیر، ج ۳ سورة الاحزاب۔

(۲۰) بخاری، ج ۲، کتاب التفسیر باب قوله ترجی من تشاء منهن وتُؤویُ الیك من تشاء ☆مسلم، ج ۱، کتاب الطلاق باب ان تخییرهٗ امرأتهٗ لَا یکون طلاقًا الابالنِّیَّة ☆ابو داؤد، ج۲، کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء۔

(۲۱) احکام القرآن، ج ۳، سورة الاحزاب باب مَا اَحَلَّ اللّٰہ تعالیٰ لِرسوله من النساء۔

(۲۲) احکام القرآن للجصاص ج ۳، سورة الاحزاب باب احلّ اللّٰہ تعالیٰ لرسوله من النسآء۔

(۲۳) بخاری، ج ۲، کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاتہٖ الخ۔

(۲٤) سیرت ابن هشام، ج ۱ امرالِاراشَی الذی با ع اباجهل ابله۔

(۲٥) تفسیر ابن کثیر، ج ۳، سورة یٰس ☆ابن سعد، ج ۱۔ص۳۸۲۔

(۲٦) سیرت ابن هشام ، ج۲شعر ابن مردا س، یستقل ما اخذ وا رضاء الرّسول له۔☆ ابن کثیر،ج۳بحواله البیهقی فی الدلائل۔ ابن کثیر نے هُمَا وَاحِدٌ کی جگه اَلْکُلُّ سَوَاءٌ نقل کیا هے۔

(۲۷) فتح القدیر للشوکانی، ج ٤، سوره یٰسٓ بحواله عبدالرزاق، عبدبن حُمَید، ابنِ جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم۔

(۲۸) احکام القرآن للجصّاص ج ،۳، سوره یٰسٓ۔

(۲۹) بخاری، ج ۲، کتاب الادب باب مایکره ان یکون الغالب علی الانسان الشعر الخ ☆ابو داؤد کتاب الادب باب ماجاء فی الشعر ☆مجمع الزوائد ج ۸ کتاب الادب باب ماجاء فی الشعر و الشعراء۔

(۳۰) بخاری،ج۱،کتاب الادب باب مایکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حَتّٰی یصدّہٗ عَنْ ذکر اللّٰہ والعلم والقران☆مسلم،ج۲، کتاب الشعر عن سعد ☆ترمذی ابواب الاستیذان باب ماجاء لان یمتلئ جوف احدکم قیحاًخیرلہ من ان یمتلی شعراً☆ابن ماجہ کتاب الادب باب الشعر☆فتح القدیرللشوکانی،ج٤ ص۱۲٤☆مجمع الزوائد، ج۸،ص ۱۲۰ عن سلمان ☆دارمی کتاب الاستیذان باب ٦۹لان یمتلی جوف احدکم اس میں قیحا اودماً ھے۔

(۳۱) مسلم،ج۲،ص۲٤۰کتاب الشعر☆مسند احمد،ج۲ص۳۹،۹٦ ج۳،ص۳،۸،٤۱ابوسعیدخدری☆ ابن کثیر، ج۳، سورہ شعراء ☆فتح القدیر للشوکانی ج ٤،ص۱۲۳ عن ابی سعید خدری الشعراء بحوالہ ابن ابی شیبۃ۔

(۳۲) بخاری،ج۲، کتاب الادب، باب مایجوز من الشعر والرجزوالحداء ومایکرہ مِنْہُ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی والشعراء یتبعھم الغاوٗن الخ ☆ترمذی ابواب الاستیذان ، باب ماجاء ان من الشعرحکمۃ ☆ابوداؤدکتاب الادب،ج٤، باب ماجاء فی الشعر ☆ابن ماجہ کتاب الادب، باب الشعر☆فتح القدیر للشوکانی،ج ٤،ص۱۲۳بحوالہ ابن مردویہ۔ اس میں ان من الشعرلحکمۃ ھے ☆دارمی کتاب الاستیذان، ج ۲، باب ٦۸، فی ان من الشعر حکمۃ ☆مجمع الزوائد، ج ۸،ص۱۲۳عن عائشۃ۔

(۳۳) ابوداؤدکتاب الادب،ج٤، باب مَاجَاءَ فی المتشدق فی الکلام ☆مؤطا امام مالک کتاب الجامع مایکرہ من الکلام بغیر ذکر اللّٰہ☆ترمذی ابواب البروالصلۃ، باب ماجاء ان من البیان سِحْرًا۔ اور ابواب الاستیذان باب ماجاء وان من الشعرحکمۃ ☆ابن ماجہ کتاب الادب باب الشعر☆فتح القدیر،ج ٤،ص۱۲۳بحوالہ ابن ابی شیبہ عن ابن مسعود ☆مجمع الزوائد ج۸،ص۱۲۳ ☆الطبرانی الکبیر، ج اول ص ۲٦۰۔

(۳٤) المَعَارِف لابنِ قُتَیْبَۃَ دِیْنَوَرِی۔ص ۲۸۔

(۳۵) مسلم، ج۲، کتاب الشعر ☆ترمذی، شمائل ترمذی باب مَاجآء فی صفۃ کلام رسول اللّٰہ ﷺ ☆ابن ماجہ کتاب الادب، باب الشعر، السنن الکبریٰ للبَیْھَقی ج۱۰ کتاب الشھادات ج ۱۰،ص۲۲۷ ☆طبرانی کبیر،ج۷ص۳۱۵، عَمروبن شرید عن ابیہ ☆فتح القدیر للشوکانی، ج ٤ص۱٤٤، الشعراء۔

(۳٦) شمائل ترمذی باب ماجاء فی صفۃ کلام رسول اللّٰہ ﷺ فی الشعر ☆ترمذی ابواب الاستیذان باب ماجاء فی انشاد الشعر☆نسائی کتاب الحج باب استقبال الحج ☆نسائی کتاب الحج باب انشاد الشعر فی الحرم والمشی بین یدی الامام۔

(۳۷) بخاری،ج۲، کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ☆بخاری، ج۲، کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ فی الاحزاب الخ۔ ☆ مسلم ج۲ ۔ کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت۔

(۳۸) فتح القدیر للشوکانی،ج٤، ص۱۲۳ الشعراء بحوالہ ابن سعد، ابن ابی شیبۃ عن براء ابن عازب۔

(۳۹) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت۔

(٤۰) روح المعانی ، ج۱۹، سورہ شعراء۔

(۴۱) ترمذی شمائل ترمذی باب ماجاء فی صفة کلام رسول اللّٰہ ﷺ فی الشعر، ابواب الاستیذان باب ماجاء فی انشاء الشعر۔

(۴۲) ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی الشعر۔

(۴۳) مسند احمد، ج۳،ص۴۵۶، ۴۶۰ ج ۶ ص ۳۶۷ روایت کعب بن مالک ☆ابن کثیر، ج۳ ص ۳۵۵ ☆روح المعانی، ج۱۹، سورة الشعراء ☆فتح القدیر للشوکانی، ج۴ ص ۱۲۳ الشعراء بحوالہ بخاری فی التاریخ، ابویعلی، ابن مردویہ عن کعب بن مالک ☆مشکوٰۃ باب البیان والشعر فصل دوم بحوالہ شرح السنة۔

(۴۴) سیرت ابن ہشام، ج ۱ ص۔ ۴۲۰ ☆کنزالعمال، ج۲ص۱۷۵ حدیث۳۶۱۳، بحوالہ طبرانی ص۶۹۸۔۶۹۹ح ۵۱۲۰، بحوالہ ابن عدی فی الکامل۔

(۴۵) بخاری، ج۱، کتاب بدأ الخلق اذا قال احدکم امین والملائکة فی السمآء آمین الخ ☆مسلم، ج۲، کتاب الجهاد والسیر باب مالقی النبی من اذی المشرکین والمنافقین۔

(۴۶) ابن جریر، ج ۲۸/۳۰، جلد ۱۲ سورہ اَلَمْ نشرح ☆ابن کثیر، ج۴، ص ۵۲۴ ☆ابن ابی حاتم ☆مسند ابی یعلیٰ ☆روح المعانی جز۳۰، جلد۱۲ ص۱۶۹، بحوالہ ابن المنذر، ابن حبان، ابن مردویہ اور ابونعیم فی الدلائل ☆فتح القدیر للشوکانی جلد ۵ سورہ الم نشرح وقال۔اَخْرَجَہ اَبُویَعْلی مِنْ طَرِیْقِ ابْن لِهَیَعَةَ عَنْ دَرَّاجٍ۔ واخرجہ ابن ابی حاتم من طریق یونس بْنِ عَبْدِ الاعلیٰ بِهٖ۔اَخْرَجَ بْنُ عَسَاکِرٍ مِنْ طَرِیْقِ الْکَلْبِیّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

(۴۷) تفسیر ابن کثیر، ج۴، سورة الضحٰی ☆الطبرانی فی الاوسط، البیہقی فی الدلائل عن ابن عباس ☆ابن جریر، پ:۳۰، ج ۱۲، الضحٰی ☆ فتح القدیرللشوکانی، ج ۵، ص۱۵۹ بحوالہ ابن ابی شیبة، عبد ابن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ ☆المستدرك للحاکم، ج ۲۔ص۵۲۶۔

(۴۸) تفسیر ابن کثیر، ج ۴، سورة الدخان۔

(۴۹) بخاری، ج۲، کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل۔

(۵۰) بخاری، ج۲، کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل۔

(۵۱) المصنف لعبد الرزاق، ج ۱۱ باب دخول الجنة ☆ابن ماجہ کتاب الزہد باب التوقی علی العمل ☆دارمی ج ۲، کتاب الرقاق باب لن ینجی احدکم عملہ۔

(۵۲) ابن کثیر، ج۴ بحوالہ ابن ابی حاتم ☆فتح القدیر للشوکانی، ج۵ ص ۴۵۱، بحوالہ ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی من طریق جویبر عن الضحاك عن ابن عباس۔

(۵۳) مسلم، ج ۲، کتاب الذکر باب فی الادعیة ☆نسائی کتاب الاستعاذة باب الاستعاذة من العجز ☆ کنزالعمال ج۲، حدیث نمبر۳۶۱۹، بحوالہ عبدبن حمید، عن زید بن ارقم۔

(۵۴) مسند احمد، ج ۶ ص۲۰۹، مرویات عائشة ☆مسند احمد، ج ۴ ص ۳۷۱۔

(۵۵) ابن کثیر، ج ٤، بحواله ابن ابی حاتم و طبرانی کبیر۔

(۵٦) مسند احمد، ج٤ص ٣٧١ ☆فتح القدیر، ج٥ص ٥٤٠، بحواله ابن ابی شیبة، ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویه نے اس روایت کو ابن عباس سے روایت کیا ھے۔

(۵۷) بخاری، ج١، کتاب التهجد باب قیام النبی ﷺ اللیل حَتّٰی ترم قدماه وقالت عائشة حتی تفطّرقدماه والفطور الشقوق، انفطرت انشقت۔ ج٢، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللّٰه وانّمَایوفّی الصابرون اجرهم بغیرحساب۔ اس روایت میں ھے کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَرِمَ اَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ الخ۔

(۵۸) بخاری، ج٢، کتاب التفسیر، باب قوله لیغفرلك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تاخّر ویتم نعمته عَلَیْكَ وَیَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا۔

(۵۹) مسلم، ج ٢، کتاب صفة القیامة والجنة والنار، باب اکثار الاعمال والاجتهاد فی ا عبادة۔

(٦٠) مسلم، ج٢، کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب اکثار الاعمال والاجتهاد فی العبادة ☆مسند احمد، ص١١٥، عن عائشة۔

(٦١) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء فی عبادة رسول اللّٰه ﷺ☆ترمذی ابواب الصلاة باب ماجاء فی الاجتهاد فی الصلوٰة☆ابن ماجه کتاب اقامة الصّلوٰة والسنة فیها باب ماجاء فی طول القیام فی الصلوٰة ☆طبقات ابن سعد، ج٢ص ٢٠٩ ☆السنن الکبری للبیهقی، ج ٧، کتاب النکاح باب ماوجب علیه من قیام اللیل ☆مسند احمد، ج ٤، ص٤٥١تا٤٥٥اور ج٦ص ١١٥ ☆نسائی ج٣کتاب قیام اللیل باب احیاء اللیل☆المصنف لعبد الرزاق ج٣۔ کتاب الصلوٰة باب الصلوٰة من اللیل۔

فصل پنجم:

ختم نبوت

ختم نبوت کے بارے میں نبی ﷺ کے ارشادات

۸۹۔ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ. کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ، وَاِنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ۔ (بخاری)

''نبی ﷺ نے فرمایا:''بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔''

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَاشُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَاحَازِمٍ، قَالَ:قَعَدْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ خَمْسَ سِنِیْنَ فَسَمِعْتُهٗ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ، وَاِنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا: فَمَاتَأْمُرُنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟قَالَ: اَوْ فُوْا بِبَیْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اُعْطُوْهُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ۔(۱)

ترجمہ : حضرت ابوحازم سے مروی ہے ان کا بیان ہے میں پانچ سال تک حضرت ابو ہریرہؓ کی مجلس میں بیٹھا۔ میں نے انھیں نبی ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بیان کرتے ہوئے سنا کہ: بنی اسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا صرف خلفاء ہوں گے اور بہ کثرت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ایسی صورت ہے تو ہمارے لیے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا جو پہلے خلیفہ بنے اس کی بیعت کے ساتھ وفا کرو۔ اس کے بعد اس کی جو پہلے خلیفہ بنے۔ تم ان کے حقوق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ان کے سپرد کیا ہے ان کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان سے باز پرس کرے گا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ فُرَاتٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ تَسُوْسُھُمْ اَنْبِیَآءُ ھُمْ

كُلَّمَا ذَهَبَ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَيْسَ كَائِنٌ بَعْدِىْ نَبِيٌّ فِيْكُمْ. قَالُوْا: فَمَا يَكُوْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: تَكُوْنُ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُ قَالُوْا: فَكَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: اَوْ فُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ. اَدُّوْا الَّذِىْ عَلَيْكُمْ فَسَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنِ الَّذِىْ عَلَيْهِمْ۔(۲)

۹۰ ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو ابْنِ عَاصٍ يَقُوْلُ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا كَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِىُّ الْاُمِّىُّ ثَلَاثًا وَّلَا نَبِىَّ بَعْدِىْ۔ (مسند احمد)

''عبداللہ بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے اس انداز سے کہ گویا آپؐ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا:''میں محمد نبی اُمّی ہوں۔'' پھر فرمایا''اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا يَحْيٰ بْنُ اِسْحَاقَ، ثَنَا بْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَرِيْحِ الْخَوْلَانِىِّ قَالَ:سَمِعْتُ اَبَا قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ،يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِيْنَ صَلَاةً فَلْيَقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذٰلِكَ اَوْلِيُكْثُرْ، وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا كَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِىُّ الْاُمِّىُّ قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَانَبِىَّ بَعْدِىْ. اُوْتِيْتُ فَوَاتِحَ الْكَلِمِ، وَخَوَاتِمِهٖ، وَجَوَامِعِهٖ وَعُلِّمْتُ كَمْ خَزَنَةُ النَّارِ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ، وَتُجُوِّزَبِىْ وَعُوْفِيْتُ وَ عُوْفِيَتْ اُمَّتِىْ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا مَادُمْتُ فِيْكُمْ فَاِذَا ذُهِبَ بِىْ فَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ اَحِلُّوْا حَلَالَهٗ وَحَرِّمُوْا حَرَامَهٗ۔(۳)

ترجمہ: ابوقیس کہتے ہیں میں نے ابن عمرو سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ درود پڑھتے ہیں اب جو شخص چاہے تھوڑا پڑھے یا زیادہ۔اور میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے بھی سنا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر اس انداز سے ہمارے درمیان تشریف لائے گویا آپؐ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں اور آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا''میں محمد نبی اُمّی ہوں''، پھر فرمایا:''اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔مجھے افتتاحی،اختتامی اور جامع کلمات عطا فرمائے گئے۔اور مجھے بتایا گیا ہے کہ جہنم کے داروغہ کتنے ہیں،عرشِ الٰہی کو کتنے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے اور مجھے معاف کردیا گیا ہے اور درگزر کیا گیا ہے اور میری امت کو بھی معاف کردیا گیا ہے۔لہٰذا جب تک میں تم میں زندہ ہوں اس وقت تک میری بات سنو اور اطاعت کرو اور جب مجھے اللہ لے جائے تو تم کتاب اللہ کو لازم پکڑلو۔اس کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام سمجھو۔''

۹۱ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَانُبُوَّةَ بَعْدِىْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ.قِيْلَ:وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الرُّؤْيَاالْحَسَنَةُ اَوْ قَالَ الرُّؤْيَاالصَّالِحَةُ۔ (مسند احمد ، نسائی، ابوداؤد)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔عرض کیا گیا وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یارسولؐ اللہ؟ فرمایا اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب۔''

—— یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا۔

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنا حَمَّادٌ یَعْنِی ابْنَ زَیْدٍ، ثَنا عُثْمَانُ بْنُ عُبَیْد ٍالرَّاسِبِیُّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَاالطُّفَیْلِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَانُبُوَّةَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ قِیْلَ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الرُّؤْیَاالْحَسَنَةُ، اَوْقَالَ الرُّؤْیَاالصَّالِحَةُ۔** (٤)

〈۲〉 **حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ، حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ، اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ۔** (٥)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمارہے تھے۔نبوت اب باقی نہیں رہی بجز بشارت دینے والی باتوں کے۔صحابہ کرام نے عرض کیا،وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں؟ فرمایا:''اچھا خواب۔''

نسائی میں ہے:

〈۳〉 **اَنَّهٗ لَمْ یَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرَاهَا۔** (٦)

ترجمہ: اب مبشرات نبوت تو باقی نہیں رہے صرف اچھا خواب ہے جسے ایک مسلم خواب میں دیکھے یا اسے دکھایا جائے۔

〈۴〉 **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْأً مِنَ النُّبُوَّةِ۔** (٧)

ترجمہ: مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

〈۵〉 **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلرُّؤْیَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْأًمِّنَ النُّبُوَّةِ۔** (٨)

ترجمہ: صالح آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

〈۶〉 **اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔** (٩)

ترجمہ: صالح خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

〈۷〉 **حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ یَزِیْدَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ سِبَاعِ**

ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ اُمِّ كُرْزِ الْكَعْبِيَّةِ، قَالَتْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ۔(۱۰)

ترجمہ: ام کرز کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمارہے تھے۔نبوت چلی گئی یعنی ختم ہوگئی۔اب بشارت دینے والی باتیں باقی ہیں۔

〈۸〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْحُلْوَانِيُّ ثَنَا اَبُوعَاصِمٍ، عَنْ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔(۱۱)

ترجمہ: نبوت ختم ہوگئی،اب میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خوش خبری دینے والی باتیں باقی ہیں۔

〈۹〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْن عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي طَلْحَةَ، عَنْ زُفَرِبْنِ صَعْصَعَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا انْصَرَفَ صَلَاةَ الْغَدِ يَقُوْلُ: هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ وَيَقُوْلُ: اِنَّهُ لَيْسَ يَبْقٰى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔(۱۲)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوکر اپنا منہ مقتدیوں کی طرف پھیرتے تو دریافت فرماتے،کیا آج رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اور ساتھ ہی فرماتے کہ میرے بعد نبوت تو باقی نہیں البتہ صالح خواب ہیں۔

۹۲ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِي، وَلَا نَبِيَّ۔[1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔''

(ختم نبوت:ختم نبوت...)

تخریج: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ نِالزَّعْفَرَانِيُّ، نَاعَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، نَاعَبْدُالْوَاحِدِ،نَا الْمُخْتَارُ ابْنُ فُلْفُلٍ، نَااَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِي، وَلَانَبِيَّ، قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ. فَقَالَ لٰكِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ، فَقَالُوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: رُؤْيَا الْمُسْلِمِ، وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔(۱۳)

وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَاُمِّ كُرْزٍ۔

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ۔

قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں

۹۳ ۔ میری مثال نبیوں میں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک نہایت خوبصورت مکان بنایا اور تمام عمارت بنا کر صرف ایک اینٹ

---

[1] ترمذی،مسند احمد۔

کی جگہ چھوڑ دی۔ اب جولوگوں نے اس کے گرد چکر لگایا تو وہ خالی جگہ انھیں کھٹکنے لگی اور وہ کہنے لگے اگر یہ آخری اینٹ بھی رکھ دی جاتی تو مکان بالکل مکمل ہو جاتا۔ سو وہ آخری اینٹ جس کی جگہ نبوت کے محل میں باقی رہ گئی تھی میں ہی ہوں۔ اب میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

تشریح: اس مثال سے ختم نبوت کی وجہ صاف سمجھ میں آ جاتی ہے۔ جب دین کامل ہو چکا، آیات الٰہی پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکیں، اوامر ونواہی، عقائد وعبادات، تمدن ومعاشرت، حکومت وسیاست، غرض انسانی زندگی کے ہر شعبے کے متعلق پورے پورے احکام بیان کر دیے گئے اور دنیا کے سامنے اللہ کا کلام اور اللہ کے رسول کا اسوہ حسنہ اس طرح پیش کر دیا گیا کہ ہر قسم کی تلبیس وتحریف سے پاک ہے اور ہر عہد میں اس سے ہدایت حاصل کی جا سکتی ہے، تو نبوت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ صرف تجدید وتذکیر کی ضرورت رہ گئی ہے جس کے لیے علمائے حق اور مومنین صادقین کی جماعت کافی ہے۔ (تفہیمات دوم: قرآن...)

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نا أَبُوْعامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَثَلِيْ فِي النَّبِيِّيْنَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا، فَأَحْسَنَهَا، وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا، وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِالْبِنَاءِ، وَيَعْجَبُوْنَ مِنْهُ، وَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ، وَأَنَا فِي النَّبِيِّيْنَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ. وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَاكَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ، وَخَطِيْبَهُمْ، صَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَفَخْرٍ۔(۱٤) (هذا حديث حسن صحيح غريب)

ترجمہ: حضرت طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ انبیاء میں میری مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے خوبصورت اور حسین وجمیل مکان بنایا۔ اسے مکمل بھی کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ اب جولوگوں نے اس کے ارد گرد چکر لگایا تو اسے پسند کیا۔ لیکن کہنے لگے کاش یہ آخری اینٹ کی جگہ بھی مکمل کر دی جاتی ـــــ تو مکان بالکل مکمل ہو جاتا ـــــ یہ بات ذہن نشین رہے کہ انبیا علیہم السلام میں میرا مقام اسی اینٹ کا ہے۔ اسی اسناد سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی مروی ہے کہ قیامت کے روز میں انبیاء کا امام، ان کا خطیب اور ان کی سفارش کرنے والا ہوں گا، البتہ اس پر فخر نہیں کروں گا۔

۹٤۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّامَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ وَيَعْجَبُوْنَ لَهُ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّاوُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ، فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔ (بخاری)

''نبی ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور

اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں ـــــ یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے، جسے پر کرنے کے لیے کوئی نبی آئے۔''

اس مضمون کی چار حدیثیں مسلم، کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں:
فَجِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِیَاء ''پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔''

یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل النبی اور کتاب الآداب باب الامثال میں ہے۔

مسند ابوداؤد، طیالسی میں یہ حدیث جابر بن عبداللہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلہ میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: خُتِمَ بِیَ الْاَنْبِیَاء۔ ''میرے ذریعہ سے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔''

مسند احمد میں تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ اس مضمون کی احادیث حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی گئی ہیں۔ (ختم نبوت: ختم نبوت...)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّ مَثَلِیْ، وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّاوُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ، قَالَ: فَاَنَا اللَّبِنَۃُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔(۱۵)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا سَلِیْمُ بْنُ حَیَّانَ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ مِیْنَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَکْمَلَھَا وَاَحْسَنَھَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ فَکَانَ مَنْ دَخَلَھَا وَنَظَرَ اِلَیْھَا، قَالَ مَا اَحْسَنُھَا اِلَّا مَوْضِعَ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃِ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَۃِ خُتِمَ بِیَ الْاَنْبِیَاءُ۔(۱۶)

⟨۳⟩ حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ اَیُّوبَ وَقُتَیْبَۃُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوْا نَااِسْمَاعِیْلُ یَعْنُوْنُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّاکِ. عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَانًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِّنْ زَاوِیَۃٍ مِّنْ زَوَایَاہُ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّاوُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ؟ قَالَ: فَاَنَا اللَّبِنَۃُ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔(۱۷)

⟨۴⟩ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، قَالَ: نَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَانًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ فَجَعَلَ النَّاسُ یُطِیْفُوْنَ بِہٖ یَقُوْلُوْنَ مَا رَأَیْنَا بُنْیَاناً اَحْسَنَ مِنْ ھٰذَا اِلَّا ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ فَکُنْتُ اَنَا تِلْکَ اللَّبِنَۃَ۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ رَافِعٍ، قَالَ: نَاعَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ اَبُوالْقَاسِمِ ﷺ. مَثَلِىْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِىْ كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنىٰ بُيُوْتًا فَاَحْسَنَهَا، وَاَجْمَلَهَا وَاَكْمَلَهَا، اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ مِّنْ زَوَايَا هَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ، وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلَا وَضَعْتَ هَاهُنَا لَبِنَةً فَيُتِمَّ بُنْيَانُكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: فَكُنْتُ اَنَااللَّبِنَةُ۔

〈۶〉حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا عَفَّانُ، قَالَ: نَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: نَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ، قَالَ: مَثَلِىْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنىٰ دَارًا فَاَتَمَّهَا، وَاَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَيَقُوْلُوْنَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔(۱۸)

۹۵۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ. اُعْطِيْتُ جَوَامِعُ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَاُحِلَّتْ لِىَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهُوْرًا، وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً، وَخُتِمَ بِىَ النَّبِيُّوْنَ۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع ومختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔ (۲) مجھے رعب کے ذریعہ سے نصرت بخشی گئی۔ (۳) میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے۔ (۴) میرے لیے زمین کو مسجد بھی بنادیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ___ یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے ___ اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمّم کرکے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی۔ (۵) مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنایا گیا۔ (۶) اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ (تفہیم القرآن، ج۴، الاحزاب: ضمیمہ)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْىٰ بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَعَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوْا: نَااِسْمَاعِيْلُ وَهُوَابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ، اُعْطِيْتُ جَوَامِعُ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَاُحِلَّتْ لِىَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ طُهُوْرًا وَمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً، وَخُتِمَ بِىَ النَّبِيُّوْنَ۔(۱۹)

۹۶۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا اِلَّاحَذَّرَ اُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ

اُلامَمِ وَھُوَ خارِجٌ فِیکُمْ لَا مَحالَۃَ۔ (ابن ماجہ)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا، جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو ــــ مگر ان کے زمانے میں وہ نہ آیا ــــ اب میں آخری نبی ہوں، اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمھارے اندر ہی نکلنا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اِسْمَاعِیلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ اَبِی زُرْعَۃَ الشَّیْبَانِیِّ یَحْیَی ابن اَبِی عَمْرٍو، عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَکَانَ اَکْثَرُ خُطْبَتِہٖ حَدِیْثًا، حَدَّثَنَاہُ عَنِ الدَّجَّالِ، وَحَذَّرَنَاہُ فَکَانَ مِنْ قَوْلِہٖ اَنْ قَالَ: اِنَّہٗ لَمْ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ مُنْذُ ذَرَأَ اللّٰہُ ذُرِّیَّۃَ آدَمَ اَعْظَمَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ، وَاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَبْعَثْ نَبِیًّا اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَہُ الدَّجَّالَ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ، وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ، وَھُوَ خَارِجٌ فِیْکُمْ لَا مَحَالَۃَ الخ۔(۲۰)

۹۷۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِیْ۔ (بیہقی،طبرانی)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت ــــ کسی نئے آنے والے نبی کی امت ــــ نہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ، ثَنَا مُعَاذٌ یعنی ابْنَ ھِشَامٍ، قَالَ وَجَدْتُ فِی کِتَابِ اَبِیْ بِخَطِّ یَدِہٖ، وَلَمْ اَسْمَعْہُ مِنْہُ، عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ اَبِی مَعْشَرٍ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ، عَنْ ھَمَّامٍ، عَنْ حُذَیْفَۃَ، اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَۃٌ وَعِشْرُوْنَ مِنْھُمْ اَرْبَعٌ نِسْوَۃٌ وَاِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔(۲۱)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال نمودار ہوں گے ان میں چار عورتیں بھی ہوں گی۔ میں بہرحال خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۹۸۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ...وَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (ابوداؤد)

''ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنِیْ زُھَیْرُبْنُ حَرْبٍ وَاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا وَقَالَ زُھَیْرٌ: نَاعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَھُوَ بْنُ مَھْدِیِّ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعُمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔(۲۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب جھوٹے فریبی دجال نہ نکلیں گے۔ ان میں سے ہر ایک اللہ کا رسول ہونے کا مدعی ہوگا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِى ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ دَجَّالُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تیس دجال ظاہر نہ ہوں۔ ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مَعَاذٍ، ثنا اَبِىْ ثنا مُحَمَّدٌ. يعنى ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا دَجَّالًا كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى رَسُوْلِهٖ۔(۲۳)

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی تا وقتیکہ تیس جھوٹے فریبی دجال نہ نکلیں۔ ہر ایک اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھے گا۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُبْنُ غَيْلَانَ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَامَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْبَعِثَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔(۲۴)

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَفِى الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْن شُعَيْب بْنِ شَابُوْرٍ، ثَنَا سَعِيْدُبْنُ بَشِيْرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ الْجَرْمِىِّ عَبْد اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِىِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: وَاِنَّ بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ دَجَّالِيْنَ كَذَّابِيْنَ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِىٌّ الحديث۔(۲۵)

ترجمہ: قیامت سے قبل تیس کے قریب جھوٹے دجال ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ، عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى زَوٰى لِىَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ مُلْكَ اُمَّتِىْ سَيَبْلُغُ مَازُوِىَ لِىْ مِنْهَا، وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ، وَاِنِّىْ سَاَلْتُ رَبِّىْ لِاُمَّتِىْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلَا يُسَلِّطْ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ،

فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّيْ قَالَ لِيْ: يَا مُحَمَّدُ! اِنِّيْ اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَلَااُهْلِكُهُمْ بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلَا اُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَواجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ اَقْطَارِهَا اَوْقَالَ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَحَتّٰى يَكُوْنُ بَعْضُهُمْ يَسْبِيْ بَعْضًا وَاِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ وَاِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ اُمَّتِيْ لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ الْاَوْثَانَ وَاِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ قَالَ ابْنُ عِيْسٰى ظَاهِرِيْنَ ثُمَّ اتَّفَقَا لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى۔(۲۶)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے روئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کا مشاہدہ کیا۔ میری امت کی سلطنت وہاں تک ضرور پہنچ کر رہے گی جہاں تک زمین کو میرے لیے سکیڑا گیا اور مجھے دوخزانے بھی عطا کیے گئے ایک سرخ اور دوسرا اسفید اور میں نے اپنے رب سے استدعا کی کہ وہ میری امت کو عام قحط سالی میں مبتلا کر کے ہلاک نہ کرے اور ان پر اپنوں کے سوا اغیار میں سے ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کی نسل کشی کر دے اور میرے رب نے فرمایا اے محمدؐ! میں جو فیصلہ کردوں وہ رد نہیں کیا جاسکتا۔ میں تیری امت کے لوگوں کو عام قحط سالی میں مبتلا کر کے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے اپنوں کے علاوہ ان پر دوسرا کوئی دشمن بھی مسلط نہیں کروں گا جو ان کی نسل کشی کر دے۔ خواہ دنیا کے گوشے گوشے سے دشمن اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے خلاف اقدام کریں۔ تاوقتیکہ مسلمان باہم ایک دوسرے کو قتل نہ کریں اور ایک دوسرے کو قید نہ کرلیں۔ اور مجھے اپنی امت کے لیے سب سے زیادہ اندیشہ ائمہ مضلین کا ہے اور جب میری امت میں شمشیر چل پڑی ــــــ امت میں باہمی لڑائی شروع ہوگئی ــــــ تو قیامت تک وہ پھر نہ اٹھے گی۔ اور قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین کے ساتھ نہ جاملیں اور بتوں کی پوجا شروع نہ کردیں اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ضرور پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ محمد بن عیسیٰ کی روایت میں ہے کہ غالب رہے گا۔ مخالف ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تا آں کہ امر الٰہی آجائے۔

۹۹ ۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبانؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے یہ دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، ”یہاں تک کہ اٹھیں گے تیس کے قریب جھوٹے فریبی، جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“ (ختم نبوت: ختم نبوت...)

۱۰۰۔قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحْمَدُ، وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یُمْحیٰ بِهِ الْکُفْرُ، وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی عَقَبِیْ، وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ۔

(بخاری ومسلم، المستدرک للحاکم)

''نبی ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے ـــــ میرے بعد اب بس قیامت ہی آنی ہے ـــــ اور میں عاقب ہوں، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔'' (ختم نبوت: ختم نبوت...)

اسی مضمون کی روایات حضرت جبیر بن مطعم سے امام مالک، بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہیں حضورؐ کا یہ اسم گرامی صحابہ میں معروف تھا، چنانچہ حضرت حسان بن ثابت کا شعر ہے:

صَلَّی الْاِلٰهُ وَمَنْ یَحُفُّ لِعَرْشِهٖ وَالطَّیِّبُوْنَ عَلَی الْمُبَارَکِ اَحْمَدِ

''اللہ نے اور اس کے عرش کے گرد جمگھٹا لگائے ہوئے فرشتوں نے اور سب پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت احمد پر درود بھیجا ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا زُهَیْرُبْنُ حَرْبٍ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، وَابْنُ اَبِیْ عَمْرٍو، وَاللَّفْظُ لِزُهَیْرٍ، قَالَ اِسْحَاقُ: انا، وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: نَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، سَمِعَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَیْرِبْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحْمَدُ، وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یُمْحیٰ بِیَ الْکُفْرُ، وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی عَقَبِیْ، وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ۔(۲۷)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ، قَالَ: انا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِوبْنِ مُرَّةَ، عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ،عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسَمِّیْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَاءً، فَقَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَحْمَدُوَالْمُقَفِّیْ، وَالْحَاشِرُوَنَبِیُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ۔(۲۸)

〈۳〉 حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰ، قَالَ: انا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً، اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحْمَدُ، وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُوْ اللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ، وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُالنَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ، وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ، وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَؤُوْفًا رَّحِیْمًا۔(۲۹)

〈۴〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ مُحَمَّدُبْنُ اَحْمَدَ ابْنِ حَاتِمٍ الْمُزَکِّیْ بِمَرْوٍ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَاتِمٍ، ثنا اَبُوْنُعَیْمٍ، ثنا الْمَسْعُوْدِیُّ عَنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ، قَالَ: سَمّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

نَفسَهُ اَسمَاءً فَمِنهَا مَاحَفِظنَاهُ وَمِنهَا مَانَسِینَاهُ قَالَ: اَنَامُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحمَدُ، وَالمُقفّی، وَالحَاشِرُ، وَنَبِیُّ التَّوبَةِ، وَالمَلحَمَةِ۔(۳۰)

هٰذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الاَسنَادِ وَلَم یُخرِجَاهُ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے کئی نام بتائے۔ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جنھیں ہم نے یاد رکھا اور کچھ ایسے ہیں جنھیں ہم بھول گئے۔آپؐ نے فرمایا: میں محمدؐ ہوں، میں احمد ہوں، میں مقفی ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی التوبہ ہوں اور میں نبی الملحمۃ ہوں۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثنا اَسوَدُبنُ عَامِرٍ، ثنا اَبُوبَکرٍ عَن عَاصِمٍ، عَن اَبِی وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ حُذَیفَةُ. اَنَااَمشِی فِی طَرِیقِ المَدِینَةِ قَالَ: اِذَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَمشِی فَسَمِعتُهُ یَقُولُ: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَنَا اَحمَدُ، وَنَبِیُّ الرَّحمَةِ، وَنَبِیُّ التَّوبَةِ وَالحَاشِرُ وَالمُقفِّی وَنَبِیُّ المَلَاحِمِ۔(۳۱)

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا اِبرَاهِیمُ بنُ المُنذِرِ، ثَنِی مَعنٌ، عَن مَالِکٍ، عَنِ بنِ شِهَابٍ، عَن مُحَمَّدِ بنِ جُبَیرِبنِ مُطعِمٍ عَن اَبِیهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لِی خَمسَةُ اَسمَاءٍ: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَاَحمَدُ، وَاَنَا المَاحِی الَّذِی یَمحُوا للّٰہُ بِیَ الکُفرَ، وَاَنَا الحَاشِرُ الَّذِی یُحشَرُ النَّاسُ عَلیٰ قَدَمِی، وَاَنَا العَاقِبُ۔(۳۲)

احمد کے معنی

(یہاں) نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی احمد بتایا گیا ہے۔احمد کے دو معنی ہیں۔ایک وہ شخص جو اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو، دوسرے وہ شخص جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو، یا جو بندوں میں سب سے زیادہ قابل تعریف ہو، تاریخ سے بھی یہ ثابت ہے کہ حضورؐ کا نام مبارک صرف محمدؐ ہی نہ تھا بلکہ احمدؐ بھی تھا۔عرب کا پورا لٹریچر اس بات سے خالی ہے کہ حضورؐ سے پہلے کسی کا نام احمدؐ رکھا گیا ہو اور حضورؐ کے بعد احمد اور غلام احمد اتنے لوگوں کے نام رکھے گئے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔اس سے بڑھ کر اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ زمانۂ نبوت سے لے کر آج تک تمام امت میں آپؐ کا یہ اسم گرامی معلوم و معروف رہا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج۵، الصف، حاشیہ:۸)

۱۰۱۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ اَنتَ مِنِّی بِمَنزِلَةِ هَارُونَ مِن مُوسیٰ. اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعدِی۔

(بخاری ومسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا میرے ساتھ تمھاری نسبت وہی ہے جو موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

تشریح: بخاری ومسلم نے یہ حدیث غزوۂ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔مسند احمد نے اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہیں۔جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے: اِلَّا اَنَّهُ لَانُبُوَّةَ بَعدِی۔

''مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔'' ابوداؤد، طیالسی، امام احمد اور محمد بن اسحاق نے اس سلسلے میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے جاتے وقت نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینہ منورہ کی حفاظت ونگرانی کے لیے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کردیں۔ انھوں نے جاکر حضورؐ سے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟'' اس موقع پر حضورؐ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ''تم تو میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو، جو موسیٰ کے ساتھ ہارون رکھتے تھے۔'' یعنی جس طرح موسیٰؑ نے کوہِ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارونؑ کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اسی طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لیے چھوڑے جارہا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضورؐ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے، اس لیے فوراً آپؐ نے یہ تصریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔ (ختم نبوت: ختم نبوت...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدُرٌ، ثَنا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: اَمَا تَرْضیٰ اَنْ تَكُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ؟(۳۳)

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ، قَالَ: نَا غُنْدُرٌ، عَنْ شُعْبَةَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ مُثَنّٰی وابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: نا مُحَمَّدُبْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِی وَقَّاصٍ، قَالَ: خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ. فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَتُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: اَمَا تَرْضیٰ اَنْ تَكُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسیٰ غَيْرَ اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ؟(۳۴)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے چھوڑا تو انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمھاری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰ سے تھی۔ بہ جز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں؟

(۳) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْیٰ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلیٰ تَبُوْكَ فَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا قَالَ: اَتُخَلِّفُنِیْ فِی الصِّبْيَانِ وَالنِّسَآءِ؟ قَالَ: اَلَا تَرْضیٰ اَنْ تَكُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسیٰ اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ۔(۳۵)

(۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبَّادٍ وتَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ، قَالَا: نَاحَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ بُكَيْرِبْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدِبْنِ اَبِی وَقَّاصٍ، عَنْ اَبِيْهِ، فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خَلَّفْتَنِیْ مَعَ

النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ! فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِىْ اَلْحَدِيْث۔(۳۶)

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثنا اَبُوْسَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، ثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ عَلِيًّا رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، خَرَجَ مَعَ النَّبِىِّ ﷺ حَتّٰى جَاءَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَعَلِىٌّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْكِىْ يَقُوْلُ: تُخَلِّفُنِىْ مَعَ الْخَوَالِفِ فَقَالَ: اَوَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا النُّبُوَّةَ۔(۳۷)

۱۰۲ ۔ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: لَوْكَانَ بَعْدِىْ نَبِىٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ۔ (ترمذی)

''نبی ﷺ نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن خطاب ہوتے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شُعَيْبٍ، نَاالْمُقْرِئُ عَنْ حَيْوَةَ ابْنِ شُرَيْحٍ،عَنْ بَكْرِبْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كَانَ نَبِىٌّ بَعْدِىْ لَكَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ۔(۳۸)

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّامِنْ حَدِيْثِ مِشْرَحِ ابْنِ هَاعَانَ۔

۱۰۳ ۔ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ لَقَدْ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِّنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِاَنْ يَكُوْنُوْا اَنْبِيَآءَ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْ اُمَّتِىْ اَحَدٌ فَعُمَرُ۔ (بخاری)

''نبی ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں، ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں، جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔ میری امت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمر ہوگا۔''

تشریح: مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں یُکَلَّمُوْنَ کے بجائے مُحَدَّثُوْنَ کا لفظ ہے۔ لیکن مکلَّم اور محدَّث دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی ایسا شخص جو مکالمہَ الٰہی سے سرفراز ہو، یا جس کے ساتھ پردۂ غیب سے بات کی جائے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبہَ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔
(ختم نبوت: ختم نبوت....)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْىٰ بْنُ قَزَعَةَ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: لَقَدْكَانَ فِيْمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ، فَاِنْ يَّكُ فِىْ اُمَّتِىْ اَحَدٌ فَاِنَّهُ عُمَرُ، زَادَ زَكَرِيَّابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ، عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: قَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِاَنْ يَكُوْنُوْا اَنْبِيَآءَ، فَاِنْ يَّكُ فِىْ اُمَّتِىْ مِنْهُمْ اَحَدٌ، فَعُمَرُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ نَبِىٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ۔(۳۹)

۱۰۴۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ (مسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (مسجد نبوی) ہے[۱]۔''

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: نَاعِیْسَی بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِمْصِیُّ، قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا الزُّبَیْدِیُّ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَغَرِّ مَوْلَی الْجُھَنِیِّیْنَ، وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّھُمَا سَمِعَا اَبَاھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ: صَلَاۃٌ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاِنَّ مَسْجِدَہٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

قَالَ اَبُوْسَلَمَۃَ وَاَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ: لَمْ نَشُکَّ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ کَانَ یَقُوْلُ: عَنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَمَنَعْنَا ذٰلِکَ اَنْ نَسْتَثْبِتَ اَبَاھُرَیْرَۃَ عَنْ ذٰلِکَ الْحَدِیْثِ حَتّٰی اِذَا تَوَفّٰی اَبُوْھُرَیْرَۃَ تَذَاکَرْنَا ذَالِکَ وَتَلَاوَمْنَا اَنْ لَّا نَکُوْنَ کَلَّمْنَا اَبَاھُرَیْرَۃَ فِیْ ذٰلِکَ حَتّٰی یُسْنِدَہٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنْ کَانَ سَمِعَہٗ مِنْہُ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ جَالَسْنَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اِبْرَاھِیْمَ ابْنِ قَارِظٍ فَذَکَرْنَا ذٰلِکَ الْحَدِیْثَ وَالَّذِیْ فَرَّطْنَا فِیْہِ مِنْ نَصِّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْہُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اِبْرَاھِیْمَ ابْنِ قَارِظٍ: اَشْھَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ اَبَاھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔(۴۰)

نسائی کی ایک روایت میں ہے:

〈۲〉 فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدُہٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

---

[۱] منکرین ختم نبوت اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح حضوؐر نے اپنی مسجد کو آخر المساجد فرمایا، حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے بلکہ اس کے بعد بھی بے شمار مسجدیں دنیا میں بنی ہیں۔ اسی طرح جب آپؐ نے فرمایا کہ میں آخرالانبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپؐ کے بعد نبی آتے رہیں گے، البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپؐ آخری نبی ہیں اور آپؐ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ لیکن درحقیقت اسی طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسولؐ کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے اس کے سلسلے کی تمام احادیث کو ایک نظر ہی آدمی دیکھ لے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ حضوؐر نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا ہے۔ اس مقام پر حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ام المومنین حضرت میمونہؓ کے حوالہ سے جو روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے، جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے، اور اسی بنا پر صرف انہی تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں ہے کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر ان میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرے۔ ان میں سے پہلی مسجد، مسجد الحرام ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ دوسری مسجد، مسجد اقصیٰ ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا۔ اور تیسری مسجد، مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی ہے جس کی بناء حضور نبی اکرم ﷺ نے رکھی۔ حضوؐر کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اس لیے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا درست ہو۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۳〉 فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ، وَاِنَّهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مسجدِ حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد سے مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز سے بھی زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے۔

ابو سلمہ اور ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم نے ابو ہریرہؓ سے اس حدیث کے بارے میں توثیق نہیں کرائی۔ حتیٰ کہ جب حضرت ابو ہریرہؓ وفات پا گئے تو ہمیں اس بات کا خیال آیا اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ہم نے اس حدیث کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت کیوں نہ کیا تاکہ وہ بیان کر دیتے کہ انھوں نے آں حضرت ﷺ سے یہ حدیث خود سنی ہے یا نہیں۔

ہم اسی شش و پنج میں تھے کہ ہمیں عبداللہ بن ابراہیم کے ساتھ نشست کا موقع مل گیا۔ ہم نے ان سے اس حدیث کا ذکر کیا اور اپنی اس کوتاہی کا بھی ذکر کیا جو حضرت ابو ہریرہؓ سے اس کی اسناد کے طلب کرنے میں ہم سے سرزد ہوئی تو عبداللہ بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے خود ابو ہریرہؓ کو کہتے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔''

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ الْمُثَنّٰی، وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ جَمِیْعًا عَنِ الثَّقَفِیِّ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی: نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ یَحْیَ بْنَ سَعِیْدٍ، یَقُوْلُ: سَأَلْتُ بِصَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ اَبَاهُرَیْرَةَ یَذْکُرُ فَضْلَ الصَّلٰوةِ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: لَاوَلٰکِنْ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِ قَارِظٍ. اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَیْرَةَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ اَوْ کَاَلْفِ صَلَاةٍ فِیْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّااَنْ یَّکُوْنَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔(۴۱)

〈۵〉 حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَا: نَا یَحْیٰ وَهُوَ الْیَقْظَانُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔(۴۲)

〈۶〉 حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِیْعًا عَنِ اللَّیْثِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ قُتَیْبَةُ: نَا لَیْثٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّ امْرَأَةً اشْتَکَتْ شَکْوٰی فَقَالَتْ: اِنْ شَفَانِی اللّٰهُ لَاَخْرُجَنَّ فَلَاُصَلِّیَنَّ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَبَرَأَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِیْدُ الْخُرُوْجَ فَجَاءَتْ مَیْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ تُسَلِّمُ عَلَیْهَا فَاَخْبَرَتْهَا ذٰلِکَ فَقَالَتْ اِجْلِسِیْ فَکُلِیْ مَاصَنَعْتِ وَصَلِّیْ فِیْ

مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : صَلَاۃٌ فِیْہِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَّا مَسْجِدَ الْکَعْبَۃِ۔(۴۳)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہتے ہیں ایک عورت بیمار ہوگئی تو اس نے نذر مانی کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی تو میں ضرور بیت المقدس میں نماز ادا کروں گی۔ اللہ کی مہربانی سے وہ شفایاب ہوگئی۔ اس نے سفر کی تیاری کی۔ پھر وہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور انھیں سلام کیا اور اپنے ارادے سے انھیں آگاہ کیا: حضرت میمونہؓ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، جو کچھ تیار کیا ہے اسے کھاؤ اور مسجد الرسول (مسجد نبوی) میں نماز پڑھ لو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے مگر بیت اللہ شریف اس سے مستثنیٰ ہے۔

ختم کے لغوی معنی[1]

عربی لغت اور محاورے کی رُو سے "ختم" کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہوجانے کے ہیں۔ خَتَمَ الْعَمَلَ کے معنی ہیں فَرَغَ مِنَ الْعَمَلِ'' کام سے فارغ ہوگیا۔''
خَتَمَ الْاِنَاءَ کے معنی ہیں۔'' برتن کا منہ بند کردیا اور اس پر مہر لگادی تاکہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔''
خَتَمَ الْکِتَابَ کے معنی ہیں۔'' خط بند کر کے اس پر مہر لگادی تا کہ خط محفوظ ہوجائے۔''

---

[1] یہاں ہم نے لغت کی صرف تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے، لیکن بات انہی تین کتابوں پر منحصر نہیں ہے۔ عربی زبان کی کوئی معتبر لغت اٹھا کر دیکھ لی جائے، اس میں لفظ خاتم کی یہی تشریح ملے گی۔ لیکن منکرین ختم نبوت خدا کے دین میں نقب لگانے کے لیے لغت کو چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی شخص کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء یا خاتم المفسرین کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ یا مفسر پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہوگئے۔ حالانکہ مبالغے کے طور پر اس طرح کے القاب کا استعمال یہ معنی ہرگز نہیں رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصلی معنی ہی کامل یا افضل کے ہوجائیں اور آخری کے معنی میں یہ لفظ استعمال کرنا سرے سے غلط قرار پائے۔ یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو۔ کسی زبان میں بھی یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کبھی کبھی مجازاً کسی دوسرے معنی میں بولا جاتا ہو تو وہی معنی اس کے اصل معنی بن جائیں اور لغت کی رو سے جو اس کے حقیقی معنی ہیں اُن میں اس کا استعمال ممنوع ہوجائے۔ آپ کسی عرب کے سامنے جب کہیں گے کہ جَاءَ خَاتَمُ الْقَوْمِ تو وہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لے گا کہ قبیلے کا فاضل و کامل آدمی آگیا بلکہ اس کا مطلب وہ یہی لے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ آگیا ہے حتّٰی کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آگیا۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیے کہ خاتم الشعراء، خاتم الفقہاء اور خاتم المحدثین وغیرہ القاب جو بعض لوگوں کو دیے گئے ہیں ان کے دینے والے انسان تھے اور انسان کبھی یہ نہیں جان سکتا کہ جس شخص کو وہ کسی صفت کے اعتبار سے خاتم کہہ رہا ہے اس کے بعد پھر کوئی اس صفت کا حامل نہیں پیدا ہوگا۔ اسی وجہ سے انسانی کلام میں ان القاب کی حیثیت مبالغے اور اعتراف کمال سے زیادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے متعلق یہ کہہ دے کہ فلاں صفت اس پر ختم ہوگئی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسے بھی انسانی کلام کی طرح مجازی کلام سمجھ لیں۔ اللہ نے اگر کسی کو خاتم الشعراء کہہ دیا ہوتا تو یقیناً اس کے بعد کوئی شاعر نہیں ہوسکتا تھا۔ اور اس نے جسے خاتم النبیین کہہ دیا، غیر ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی ہوسکے۔ اس لیے کہ اللہ عالم الغیب ہے اور انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ اللہ کا کسی کو خاتم النبیین کہنا اور انسان کا کسی کو خاتم الشعراء اور خاتم الفقہاء وغیرہ کہہ دینا آخر ایک درجہ میں کیسے ہوسکتا ہے۔

خَتَمَ عَلَی الْقَلْبِ ''دل پر مہر لگادی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے، نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔''

خِتَامُ کُلِّ مَشْرُوْبٍ ''وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔''

خَاتِمَۃُ کُلِّ شَیْءٍ، عَاقِبَتُہٗ وَاٰخِرَتُہٗ ''ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔''

خَتَمَ الشَّیْءُ بَلَغَ اٰخِرَہٗ ''کسی کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا۔'' اس معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

خَاتَمُ الْقَوْمِ، اٰخِرُھُمْ ''خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔'' (ملاحظہ ہو لسان العرب، قاموس اور اقرب الموارد)

تشریح: یہ احادیث[۱] بہ کثرت صحابہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں اور بہ کثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے مختلف مواقع پر، مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے، کہ آپؐ آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ نبوت کا سلسلہ آپؐ پر ختم ہو چکا ہے، اور آپؐ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں، وہ دجال و کذاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ ''خاتم النبیین'' کی اس سے زیادہ مستند و معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول پاک کا ارشاد تو بجائے خود سند و حجت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو، تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حق دار اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا کیا معنی، قابل التفات بھی سمجھیں۔

صحابہ کرام کا اجماع

قرآن و سنت کے بعد اہم ترین حیثیت صحابۂ کرام کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان سب کے خلاف صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

---

[۱] منکرین ختم نبوت رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کے مقابلہ میں اگر کوئی چیز پیش کرتے ہیں تو وہ یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: '' قُوْلُوْا اَنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔'' یہ تو کہو کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' لیکن اول تو حضورؐ کے صاف صاف ارشادات کے مقابلہ میں حضرت عائشہؓ کے کسی قول کو پیش کرنا ہی سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ حضرت عائشہؓ کی طرف جس روایت میں یہ قول منسوب کیا گیا ہے وہ بجائے خود غیر مستند ہے۔ اسے حدیث کی کسی معتبر کتاب میں کسی قابل ذکر محدث نے نقل نہیں کیا ہے۔ تفسیر کی ایک کتاب درِ منثور اور لغت حدیث کی ایک کتاب تکملۂ مجمع البحار سے اس کو نقل کیا جاتا ہے، مگر اس کی سند کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ایسی ایک ضعیف ترین روایت اور وہ بھی ایک صحابیہ کے قول کو لا کر نبی اکرم ﷺ کے ان ارشادات کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہے، جنھیں تمام اکابر محدثین نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے ص ۹۱۔

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اسے حضورؐ کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اُس نے حضورؐ کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپؐ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

مِنْ مُسَیْلَمَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اُشْرِکْتُ فِی الْاَمْرِ مَعَکَ۔ (طبری۔ جلد دوم ص ۳۹۹ طبع مصر)

''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپؐ پر سلام ہو۔ آپؐ کو معلوم ہو کہ میں آپؐ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔''

علاوہ بریں مؤرخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار رسالت محمدیؐ کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنوحنفیہ نیک نیتی کے ساتھ (In Good Faith) اس پر ایمان لائے تھے اور انھیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو اُن کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۵ ص ۵۱)۔ مگر اس کے باوجود صحابہ کرامؓ نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہؓ نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مسیلمہ اور اس کے پیرؤوں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا۔ اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا، چنانچہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علیؓ کے حصے میں آئی جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنفیہ[1] نے جنم لیا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۶ ص: ۳۱۶، ۳۲۵)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہؓ نے جس جرم کی بنا پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کارروائی حضورؐ کی وفات کے فوراً بعد ہوئی ہے، ابوبکرؓ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہؓ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہؓ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

تمام علمائے امت کا اجماع

اجماع صحابہ کے بعد مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ دور صحابہ کے بعد کے علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے، اور پوری دنیائے اسلام

[1] حنفیہ سے مراد ہے قبیلۂ بنوحنفیہ کی عورت۔

میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا، اور یہ کہ جو بھی آپؐ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے، یا اس کو مانے، وہ کافر، خارج از ملت اسلام ہے۔ اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

(۱) امام ابوحنیفہؒ (۸۰-۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا۔ ''مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔'' اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا...[1]

(۲) علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا مطلب بیان کرتے ہیں:

اَلَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ فَطَبَعَ عَلَيْهَا فَلَا تُفْتَحُ لِاَحَدٍ بَعْدَهٗ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ۔

''جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔''

(تفسیر ابن جریر، جلد ۲۲ ص:۱۲)

(۳) امام طحاوی (۲۳۹ھ-۳۲۱ھ) اپنی کتاب ''عقیدۂ سلفیہ'' میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں: اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیاء، سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں، اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔[2]''

(۴) علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴-۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمدؐ نہیں ہیں تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ (المحلی ج ا ص:۲۶)

(۵) امام غزالی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) فرماتے ہیں[3]:

لَوْفُتِحَ هٰذَا الْبَابُ (اَیْ بَابَ اِنْكَارِ كَوْنُ الْاِجْمَاعِ حُجَّةً) اِنْجَرَّاِلٰى اُمُوْرٍ شَنِيْعَةٍ وَهُوَاَنَّ قَائِلاً لَوْقَالَ يَجُوْزُ اَنْ يُّبْعَثَ رَسُوْلٌ بَعْدَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فَيُبْعَدُ التَّوَقُّفُ فِیْ تَكْفِيْرِهٖ وَمُسْتَبْعَدُ اِسْتِحَالَةُ ذٰلِكَ عِنْدَالْبَعْثِ تُسْتَمَدُّ مِنَ الْاِجْمَاعِ لَامُحَالَةَ، فَاِنَّ الْعَقْلَ لَايُحِيْلُهٗ، وَمَا نُقِلَ فِيْهِ مِنْ قَوْلِهٖ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ، وَمِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ، فَلَا يُعْجِزُ هٰذَا الْقَائِلَ عَنْ تَاْوِيْلِهٖ، فَيَقُوْلُ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ اَرَادَ بِهٖ اُوْلُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ، فَاِنْ قَالُوْا النَّبِيّٖنَ عَامٌ، فَلَايُبْعَدُ تَخْصِيْصُ الْعَامِ،

---

[1] مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی ج ا ص ۱۶۱۔ مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۲۱ھ۔

[2] شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السلفیہ، دار المعارف مصر، صفحات ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲۔

[3] امام غزالی کی اس رائے کو ہم ان کی اصل عبارت کے ساتھ اس لیے نقل کر رہے ہیں کہ منکرین ختم نبوت نے اس حوالے کی صحت کو بڑے زور وشور سے چیلنج کیا ہے۔

وَقَوْلُهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ لَمْ یَرِدْ بِهِ الرَّسُوْلَ وَفَرْقٌ بَیْنَ النَّبِیِّ وَالرَّسُوْلِ وَالنَّبِیُّ اَعْلٰی مَرْتَبَةً مِّنَ الرَّسُوْلِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنْ اَنْوَاعِ الْهَذَیَانِ، فَهٰذَا وَاَمْثَالُهٗ لَایُمْکِنُ اَنْ نَدَّعِیَ اِسْتِحَالَتَهٗ مِنْ حَیْثُ مُجَرَّدِ اللَّفْظِ، فَاِنَّا فِیْ تَاْوِیْلِ ظَوَاهِرِ التَّشْبِیْهِ قَضَیْنَا بِاِحْتِمَالَاتٍ اَبْعَدَهٗ مِنْ هٰذِهٖ، وَلَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ مُبْطِلاً لِلنُّصُوْصِ، وَلٰکِنَّ الرَّدَّ عَلٰی هٰذَا الْقَائِلِ اَنَّ الْاُمَّةَ فَهِمَتْ بِالْاِجْمَاعِ مِنْ هٰذَا اللَّفْظِ وَمِنْ قَرَائِنِ اَحْوَالِهٖ اَنَّهٗ اَفْهَمَ عَدَمَ نَبِیٍّ بَعْدَهٗ اَبَدًا وَعَدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَدًا وَاَنَّهٗ لَیْسَ فِیْهِ تَاْوِیْلٌ وَلَاتَخْصِیْصٌ فَمُنْکِرُهٰذَا لَایَکُوْنُ اِلَّامُنْکِرُ الْاِجْمَاعِ.

(الاقتصاد فی الاعتقاد، المطبعة الادبیة، مصر، ص: ۱۱۴)

’’اگر یہ دروازہ ـــــ یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار کا دروازہ ـــــ کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا چاہتا ہو تو اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینی پڑے گی۔ کیوں کہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی۔ اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے اس عقیدے کا قائل لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ نبیین کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لیے کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور لا نبی بعدی کے متعلق وہ کہہ دے گا کہ لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا ہے، رسول اور نبی میں فرق ہے، اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر ہے۔ غرض اس طرح کی بکواس بہت کچھ کی جاسکتی ہے اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے، بلکہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں۔ اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کررہا ہے۔ لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ امت نے بالاتفاق اس لفظ ـــــ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ ـــــ سے اور نبی ﷺ کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضورؐ کا مطلب یہ تھا کہ آپؐ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔‘‘

(۶) محی السنہ بغوی (متوفی ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: اللہ نے آپؐ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا، پس آپؐ انبیاء کے خاتم ہیں... اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (جلد۳ص:۱۵۸)

(۷) علامہ زمخشری (۴۶۷ھ-۵۳۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جب کہ حضرت عیسیٰؑ آخر زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپؐ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا، اور عیسیٰؑ اُن لوگوں میں سے ہیں جو آپؐ سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپؐ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔‘‘ (جلد۲ص۲۱۵)

(۸) قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں: جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی نبوت کا اکتساب کرسکتا ہے اور صفائی قلب کے ذریعہ سے مرتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں، اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے... ایسے سب لوگ کافر اور نبی ﷺ کے جھٹلانے والے ہیں۔ کیوں کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپؐ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپؐ کو بھیجا گیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر مفہوم پر محمول ہے، اس کے معنی ومفہوم میں کسی تاویل وتخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا اُن تمام گروہوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں، بربنائے اجماع بھی اور بربنائے نقل بھی۔ (شفاء جلد ۲، ص: ۲۷۰-۲۷۱)

(۹) علامہ شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) اپنی مشہور کتاب ''**الملل والنحل**'' میں لکھتے ہیں۔ ''اور اسی طرح جو کہے... کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بہ جز عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے۔'' (جلد ۳، ص: ۲۴۹)

(۱۰) امام رازی (۵۴۳ھ-۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس سلسلۂ بیان میں **وَخَاتَمَ النبیین** اس لیے فرمایا گیا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کرسکتا ہے۔ مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے، کیوں کہ اس کی مثال اُس باپ کی ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی وسرپرست اس کے بعد نہیں ہے۔ (جلد ۶، ص: ۵۸۱)

(۱۱) علامہ بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر ''**انوار التنزیل**'' میں لکھتے ہیں: یعنی آپؐ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کردیا، یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کردی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپؐ کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں قادح نہیں ہے کیوں کہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپؐ ہی کے دین پر ہوں گے۔

(جلد ۴، ص: ۱۶۴)

(۱۲) علامہ حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر ''**مدارک التنزیل**''، میں لکھتے ہیں: اور آپؐ خاتم النبیین ہیں... یعنی نبیوں میں سب سے آخری۔ آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰؑ تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپؐ سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپؐ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔'' (ص: ۴۷۱)

(۱۳) علامہ علاءالدین بغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر ''**خازن**''، میں لکھتے ہیں: **وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ**۔ یعنی اللہ نے آپؐ پر نبوت ختم کردی، اب نہ آپؐ کے بعد کوئی نبوت ہے نہ آپؐ کے ساتھ کوئی اس میں شریک... **وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا**۔ ''یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (ص: ۴۷۱-۴۷۲)

(۱۴) علاّ مہ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) اپنی مشہور ومعروف تفسیر میں لکھتے ہیں: پس یہ آیت اس باب میں نص صریح ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور جب آپؐ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجۂ اولیٰ نہیں ہے، کیوں کہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام، ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا... حضورؐ کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت اور شعبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے... یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو۔'' (ج ۳، ص: ۴۹۳-۴۹۴)

(۱۵) علاّ مہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں: **وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيمًا** ''یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو آپ ہی کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ (ص: ۷۶۸)

(۱۶) علاّ مہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) اصول فقہ کی مشہور کتاب '' **اَلْاَشباہ والنَّظائر، کتاب السِّیَر، باب الردّۃ** میں لکھتے ہیں: ''اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے، کیوں کہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔'' (ص: ۱۷۹)

(۱۷) ملاّ علی قاری (متوفی ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: ''ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالا جماع کفر ہے۔'' (ص: ۲۰۲)

(۱۸) شیخ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) تفسیر '' **روح البیان**'' میں اس آیت[1] کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عاصم نے لفظ خاتم ''ت'' کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کے معنی ہیں آلہ ختم کے، جس سے مہر کی جاتی ہے۔ جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپا لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ انبیاء میں سب سے آخر تھے جن کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی۔ فارسی میں اسے ''مہر پیغمبران'' کہیں گے، یعنی آپؐ سے نبوت کا دروازہ سر بہ مہر کر دیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ باقی قاریوں نے اسے ''تِ'' کے زیر کے ساتھ خاتم پڑھا ہے، یعنی آپ مہر کرنے والے تھے۔ فارسی میں اسے مہر کنندہ پیغمبران کہیں گے۔ اس طرح یہ لفظ بھی خاتم کا ہم معنی ہی ہے... اب آپؐ کی امت کے علماء آپ سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے، نبوت کی میراث آپؐ کی ختمیت کے باعث ختم ہو چکی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپؐ کے بعد نازل ہونا آپؐ کے خاتم النبیین ہونے میں قادح نہیں ہے۔ کیوں کہ خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا... اور عیسیٰؑ آپ سے پہلے ہی نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی ﷺ کے پیرو کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آپؐ ہی کے قبلے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔ آپؐ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔ نہ ان کی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے۔ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے... اور

---

[1] مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ۔

اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا لَانَبِیَّ بَعۡدِیۡ اب جوکوئی کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا، کیوں کہ اس نے نص کا انکار کیا۔ اور اسی طرح اُس شخص کی تکفیر کی جائے گی جو اس میں شک کرے، کیوں کہ حجت نے حق کو باطل سے ممیز کردیا ہے اور جو شخص محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اس کا دعویٰ باطل کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ (جلد۲۲،ص:۱۸۸)

(۱۹) فتاویٰ عالمگیری، جسے بارھویں صدی ہجری میں اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے مرتب کیا تھا، اس میں لکھا ہے: اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (ج۲،ص:۲۶۳)

(۲۰) علّامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔ ''جمہور نے لفظ خاتم کو''ت'' کے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کے ساتھ۔ پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ نے انبیاء کو ختم کیا، یعنی سب کے آخر میں آئے۔ اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ اُن کے لیے مہر کی طرح ہوگئے جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سربہ مہر ہوگیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزین ہوا۔ (ج۴،ص:۲۷۵)

(۲۱) علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں: ''نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خود بخود لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم المرسلین بھی ہوں۔ اور آپؐ کے خاتم انبیاء و رسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوت سے آپؐ کے متصف ہونے کے بعد اب جن وانس میں سے ہر ایک کے لیے نبوت کا وصف منقطع ہوگیا۔ (جلد۲۲،ص:۳۲) رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (جلد۲۲،ص:۳۸)
''رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا، سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی اور امت نے اس پر اجماع کیا۔ لہٰذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ (ج۲۲،ص:۳۹)

یہ ہندوستان سے لے کر مراکش اور اندلس تک اور ٹرکی سے لے کر یمن تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علماء وفقہاء اور محدثین ومفسرین کی تصریحات ہیں۔ ہم نے ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سنین ولادت ووفات بھی دے دیے ہیں جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کرسکتا ہے کہ پہلی صدی سے تیرھویں صدی تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابر ان میں شامل ہیں۔ اگرچہ ہم چودھویں صدی کے علمائے اسلام کی تصریحات بھی نقل کرسکتے ہیں مگر ہم نے قصداً انھیں اس لیے چھوڑ دیا کہ ان کی تفسیر کے جواب میں ایک شخص یہ حیلہ کرسکتا ہے کہ ان لوگوں نے اس دور کے مدعی نبوت کی ضد میں ختم نبوت کے یہ معنی بیان کیے ہیں۔ اس لیے ہم نے پہلے علماء کی تحریریں نقل کی ہیں جو ظاہر ہے کہ آج کے کسی شخص سے کوئی ضد نہ رکھ سکتے تھے۔ ان تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر ''خاتم النبیین'' کے معنی ''آخری نبی''

ہی سمجھتی رہی ہے۔حضورؐ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے، اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعوے کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے، جو قرآن کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے جس کی تصریح نبی ﷺ نے خود فرمادی ہے، جس پر صحابۂ کرام کا اجماع ہے اور جسے صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں، اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مدعی کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے، اور ایسے لوگوں، کو کیسے مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے، جنھوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ اس دروازے سے ایک صاحب حریم نبوت میں داخل بھی ہو گئے ہیں اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔

اس سلسلے میں تین باتیں اور قابل غور ہیں:

۱-کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر وایمان کا انحصار ہے۔ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر، اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر۔ایک ایسے نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بدرجۂ اولیٰ توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا، رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے اس کا کھلا کھلا اعلان کراتا اور حضورؐ دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبر دار نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمھیں ان کو ماننا ہوگا۔آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین وایمان سے کیا دشمنی تھی کہ حضورؐ کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہو سکتے مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا، بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کا رسول، دونوں ایسی باتیں فرمادیتے جن سے تیرہ سو برس تک ساری امت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اب اگر بہ فرض محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف وخطر اس کا انکار کر دیں گے۔خطرہ ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی باز پرس ہی کا تو ہوسکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا۔تو ہم یہ سارا ریکارڈ برسر عدالت لا کر رکھ دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا۔ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اور اس کے بعد

کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوچ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لیے وہ کون سا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کر سکتا ہے جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیشی ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہیے، اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہیے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ یہ کام کر رہا ہے کیا ایک عقلمند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟

۲-اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اُس شخص میں پیدا ہو جایا کرے جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لیا ہو۔ نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلے میں عطا کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ ایک منصب ہے جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لیے مامور کیا جاتا ہے، اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔

قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں:

اوّل یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو، یا اس میں تحریف ہو گئی ہو، اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لیے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی ضرورت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضورؐ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپؐ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپؐ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ جو کتاب آپؐ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی، نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپؐ نے اپنے قول و عمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپؐ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لیے دوسری ضرورت بھی ختم ہو گئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضورؐ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کردی گئی۔لہٰذا تکمیل دین کے لیے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت، تو اگر اس کے لیے کوئی نبی درکار ہوتا، تو وہ حضورؐ کے زمانے میں آپؐ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہوگئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے۔جس کے لیے آپؐ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو۔اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے اس لیے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لیے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لیے وہ آئے؟ نبی تو اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے، اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لیے ہوتی ہے یا پچھلے کام کی تکمیل کرنے کے لیے، یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لیے قرآن اور سنت محمد ﷺ کے محفوظ ہوجانے اور دین کے مکمل ہوجانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہوچکی ہیں، تو اب اصلاح کے لیے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

۳-نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر وایمان کا سوال اُٹھ کھڑا ہوگا۔جو اس کو مانیں گے وہ ایک اُمت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے۔ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انھیں اُس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔پھر ان کے لیے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے، کیوں کہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔اس بنا پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے۔جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالم گیر برادری بننا ممکن ہوا ہے اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کردیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہوسکتا ہو۔اب جو شخص بھی محمد ﷺ کو اپنا ہادی ورہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہوسکتا ہے۔یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہوسکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوجاتا۔ کیوں کہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کردی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کردیا جائے، تو نبوت کا درواہ بند ہوجانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہوکر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلاضرورت

نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ''ظلی'' ہو یا ''بروزی''، امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب، بہرحال جو شخص نبی ہوگا وہ خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا۔ اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انھیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیے۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، ضمیمہ: نئی نبوت اب...)

ختم نبوّت کے خلاف شبہات کا بطلان

۱۰۵۔ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيمُ لَكَانَ نَبِيًّا۔

''اگر ــــ رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے ــــ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔''

تشریح: اس حدیث سے قادیانی حضرات جو استدلال کرتے ہیں وہ چار وجوہ سے غلط ہے:

اوّل یہ کہ جس روایت میں اسے خود نبی ﷺ کے قول کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے اس کی سند ضعیف ہے اور محدثین میں سے کسی نے بھی اس کو قوی تسلیم نہیں کیا ہے۔

دوم یہ کہ نووی اور ابن عبدالبر جیسے اکابر محدثین اس مضمون کو بالکل ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں۔ امام نوویؒ اپنی کتاب ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں لکھتے ہیں:

اَمَّا مَارُوِیَ عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِينَ لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيمُ لَكَانَ نَبِيًّا فَبَاطِلٌ وَجَسَارَةٌ عَلَى الْكَلَامِ عَلَى الْمُغِيْبَاتِ وَمُجَازِفَةٌ وَهُجُوْمٌ عَلٰى عَظِيمٍ۔

''رہی وہ بات جو بعض متقدمین سے منقول ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ تو وہ باطل ہے اور غیب کی باتوں پر کلام کرنے کی بے جا جسارت ہے۔ اور بے سوچے سمجھے ایک بڑی بات منہ سے نکال دینا ہے۔''

اور علامہ ابن عبدالبر تمہید میں لکھتے ہیں:

لَاۤ اَدْرِیْ مَا هٰذَا فَقَدْ وَلَدُ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرُ نَبِيٍّ وَلَوْلَمْ يَلِدِ النَّبِيُّ اِلَّا نَبِيًّا لَكَانَ كُلُّ اَحَدٍ نَبِيًّا لِاَنَّهُمْ مِنْ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

''میں نہیں جانتا کہ یہ کیا مضمون ہے۔ نوح علیہ السلام کے ہاں غیر نبی اولاد ہو چکی ہے۔ حالانکہ اگر نبی کا بیٹا نبی ہی ہونا ضروری ہوتا تو آج سب نبی ہوتے، کیوں کہ سب کے سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔''

سوم یہ کہ اکثر روایات میں اسے نبی ﷺ کے بجائے بعض صحابیوں کے قول کی حیثیت سے نقل کیا گیا ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ یہ تصریح بھی کر دیتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد چوں کہ کوئی نبی نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے

صاحب زادے کواٹھالیا۔ مثال کے طور پر بخاری کی روایت یہ ہے:

عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَأَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ بْنَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَالَ مَاتَ صَغِیْرًا وَلَوْقُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ عَاشَ ابْنُهٗ وَلٰکِنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ۔ (بخاری)

''اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ (صحابی) سے پوچھا کہ آپ نے نبی ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ انھوں نے کہاوہ بچپن ہی میں مرگئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتو آپ کا صاحب زادہ زندہ رہتا، مگر حضور کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے۔''

اس سے ملتی جلتی روایت حضرت انسؓ سے بھی منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

وَلَوْبَقِیَ لَکَانَ نَبِیًّا لٰکِنَّ لَمْ یَبْقَ لِاَنَّ نَبِیَّکُمْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ. (تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳)

''اگر وہ زندہ رہ جاتے تو نبی ہوتے مگر وہ زندہ نہ رہے کیوں کہ تمھارے نبی آخری نبی ہیں۔''

چہارم یہ کہ اگر بالفرض صحابہ کرام کی یہ تصریحات بھی نہ ہوتیں، اور محدثین کے وہ اقوال بھی موجود نہ ہوتے جس میں اس روایت کو جو نبی ﷺ کے قول کی حیثیت سے منقول ہوئی ہے، ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے، تب بھی وہ کسی طرح قابل قبول نہ ہوتی، کیوں کہ یہ بات علم حدیث کے مسلمہ اصولوں میں سے ہے کہ اگر کسی ایک روایت سے کوئی ایسا مضمون نکلتا ہو جو بہ کثرت صحیح احادیث کے خلاف پڑتا ہو تو اسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اب ایک طرف وہ کثیر التعداد صحیح اور قوی السند احادیث ہیں جن میں صاف صاف تصریح کی گئی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور دوسری طرف یہ اکیلی روایت ہے جو بابِ نبوت کے کھلے ہونے کا امکان ظاہر کرتی ہے۔ آخر کس طرح جائز ہے کہ اس ایک روایت کے مقابلے میں ان سب روایتوں کو ساقط کر دیا جائے؟ (رسائل ومسائل سوم: ختم نبوت کے...)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قُلْتُ لِابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی: رَأَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ ابْنَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ صَغِیْرًا وَلَوْقُضِیَ اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ عَاشَ ابْنُهٗ وَلٰکِنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ۔(٤٤)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ، ثَنَا سُفْیَانُ، عَنِ السُّدِیِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ: لَوْعَاشَ اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ النَّبِیِّ ﷺ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا۔(٤٥)

انبیاء ورسل کی تعداد:

۱۰۶۔ نبی ﷺ سے رسولوں کی تعداد پوچھی گئی تو آپ نے ۳۱۳ یا ۳۱۵ بتائی اور انبیاء کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ایک لاکھ ۲۴ ہزار بتائی۔

تشریح: اگرچہ اس حدیث کی سندیں ضعیف ہیں، مگر کئی سندوں سے ایک بات کا نقل ہونا اس کے ضعف کو بڑی حد تک دور کر دیتا ہے۔

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اَبُوالْمُغِیْرَةِ، ثَنَا مَعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ زَیْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ جَالِسًا وَكَانُوْا یَظُنُّوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ عَلَیْهِ. الحدیث، قَالَ:قُلْتُ:یَانَبِیَّ اللّٰهِ فَاَیُّ الْاَنْبِیَاءِ كَانَ اَوَّلُ؟ قَالَ: اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ: قُلْتُ:یَانَبِیَّ اللّٰهِ اَوَ نَبِیٌّ كَانَ اٰدَمُ؟ قَالَ: نَعَمْ، نَبِیٌّ مُكَلَّمٌ خَلَقَهُ اللّٰهُ بِیَدِهٖ ثُمَّ نَفَخَ فِیْهِ رُوْحَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ یَا اٰدَمُ قَبْلًا قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَمْ وَفِیْ عِدَّةِ الْاَنْبِیَاءِ قَالَ مِائَةُ اَلْفٍ وَاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذٰلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِیْرًا۔(۴۶)

رسول کسے کہتے ہیں؟

رسول کے معنی ہیں ''فرستادہ'' بھیجا ہوا۔اس معنی کے لحاظ سے عربی زبان میں قاصد، پیغام بر، ایلچی اور سفیر کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔اور قرآن میں یہ لفظ یا تو ان ملائکہ کے لیے استعمال ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کارِ خاص پر بھیجے جاتے ہیں، یا پھر ان انسانوں کو اس نام سے موسوم کیا گیا ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے خلق کی طرف اپنا پیغام پہنچانے کے لیے مامور فرمایا۔

نبی کے معنی

''نبی'' کے معنی میں اہل لغت کے درمیان اختلاف ہے۔بعض اس کو لفظ نَبَا سے مشتق قرار دیتے ہیں جس کے معنی خبر کے ہیں، اور اس اصل کے لحاظ سے نبی کے معنی ''خبر دینے والے'' کے ہیں۔بعض کے نزدیک اس کا مادہ نبو ہے، یعنی رفعت اور بلندی۔اور اس معنی کے لحاظ سے نبی کا مطلب ہے ''بلند مرتبہ'' اور ''عالی مقام'' ازہری نے کسائی سے ایک تیسرا قول بھی نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ لفظ دراصل نبیءٌ ہے جس کے معنی طریق اور راستے کے ہیں، اور انبیاء کو نبی اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی طرف جانے کا راستہ ہیں۔

پس کسی شخص کو ''رسول نبی'' کہنے کا مطلب یا تو ''عالی مقام پیغمبر'' ہے، یا ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دینے والا پیغمبر'' یا پھر ''وہ پیغمبر جو اللہ کا راستہ بتانے والا ہے۔''

قرآن مجید ان الفاظ کا استعمال کن معانی میں کرتا ہے

قرآن مجید میں یہ دونوں الفاظ بالعموم ہم معنی استعمال ہوئے ہیں۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت کو کہیں صرف رسول کہا گیا ہے اور کہیں صرف نبی اور کہیں رسول اور نبی ایک ساتھ۔لیکن بعض مقامات پر رسول اور نبی کے الفاظ اس طرح بھی استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں مرتبے اور کام کی نوعیت کے لحاظ سے کوئی اصطلاحی فرق ہے۔مثلاً سورۂ حج، رکوع ۷ میں فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا... ''ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ نبی مگر...'' یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اور نبی دو الگ اصطلاحیں ہیں جن کے درمیان کوئی معنوی فرق ضرور ہے۔اسی بنا پر اہل تفسیر میں یہ بحث چل پڑی ہے کہ اس فرق کی نوعیت کیا ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ قطعی دلائل کے ساتھ کوئی بھی رسول اور نبی کی الگ الگ حیثیتوں کا تعین نہیں کرسکا ہے۔زیادہ سے

زیادہ جو بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول کا لفظ نبی کی بہ نسبت خاص ہے، یعنی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے، مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا، یا بالفاظ دیگر انبیاء میں سے رسول کا لفظ ان جلیل القدر ہستیوں کے لیے بولا گیا ہے جن کو عام انبیاء کی بہ نسبت زیادہ اہم منصب سپرد کیا گیا تھا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام احمد نے حضرت امامہ سے اور حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے نقل کی ہے اور جو اوپر درج ہوچکی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، مریم، حاشیہ: ۳۰)

ماٰخذ

(۱) بخاری، ج ۱، کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اِسرَائیل ☆مسلم، ج ۲، کتاب الامارۃ باب وجوب الوفاء ببیعۃ الخلیفۃ الْاَوَّل ☆مسند احمد، ج ۲ص۲۹۷عن ابی ہریرۃ ☆کنزالعمال ج ٦، حدیث ۱٤۸۰٥۔

(۲) ابن ماجہ کتاب الجھاد باب الوفاء بالبیعۃ۔

(۳) مسند احمد ج ۲ص۱۷۲☆ عَبْدُ اللّٰہِ بن عمرو بن العاص ☆ابن کثیر، ج ۳، سورۃ احزاب۔

(٤) مسند احمد ج٥ ص٤٥٤، مرویات ابوالطفیل ☆ ابن کثیر ج۳ص٤۹۳☆مجمع الزوائد ج ۷ص۱۷۳۔ ☆الطبرانی الکبیر بحوالہ الزوائد۔

(٥) بخاری، ج۲، کتاب التعبیر باب مبشرات ☆ ابن ماجہ کتاب تعبیر الرؤیا باب :۱☆نسائی کتاب الصلوٰۃ باب الذکر فی الرکوع اور کتاب الافتتاح باب الامر بالاجتھاد فی الدعاء فی السجود۔

(٦) ابو داؤد، ج ۱، کتاب الصلاۃ باب الدعاء فی الرکوع والسجود☆دارمی کتاب الصلاۃ باب :۷۷، النھی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود ☆مؤطا امام مالك کتاب الجامع باب ماجاء فی الرؤیا۔مؤطا میں حضرت ابوہریرہؓ سے لَیْسَ یَبْقیٰ بَعْدِیُ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الرُّوْیَا الصَّالِحَۃُ بھی نقل کیا ھے۔☆مسند احمد ج۱ص۲۱۹۔ ج۳ص٥۰،۱۱۹،۱۲۲، ۱۳۷، ۲۱۹، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲٦۹، ۳۱٤، ۳۲٥، ۳٤۲، ۳٦۹، ٤۳۸، ٤۹٥، ٥۰۷۔ ج٥ ص۳۱٥، ۳۲۱، ۳۲٥۔ ج٦ ص۱۲۹، ۱٥۳، ۲۳۲، ٤٤٥، ٤٤۷، ٤٥۲۔

(۷) بخاری، ج ۲۔ص۱۰۳٥۔

(۸) بخاری، ج ۲ص۱۰۳٤☆مؤطا امام مالك، کتاب الجامع باب ماجاء فی الرؤیا۔

(۹) بخاری، ج ۲ص۲۰۳٤☆ترمذی ابواب الرؤیا باب ان رؤیا المومن جزء من ستۃ واربعین جزءً ا مِن النُّبُوَّۃ ☆ابن ماجہ کتاب تعبیرالرؤیا باب الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم اوتریٰ لہ ☆مجمع الزوائدج۷ ☆طبرانی کبیر والصغیر بحوالہ الزوائد۔

(۱۰) دارمی جز۲،کتاب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات ☆ابن ماجہ کتاب تعبیر الرؤیا باب الرؤیا الصالحۃ یرا ھا المسلم او تریٰ لہ۔

(۱۱) المعجم الکبیر للطبرانی ،ج ۳ حدیث ۳۰٥۱☆مجمع الزوائد، ج ۷۔ص ۱۷۳۔

(۱۲) ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی الرؤیا ☆ مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی الرؤیا☆مسند احمد، ج ۲،ص۳۲۵ ج ٦۔ص۱۲۹۔

(۱۳) ترمذی ابواب الرویا باب ذھبت النبوة وبقیت المبشرات☆ابن کثیر ج ۳ص٤۹۳ ☆مسند احمدج۳، مرویات انس بن مالک مسند میں امام احمد نے فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی نقل کیا ھے۔

(١٤) ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ ☆ فتح القدیر ، ج ٤ ص۲۸٦ ☆ابواب الامثال عن جابر بن عبدالله قدرے لفظی اور ضمائر کے الفاظ کے ساتھ ☆ ابن کثیر ج ۳۔ص٤۹۳۔

(١٥) بخاری، ج ۱، کتاب المناقب باب خاتم النبیین ☆مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب ذکر کونه ﷺ خاتم النبیین ☆ترمذی ابواب الامثال باب ماجاء مثل النبی والانبیاء ﷺ اجمعین ☆مسند احمد ج ۲ص ٢٤٤، ٢٥٦، ٣١٢، ٤١٢،٣٩٨ ج۳ص۹،۳٦١ ☆ابن کثیر ج ۳ص٤۹۳ ☆مسند ابی داؤد طِیَالِسی جزء ۸، حدیث نمبر١٧٨٥ ☆فتح القدیر للشوکانی، ج ٤۔ص۲۸٦۔

(١٦) ابن کثیر ، ج ۳ص٤۹۳ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی، ج ۹، کتاب السیرباب مبتدا الخلق۔

(١٧) مسلم ،ج۲، کتاب الفضائل باب ذکرﷺ خاتم النبیین ☆لفظ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ مذکورہ روایات کے علاوہ مندرجہ ذیل روایتوں میں بھی ھے۔ البته بخاری میں خاتم الانبیا ھے☆بخاری ج ۲، سورة الاسراء ☆مسلم کتاب الایمان ☆ابوداؤد کتاب الفتن ☆ترمذی ، ابواب القیامة باب: ۱۰ ☆دارمی مقدمه باب:۸ ☆ابن کثیر ، ج ۳، ص٤۹۳ مسند احمد، ج ۱،ص۲۹٦ ج ۲،ص۴۳٦،۳۹۸ ج ٤،۱۲۷، ۱۲۸ ج ٥ ص۲۷۸۔

(١٨) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب ذکر کونه ﷺ خاتم النبیین ☆ فتح القدیرللشّوکانی ج٤، ص۲۸٦۔

(١٩) مسلم، ج ۱، کتاب المساجد و مواضع الصلاة ☆ترمذی، ج ۱، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغنیمة۔ عن ابی ھریرة ۔ ھذا حدیث حسن صحیح ☆مسند احمد، ج۲،ص٤١٢ عن ابی ھریرة ☆ابن کثیر ج ۳ص٤۹۳ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹، ص٥۔

(۲۰) ابن ماجه کتاب الفتن، باب فتنة الدجال ☆المستدرک،ج٤، ص٥۳٦کتاب الفتن ان اللّٰه تعالیٰ لم یبعث نبیاً الاحذر امته الدجال۔

(۲۱) مسند احمد، ج ٥ ص۳۹٦☆طبرانی کبیرج۳،ص۱۷۰حذیفة بن الیمان۔ طبرانی نے وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ نقل کیا ھے ☆مجمع الزوائد ج۷۔ص۳۳۲۔

(۲۲) ابوداؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن وَدَلَائِلِهَا ☆ابن ماجه کتاب الفتن باب مایکون من الفتن☆ابن ماجه میں وانا خاتم النبیین لانبی بعدی منقول نهیں ھے ☆ المستدرک للحاکم ، ج ٤ کتاب الفتن والملاحم اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنها الیٰ یوم القیامة۔

(۲۳) مسلم، ج ۲، کتاب الفتن باب فی قوله ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین ☆ مسند احمد، ج۲، ص۲۳۷، روایت ابی ھریرة ☆مجمع الزوائد، ج۷، ص۳۳۲۔

(٢٤) ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی خبرابن الصائد۔

(٢٥) ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعة حتّٰی یخرج کذابون۔

(٢٦) ابن ماجه کتاب الفتن باب مایکون من الفتن۔

(۲۷) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسمائہٖ ﷺ☆دارمی کتاب الرقاق باب فی اسماء النبی ﷺ☆ابن کثیر ج۳۔ص۴۹۴۔

(۲۸) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسماء النبی ﷺ۔

(۲۹) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسمائہٖ ﷺ ☆ابن کثیر، ج۳ص۴۹۴ ☆زادالمعاد، ج۱،ص۳۴ فی اسماءہٖ ﷺ۔

(۳۰) المستدرك للحاكم،ج۲،كتاب التاريخ باب ذكر اسماء النبی ﷺ ☆ابوداؤد طيالسی جز۲،ص۶۷ ابوموسیٰ اشعری ☆زاد المعاد ، ج۱ص۳۴، فی اسماءہٖ ﷺ۔ ☆ابن کثیر،ج ۴ ص ۳۶۰☆طبقات ابن سعد، ج ۱۔

(۳۱) مجمع الزوائد، ج ۸، کتاب علامات النبوة باب فی اسماءہٖ ﷺ عن حذيفة۔

(۳۲) بخاری، ج ۲، کتاب التفسير سوره الصف باب یاتی من بعدی اسمہ احمد ☆بخاری، ج ۱،کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء رسول اللّٰہ ﷺ☆ مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب فی اسمائہٖ ﷺ ☆ترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی اسماء النبی ﷺ ☆مؤطا امام مالك كتاب الجامع ماجاء فی اسماء النبی ﷺ ☆ابن کثیر، ج ۴ ☆فتح القدير للشوكانی،ج۵☆المعجم الكبير للطبرانی، ج۲،ص۱۲۰،۱۲۱،۱۳۳جبير بن مطعم ☆طبقات بن سعد،ج۱،ص۱۰۴،۱۰۵ ذکر اسماء الرسول ﷺ وکنیتہ ☆زاد المعاد، ج۱، ص۳۴ فی اسماءہٖ ﷺ جبير بن مطعم۔

(۳۳) بخاری،ج۱، کتاب المناقب۔ مناقب علی ابن ابی طالب ☆ ابوداؤد طيالسی، ج۱،ص۲۹سعد بن ابی وقاص ☆ طبرانی کبیر،ص۲۴۸سعدبن ابی وقّاص۔

(۳۴) مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب☆ابوداؤد طيالسی ، ج۱ص۲۹، عن سعد بن ابی وقّاص۔

(۳۵) بخاری، ج ۲، کتاب المغازی باب غزوه تبوك ☆مسند احمد، ج۱،ص۱۷۷روایت سعد بن ابی وقّاص ☆سیرت ابن ہشام ،ج۴ص۵۲۰، شان علی بن ابی طالب ☆ المستدرك،ج۳ص۱۳۳، عن ابن عباس اس میں لیس بعدی نبی ہے۔

(۳۶) ترمذی ابواب المناقب علی ابن ابی طالب ☆ البدایہ والنہایة ،ج۵،ص۲☆مسند احمد ج۱ ص۱۸۵ روایت، سعد بن ابی وقاص۔

(۳۷) مسند احمد، ج۱ص۱۷۰۔

(۳۸) ترمذی ابواب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب باب ......☆مسند احمدج۴،ص۱۵۴روایت عقبة بُن عامرجُهَنی☆مجمع الزوائدج۹ص۶۸☆مسند احمد میں لوکان من بعدی نبی لكان عمر بن الخطاب ہے ☆المستدرك للحاكم، ج ۳، کتاب معرفة الصحابة لوكان بعدی نبی لكان عمر۔

(۳۹) کتاب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب۔ اور کتاب الانبیاء☆مسلم، ج ۲، کتاب الفضائل باب من فضائل عمر بن الخطاب قال ابن وهب تفسير مُحَدَّثُوْنَ مُلْهَمُوْنَ ☆ترمذی ابواب المناقب مناقب ابی حفص عمرو ابن الخطاب۔ هذا حديث حسن صحيح☆مسند احمد، ج۶ عن عائشہؓ ☆المستدرك للحاكم ، ج۳ کتاب معرفة الصحابة، رؤيا النبی ﷺ فی فضيلة علم عمر ☆مجمع الزوائدج۹ص۶۹عن ابی سعید خدری ☆ رياض الصالحين، ص۳۶۵ حديث: ۱۵۰۱۔

(٤٠) مسلم، ج ١، کتاب الحج باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدینة ☆نسائی کتاب المساجد باب فضل مسجد النبی ﷺ والصلوٰة فیه۔

(٤١) مسلم، ج ١، کتاب الحج باب فضل المساجد الثلاثة☆ ترمذی ابواب المواقیت باب ماجاء فی ای المساجد افضل اور ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل المدینة ☆نسائی کتاب المناسك۔ باب فضل الصلوٰة فی المسجد الحرام ☆ ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة باب١٩٥ماجاء فی فضل الصلوٰة فی المسجد الحرام ومسجد النبی ﷺ ☆مؤطّا امام مالك ج١ص١٥٥،١٥٦، باب ماجاء فی مسجد النبی ﷺ ، مسند احمد، ج٢،ص١٦، ٢٩، ٥٣، ٥٤، ٦٨، ١٠٢، ٢٣٩، ٢٥١، ٢٥٦، ٢٧٧، ٢٧٨، ٣٨٦، ٣٩٧، ٤٦٦، ٤٦٨، ٤٧٣، ٤٨٤، ٤٨٥، ٤٩٩ ج ٤ ص ٥۔

(٤٢) مسلم،ج١،کتاب الحج باب فضل المساجد الثلاثة ☆ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل المدینة ☆ترمذی ابواب المواقیت باب ماجاء فی ای المساجد افضل ☆نسائی ج٥کتاب المساجد باب فضل الصلوٰة فی المسجد الحرام ، اورکتاب المناسك باب فضل الصلاة فی المسجد الحرام ومسجد النبی ﷺ ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوة الخ باب ١٩٥ ماجاء فی فضل الصلوة فی المسجد الحرام ومسجد النبی ﷺ☆مؤطا امام مالك، ج ١، باب ماجاء فی مسجد النبی ﷺ ☆مسند احمد، ج ٤ ص ٥۔

(٤٣) مسلم،ج١،کتاب الحج باب فضل المساجد الثلاثة ☆نسائی کتاب المساجد باب فضل الصلاة فی المسجد الحرام ☆نسائی کتاب المناسك ج٥، باب فضل الصلوٰة فی المسجد الحرام☆نسائی میں ان مسجده اٰخرا المساجد هے۔

(٤٤) بخاری، ج٢، کتاب الادب باب من سمی باسماء الانبیاء ☆ ترمذی ابواب المناقب☆ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰة علی ابن رسول الله ﷺ وذکر وفاته ☆مسند احمد ،ج٤۔

(٤٥) مسند احمد،ج٣،ص١٣٣ انس بن مالك الماوردی عن انس☆ کنزالعمال ج١١،ص٤٦٩ اور ٤٧٠ عن ابن عباس بحواله ابن عساکر عن بن عباس اور عن ابن ابی اوفٰی۔

(٤٦) مسنداحمد،ج٥ص٢٦٥،٢٦٦، روایت ابی أمامة ☆بیهقی ،ج٩ص٤،کتاب السیر باب مبتدء الخلق، تفرد به یحیٰ بن السعیدی ☆ابن کثیر ج ٤ص٥٧٥☆ابن کثیر نے خمسة عشر بهی بیان کیا هے☆المستدرك للحاکم، ج٢ص٥٩٧، عن ابی ذرٍ☆طبقات ابن سعد ج ١ص٥٤، عن ابی ذرٍّ☆مجمع الزوائد للهیثمی ج١ص١٥٩ بحواله طبرانی، ج ٨ص ٢١٠۔

فصل ششم :

واقعۂ معراج، اُس کی کیفیت اور مشاہدات

معراج، پیغمبر اسلام کی زندگی کے اُن واقعات میں سے ہے، جنہیں دنیا میں سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے ۲۷ر رجب کی رات کو پیش آیا اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ معراج کس غرض کے لیے ہوئی تھی اور خدا نے اپنے رسولؐ کو بلا کر کیا ہدایات دی تھیں۔ حدیث یہ بتاتی ہے کہ معراج کس طرح ہوئی اور اس سفر میں کیا واقعات پیش آئے۔

اس واقعہ کی تفصیلات ۲۸ ہمعصر راویوں کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہیں سات راوی وہ ہیں جو خود معراج کے زمانہ میں موجود تھے اور ۲۱ وہ جنہوں نے بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبان مبارک سے اس کا قصہ سنا۔ مختلف روایتیں قصہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں اور سب کو ملانے سے ایک ایسا سفرنامہ بن جاتا ہے جس سے زیادہ دلچسپ، معنی خیز اور نظر افروز سفرنامہ انسانی لٹریچر کی پوری تاریخ میں نہیں ملتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری کے منصب پر سرفراز ہوئے ۱۲ سال گزر چکے تھے۔ ۵۲ برس کی عمر تھی، حرم کعبہ میں سو رہے تھے۔ یکا یک جبریلؑ فرشتے نے آکر آپؐ کو جگایا۔ نیم خفتہ و نیم بیدار حالت میں اٹھا کر آپؐ کو زمزم کے پاس لے گئے، سینہ چاک کیا۔ زمزم کے پانی سے اس کو دھویا، پھر اُسے علم، بُردباری، دانائی اور ایمان و یقین سے بھر دیا۔ اس کے بعد آپؐ کی سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا جس کا رنگ سفید اور قد خچّر سے کچھ چھوٹا تھا۔ برق کی رفتار سے چلتا تھا اور اسی مناسبت سے اس کا نام "بُراق" تھا۔ پہلے انبیاء بھی اس نوعیت کے سفر میں اسی سواری پر جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ سوار ہونے لگے تو وہ چمکا۔ جبریلؑ نے تھپکی دے کر کہا، دیکھ کیا کرتا ہے۔ آج تک محمدؐ سے بڑی شخصیت کا کوئی انسان تجھ پر سوار نہیں ہوا ہے۔ پھر آپؐ اس پر سوار ہوئے اور جبریلؑ آپؐ کے ساتھ چلے۔ پہلی منزل مدینہ کی تھی جہاں اتر کر آپؐ نے نماز پڑھی۔ جبریلؑ نے کہا اس جگہ آپؐ ہجرت کر کے آئیں گے۔ دوسری منزل طور سینا کی تھی۔ جہاں خدا حضرت موسیٰؑ سے ہم کلام ہوا۔ تیسری منزل بیتِ لحم کی تھی جہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔ چوتھی منزل پر بیت المقدس تھا جہاں بُراق کا سفر ختم ہوا۔

اس سفر کے دوران میں ایک جگہ کسی پکارنے والے نے پکارا ادھر آؤ۔ آپؐ نے توجّہ نہ کی۔ جبریلؑ نے بتایا یہ یہودیت کی طرف بلا رہا تھا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ادھر آؤ۔ آپؐ اس کی طرف بھی ملتفت نہ ہوئے۔ جبریل نے کہا یہ عیسائیت کا داعی تھا۔ پھر ایک عورت نہایت بنی سنوری نظر آئی۔ اور اس نے اپنی طرف بلایا۔ آپؐ نے اس سے بھی نظر پھیر لی۔

جبریلؑ نے کہا یہ دنیا تھی۔ پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی۔ جبریلؑ نے کہا کہ دنیا کی عمر کا اندازہ اس کی عمر سے کر لیجیے۔ پھر ایک اور شخص ملا جس نے آپؐ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ مگر آپؐ اُسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جبریلؑ نے کہا یہ شیطان تھا جو آپؐ کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

بیت المقدس پہنچ کر آپؐ براق سے اتر گئے اور اسی مقام پر اُسے باندھ دیا جہاں پہلے انبیاء اس کو باندھا کرتے تھے۔ ہیکل سلیمانی میں داخل ہوئے تو ان سب پیغمبروں کو موجود پایا جو ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپؐ کے پہنچتے ہی نماز کے لیے صفیں بندھ گئیں۔ سب منتظر تھے کہ امامت کے لیے کون آگے بڑھتا ہے۔ جبریلؑ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی۔ پھر آپؐ کے سامنے تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں پانی، دوسرے میں دودھ، تیسرے میں شراب۔ آپؐ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ جبریلؑ نے مبارکباد دی کہ آپؐ فطرت کی راہ پا گئے۔

اس کے بعد ایک سیڑھی آپؐ کے سامنے پیش کی گئی اور جبریلؑ اس کے ذریعہ سے آپؐ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ عربی زبان میں سیڑھی کو معراج کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے یہ سارا واقعہ معراج کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

پہلے آسمان پر پہنچے تو دروازہ بند تھا۔ محافظ فرشتوں نے پوچھا کہ کون آتا ہے؟ جبریل نے اپنا نام بتایا۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا محمدؐ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ تب دروازہ کھلا اور آپؐ کا پُر تپاک خیر مقدم کیا گیا۔ یہاں آپؐ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی ان بڑی بڑی شخصیتوں سے ہوا جو اُس مرحلہ پر مقیم تھیں۔ اُن میں نمایاں شخصیت ایک ایسے بزرگ کی تھی جو انسانی بناوٹ کا مکمل نمونہ تھے۔ چہرے مُہرے اور جسم کی ساخت میں کسی پہلو سے کوئی نقص نہ تھا۔ جبریلؑ نے بتایا یہ آدمؑ ہیں۔ آپؐ کے مورثِ اعلیٰ۔ ان بزرگ کے دائیں بائیں بہت لوگ تھے۔ وہ دائیں جانب دیکھتے تو خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھتے تو روتے۔ پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ نسلِ آدم ہے۔ آدمؑ اپنی اولاد کے نیک لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بُرے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں۔

پھر آپؐ کو تفصیلی مشاہدہ کا موقع دیا گیا۔ ایک جگہ آپؐ نے دیکھا کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں اور جتنی کاٹتے جاتے ہیں اتنی ہی وہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

پھر دیکھا کچھ لوگ ہیں جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اٹھنے نہ دیتی تھی۔

کچھ اور لوگ دیکھے جن کے کپڑوں میں آگے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح گھاس چر رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ خیرات کچھ نہ دیتے تھے۔

پھر ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ نہیں اٹھتا تو اس میں کچھ اور لکڑیاں بڑھا لیتا ہے۔ پوچھا یہ کون احمق ہے؟ کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اٹھا نہ سکتا تھا۔ مگر یہ ان کو کم کرنے کی بجائے اور زیادہ ذمہ داریوں کا بار اپنے اوپر لادے چلا جاتا تھا۔

پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کترے جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ غیر ذمہ دار مقرر ہیں جو بے تکلّف زبان چلاتے اور فتنہ برپا کیا کرتے تھے۔

ایک اور جگہ دیکھا کہ ایک پتھر میں ذرا سا شگاف ہوا اور اس سے ایک بڑا موٹا سا بیل نکل آیا۔ پھر وہ بیل اسی شگاف میں واپس جانے کی کوشش کرنے لگا مگر نہ جاسکا۔ پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ کہا گیا یہ اس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمہ داری کے ساتھ ایک فتنہ انگیز بات کر جاتا ہے پھر نادم ہو کر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کرسکتا۔

ایک اور مقام پر کچھ لوگ تھے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ دوسروں پر زبانِ طعن دراز کرتے تھے۔

ایک اور مقام پر کچھ اور لوگ تھے جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرتے اور ان کی عزّت پر حملے کیا کرتے تھے۔

کچھ اور لوگ دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں کے مشابہ تھے۔ اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ یتیموں کا مال ہضم کرتے تھے۔

پھر دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ بے انتہا بڑے اور سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ آنے جانے والے ان کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ سود خوار ہیں۔

پھر کچھ اور لوگ نظر آئے جن کے ایک جانب نفیس چکنا گوشت رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا گوشت جس سے سخت بدبو آرہی تھی۔ وہ اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال بیویوں اور شوہروں کے ہوتے حرام سے اپنی خواہش نفس پوری کی۔

پھر دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کے سر ایسے بچے منڈھ دیے جو اُن کے نہ تھے۔

انہی مشاہدات کے سلسلہ میں نبی ﷺ کی ملاقات ایک ایسے فرشتے سے ہوئی جو نہایت تُرش روئی سے ملا۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا، اب تک جتنے فرشتے ملے تھے سب خندہ پیشانی اور بشاش چہروں کے ساتھ ملے، ان حضرت کی خشک مزاجی کا کیا سبب ہے؟ جبریلؑ نے کہا اس کے پاس ہنسی کا کیا کام، یہ تو دوزخ کا داروغہ ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے دوزخ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے یکا یک آپؐ کی نظر کے سامنے سے پردہ اٹھادیا اور دوزخ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ نمودار ہوگئی۔

اس مرحلہ سے گزر کر آپؐ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ یہاں کے اکابر میں دو نو جوان سب سے ممتاز تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں۔

تیسرے آسمان پر آپؐ کا تعارف ایک ایسے بزرگ سے کرایا گیا جن کا حُسن عام انسانوں کے مقابلہ میں ایسا تھا جیسے تاروں کے مقابلے میں چودھویں کا چاند۔ معلوم ہوا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔

چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارونؑ، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ آپؐ سے ملے۔ ساتویں آسمان پر پہنچے تو ایک عظیم الشان محل (بیت المعمور) دیکھا۔ جہاں بے شمار فرشتے آتے اور جاتے تھے۔ اس کے پاس آپؐ کی ملاقات ایک ایسے بزرگ سے ہوئی جو خود آپؐ سے بہت مشابہ تھے۔ تعارف پر معلوم ہوا حضرت ابراہیمؑ ہیں۔

پھر مزید ارتقا شروع ہوا یہاں تک کہ آپؐ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے جو پیش گاہِ ربُّ العزّت اور عالمِ خلق کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیچے سے جانے والے یہاں رُک جاتے ہیں اور اوپر سے احکام اور قوانین براہِ راست یہاں آتے ہیں۔ اسی مقام کے قریب آپؐ کو جنت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اور آپؐ نے دیکھا کہ اللہ نے اپنے صالح بندوں کے لیے وہ کچھ مہیا کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی ذہن میں اس کا تصور تک گزر سکا۔

سدرۃ المنتہیٰ پر جبریل ٹھہر گئے اور آپ تنہا آگے بڑھے۔ ایک بلند ہموار سطح پر پہنچے تو بارگاہِ جلال سامنے تھی۔ ہم کلامی کا شرف بخشا گیا۔ جو باتیں ارشاد ہوئیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

۲۔ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں تعلیم فرمائی گئیں۔

۳۔ شرک کے سوا دوسرے سب گناہوں کی بخشش کا امکان ظاہر کیا گیا۔

۴۔ ارشاد ہوا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اس کے حق میں ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ مگر جو برائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا جاتا اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

پیشیٔ خداوندی سے واپسی پر نیچے اُترے تو حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے روداد سُن کر کہا کہ میں بنی اسرائیل کا تلخ تجربہ رکھتا ہوں، میرا اندازہ ہے کہ آپؐ کی اُمّت پچاس نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی۔ جائیے اور کمی کے لیے عرض کیجیے۔ آپؐ گئے اور اللہ جل شانہٗ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پلٹے تو حضرت موسیٰؑ نے پھر وہی بات کہی۔ ان کے کہنے پر آپؐ بار بار اوپر جاتے رہے اور ہر بار دس نمازیں کم کی جاتی رہیں۔ آخر پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم ہوا اور فرمایا گیا کہ یہی پچاس کے برابر ہیں۔

واپسی کے سفر میں آپؐ اسی سیڑھی سے اُتر کر بیت المقدس آئے۔ یہاں پھر تمام پیغمبر موجود تھے۔ آپؐ نے ان کو نماز پڑھائی جو غالباً فجر کی نماز تھی۔ پھر براق پر سوار ہوئے اور مکّہ واپس پہنچ گئے۔

سب سے پہلے آپؐ نے اپنی چچازاد بہن اُمِّ ہانی کو یہ روداد سنائی۔ پھر باہر نکلنے کا قصد کیا۔ انہوں نے آپؐ کی چادر پکڑلی اور کہا خدا کے لیے یہ قصہ لوگوں کو نہ سنائیے گا ورنہ اُن کو آپؐ کا مذاق اڑانے کے لیے ایک اور شوشہ ہاتھ آجائے گا، مگر آپؐ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔ حرمِ کعبہ میں پہنچے تو ابوجہل سے آمنا سامنا ہوا۔ اُس نے کہا۔ کوئی تازہ خبر؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کیا؟ فرمایا کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا تھا۔ کہا بیت المقدس؟ راتوں رات ہو آئے اور صبح یہاں موجود؟ فرمایا ہاںؐ۔ کہا قوم کو جمع کروں، سب کے سامنے یہی بات کہو گے؟ فرمایا ''بیشک'' ابوجہل نے آوازیں دے دے کر سب کو جمع کر لیا اور کہا، لو اب کہو۔ آپؐ نے سب کے سامنے پورا قصّہ بیان کر دیا۔ لوگوں نے مذاق اڑانا شروع کیا۔ دو مہینے کا سفر ایک رات میں؟ ناممکن! محال! پہلے تو شک تھا، اب یقین ہو گیا کہ تم دیوانے ہو گئے ہو۔

آناً فاناً یہ خبر تمام مکّہ میں پھیل گئی۔ بہت سے مسلمان اس کو سن کر اسلام سے پھر گئے۔ لوگ اس امید پر حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے کہ یہ محمدؐ کے دستِ راست ہیں، یہ پھر جائیں تو اس تحریک کی جان ہی نکل جائے۔ انہوں نے یہ قصہ سُن کر کہا کہ

اگر واقعی محمد ﷺ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو ضرور سچ ہوگا، اس میں تعجب کی کیا بات ہے، میں تو روز سنتا ہوں کہ ان کے پاس آسمان سے پیغام آتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ حرم کعبہ میں آئے۔ رسولؐ اللہ موجود تھے۔ اور ہنسی اُڑانے والا مجمع بھی۔ پوچھا کیا واقعی آپؐ نے ایسا فرمایا ہے؟ جواب دیا، ہاں۔ کہا بیت المقدس میرا دیکھا ہوا ہے۔ آپؐ وہاں کا نقشہ بیان کریں۔ آپؐ نے فوراً نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک چیز اس طرح بیان کی گویا بیت المقدس سامنے موجود ہے اور دیکھ دیکھ کر اس کی کیفیت بتا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی اس تدبیر سے جھٹلانے والوں کو ایک شدید ضرب لگی۔ وہاں بہ کثرت ایسے آدمی موجود تھے جو تجارت کے سلسلہ میں بیت المقدس جاتے رہتے تھے۔ وہ سب دلوں میں قائل ہو گئے کہ نقشہ بالکل صحیح ہے۔ اب لوگ آپؐ کے بیان کی صحت کا مزید ثبوت مانگنے لگے۔ فرمایا جاتے ہوئے میں فلاں مقام پر فلاں قافلہ پر سے گزرا۔ جس کے ساتھ یہ سامان تھا، قافلہ والوں کے اونٹ براق سے بھڑ کے، ایک اونٹ فلاں وادی کی طرف بھاگ نکلا، میں نے قافلہ والوں کو اس کا پتہ دیا۔ واپسی میں فلاں وادی میں فلاں کے قبیلے کا قافلہ مجھے ملا، سب لوگ سو رہے تھے۔ میں نے ان کے برتن سے پانی پیا اور اس بات کی علامت چھوڑ دی کہ اس سے پانی پیا گیا ہے۔ ایسے ہی کچھ اور اَتے پتے آپؐ نے دیے اور بعد میں آنے والے قافلوں سے ان کی تصدیق ہوئی۔ اس طرح زبانیں بند ہو گئیں۔ مگر دل یہی سوچتے رہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آج بھی بہت سے لوگ سوچ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہوا؟ (نشری تقریریں: معراج کا سفرنامہ)

تشریح: یہ وہی واقعہ ہے جو اصطلاحاً ''معراج'' اور ''اسراء'' کے نام سے مشہور ہے۔ اکثر اور معتبر روایات کی رو سے یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بہ کثرت صحابہؓ سے مروی ہیں، جن کی تعداد پچیس تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے مفصل ترین روایات حضرت انس بن مالکؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عائشہؓ اور متعدد دوسرے صحابہؓ نے بھی اس کے بعض اجزا بیان کیے ہیں۔

اس سفر کی کیفیت کیا تھی؟ یہ عالمِ خواب میں پیش آیا تھا یا بیداری میں؟ اور آیا حضورؐ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے یا اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے محض روحانی طور پر ہی آپؐ کو یہ مشاہدہ کرا دیا گیا؟ ان سوالات کا جواب قرآن مجید کے الفاظ خود دے رہے ہیں۔ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی سے بیان کی ابتداء کرنا خود بتا رہا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا خارقِ عادت واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے رُونما ہوا۔ ظاہر ہے کہ خواب میں کسی شخص کا اس طرح کی چیزیں دیکھ لینا یا کشف کے طور پر دیکھنا یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اسے بیان کرنے کے لیے اس تمہید کی ضرورت ہو کہ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو یہ خواب دکھایا یا کشف میں یہ کچھ دکھایا۔ پھر یہ الفاظ بھی کہ ''ایک رات اپنے بندے کو لے گیا'' آپؐ کے جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لیے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہمارے لیے یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کرایا۔

اب اگر ایک رات میں ہوائی جہاز کے بغیر مکّہ سے بیت المقدس جانا اور آنا اللہ کی قدرت سے ممکن تھا تو آخر ان دوسری تفصیلات کو ناممکن کہہ کر کیوں رد کر دیا جائے جو حدیث میں بیان ہوئی ہیں؟ ممکن اور ناممکن کی بحث تو صرف اُس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب کہ کسی مخلوق کے باختیارِ خود کوئی کام کرنے کا معاملہ زیر بحث ہو۔ لیکن جب ذکر یہ ہو کہ خدا نے فلاں کام کیا تو پھر امکان کا سوال وہی شخص اٹھا سکتا ہے جسے خدا کے قادر مطلق ہونے کا یقین نہ ہو۔ اس کے علاوہ جو دوسری تفصیلات حدیث میں آئی ہیں ان پر منکرینِ حدیث کی طرف سے متعدد اعتراضات کیے جاتے ہیں، مگر ان میں سے صرف دو ہی اعتراضات ایسے ہیں جو کچھ وزن رکھتے ہیں۔

ایک یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا کسی خاص مقام پر مقیم ہونا لازم آتا ہے، ورنہ اس کے حضور بندے کی پیشی کے لیے کیا ضرورت تھی کہ اسے سفر کرا کے ایک مقامِ خاص تک لے جایا جاتا؟

دوسرے یہ کہ نبی ﷺ کو دوزخ اور جنت کا مشاہدہ اور بعض لوگوں کے مبتلائے عذاب ہونے کا معائنہ کیسے کرا دیا گیا جب کہ ابھی بندوں کے مقدمات کا فیصلہ ہی نہیں ہوا ہے؟ یہ کیا کہ سزا و جزا کا فیصلہ تو ابھی ہونا ہے قیامت کے بعد، اور کچھ لوگوں کو سزا دے ڈالی گئی ہے ابھی سے؟

لیکن دراصل یہ دونوں اعتراض بھی قلتِ فکر کا نتیجہ ہیں۔ پہلا اعتراض اس لیے غلط ہے کہ خالق اپنی ذات میں تو بلاشبہ اطلاقی شان رکھتا ہے، مگر مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنے میں وہ اپنی کسی کمزوری کی بنا پر نہیں بلکہ مخلوق کی کمزوریوں کی بناء پر محدود وسائط اختیار کرتا ہے۔ مثلاً جب وہ مخلوق سے کلام کرتا ہے تو کلام کا وہ محدود طریقہ استعمال کرتا ہے جسے ایک انسان سُن اور سمجھ سکے، حالانکہ بجائے خود اس کا کلام ایک اطلاقی شان رکھتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنے بندے کو اپنی سلطنت کی عظیم الشان نشانیاں دکھانا چاہتا ہے تو اسے لے جاتا ہے اور جہاں جو چیز دکھانی ہوتی ہے اسی جگہ دکھاتا ہے، کیونکہ وہ ساری کائنات کو بیک وقت اس طرح نہیں دیکھ سکتا جس طرح خدا دیکھتا ہے۔ خدا کو کسی چیز کے مشاہدے کے لیے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی، مگر بندے کو ہوتی ہے۔ یہی معاملہ خالق کے حضور باریابی کا بھی ہے کہ خالق بذاتِ خود کسی مقام پر متمکن نہیں ہے، مگر بندہ اس کی ملاقات کے لیے ایک جگہ کا محتاج ہے جہاں اس کے لیے تجلّیات کو مرکوز کیا جائے ورنہ اُس کی شانِ اطلاق میں اس سے ملاقات بندۂ محدود کے لیے ممکن نہیں ہے۔

رہا دوسرا اعتراض تو وہ اس لیے غلط ہے کہ معراج کے موقع پر بہت سے مشاہدات جو نبی ﷺ کو کرائے گئے تھے ان میں بعض حقیقتوں کو ممثّل کر کے دکھایا گیا تھا۔ مثلاً ایک فتنہ انگیز بات کی یہ تمثیل کہ ایک ذرا سے شگاف میں سے ایک موٹا سا بیل نکلا اور پھر اس میں واپس نہ جا سکا۔ یا زناکاروں کی یہ تمثیل کہ ان کے پاس تازہ نفیس گوشت موجود ہے مگر وہ اسے چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔ اسی طرح بُرے اعمال کی جو سزائیں آپ کو دکھائی گئیں وہ بھی تمثیلی رنگ میں عالمِ آخرت کی سزاؤں کا پیشگی مشاہدہ تھیں۔

اصل بات جو معراج کے سلسلے میں سمجھ لینی چاہیے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے ان کے منصب کی مناسبت سے ملکوتِ سمٰوٰت وارض کا مشاہدہ کرایا ہے اور مادّی حجابات بیچ میں سے ہٹا کر آنکھوں سے وہ حقیقتیں دکھائی ہیں جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دینے پر وہ مامور کیے گئے تھے، تاکہ ان کا مقام ایک فلسفی کے مقام سے

بالکل ممیز ہوجائے۔ فلسفی جو کچھ بھی کہتا ہے قیاس اور گمان سے کہتا ہے، وہ خود اگر اپنی حیثیت سے واقف ہو تو کبھی اپنی کسی رائے کی صداقت پر شہادت نہ دے گا۔ مگر انبیاء جو کچھ کہتے ہیں وہ براہِ راست علم اور مشاہدے کی بناء پر کہتے ہیں، اور وہ خلق کے سامنے یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم ان باتوں کو جانتے ہیں اور یہ ہماری آنکھوں دیکھی حقیقتیں ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۲، بنی اسرائیل، حاشیہ:۱)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ اَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَآءَ بِطَشْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِىءٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ اِفْتَحْ قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ: هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَعِيْ مُحَمَّدٌ، فَقَالَ: أَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا فُتِحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى.

حَتّٰى عَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ: لِخَازِنِهَا: اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفُتِحَ قَالَ اَنَسٌ: فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ۔

قَالَ اَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّبِيِّ ﷺ بِاِدْرِيْسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا اِدْرِيْسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا عِيْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَاَخْبَرَنِيْ بْنُ حَزْمٍ اَنَّ بْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً.

قَالَ: فَارْجِعُ اِلٰی رَبِّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لاتُطِیْقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لاتُطِیْقُ ذٰلِکَ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَاتُطِیْقُ ذٰلِکَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِیَ خَمْسٌ وَهِیَ خَمْسُوْنَ لایُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّکَ فَقُلْتُ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَّبِّیْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ حَتّٰی انْتُهِیَ بِیْ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَغَشِیَهَا اَلْوَانٌ لاَاَدْرِیْ مَاهِیَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِیْهَاحَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِوَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْکُ۔(۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوذر غفاری حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھُل گئی۔ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا اور آبِ زمزم سے اسے دھویا۔ پھر سنہری طشت لایا گیا جو حکمت وایمان سے لبریز تھا۔ جبریل نے اسے میرے سینے میں انڈیل کر بند کر دیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے چڑھے۔ جب میں آسمانِ دنیا تک پہنچا تو جبریلؑ نے آسمان کے نگران داروغہ سے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ جبریل ہیں۔ اس نے پلٹ کر پوچھا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبریل نے جواب دیا ہاں میرے ساتھ محمدؐ ہیں۔ اس نے پوچھا:

کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبریل نے جواب دیا ہاں۔ انہیں بلایا گیا ہے۔ جب دروازہ کھولا گیا تو ہم آسمانِ دنیا پر چڑھ گئے۔ وہاں بیٹھا ہوا ایک آدمی نظر آیا جس کے دائیں اور بائیں روحوں کے جھنڈ تھے۔ جب وہ شخص اپنی دائیں طرف نظر اٹھاتا تو مسکرا دیتا اور جب اپنی بائیں جانب دیکھتا تو رو پڑتا۔ جب ان کی نظر محمدؐ پر پڑی تو انہوں نے اے صالح نبی اور صالح بیٹے کے الفاظ سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ میں نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کے دائیں بائیں لوگوں کے جو گروہ نظر آرہے ہیں وہ ان کی اولاد ہیں۔ دائیں جانب وہ لوگ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور بائیں جانب والے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ اس لیے جب ان کی نظر دائیں جانب اٹھتی ہے تو ہنستے مسکراتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو رو دیتے ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ جبریل امین مجھے لے کر اوپر چڑھے حتّٰی کہ دوسرے آسمان تک پہنچ گئے۔ اور اس کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولیے۔ اس نے بھی آسمانِ دنیا کے کلید بردار کی طرح سوال وجواب کے بعد دروازہ کھولا۔ راوی حدیث حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آسمانوں میں حضرات آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا۔ آپؐ نے ان کی منازل کی کیفیت کا ذکر نہیں کیا۔ بس اتنا بتایا کہ آدم علیہ السلام پہلے آسمان پر اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ جب جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کو لے کر ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اے صالح نبی اور صالح برادر کے الفاظ سے آپؐ کا خیر مقدم کیا۔ تو میں نے دریافت کیا یہ صاحب کون ہیں؟ جبریلؑ نے بتایا یہ ادریسؑ ہیں۔ پھر میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے بھی اے صالح نبی اور صالح بھائی

کہہ کر خیر مقدم کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جبریل نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میرا گزر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے بھی اے صالح نبی اور صالح بھائی کہہ کر استقبال کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ عیسیٰؑ ہیں۔ پھر میرا گزر ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے اے صالح نبی اور صالح بیٹا کہہ کر خوش آمدید کہا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ جبریل نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ابنِ شہاب زُہری کہتے ہیں کہ مجھے ابنِ حزم نے بتایا کہ ابنِ عباس اور ابو حبّۃ الانصاری دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مجھے اور اوپر چڑھایا گیا کہ میں ایک ایسے بلند و بالا ہموار مقام پر پہنچ گیا جہاں سے میں قلموں کے لکھنے کی آواز سن رہا تھا۔ ابنِ حزم اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ پچاس نمازیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اپنے پروردگار کے پاس جاؤ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ وضع کر دیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر مشورہ دیا کہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں واپس جاؤ۔ کیونکہ تمہاری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں پھر واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ مزید کم فرما دیا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر فرمایا کہ اپنے رب کے حضورؐ واپس جاؤ۔ تمہاری امت اس کی طاقت بھی نہیں رکھتی۔ لہٰذا میں پھر واپس گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں اور وہ پچاس کے برابر ہیں۔ ساتھ ہی ارشادِ باری ہوا۔ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ ''میرے ہاں بات میں ردو بدل نہیں ہوا کرتا''۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا تو انہوں نے کہا جاؤ واپس جاؤ اپنے رب کے پاس۔ میں نے عرض کیا اب بارگاہِ ربُ العزّت میں جاتے ہوئے شرم و حیا مانع ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ اس پر ایسے رنگوں کا غلبہ تھا جنہیں میں سمجھنے سے قاصر تھا۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا۔ وہاں موتیوں کے ٹیلے تھے جن کی مٹی مشک تھی۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ، قَالَ: نَاعَمَادُ بْنُ سَلَمَۃَ، قَالَ :نَاثَابِتُ الْبُنَانِیُّ،عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اُتِیتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَآبَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ مُنْتَھٰی طَرْفِہٖ قَالَ:فَرَکِبْتُہٗ حَتّٰی اَتَیْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ:فَرَبَطْتُّہٗ بِالْحَلْقَۃِ الَّتِیْ یَرْبِطُ بِہِ الْاَنْبِیَآءُ : قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّیْتُ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ، فَجَآءَ نِیْ جِبْرِیْلُ بِاِنَآءٍ مِّنْ خَمْرٍ، وَاِنَآءٍ مِنْ لَّبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اخْتَرْتَ الْفِطْرَۃَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَآءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ، فَقِیْلَ مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِیْلُ، قِیْلَ:وَمَنْ مَعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْہِ قَالَ: قَدْبُعِثَ اِلَیْہِ،:فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِآدَمَ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَحَّبَ بِیْ وَدَعَا لِیْ بِخَیْرٍ، ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی

السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ : مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ، قِيْلَ : وَمَنْ مَعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ، قَالَ: فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِابْنَى الْخَالَةِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِیْ بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ، فَفَتَحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِيُوْسُفَ ﷺ وَاِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِىَ شَطْرَ الْحُسْنِ، قَالَ فَرَحَّبَ بِیْ وَدَعَا لِیْ بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ، فَفَتَحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِدْرِيْسَ ﷺ فَرَحَّبَ بِیْ وَدَعَا لِیْ بِخَيْرٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا. ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ. فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِهَارُوْنَ ﷺ فَرَحَّبَ بِیْ وَدَعَا لِیْ بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى ﷺ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِیْ بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَکَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ ﷺ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِیْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ، وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِىَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَاَوْحٰى اِلَىَّ مَا اَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَىَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّکَ عَلٰى اُمَّتِکَ؟ قُلْتُ: خَمْسِيْنَ صَلٰوةً، قَالَ: اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّکَ، فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ، فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِکَ، فَاِنِّىْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ، وَخَبَّرْتُهُمْ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّىْ فَقُلْتُ: يَارَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِىْ، فَحَطَّ عَنِّىْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّىْ خَمْسًا قَالَ: اِنَّ اُمَّتَکَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِکَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّکَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ، قَالَ: فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّىْ وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِکَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ۔(۲)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا۔ جس کا رنگ سفید قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا ہر قدم اس کی حدِّ نظر تک پڑتا تھا۔ اس پر میں سوار ہوا اور بیت المقدس پہنچ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے اسے اس جگہ باندھ دیا جہاں انبیاء سابق اسے باندھتے رہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر باہر نکلا تو جبریل نے دو برتن میرے سامنے پیش کیے۔ ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ ان میں سے میں نے دودھ والا برتن منتخب کیا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: آپؐ نے فطرت کا انتخاب کر لیا۔ پھر براق ہمیں آسمانِ دنیا کی طرف لے گیا۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ جواب دیا جبریل۔ پھر دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا محمدؐ۔ پوچھا گیا: کیا انہیں دعوت دی گئی ہے۔ جواب ملا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کے روبرو پایا۔ انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان پر چڑھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ جبریلؑ، پھر پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا محمدؐ۔ پوچھا گیا کہ انہیں مدعو کیا گیا ہے؟۔ جبریلؑ نے جواب دیا کہ ہاں انہیں مدعو کیا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا صلی اللہ علیہما کے سامنے پایا۔ ان دونوں نے مرحبا کہہ کر خیر مقدم کیا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبریلؑ نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو؟ جبریلؑ نے کہا کہ میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمدؐ۔ پوچھا گیا۔ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا ہاں انہیں بلایا گیا ہے؟ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں یوسف علیہ السلام کے سامنے تھا۔ میں نے دیکھا کہ انہیں اہلِ دنیا کے حسن کا نصف حصّہ عطا کیا گیا ہے۔ انہوں نے مرحبا کہہ کر میرا استقبال کیا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔ جبریلؑ نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ محمدؐ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا کہ ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو ادریس علیہ السلام کے سامنے پایا۔ انہوں نے مرحبا کہہ کر میرا خیر مقدم کیا اور دعائے خیر دی۔ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ''ہم نے اسے بلند و بالا مقام و مرتبہ عطا کیا'' اس کے بعد پھر ہمیں پانچویں آسمان کی جانب چڑھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمدؐ۔ دریافت کیا گیا۔ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا اور میں ہارون علیہ السلام کے سامنے تھا۔ انہوں نے مجھے مبارکباد دی اور خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ بعد ازاں ہمیں چھٹے آسمان کی طرف

چڑھایا گیا تو جبریلؑ نے دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ محمدؐ۔ پوچھا گیا کہ انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا گیا کہ انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو میں موسیٰ علیہ السلام کے سامنے تھا۔ انہوں نے مرحبا کہہ کر مجھے خوش آمدید کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہمیں ساتویں آسمان کی جانب چڑھایا گیا جبریل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دریافت کیا گیا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب میں بتایا کہ جبریل۔ پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمدؐ۔ دریافت کیا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا گیا کہ ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ تو پھر دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے آپ کو ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پایا جو بیت المعمور کے ساتھ اپنی پشت لگا کر بیٹھے تھے۔ بیت المعمور وہ ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں مگر دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں جتنے بڑے تھے اور پھل بڑے مٹکوں کے برابر۔ چنانچہ جب اس درخت کو تجلّیاتِ الٰہی نے ڈھانپ لیا تو اس کی حالت ایسی دگرگوں ہوگئی کہ مخلوق میں سے کوئی شخص بھی اس کے حُسن اور خوبصورتی کو بیان نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے وحی فرمانی تھی فرمائی۔ اور مجھ پر شب وروز میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ پس وہاں سے اتر کر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے جواب دیا پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا۔ اپنے رب کے حضور لوٹ جاؤ اور ان میں تخفیف کی استدعا کرو۔ کیونکہ تمہاری امت اس کی استطاعت نہیں رکھے گی۔ میں بنی اسرائیل کو خوب اچھی طرح آزما چکا ہوں۔ مجھے اس کا تلخ تجربہ ہے۔ چنانچہ میں اپنے پروردگار کی خدمت میں واپس لوٹ گیا اور عرض کیا کہ یارب میری امت پر تخفیف فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کردیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو میں نے انہیں بتایا کہ میری امت پر پانچ نمازوں کی تخفیف کردی گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لیے پھر بارگاہِ رب العزّت میں جاؤ اور مزید تخفیف کی درخواست کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ اور موسیٰؑ کے مابین آتا جاتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ! شب وروز میں پانچ نمازیں ہیں۔ ہر ایک نماز پر دس نمازوں کا ثواب ہے اس طرح وہ پچاس نمازیں ہوگئیں اور جو شخص نیکی و بھلائی کا ارادہ وقصد کرے لیکن عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کے کھاتے میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو ارادہ کے ساتھ عملاً بھی انجام دے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ او رجو کوئی برائی کا ارادہ (نیت) کرے لیکن اس کا ارتکاب نہ کرے تو اس کے کھاتے میں کچھ نہیں لکھا جاتا مگر جو شخص برائی کی نیت بھی کرے اور عملاً اس کا مرتکب بھی ہو تو اس کے کھاتے میں ایک برائی درج کی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر میں نیچے اُتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر یہی فرمایا کہ جاؤ اپنے پروردگار کے حضور اور تخفیف کی استدعا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں اپنے رب کے پاس اتنی بار جا چکا ہوں کہ اب مجھے شرم محسوس ہونے لگی ہے۔

〈۳〉حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اُتِیتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِیَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ: اِنْزِلْ فَصَلِّ، فَفَعَلْتُ، فَقَالَ: اَتَدْرِیْ اَیْنَ صَلَّیْتَ؟ صَلَّیْتَ بِطَیْبَةَ، وَاِلَیْهَا الْمُهَاجِرَةُ ثُمَّ قَالَ: اِنْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّیْتُ فَقَالَ: اَتَدْرِیْ اَیْنَ

صَلَّیتَ؟ صَلَّیتَ بِطُورِ سِینَاءَ حَیثُ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ: اِنزِل فَصَلِّ فَنَزَلتُ فَصَلَّیتُ فَقَالَ: اَ تَدرِی اَینَ صَلَّیتَ؟ صَلَّیتَ بِبَیتِ لَحمٍ حَیثُ وُلِدَ عِیسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ ثُمَّ دَخَلتُ اِلٰی بَیتِ الْمَقدِسِ فَجُمِعَ لِیَ الْاَنبِیَاءُ عَلَیہِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِی جِبرَئِیلُ حَتّٰی اَمَمتُہُم ثُمَّ صُعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ الدُّنیَا فَاِذَا فِیھَا آدَمُ عَلَیہِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ الثَّانِیَۃِ فَاِذَا فِیھَا اِبنَا الْخَالَۃِ عِیسٰی وَیَحیٰی عَلَیہِمَا السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ الثَّالِثَۃِ فَاِذَا فِیھَا یُوسُفُ عَلَیہِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ الرَّابِعَۃِ فَاِذَا فِیھَا ھَارُونُ عَلَیہِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ الْخَامِسَۃِ فَاِذَا فِیھَا اِدرِیسُ عَلَیہِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ السَّادِسَۃِ فَاِذَا فِیھَا مُوسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِی اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَۃِ فَاِذَا فِیھَا اِبرَاھِیمُ عَلَیہِ السَّلَامُ ثُمَّ صُعِدَ بِی فَوقَ سَبعِ سَمٰوٰتٍ فَاَتَینَا سِدرَۃَ الْمُنتَھٰی فَغَشِیَتنِی ضَبَابَۃٌ فَخَرَرتُ سَاجِدًا فَقِیلَ لِی اِنِّی یَومَ خَلَقتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرضَ فَرَضتُ عَلَیکَ وَعَلٰی اُمَّتِکَ خَمسِینَ صَلٰوۃً فَقُم بِھَا اَنتَ وَاُمَّتُکَ فَرَجَعتُ اِلٰی اِبرَاھِیمَ فَلَم یَسأَلنِی عَن شَیءٍ ثُمَّ اَتَیتُ عَلٰی مُوسٰی فَقَالَ کَم فُرِضَ عَلَیکَ وَعَلٰی اُمَّتِکَ؟ قُلتُ: خَمسِینَ صَلٰوۃً قَالَ: فَاِنَّکَ لَاتَستَطِیعُ اَن تَقُومَ بِھَا اَنتَ وَلَا اُمَّتُکَ فَارجِع اِلٰی رَبِّکَ فَاسأَلْہُ التَّخفِیفَ فَرَجَعتُ اِلٰی رَبِّی، فَخَفَّفَ عَنِّی عَشرًا ثُمَّ اَتَیتُ اِلٰی مُوسٰی فَاَمَرَنِی بِالرُّجُوعِ فَرَجَعتُ فَخَفَّفَ عَنِّی عَشرًا ثُمَّ اَتَیتُ مُوسٰی، فَاَمَرَنِی بِالرُّجُوعِ فَرَجَعتُ فَخَفَّفَ عَنِّی عَشرًا ثُمَّ رُدَّتْ اِلٰی خَمسِ صَلَوَاتٍ قَالَ: فَارجِع اِلٰی رَبِّکَ فَاسأَلْہُ التَّخفِیفَ فَاِنَّہٗ فَرَضَ عَلٰی بَنِی اِسرَائِیلَ صَلٰوتَینِ فَمَا قَامُوا بِھَا فَرَجَعتُ بِھَا اِلٰی رَبِّی عَزَّوَجَلَّ فَسَأَلتُہُ التَّخفِیفَ فَقَالَ: اِنِّی یَومَ خَلَقتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرضَ فَرَضتُ عَلَیکَ وَعَلٰی اُمَّتِکَ خَمسِینَ صَلٰوۃً فَخَمسٌ بِخَمسِینَ فَقُم بِھَا اَنتَ وَاُمَّتُکَ، فَعَرَفتُ اَنَّھَا مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ صِرّٰی فَرَجَعتُ اِلٰی مُوسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ فَقَالَ فَارجِع فَعَرَفتُ اَنَّھَا مِنَ اللّٰہِ صِرّٰی یَقُولُ حَتمٌ فَلَم اَرجِع۔(۳)

﴿۴﴾حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ، عَنْ مَالِکِ بِنِ صَعْصَعَۃَ، قَالَ. قَالَ النَّبِیُّ ﷺ بَینَا اَنَا عِندَ الْبَیتِ بَینَ النَّائِمِ وَالْیَقظَانِ، فَذَکَرَ رَجُلاً بَینَ الرَّجُلَینِ فَاُتِیتُ بِطَستٍ مِن ذَھَبٍ مَلآنَ حِکمَۃً وَاِیمَانًا، فَشُقَّ مِنَ النَّحرِ اِلٰی مَرَاقِ الْبَطنِ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطنُ بِمَآءِ زَمزَمَ، ثُمَّ مُلِیءَ حِکمَۃً وَاِیمَانًا، وَاُتِیتُ بِدَآبَّۃٍ اَبیَضَ دُونَ الْبَغلِ وَفَوقَ الْحِمَارِ الْبُرَاقُ فَانطَلَقتُ مَعَ جِبرَئِیلَ حَتّٰی اَتَینَا السَّمَآءَ الدُّنیَا قِیلَ: مَن ھٰذَا؟ قِیلَ: جِبرَائِیلُ، قِیلَ: وَمَن مَّعَکَ؟ قِیلَ: مُحَمَّدٌ، قِیلَ: وَقَد اُرسِلَ اِلَیہِ؟ قَالَ: نَعَم، قِیلَ: مَرحَبًا بِہٖ وَلَنِعمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ، فَاَتَیتُ عَلٰی اٰدَمَ، فَسَلَّمتُ عَلَیہِ فَقَالَ: مَرحَبًا بِکَ مِن ابنٍ وَنَبِیٍّ، فَاَتَینَا السَّمَآءَ

الثَّانِيَةَ قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ
قِيلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ، فَاَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى وَيَحْيٰى، فَقَالَا: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ
وَنَبِيٍّ، فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّالِثَةَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قِيلَ: جِبْرَائِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَّعَكَ، قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ:
وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيلُ، قِيلَ: مَنْ
مَّعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قِيلَ: نَعَمْ، مَرْحَبًا بِهٖ، وَلَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ
فَاَتَيْتُ عَلٰى اِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ،
قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قِيلَ، جِبْرَئِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ:
مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ فَاَتَيْنَا عَلٰى هَارُوْنَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ
فَاَتَيْنَا عَلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قِيلَ: جِبْرَئِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَّعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ ﷺ
قِيلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِیْئُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:
مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى فَقِيلَ: مَااَبْكَاكَ؟ قَالَ: يَارَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِيْ
بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِيْ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ السَّابِعَةَ قِيلَ مَنْ
هٰذَا؟ قِيلَ جِبْرَئِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَّعَكَ؟ قِيلَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ، قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا
بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِیْئُ فَاَتَيْتُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ فَرُفِعَ
لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَأَلْتُ جِبْرَئِيلَ فَقَالَ: هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ
مَلَكٍ اِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا آخِرَ مَاعَلَيْهِ وَرُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَاِذَا نَبِقُهَا كَاَنَّهٗ قِلَالُ هَجَرَ
وَوَرَقُهَا كَاَنَّهٗ اٰذَانُ الْفُيُوْلِ فِيْ اَصْلِهَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرَئِيلَ
فَقَالَ: اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ وَاَمَّاالظَّاهِرَانِ فَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً،
فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جِئْتُ مُوْسٰى فَقَالَ: مَاصَنَعْتَ؟ قُلْتُ: فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً، قَالَ: اَنَا اَعْلَمُ بِالنَّاسِ
مِنْكَ عَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ، فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ
فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهٗ فَجَعَلَهَا اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهٗ ثُمَّ ثَلٰثِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهٗ فَجَعَلَ عِشْرِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهٗ فَجَعَلَ عَشْرًا
فَاَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَاَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا فَقَالَ
مِثْلَهٗ قُلْتُ: سَلَّمْتُ فَنُوْدِيَ اِنِّيْ قَدْ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ وَاَجْزِي الْحَسَنَةَ
عَشْرًاوَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ـ(٤)

مسلم میں يدخل الجنة من امته افضل کی جگہ اکثر ہے۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا اِسۡحَاقُ بۡنُ مَنۡصُوۡرٍ، اَنَا عَبۡدُ الرَّزَّاقِ، نَامَعۡمَرٌ عَنۡ قَتَادَةَ، عَنۡ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِالۡبُرَاقِ لَیۡلَةَ اُسۡرِیَ بِہٖ مُلۡجَمًا مُسَرَّجًا فَاسۡتَصۡعَبَ عَلَیۡہِ فَقَالَ لَہٗ جِبۡرِیۡلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفۡعَلُ ھٰذَا؟ فَمَا رَکِبَکَ اَحَدٌ اَکۡرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنۡہُ قَالَ فَارۡفَضَ عَرَقًا.(۵)

ھٰذَا حَدِیۡثٌ حَسَنٌ غَرِیۡبٌ وَلَانَعۡرِفُہٗ اِلَّا مِنۡ حَدِیۡثِ عَبۡدِالرَّزَّاقِ۔

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسراء کی رات نبی ﷺ کے پاس لگام ڈال کر اور زین باندھ کر براق لایا گیا۔ وہ اچھل کود کرنے لگا، تو جبرئیلؑ نے کہا: محمد ﷺ کے ساتھ یہ خرمستی! اللہ کے ہاں ان سے زیادہ قدر و منزلت رکھنے والے نے تجھ پر سواری نہیں کی، کہتے ہیں کہ یہ سن کر اس کا پسینہ چھوٹ گیا۔

〈۶〉 عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ، قَالَ: لَمَّا اُسۡرِیَ بِرَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ اُنۡتُھِیَ بِہٖ اِلٰی سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَھٰی وَھِیَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَیۡھَا یَنۡتَھِیۡ مَایَعۡرُجُ بِہٖ مِنَ الۡاَرۡضِ فَیُقۡبَضُ مِنۡھَا وَاِلَیۡھَا یَنۡتَھِیۡ مَایَھۡبِطُ بِہٖ مِنۡ فَوۡقِھَا فَیُقۡبَضُ مِنۡھَا، قَالَ: اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَةَ مَایَغۡشٰی قَالَ: فَرَاشٌ مِنۡ ذَھَبٍ قَالَ فَاُعۡطِیَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثًا اُعۡطِیَ الصَّلَوَاتُ الۡخَمۡسُ، وَاُعۡطِیَ خَوَاتِیۡمُ سُوۡرَةِ الۡبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنۡ لَمۡ یُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ مِنۡ اُمَّتِہٖ شَیۡئًا الۡمُقۡحِمَاتِ۔(۶)

ترجمہ : عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کو اسراء (معراج) کرایا گیا تو آپؐ کو سدرة المنتہٰی پر پہنچایا گیا، یہ چھٹے آسمان پر ہے۔ زمین سے چڑھنے والی چیزیں یہاں پہنچ کر رک جاتی ہیں۔ اور وہاں انہیں وصول کر لیا جاتا ہے اور اس کے اوپر سے آنے والی چیز یہاں رک جاتی ہے۔ اور وہاں سے اُسے زمین پر لانے کے لیے وصول کر لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَةَ مَایَغۡشٰی ''جب ڈھانپ لیا سدرہ کو ڈھانپنے والی چیز نے'' سے سونے کے پروانے مراد ہیں جو اسے ڈھانپتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں۔ پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور شرک نہ کرنے والے اُمتیوں کے گناہوں کی مغفرت۔

〈۷〉 حَدَّثَنِیۡ زُھَیۡرُ بۡنُ حَرۡبٍ، قَالَ: نَا حُجَیۡنُ بۡنُ الۡمُثَنّٰی، قَالَ: نَاعَبۡدُ الۡعَزِیۡزِ وَھُوَ ابۡنُ اَبِیۡ سَلَمَةَ عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ الۡفَضۡلِ، عَنۡ اَبِیۡ سَلَمَةَ بۡنِ عَبۡدِالرَّحۡمٰنِ، عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَقَدۡ رَاَیۡتُنِیۡ فِی الۡحِجۡرِ وَقُرَیۡشٌ تَسۡاَلُنِیۡ عَنۡ مَسۡرَایَ فَسَاَلَتۡنِیۡ عَنۡ اَشۡیَآءَ مِنۡ بَیۡتِ الۡمَقۡدِسِ لَمۡ اُثۡبِتۡھَا فَکُرِبۡتُ کُرۡبَةً مَاکُرِبۡتُ مِثۡلَہٗ قَطُّ. قَالَ: فَرَفَعَہُ اللّٰہُ لِیۡ اَنۡظُرُ اِلَیۡہِ مَایَسۡاَلُوۡنِیۡ عَنۡ شَیۡءٍ اِلَّا اَنۡبَاۡتُھُمۡ بِہٖ وَقَدۡ رَاَیۡتُنِیۡ فِیۡ جَمَاعَةٍ مِّنَ الۡاَنۡبِیَآءِ فَاِذَا مُوۡسٰی عَلَیۡہِ السَّلَامُ قَائِمٌ یُّصَلِّیۡ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرۡبٌ جَعۡدٌ کَاَنَّہٗ مِنۡ رِّجَالِ شَنُوۡءَةَ وَاِذَا عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ عَلَیۡہِ السَّلَامُ قَائِمٌ یُّصَلِّیۡ اَقۡرَبُ النَّاسِ بِہٖ شَبَھًا عُرۡوَةُ بۡنُ مَسۡعُوۡدِنِ الثَّقَفِیُّ وَاِذَا اِبۡرَاھِیۡمُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ قَائِمٌ یُّصَلِّیۡ اَشۡبَہُ النَّاسِ بِہٖ صَاحِبُکُمۡ یَعۡنِیۡ نَفۡسَہٗ ﷺ

فَحَانَتِ الصَّلوٰةُ فَاَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلوٰةِ قَالَ قَائِلٌ يَامُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ۔(۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مقام حجر میں تھا۔ قریش مجھ سے اسراء (معراج) کے بارے میں پوچھنے لگے۔ انہوں نے بیت المقدس کی کچھ چیزوں کے متعلق سوالات کیے۔ مجھے وہ یاد نہیں تھیں تو میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے اتنا کبھی نہیں ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری آنکھوں کے روبرو کردیا۔ اب وہ جس چیز کے متعلق سوال کرتے، میں دیکھ کر انہیں بتادیتا۔ پھر میں نے جماعتِ انبیاء کرامؑ میں اپنے آپ کو پایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ گھنگریالے بالوں والے خوب رُو انسان جو قبیلۂ شنوءۃ کے آدمیوں کے مشابہ نظر آرہے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ بن مریم کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ لوگوں میں ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ بھی کھڑے نماز ادا کررہے تھے ان کی شکل وصورت اور حلیۂ مبارک مجھ سے ملتا جلتا تھا۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت آگیا۔ میں نے ان سب کو نماز پڑھائی۔ جب میں نماز ادا کرچکا تو کسی کہنے والے نے کہا اے محمدؐ یہ جہنم کے داروغہ ''مالک'' ہیں۔ انہیں سلام کریں، میں نے ان کی جانب رُخ کیا ہی تھا کہ انہوں نے پہلے سلام کیا۔

〈۸〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَيْشٌ قُمْتُ الْحِجْرَ[1] فَجَلَّى اللّٰهُ لِیْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ الخ۔(۸)

ترمذی نے اس حدیث کو حضرت انسؓ سے انا انظر تک روایت کیا ہے اور لکھا ہے ھذا حدیث حسن صحیح۔

〈۹〉حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ: اَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ. عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِيَآءُ فَاِذَا مُوْسٰى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِیْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ۔(۹)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام میرے روبرو کیے گئے تو میں نے دیکھا حضرت موسیٰؑ کی مشابہت انسانوں میں قبیلہ شنوءۃ کے مردوں سے بہت زیادہ تھی۔ اور حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا تو ان کی مشابہت میری نظر میں عروہ بن مسعود ثقفی سے تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میری صوابدید کے مطابق

---

[1] خانہ کعبہ کی مغربی جانب دیوار کا نام ہے۔ مجمع البحار بحوالہ ترمذی ص ۴۴۸ حاشیہ نمبر ۶۔

ان کی شکل وصورت تمہارے صاحب یعنی خود نبی کریم ﷺ سے مشابہ تھی اور میں نے جبریلؑ کو دیکھا تو ان کی شکل وصورت دحیہؓ سے اور ابن رمح کی روایت میں ہے دحیہ بن خلیفہ سے ملتی جلتی تھی۔

〈۱۰〉 حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِاِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرَئِيْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْاَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ۔(۱۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ شبِ اسراء میں مقام ایلیاء پر رسول اللہؐ کے روبرو، دو پیالے، ایک شراب کا اور دوسرا دودھ کا پیش کیے گئے، آپؐ نے ان دونوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا پھر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریلؑ نے یہ دیکھ کر کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپؐ کو فطرت صحیحہ کی رہنمائی فرمائی۔ اگر آپؐ جام شراب پکڑ لیتے تو آپؐ کی اُمت راہِ راست سے بھٹک جاتی۔

〈۱۱〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَا: نَاهُشَيْمٌ، قَالَ: اَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ، عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِوَادِى الْاَزْرَقِ فَقَالَ: اَىُّ وَادٍ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: هٰذَا وَادِى الْاَزْرَقِ قَالَ: كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهٗ جُوَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَّةِ، ثُمَّ اَتٰى عَلٰى ثَنِيَّةِ هَرْشٰى، فَقَالَ: اَىُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ؟ قَالُوْا: ثَنِيَّةُ هَرْشٰى، قَالَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَآءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّىْ، قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِىْ حَدِيْثِهٖ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِىْ لِيْفًا۔(۱۱)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وادی ازرق سے گزرے تو آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ازرق نامی وادی ہے۔ آپؐ نے فرمایا گویا کہ میں موسیٰؑ کو ٹیلے سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور وہ زورزور سے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد ہرشی نامی گھاٹی پر آئے اور آپؐ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون سی گھاٹی ہے؟'' عرض کیا گیا ہرشی نامی گھاٹی ہے، فرمایا: ''گویا کہ میں یونسؑ بن متی کو ایک سرخ اور پر گوشت اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں۔ ان کے بدن پر اونی جُبہ ہے۔ ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کی چھال سے بٹی ہوئی رسّی کی ہے اور وہ تلبیہ کہہ رہے ہیں۔ ابن حنبل کہتے ہیں کہ ہشیم نے کہا کہ ''خُلْبَة'' سے مراد کھجور کی چھال ہے۔

〈۱۲〉 حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِىُّ، نَا اَبُوْتَمِيْلَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ جُنَادَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرَئِيْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ۔(۱۲) (هذا حديث غريب)

ترجمہ: ابن بُریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ہم بیت المقدس پہنچ گئے تو جبرئیلؑ نے اپنی انگشت کے اشارے سے ایک پتھر میں سوراخ کیا اور اس کے ساتھ براق کو باندھ دیا۔

〈۱۳〉 حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَھْبٍ، قَالَ: ثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الزُّھْرِیُّ عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ھَاشِمِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: لَمَّاجَآءَ جَبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالْبُرَاقِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَاَنَّھَا ضَرَبَتْ بِذَنْبِھَا فَقَالَ لَھَا جَبْرَئِیْلُ: مَہْ یَابُرَاقُ فَوَاللّٰہِ اِنْ رَکِبَکَ مِثْلُہٗ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا ھُوَبِعَجُوْزٍنَاءَ عَنِ الطَّرِیْقِ اَیْ عَلٰی جَنْبِ الطَّرِیْقِ (قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ یَنْبَغِیْ اَنْ یُّقَالَ نَائِیَۃٌ وَلٰکِنْ اُسْقِطَ مِنْھَا التَّانِیث) فَقَالَ: مَاھٰذِہٖ یَاجَبْرَئِیْلُ؟ قَالَ: سِرْیَا مُحَمَّدُ فَسَارَ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّسِیْرَ فَاِذَا شَیْءٌ یَّدْعُوْہُ مُتَنَحِّیًا عَنِ الطَّرِیْقِ یَقُوْلُ: ھَلُمَّ یَامُحَمَّدُ قَالَ جَبْرَئِیْلُ: سِرْیَا مُحَمَّدُ فَسَارَمَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّسِیْرَ قَالَ: ثُمَّ لَقِیَہٗ خَلْقٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ فَقَالَ: اَحَدُھُمُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَوَّلُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاآخِرُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَاشِرُ فَقَالَ لَہٗ جَبْرَئِیْلُ: اُرْدُدِ السَّلَامَ یَامُحَمَّدُ قَالَ: فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ لَقِیَہُ الثَّانِیْ فَقَالَ لَہٗ: مِثْلَ مَقَالَۃِ الْاَوَّلِیْنَ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ فَعُرِضَ عَلَیْہِ الْمَآءُ وَاللَّبَنُ وَالْخَمْرُ، فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اللَّبَنَ فَقَالَ لَہٗ جَبْرَئِیْلُ اَصَبْتَ یَامُحَمَّدُ الْفِطْرَۃَ، وَلَوْشَرِبْتَ الْمَآءَ لَغَرِقْتَ، وَغَرِقَتْ اُمَّتُکَ وَلَوْشَرِبْتَ الْخَمْرَ لَغَوَیْتَ، وَغَوَتْ اُمَّتُکَ ثُمَّ بُعِثَ لَہٗ اٰدَمُ فَمِنْ دُوْنِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ فَاَمَّھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ جَبْرَئِیْلُ: اَمَّاالْعَجُوْزُ الَّتِیْ رَأَیْتَ عَلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ فَلَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّابِقَدْرِمَابَقِیَ مِنْ عُمُرِ تِلْکَ الْعَجُوْزِ وَاَمَّا الَّذِیْ اَرَادَ اَنْ تَمِیْلَ اِلَیْہِ فَذَاکَ عَدُوُّ اللّٰہِ اِبْلِیْسُ اَرَادَ اَنْ تَمِیْلَ اِلَیْہِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سَلَّمُوْا عَلَیْکَ فَذَاکَ اِبْرَاھِیْمُ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی۔(۱۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے کہ: جب جبریل علیہ السلام براق لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو براق نے اپنی دم ہلائی (ذرا بدکا) یہ دیکھ کر جبریلؑ نے اس سے کہا کہ رک جاؤ اے براق! کیونکہ بخدا اس جیسا شاہسوار آج تک تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لے چلے۔ دیکھا کہ راستے میں ایک جانب ایک بڑھیا کھڑی ہے۔ آپؐ نے جبریلؑ سے اس کے بارے میں دریافت کیا، یہ کون ہے؟ جبریل نے عرض کیا۔ اے محمد (ﷺ) آپؐ تشریف لے چلیں۔ لہٰذا آپؐ چلے جہاں تک خدا کو منظور ہوا۔ پھر راستے کے ایک کنارے سے کسی پکارنے والے نے آواز دی۔ اے محمد (ﷺ) ادھر آئیں۔ جبریلؑ نے اس موقع پر بھی عرض کیا۔ اے محمد! (ﷺ) آگے تشریف لے چلیں لہٰذا آپؐ آگے وہاں تک تشریف لے گئے جہاں تک خدا کو منظور تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد آپؐ کو کچھ لوگ ملے۔ ان میں سے ایک نے **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اٰخِرُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَاشِرُ** کے خیر مقدمی الفاظ سے سلام کیا۔ جبریلؑ نے فرمایا اے محمدؐ آپؐ اس کے سلام کا جواب دیں تو آپؐ نے

اس کا جواب دیا۔اس کے بعد پھر دوسرا املا۔اس نے بھی اسی طرح سلام کیا جس طرح پہلے لوگوں نے کیا تھا، تا آنکہ آپؐ بیت المقدس پہنچ گئے۔ یہاں آپؐ کے سامنے پانی، دودھ، اور شراب پیش کیے گئے۔آپؐ نے دودھ نوش فرمایا۔ جبریلؑ نے کہا اے محمدؐ! آپؐ نے فطرت کو پالیا۔اگر آپؐ پانی پی لیتے تو خود بھی غرق ہوتے اور امت بھی غرق ہوتی اور اگر آپ شراب پی لیتے تو خود بھی گم کردہ راہ ہو جاتے اور امت بھی بدراہ ہوتی۔ پھر آدم علیہ السلام کو آپؐ کے سامنے لایا گیا، اور باقی انبیاء کو بھی۔آپؐ نے ان سب کی اس رات امامت فرمائی۔اب جبریل علیہ السلام نے (دوران سفر میں پیش آمدہ واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا) کہ راستے کے ایک کنارے جو بڑھیا آپؐ کو نظر آئی تھی اس سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا کی عمر بس اتنی باقی ہے جتنی اس بڑھیا کی۔اور وہ شخص جس نے آپؐ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تھی وہ دشمنِ خدا ابلیس تھا وہ چاہتا تھا کہ آپ اس کی طرف مائل ہوں اور جن حضرات نے آپؐ کو سلام کیا تھا وہ حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

ابن کثیر نے ان ر کبک مثلہ کے بجائے مار کبک مثلہ نقل کیا ہے۔

〈۱۴〉 حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ سَہْلٍ، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْجَعْفَرٍ الرَّازِیُّ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ الرِّیَاحِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَوْغَیْرِہٖ (شَکَّ اَبُوْجَعْفَرٍ) فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَاحَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ، قَالَ:

جَآءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَمَعَہٗ مِیْکَائِیْلُ فَقَالَ جِبْرَئِیْلُ لِمِیْکَائِیْلَ: اِئْتِنِیْ بِطَسْتٍ مِّنْ مَّآءِ زَمْزَمَ کَیْمَا اُطَھِّرَ قَلْبَہٗ، وَاَشْرَحُ لَہٗ صَدْرَہٗ، قَالَ فَشَقَّ عَنْ بَطْنِہٖ، فَغَسَلَہٗ ثَلاثَ مَرَّاتٍ وَاخْتَلَفَ اِلَیْہِ مِیْکَائِیْلُ بِثَلاثِ طَسَاتٍ مِّنْ مَّآءِ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرَہٗ وَنَزَعَ مَاکَانَ فِیْہِ مِنْ غِلٍّ وَمَلَأَہٗ حِلْمًا وَعِلْمًا وَاِیْمَانًا وَیَقِیْنًا وَاِسْلامًا، وَخَتَمَ بَیْنَ کَتِفَیْہِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ اَتَاہُ بِفَرَسٍ فَحُمِلَ عَلَیْہِ کُلُّ خُطْوَةٍ مِنْہُ مُنْتَھٰی طَرْفِہٖ وَاَقْصٰی بَصَرِہٖ، قَالَ: فَسَارَوَسَارَ مَعَہٗ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَتٰی عَلٰی قَوْمٍ یَزْرَعُوْنَ فِیْ یَوْمٍ، وَیَحْصُدُوْنَ فِیْ یَوْمٍ کُلَّمَا حَصَدُوْا عَادَکَمَاکَانَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: یَاجِبْرَئِیْلُ مَاھٰذَا؟ قَالَ: ھٰٓؤُلَآءِ الْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تُضَاعَفُ لَھُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَمَا اَنْفَقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَھُوَخَیْرُالرَّازِقِیْنَ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ تُرْضَخُ رُؤُسُھُمْ بِالصَّخْرِ کُلَّمَارُضِخَتْ عَادَتْ کَمَا کَانَتْ لَایُفَتَّرُ عَنْھُمْ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ فَقَالَ: مَاھٰٓؤُلَآءِ یَاجِبْرَئِیْلُ؟ قَالَ: ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ تَتَثَاقَلُ رُؤُسُھُمْ عَنِ الصَّلوٰةِ الْمَکْتُوْبَةِ، ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ عَلٰی اَقْبَالِھِمْ رِقَاعٌ، وَعَلٰی اَدْبَارِھِمْ رِقَاعٌ یَسْرَحُوْنَ کَمَا تَسْرَحُ الْاِبِلُ وَالْغَنَمُ وَیَاْکُلُوْنَ الضَّرِیْعَ وَالزَّقُّوْمَ وَرَضْفَ جَھَنَّمَ وَحِجَارَتِھِمْ، قَالَ: مَاھٰٓؤُلَآءِ یَاجِبْرَئِیْلُ قَالَ: ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ لَایُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ اَمْوَالِھِمْ وَمَاظَلَمَھُمُ اللّٰہُ شَیْئًا وَمَا اللّٰہُ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ لَحْمٌ نَضِیْجٌ فِیْ قُدُوْرٍ وَلَحْمٌ آخَرُنَیِّءٌ قَذِرٌ خَبِیْثٌ فَجَعَلُوْا یَاْکُلُوْنَ مِنَ النَّیِّءِ

وَیَدعُوْنَ النَّصِیْحَ الطَّیِّبَ فَقَالَ:مَا ہٰٓؤُلَآءِ یَاجِبْرَئِیْلُ؟ قَالَ:ہٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اُمَّتِکَ تَکُوْنُ عِنْدَہُ الْمَرْاَۃُ الْحَلاَلُ الطَّیِّبُ فَیَاْتِیْ اِمْرَاَۃً خَبِیْثَۃً فَیَبِیْتُ عِنْدَھَا حَتّٰی یُصْبِحَ، وَالْمَرْاَۃُ تَقُوْمُ مِنْ عِنْدِ زَوْجِھَا حَلاَلاً طَیِّبًا فَتَاْتِیْ رَجُلاً خَبِیْثًا فَتَبِیْتُ مَعَہٗ حَتّٰی تُصْبِحَ، قَالَ: ثُمَّ اَتٰی عَلٰی خَشَبَۃٍ فِی الطَّرِیْقِ لاَیَمُرُّبِھَا ثَوْبٌ اِلاَّشَقَّتْہُ وَلاَشَیْءٌ اِلاَّخَرَقَتْہُ قَالَ مَاھٰذَا یَاجِبْرَئِیْلُ؟قَالَ: ھٰذَا مَثَلُ اَقْوَامٍ مِنْ اُمَّتِکَ یَقْعُدُوْنَ عَلَی الطَّرِیْقِ فَیَقْطَعُوْنَہٗ ثُمَّ قَرَاَ وَلاَتَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ الْاٰیَۃَ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی رَجُلٍ قَدْ جَمَعَ حُزْمَۃَ حَطَبٍ عَظِیْمَۃٍ لاَیَسْتَطِیْعُ حَمْلَھَا وَھُوَ یَزِیْدُ عَلَیْھَا فَقَالَ: مَاھٰذَا یَاجِبْرَئِیْلُ؟ قَالَ:ھٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اُمَّتِکَ تَکُوْنُ عِنْدَہٗ اَمَانَاتُ النَّاسِ لاَیَقْدِرُ عَلٰی اَدَائِھَا وَھُوَیَزِیْدُ عَلَیْھَا وَیُرِیْدُ اَنْ یَحْمِلَھَا فَلاَیَسْتَطِیْعُ ذٰلِکَ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ تُقْرَضُ اَلْسِنَتُھُمْ وَشِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ حَدِیْدٍکُلَّمَا قُرِضَتْ عَادَتْ کَمَا کَانَتْ لاَیَفْتُرُ عَنْھُمْ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ قَالَ:مَاھٰٓؤُلَآءِ یَاجِبْرَئِیْلُ؟ فَقَالَ:ھٰٓؤُلَآءِ خُطَبَآءُ اُمَّتِکَ خُطَبَآءُ الْفِتْنَۃِ یَقُوْلُوْنَ مَالاَیَفْعَلُوْنَ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی جُحْرٍ صَغِیْرٍ یَخْرُجُ مِنْہُ ثَوْرٌ عَظِیْمٌ فَجَعَلَ الثَّوْرُ یُرِیْدُ اَنْ یَرْجِعَ مِنْ حَیْثُ خَرَجَ فَلاَیَسْتَطِیْعُ فَقَالَ:مَاھٰذَا یَا جِبْرَئِیْلُ؟ قَالَ: ھٰذَا الرَّجُلُ یَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ الْعَظِیْمَۃِ ثُمَّ یَنْدَمُ عَلَیْھَا فَلاَیَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّرُدَّھَا ثُمَّ أَتٰی عَلٰی وَادٍ فَوَجَدَ رِیْحًا طَیِّبَۃً بَارِدَۃً وَفِیْہِ رِیْحُ الْمِسْکِ وَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: یَاجِبْرَئِیْلُ مَاھٰذِہِ الرِّیْحُ الطَّیِّبَۃُ الْبَارِدَۃُ؟وَھٰذِہِ الرَّائِحَۃُ الَّتِیْ کَرِیْحِ الْمِسْکِ وَمَاھٰذَا الصَّوْتُ؟ قَالَ : ھٰذَا صَوْتُ الْجَنَّۃِ تَقُوْلُ: یَارَبِّ اٰتِنِیْ مَاوَعَدْتَّنِیْ فَقَدْ کَثُرَتْ غُرَفِیْ وَاِسْتَبْرَقِیْ وَحَرِیْرِیْ وَسُنْدُسِیْ وَعَبْقَرِیْ وَلُؤْلُؤِیْ وَمَرْجَانِیْ وَفِضَّتِیْ وَذَھَبِیْ وَاَکْوَابِیْ وَصِحَافِیْ وَاَبَارِیْقِیْ وَفَوَاکِھِیْ وَنَخْلِیْ وَرُمَّانِیْ وَلَبَنِیْ وَخَمْرِیْ فَاٰتِنِیْ مَاوَعَدْتَّنِیْ فَقَالَ: لَکِ کُلُّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَۃٍ وَمُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ وَمَنْ اٰمَنَ بِیْ وَبِرُسُلِیْ، وَعَمِلَ صَالِحًا،وَلَمْ یُشْرِکْ بِیْ وَلَمْ یَتَّخِذْ مِنْ دُوْنِیْ اَنْدَادًا،وَمَنْ خَشِیَنِیْ فَھُوَاٰمِنٌ،وَمَنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُہٗ وَمَنْ اَقْرَضَنِیْ جَزَیْتُہٗ، وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَیَّ کَفَیْتُہٗ، اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اَنَا لاَ اُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَقَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ.قَالَتْ قَدْرَضِیْتُ. ثُمَّ اَتٰی عَلٰی وَادٍ فَسَمِعَ صَوْتًا مُنْکَرًا وَوَجَدَ رِیْحًا مُنْتِنَۃً فَقَالَ: مَاھٰذِہِ الرِّیْحُ یَاجِبْرَئِیْلُ وَمَاھٰذَا الصَّوْتُ؟ قَالَ: ھٰذَا صَوْتُ جَھَنَّمَ تَقُوْلُ:یَارَبِّ اٰتِنِیْ مَاوَعَدْتَّنِیْ فَقَدْکَثُرَتْ سَلاَسِلِیْ وَاَغْلاَلِیْ وَسَعِیْرِیْ وَجَحِیْمِیْ وَضَرِیْعِیْ وَغَسَّاقِیْ وَعَذَابِیْ وَعِقَابِیْ وَقَدْ بَعُدَ قَعْرِیْ وَاشْتَدَّ حَرِّیْ فَاٰتِنِیْ مَاوَعَدْتَّنِیْ قَالَ:لَکِ کُلُّ مُشْرِکٍ وَّمُشْرِکَۃٍ وَّکَافِرٍ وَکَافِرَۃٍ وَکُلُّ خَبِیْثٍ وَخَبِیْثَۃٍ وَکُلُّ جَبَّارٍ لاَیُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ قَالَتْ قَدْ رَضِیْتُ قَالَ:ثُمَّ سَارَحَتّٰی اَتٰی بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَ فَرَبَطَ فَرَسَہٗ اِلٰی صَخْرَۃٍ ثُمَّ دَخَلَ فَصَلّٰی مَعَ الْمَلاَئِکَۃِ فَلَمَّا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ قَالُوْا یَاجِبْرَئِیْلُ مَنْ ھٰذَا مَعَکَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ.فَقَالُوْا: اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ؟ قَالَ:نَعَمْ قَالُوْا:حَیَّاہُ اللّٰہُ مِنْ اَخٍ

وَمِنْ خَلِيفَةٍ فَنِعْمَ الْاَخُ وَنِعْمَ الْخَلِيفَةُ وَنِعْمَ الْمَجِيئُ جَآءَ ثُمَّ لَقِيَ اَرْوَاحَ الْاَنْبِيَآءِ فَاَثْنَوْا عَلٰى رَبِّهِمْ الحديث ۔(١٤)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں جبریلؑ حاضر ہوئے۔ میکائیلؑ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جبریلؑ نے میکائیلؑ سے کہا کہ آبِ زمزم کا ایک طشت میرے پاس لاؤ تاکہ میں ان (نبی ﷺ) کا قلب خوب پاک کردوں اور ان کا سینہ کھول دوں۔ راوی کہتے ہیں کہ جبریلؑ نے آپؐ کا پیٹ چاک کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا۔ اس دوران میں میکائیلؑ آبِ زمزم کا طشت تین مرتبہ لانے کے لیے آتے جاتے رہے۔ جبریلؑ نے آپؐ کا سینہ کھولا اور اس میں جو میل کچیل از قسمِ غِل تھا اسے باہر نکال کر اس میں علم، حلم، ایمان، یقین اور اسلام بھر دیا۔ اور دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر لگا دی۔ پھر آپؐ کو ایک گھوڑے کے پاس لا کر اس پر سوار کیا گیا۔ اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا ہر قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی۔ پس آپؐ جبریلؑ کے ساتھ چلے اور ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جو ایک روز کھیتی بوتے تو دوسرے روز اسے کاٹ لیتے ہیں۔ جونہی کٹائی سے فارغ ہوتے ہیں فصل دوبارہ لہلہانے لگتی ہے۔ نبی ﷺ نے جبریلؑ سے دریافت کیا: جبریلؑ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ ان کی نیکیاں دوگنا سے بڑھا کر سات سوگنا تک ہوتی ہیں۔ اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر لوٹا دیتا ہے وہ بہترین رازق ہے۔ پھر دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں۔ کچلنے کے بعد پھر پہلی طرح ٹھیک ہو جاتے ہیں اور مسلسل ایسا ہو رہا ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اٹھنے نہ دیتی تھی۔ پھر کچھ اور لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جن کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح گھاس چر رہے تھے اور تھوہڑ اور جہنم کے گرم پتھر کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں اے جبرئیل؟ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال میں سے صدقہ وخیرات کچھ نہ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ پھر کچھ اور لوگوں کے پاس آئے جن کے ایک طرف نفیس، چکنا، پکا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور دوسری طرف سڑا ہوا کچا گوشت رکھا ہے جس سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ یہ لوگ نفیس اور عمدہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ پوچھا اے جبریلؑ یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ آپؐ کی امت کے وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال شوہروں اور بیویوں کے ہوتے ہوئے حرام سے اپنی خواہشِ نفس پوری کی۔ پھر راستے میں گاڑی ہوئی ایک لکڑی کے پاس آئے جو کوئی اس کے پاس سے گزرتا ہے اس کا کپڑا پھاڑ دیتی اور جو چیز وہاں سے گزرتی ہے اسے چیر دیتی ہے۔ پوچھا اے جبریلؑ یہ کیا ہے؟ کہا یہ آپؐ کی اُمّت کے وہ لوگ ہیں جو گزرگاہوں اور راستوں پر بیٹھ کر ڈکیتی کی واردات کرتے ہیں پھر قرآن مجید کی آیت وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ تلاوت فرمائی۔ پھر ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ نہیں اٹھتا تو اس میں کچھ اور لکڑیاں بڑھا لیتا ہے۔ پوچھا یہ کون احمق ہے؟ بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اٹھا نہ سکتا تھا مگر یہ ان کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ ذمہ داریوں کا بار اپنے اوپر لادے چلا جاتا تھا اور انہیں ادا کرنا چاہتا ہے لیکن اس کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ پھر کچھ ایسے لوگوں کے پاس آئے جن کے ہونٹ اور زبانیں لوہے کی

قینچیوں سے کترے جارہے تھے۔ اور ہر دفعہ کٹنے کے بعد پھر اسی طرح صحیح سالم ہوجاتے تھے جیسا کہ پہلے تھے۔ اور یہ عمل برابر جاری تھا۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے بتایا یہ غیر ذمہ دار مقرّر اور خطیب ہیں جو بے تکلف زبان چلاتے اور فتنہ برپا کیا کرتے تھے۔ اور جو کہتے تھے خود نہ کرتے تھے، پھر ایک چھوٹے پتھر کے پاس آئے دیکھا کہ اس میں ذرا سا شگاف ہے اور اس میں سے ایک بڑا موٹا سا بیل نکل آیا۔ پھر وہ بیل اس سوراخ میں دوبارہ داخل ہونے کی کوشش کرنے لگا مگر نہ جاسکا۔ پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ جبریل نے بتایا یہ اس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمہ داری کے ساتھ، ایک فتنہ انگیز بات کر جاتا ہے پھر نادم و پشیمان ہو کر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کرسکتا۔ پھر ایک ایسی وادی کے پاس پہنچے جس سے ٹھنڈی خوشبودار ہوا آرہی تھی جو کستوری کی بھینی بھینی خوشبو کی طرح تھی اور وہاں ایک آواز بھی سنائی دی۔ آپؐ نے جبریل سے دریافت کیا کہ یہ خوشبو اور یہ آواز کیسی ہے؟ جبریلؑ نے بتایا: کہ یہ آواز تو جنت کی ہے جو اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کررہی ہے کہ جو وعدہ آپ نے مجھ سے فرمایا اسے پورا فرمائیے۔ میرے بالاخانے بے شمار و کثیر ہیں۔ میرے ہاں کا لباس نہایت لطیف ریشم کا ہے۔ اس میں اطلس و دیبا کا لباس ہے۔ موتی، مرجان، سونا، چاندی کی بہتات ہے، آب خورے۔ بڑے بڑے کاسے، چھاگلیں اور جام اَن گنت ہیں۔ اور میوہ جات، کھجوریں، انار، دودھ، شرابِ طہور اور ماءِ طہور کی نہریں رواں دواں ہیں۔ مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کیجیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تیرے لیے ہر مومن مرد و عورت اور ہر مسلمان مرد و عورت ہے اور ہر وہ جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور عمل صالح کرے۔ اور جس نے میرے سوا کسی کو شریک و ہمسر و مقابل نہ بنایا ہو۔ جو مجھ سے خوف زدہ ہوا وہ امن میں آگیا اور جس نے مجھ سے مانگا میں نے اسے عطا کیا اور جس نے مجھ سے قرض کا تقاضا کیا اسے دیا۔ جس نے مجھ پر بھروسہ و توکّل کیا اسے میں کافی ہوں گا۔ میں ایسا اِلٰہ ہوں کہ میرے سوا اور کوئی الٰہ نہیں، میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ مومنین یقیناً فلاح یاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین خالق ہے۔ جنت بولی میں راضی ہوں۔ اس کے بعد ایک وادی پر آئے۔ غیر مانوس آواز اور نہایت گندی بو محسوس کی۔ آپؐ نے پوچھا جبریلؑ یہ آواز کیسی ہے؟ اور یہ بدبو کہاں سے آرہی ہے؟ جبریلؑ نے بتایا یہ جہنم کی آواز ہے۔ کہہ رہی ہے کہ اے پروردگار! مجھ سے جو وعدہ آپؐ نے فرمایا ہے اسے پورا کیجیے۔ میرے پاس بہ کثرت زنجیریں ہیں، طوق ہیں، آتشِ شُعلہ بار ہے، گرم کھولتا ہوا پانی ہے، خوراک کے لیے خار و خس خشک و تلخ ہے دوزخیوں کے زخموں سے رِستا ہوا پیپ ہے اور میری سخت سزا و عذاب ہے۔ میری گہرائی بہت ہے تپش شدید ہے۔ لائیے وعدہ پورا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تیرے واسطے ہر مشرک مرد و عورت اور کافر مرد و عورت اور ہر خبیث و بد باطن مرد و عورت اور ہر سرکش و جابر جو یومِ حساب کو نہیں مانتا تھا۔ جہنّم بولی میں راضی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر وہاں سے چلے اور بیت المقدس پہنچے۔ وہاں نیچے اتر کر آپؐ نے اپنا گھوڑا پتھر کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر ملائکہ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھی جاچکی تو فرشتوں نے جبریل سے پوچھا۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریلؑ نے بتایا کہ ہاں۔ ملائکہ نے دعائیہ انداز میں مبارکباد دی کہ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ کیسے اچھے اور عمدہ بھائی اور خلیفہ ہیں اور آنے والے کیسے بہترین ہیں۔ پھر وہ نبیوں کی ارواح سے ملے، انہوں نے اپنے رب کی ثنا خوانی کی۔

〈۱۵〉 قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ :حَدَّثَنَا اَبِیْ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی بَيْتِ الْمَقْدِسِ اَتَاهُ جِبْرِيلُ بِدَآبَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ دُوْنَ الْبَغْلِ حَمَلَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهَا يَنْتَهِیْ خُفُّهَا حَيْثُ يَنْتَهِیْ طَرْفُهَا فَلَمَّا بَلَغَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَبَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِیْ يُقَالُ لَهٗ بَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ اَتٰی اِلَی الْحَجَرِ الَّذِیْ ثَمَّةَ فَغَمَزَهٗ جِبْرِيْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَثَقَبَهٗ ثُمَّ رَبَطَهَا ثُمَّ صَعَدَ فَلَمَّا اسْتَوَيَا فِیْ صَرْحَةِ الْمَسْجِدِ قَالَ جِبْرِيْلُ: يَامُحَمَّدُ هَلْ سَاَلْتَ رَبَّكَ اَنْ يُّرِيَكَ الْحُوْرَ الْعِيْنَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: فَانْطَلِقْ اِلٰی اُوْلٰٓئِكَ النِّسْوَةِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِنَّ وَهُنَّ جُلُوْسٌ عَنْ يَسَارِ الصَّخْرَةِ، قَالَ: فَاَتَيْتُهُنَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِنَّ فَرَدَدْنَ عَلَیَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ مَنْ اَنْتُنَّ؟ فَقُلْنَ : نَحْنُ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ نِسَآءٌ قَوْمٌ اَبْرَارٌ نَقُوْا فَلَمْ يَدْرَنُوْا وَاَقَامُوْا فَلَمْ يَظْعَنُوْا وَخَلَدُوْا فَلَمْ يَمُوْتُوْا: قَالَ:ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَلَمْ اَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰی اجْتَمَعَ نَاسٌ كَثِيْرٌ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ: فَقُمْنَا صُفُوْفًا نَنْتَظِرُ مَنْ يَّؤُمُّنَا فَاَخَذَ بِيَدِیْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِیْ فَصَلَّيْتُ بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ قَالَ جِبْرِيْلُ: يَامُحَمَّدُ اَتَدْرِیْ مَنْ صَلّٰی خَلْفَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: صَلّٰی خَلْفَكَ كُلُّ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الخ. (۱۵)

ترجمہ : حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو راتوں رات بیت المقدس لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام اس رات ایک چوپایہ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ جبریلؑ نے آپؐ کو اس پر سوار کیا۔ سبک رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم منتہائے نظر کی حد تک جاتا تھا۔ بیت المقدس میں جب باب محمد ﷺ پر پہنچے تو آپؐ ایک پتھر کے پاس پہنچے۔ جبریلؑ نے اپنی انگشت مار کر اس میں سوراخ کیا اور اس جانور کو اس کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اوپر چڑھے جب مسجد کے صحن میں پہنچے تو جبریلؑ نے آپؐ سے پوچھا اے محمد (ﷺ) کیا آپؐ نے اپنے رب سے حورِعین دکھائے جانے کی درخواست کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ جبریلؑ نے کہا تو پھر آپ ان عورتوں کی جانب تشریف لے جائیے اور انہیں سلام کہیے۔ اور وہ صخرہ نامی پتھر کے بائیں جانب بیٹھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں ان کے پاس گیا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا تم کون ہوتی ہو؟ بولیں۔ ہم ''خیراتِ حسان'' عورتیں، نیک اور پاک گروہ ہیں، پاک صاف ہیں، میلی کچیلی نہیں، مقیم ہیں مسافر نہیں، تادیر زندگی والی، مرنے والی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر میں وہاں سے پھرا تو تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ ایک مؤذّن نے اذان دی۔ نماز کی اقامت کہی گئی۔ آپؐ نے فرمایا: ہم نے کھڑے ہوکر صفیں درست کرلیں اور انتظار کرنے لگے کہ امامت کے فرائض کون انجام دیتا ہے۔ اتنے میں جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کردیا۔ میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ جب میں وہاں سے پلٹا تو جبریلؑ نے مجھ سے پوچھا: اے محمد (ﷺ) جانتے ہیں آپؐ کی اقتدا میں نماز پڑھنے والے کون تھے؟ میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ جبریلؑ نے بتایا کہ تمام انبیاء تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔

ماٰخذ

(۱) بخاری ج۱ کتاب الصلاۃ باب کیف فرضت الصلوٰۃ الخ اورکتاب الانبیاء باب ذکر ادریس الخ۔ مسلم ج۱ کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللّٰہ ﷺ الی السمٰوٰت وفرض الصلوٰت الخ۔ ☆تفسیر ابنِ جریرج۸ پ۱۵، سورہ بنی اسرائیل ☆ ابن کثیر ج۳ بنی اسرائیل۔

(۲) کتاب الایمان۔ باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السمٰوٰت وفرض الصلوات۔

(۳) نسائی ج۱کتاب الصلاۃ فرض الصَّلَاۃ وذکر اختلاف النّاقلین فی اسناد حدیث انس بن مالك الخ۔ ☆ابن کثیر ج۳ بحوالہ ابنِ ابی حاتم۔

(٤) بخاری ج۱ کتاب بدأ الخلق، باب ذکر الملائکۃ۔☆بخاری بنیان الکعبۃ، باب المعراج۔☆ مسلم ج۱ کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السمٰوٰت وفرض الصلوٰت۔☆ نسائی کتاب الصلوۃ باب فرض الصلوٰۃ وذکر اختلاف الناقلین فی اسنادِ حدیث انس بن مالكؓ واختلاف الفاظھم فیہ۔

(٥) ترمذی ابواب التفسیر سورہ بنی اسرائیل۔

(٦) مسلم ج۱کتاب الایمان باب معنی قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی۔ ☆ نسائی ج۱کتاب الصلوۃ۔ باب فرض الصلاۃ الخ۔

(۷) مسلم ج۱کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ اِلَی السَّمٰوٰتِ وفرض الصَّلوات۔

(۸) بخاری ج۲ کتاب التفسیر سورہ بنی اسرائیل باب قولہ اسریٰ بعبدہٖ لیلاً الخ۔☆ مسلم ج۱ کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السمٰوٰت وفرض صلوات۔☆ترمذی ابواب التفسیر سورۂ بنی اسرائیل۔

(۹) مسلم ج۱کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السمٰوٰت وفرض الصلوٰت۔

(۱۰) بخاری ج۲کتاب التفسیر باب قولہ اسری بعبدہ لیلا الخ۔☆مسند احمد ج۲۔ص۲۷۲۔

(۱۱) مسلم ج۱ کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوٰت۔

(۱۲) ترمذی ابواب التفسیر سورہ بنی اسرائیل۔

(۱۳) تفسیر ابنِ جریر ج۸ سورہ بنی اسرائیل۔☆ ابن کثیر ج۳ سورہ بنی اسرائیل۔

(۱٤) تفسیر ابنِ جریر ج۸ سورہ بنی اسرائیل۔☆ ابن کثیر ج۳ سورہ بنی اسرائیل۔

(۱٥) تفسیر ابنِ کثیر ج۳ سورہ بنی اسرائیل۔

فصل ہفتم:

ختم نبوت اور نزول عیسٰی ابن مریمؑ

احادیث درباب نزولِ عیسٰی ابن مریمؑ

۱۰۷۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلاً فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَایَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد، ابن ماجه)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر، پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کردیں گے[1] اور جنگ کا خاتمہ کردیں گے ـــــ دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیہ کا لفظ ہے، یعنی جزیہ ختم کردیں گے[2] ـــــ اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور حالت یہ ہوجائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کرلینا دنیا ومافیہا سے زیادہ بہتر ہوگا۔''

تشریح: نئی نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں ''مسیح موعود'' کے آنے کی خبردی گئی ہے اور مسیح نبی تھے، اس لیے ان کے آنے سے ختمِ نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی، بلکہ ختمِ نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسیح موعود کا آنا بھی برحق۔

---

[1] صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کردینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہوجائے گی۔ دینِ عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (حضرت عیسیٰؑ) کو صلیب پر ''لعنت'' کی موت دی، جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ اور انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کردی۔ حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کرلیا جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود آکر اعلان کردیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں، نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لیے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروؤں کے لیے سؤر حلال کیا تھا اور نہ اُن کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھیرایا تھا، تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہوجائے گا۔

[2] دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہوکر سب لوگ ایک ہی ملّتِ اسلام میں شامل ہوجائیں گے۔ اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا۔

اسی سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ''مسیح موعود'' سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں۔ اُن کا تو انتقال ہو چکا۔ اور جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ مثیلِ مسیح، یعنی حضرت عیسیٰ کے مانند ایک مسیح ہے اور وہ فلاں شخص ہے جو آچکا ہے۔ اس کا ماننا عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہم یہاں پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند روایات نقل کیے دیتے ہیں، جو اس مسئلے کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جا رہا ہے۔

تخریج : ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ، اَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، ثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ، عَنِ بْنِ شِهَابٍ، اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْكُمْ بْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدْلاً فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ، وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ وَیَفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَایَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا. ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ: وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ. وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا۔(۱)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ، نَا اللَّیْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْكُمْ بْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَایَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔(۲) (هذا حدیث حسن صحیح)

۱۰۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔

(بخاری، مسلم، مسنداحمد)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیسے ہو گے تم جب تمہارے درمیان ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا۔[۱]''

تخریج : حَدَّثَنَا بْنُ بُكَیْرٍ، ثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ یُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ بْنُ مَرْیَمَ فِیْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابَعَهٗ عُقَیْلٌ وَالْاَوْزَاعِیُّ۔(۳)

ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

۱۰۹۔ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ۔ (بخاری، ابن ماجه)

''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نازل نہ ہولیں عیسیٰ ابن مریمؑ۔''

---

[۱] یعنی نماز میں حضرت عیسیٰؑ امامت نہیں کریں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔

تخریج : عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمْ بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَايَقْبَلَهُ اَحَدٌ۔(٤)

(بخاری، ابن ماجه)

۱۱۰۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَمْحُوا الصَّلِيْبَ وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ وَيُعْطِى الْمَالَ حَتّٰى لَايُقْبَلَ وَيَضَعُ الْخَرَاجَ وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ فَيَحُجُّ مِنْهَا اَوْيَعْتَمِرُ اَوْيَجْمَعُهُمَا۔ (مسند احمد، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر وہ خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹادیں گے اور ان کے لیے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ خراج ساقط کردیں گے اور روحاء[1] کے مقام پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں کو جمع کریں گے۔ (راوی کو شک ہے کہ حضورؐ نے ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی)۔''

تخریج:(۱)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا يَزِيْدُ، اَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَمْحُو الصَّلِيْبَ وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ وَيُعْطِى الْمَالَ حَتّٰى لَايُقْبَلَ وَيَضَعُ الْخَرَاجَ وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ فَيَحُجُّ مِنْهَا. اَوْيَعْتَمِرُ اَوْيَجْمَعُهُمَا الخ۔(٥)

(۲) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، وَعَمْرُونِ النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ سَعِيْدُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُ عَنْ حَنْظَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْلَيَثْنِيَنَّهُمَا۔(٦)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے آپ کا ارشاد بیان کیا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ابنِ مریم ضرور فج الروحاء مقام سے حج کے لیے یا حج وعمرہ دونوں کے لیے تلبیہ کا آغاز کریں گے۔

۱۱۱۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (بَعْدَ ذکر خروج الدّجال) فَبَيْنَاهُمْ يَعُدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّاللّٰهِ يَذُوْبُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ فَلَوْتَرَكَهُ لَا نْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلَهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِیْ حَرْبَتِهٖ.

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

---

[1] مدینہ سے پہلے ۳۵ میل کے فاصلے پر ایک مقام۔

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے (دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضورؐ نے فرمایا) اس اثنا میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے، صفیں باندھ رہے ہوں گے اور نماز کے لیے تکبیرِ اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے۔ اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ اور اللہ کا دشمن (دجّال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو وہ آپ ہی گھل کر مر جائے۔ مگر اللہ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔''

تخریج: حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَامُعَلّٰی بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَاسُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، نَاسُهَیْلٌ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (بعد ذکرخروج الدّجال) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ... فَبَیْنَاهُمْ یَعُدُّوْنَ لِلْقِتَالِ یُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ ﷺ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ فَلَوْتَرَکَهُ لَانْذَابَ حَتّٰی یَهْلِکَ وَلٰکِنْ یُقْتُلُهُ اللّٰهُ بِیَدِهٖ فَیُرِیْهِمْ دَمَهٗ فِیْ حَرْبَتِهٖ۔(۷)

۱۱۲۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ نَبِیٌّ (یعنی عِیسٰی) وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ، بَیْنَ مُمَصَّرَتَیْنِ کَاَنَّ رَاْسَهٗ یَقْطُرُوَاِنْ لَّمْ یُصِبْهُ بَلَلٌ فَیُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَی الْاِسْلَامِ. فَیَدُقُّ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُهْلِکُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ کُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ وَیُهْلِکُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یُتَوَفّٰی فَیُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے اور ان (عیسیٰؑ) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اُترنے والے ہیں، پس جب تم اُن کو دیکھو تو پہچان لینا[1] وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں، رنگ مائل بہ سرخی وسپیدی ہے، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے، حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو پاش پاش کر دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے۔ اور اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا، اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے، اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں گے۔ پھر اُن کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا هَمَّامُ بْنُ یَحْیٰی، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اٰدَمَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ نَبِیٌّ یَعْنِیْ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ، رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ بَیْنَ الْمُمَصَّرَتَیْنِ کَاَنَّ رَاْسَهٗ یَقْطُرُوَاِنْ لَّمْ یُصِبْهُ بَلَلٌ

---

[1] مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کو فوراً پہچان لیں گے۔ جس طرح حضرت مسیح نازل ہوں گے وہ ایسا طریقہ ہوگا کہ مسلمانوں کو ان کے پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس وقت دمشق میں مسلمان دجال کے مقابلہ کے لیے صف آرا ہوں گے، اور صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوں گے اس وقت یکا یک حضرت مسیح منارۂ بیضا کے قریب نازل ہوں گے اور پھر مسلمان ان کو نماز پڑھانے کے لیے کہیں گے۔ (مکاتیب اول: ۵، نزول...)

فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ۔(۸)

۱۱۳۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ... فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ ﷺ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ فَصَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ.

(مسلم، مسند احمد)

''حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ...پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ آیئے، آپ نماز پڑھایئے، مگر وہ کہیں گے کہ نہیں'' تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو[1] یہ وہ اُس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے جو اللہ نے اس امت کو دی ہے[2]''

تخریج: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ، قَالُوا: نَا حَجَّاجٌ، وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ ﷺ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ۔(۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے خود سنا ہے فرما رہے تھے۔ میری امت میں ایک گروہ ایسا بالضرور رہے گا جو حق کے لیے قتال کرے گا اور قیامت تک غالب رہے گا۔پھر فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ آیئے آپ نماز پڑھائیں مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو، یہ وہ اس عزت وتکریم کا لحاظ کرتے ہوئے فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دی ہے۔

۱۱۴۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (فِي قِصَّةِ ابن صيّاد) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِي فَأَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ، إِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، وَإِنْ لَا يَكُنْ فَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ۔ (مشکوٰۃ)

''جابر بن عبداللہ (قصہ ابنِ صیاد کے سلسلہ میں) روایت کرتے ہیں کہ پھر عمرؓ بن خطاب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسے قتل کردوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر یہ وہی شخص (دجال) ہے تو اس کے

[1] یعنی تمہارا امیر خود تمہی میں سے ہونا چاہیے۔

[2] واضح رہے کہ اس زمانے میں جن صاحب کو مثیلِ مسیح قرار دیا گیا ہے انہوں نے اپنی زندگی میں نہ حج کیا نہ عمرہ۔

قتل کرنے والے تم نہیں ہو، بلکہ اسے تو عیسیٰ ابن مریم ہی قتل کریں گے۔ اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہلِ عہد (ذمّیوں) میں سے ایک آدمی کے قتل کر دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، (فِیْ قِصَّةِ ابْنِ صَیَّادٍ) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اِئْذَنْ لِیْ فَاَقْتُلُهُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنْ یَّکُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاِنْ لَّایَکُنْ هُوَ فَلَیْسَ لَکَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلاً مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ الخ۔ (۱۰)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ اِسْحٰقُ: اَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ: نَاجَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَرْنَا بِصِبْیَانٍ فِیْهِمْ ابْنُ صَیَّادٍ فَفَرَّ الصِّبْیَانُ وَجَلَسَ ابْنُ صَیَّادٍ فَکَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَرِهَ ذٰلِکَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ تَرِبَتْ یَدَاکَ اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: لَا بَلْ تَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ذَرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَتّٰی اَقْتُلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنْ یَّکُنِ الَّذِیْ یُرٰی فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ قَتْلَهُ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں جا رہے تھے کہ ہمارا گزر کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے ہوا۔ ان میں ابن صیاد بھی تھا۔ عام بچے بھاگ گئے مگر یہ بیٹھ گیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ گویا رسول اللہ ﷺ کو یہ ناگوار گزرا۔ نبی ﷺ نے ابنِ صیاد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں کیا تو اس بات کی شہادت نہیں دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وہ بولا نہیں بلکہ تو اس بات کی شہادت دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ (جو اس سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اسے تہہ تیغ کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں تمہارا گمان ہے تو تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔

دوسری روایت میں:

﴿۳﴾ فَقَالَ عُمَرُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِیْ فَاَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُ فَاِنْ یَکُنِ الَّذِیْ تَخَافُ لَنْ تَسْتَطِیْعَ قَتْلَهُ۔ (۱۱)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ذرا چھوڑیں کہ میں اس کی گردن تن سے جدا کر دوں۔ فرمایا: چھوڑ و اسے، اگر یہ وہ شخص ہے جس کا تمہیں اندیشہ ہے تو تم اسے کسی صورت بھی قتل نہیں کر سکتے۔

مشکوٰۃ میں ہے:

〈۴〉 قَالَ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْهِ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ۔(۱۲)

۱۱۵۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (فِيْ قِصَّةِ الدَّجَّالِ) فَاِذَا هُمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَيُقَالُ لَهُ تَقَدَّمْ يَارُوْحَ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ لِيَتَقَدَّمْ اِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ فَاِذَا صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ خَرَجُوْا اِلَيْهِ.قَالَ فَحِيْنَ يَرَى الْكَذَّابُ يَنْمَاثُ كَمَايَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ فَيَمْشِيْ اِلَيْهِ فَيَقْتُلُهُ حَتّٰى اَنَّ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ يُنَادِيْ يَارُوْحَ اللّٰهِ هٰذَا الْيَهُوْدِيُّ، فَلَايَتْرُكُ مِمَّنْ كَانَ يَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّاقَتَلَهُ۔ (مسنداحمد)

''جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ (دجّال کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا) اس وقت یکا یک عیسیٰ ابن مریم مسلمانوں کے درمیان آجائیں گے۔ پھر نماز کھڑی ہوگی اوران سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ! آگے بڑھیے، مگر وہ کہیں گے کہ نہیں، تمہارے امام ہی کو آگے بڑھنا چاہیے۔ وہی نماز پڑھائے۔ پھر صبح کی نماز سے فارغ ہوکر مسلمان دجّال کے مقابلے پر نکلیں گے۔ فرمایا جب وہ کذاب حضرت عیسیٰؑ کو دیکھے گا تو گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور اُسے قتل کردیں گے۔ اور حالت یہ ہوگی کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے کہ اے روح اللہ! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے۔ دجال کے پیروؤں میں سے کوئی نہ بچے گا جو قتل نہ کردیا جائے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَامُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، ثَنَااِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (فِيْ قِصَّةِ الدَّجَّالِ) فَاِذَا هُمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَيُقَالُ لَهُ تَقَدَّمْ يَارُوْحَ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ:لِيَتَقَدَّمْ اِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ. فَاِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ خَرَجُوْا اِلَيْهِ قَالَ : فَحِيْنَ يَرَى الْكَذَّابُ يَنْمَاثُ كَمَايَنْمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ، فَيَمْشِيْ اِلَيْهِ فَيَقْتُلُهُ حَتّٰى اَنَّ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ يُنَادِيْ يَارُوْحَ اللّٰهِ هٰذَا الْيَهُوْدِيُّ، فَلَايُتْرُكُ مِمَّنْ كَانَ يَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّاقَتَلَهُ۔(۱۳)

۱۱۶۔ عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ (فی قصة الدجال) فَبَيْنَمَا هُوَكَذٰلِكَ اِذْبَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَالْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْذَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهُ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَايَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهِ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِيْ اِلٰى حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهُ۔

(مسلم، ابوداؤد،ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت نوّاس بن سمعان کلابی (قصہ دجال بیان کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں: اس اثنا میں کہ دجّال یہ کچھ کررہا ہوگا، اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں، سفید مینار کے پاس، زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے، دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے

ہیں، اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حدِ نظر تک جائے گی وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابنِ مریم دجّال کا پیچھا کریں گے اور لُدّ[1] کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔'' (ختم نبوت ص ۴۳ تا ۵۳ اشاعت سوم ۱۹۶۲ء)

تخریج: حَدَّثَنِی اَبُوْخَیْثَمَةَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَاالْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِی عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ یَزِیْدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِی یَحْیَ بْنُ جَابِرِ الطَّائِیُّ قَاضِیُ حِمْصَ، حَدَّثَنِی عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْکِلَابِیَّ ح وَحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِیُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ نَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ یَزِیْدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ یَحْیَ بْنِ جَابِرِ الطَّائِیِّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ، عَنْ اَبِیْهِ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ فِیْ قِصَّةِ الدجال۔

فَبَیْنَمَا هُوَ کَذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَآءِ شَرْقِیِّ دِمَشْقَ بَیْنَ مَهْرُوْذَتَیْنِ وَاضِعًا کَفَّیْهِ عَلٰی اَجْنِحَةِ مَلَکَیْنِ اِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ کَاللُّؤْلُؤِ فَلَایَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ رِیْحَ نَفَسِهٖ اِلَّامَاتَ وَنَفَسُهُ یَنْتَهِیْ حَیْثُ یَنْتَهِیْ طَرْفُهُ فَیَطْلُبُهُ حَتّٰی یُدْرِکَهُ بِبَابِ لُدَّ فَیَقْتُلُهُ الخ۔(۱٤)

۱۱۷۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو... قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِیْ اُمَّتِیْ فَیَمْکُثُ اَرْبَعِیْنَ (لَآاَدْرِیْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْاَرْبَعِیْنَ شَهْرًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ عَامًا) فَیَبْعَثُ اللّٰهُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ کَاَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَیَطْلُبُهُ فَیُهْلِکُهُ ثُمَّ یَمْکُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِیْنَ لَیْسَ بَیْنَ اثْنَیْنِ عَدَاوَةٌ۔ (مسلم)

''عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجّال میری اُمّت میں نکلے گا اور چالیس (میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال[2]) رہے گا۔ پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ اُن کا حلیہ عروہ بن مسعودؓ (ایک صحابی) سے مشابہ ہوگا۔ وہ اس کا پیچھا کریں گے اور اُسے ہلاک کر دیں گے۔ پھر سات سال تک لوگ اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ، نَا اَبِیْ، ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ سَمِعْتُ یَعْقُوْبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِیَّ، یَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمْرٍو، وَجَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا هٰذَا الْحَدِیْثُ الَّذِیْ تُحَدِّثُ بِهٖ؟ تَقُوْلُ: اِنَّ السَّاعَةَ تَقُوْمُ اِلٰی کَذَا وَکَذَا فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ اَوْلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ کَلِمَةً نَحْوَهَا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اَحَدًا شَیْئًا اَبَدًا اِنَّمَا قُلْتُ

---

[1] واضح رہے کہ لُدّ (LYDDA) فلسطین میں ریاست اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈہ بنا رکھا ہے۔

[2] یہ عبداللہ بن عمرو کا اپنا قول ہے۔

اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِیْلٍ اَمْرًا عَظِیْمًا یُحَرَّقُ الْبَیْتُ وَیَکُوْنُ وَیَکُوْنُ ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِی اُمَّتِیْ، فَیَمْکُثُ اَرْبَعِیْنَ لاَاَدْرِیْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْاَرْبَعِیْنَ شَھْرًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ عَامًا، فَیَبْعَثُ اللّٰہُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ کَاَنَّہٗ عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، فَیَطْلُبُہٗ فَیُھْلِکُہٗ ثُمَّ یَمْکُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِیْنَ لَیْسَ بَیْنَ اثْنَیْنِ عَدَاوَۃٌ الحدیث۔(۱۵)

۱۱۸۔عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ اَسِیْدِ الْغِفَارِیِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ فَقَالَ مَاتَذْکُرُوْنَ قَالُوْا نَذْکُرُ السَّاعَۃَ قَالَ اِنَّھَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْنَ قَبْلَھَا عَشَرَ اٰیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّۃَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِھَا وَنُزُوْلَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ وَیَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلٰثَۃَ خُسُوْفٍ، خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذَالِکَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِھِمْ۔ (مسلم، ابوداؤد)

’’حذیفہ بن اسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت کررہے تھے۔آپؐ نے پوچھا کیا بات ہورہی ہے۔لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کررہے تھے۔فرمایا: وہ ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوجائیں۔پھر آپؐ نے وہ دس نشانیاں یہ بتائیں۔(۱) دھواں (۲) دجّال (۳) دابۃ الارض (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) عیسیٰ ابنِ مریم کا نزول (۶) یاجوج وماجوج (۷) تین بڑے خسف، ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں (۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں (۱۰) سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جویمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوخَیْثَمَۃَ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ، وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْمَکِّیُّ، وَاللَّفْظُ لِزُھَیْرٍ، قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: نَاسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ فُرَاتِ نِالْقَزَّازِ، عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ، عَنْ حُذَیْفَۃَ ابْنِ اَسِیْدِ الْغِفَارِیِّ، قَالَ:اِطَّلَعَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ فَقَالَ: مَاتَذْکُرُوْنَ؟ قَالُوْا نَذْکُرُ السَّاعَۃَ، قَالَ:اِنَّھَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْنَ قَبْلَھَا عَشَرَآیَاتٍ، فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّۃَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِھَا، وَنُزُوْلَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ، وَیَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَۃَ خُسُوْفٍ، خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ، وَاٰخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِھِمْ۔(۱۶)

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِعَدْنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ۔

ایک اورروایت میں ہے لَایَذْکُرُ النَّبِیُّ ﷺ۔

وَقَالَ اَحَدُھُمَا فِی الْعَاشِرَۃِ نُزُوْلَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَرِیْحٌ تُلْقِی النَّاسَ فِی الْبَحْرِ۔

۱۱۹۔عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ النَّارِ۔ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

(نسائی، مسند احمد)

''نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔''

تخریج: اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحِیْمِ، قَالَ، حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَكْرِ الزُّبَیْدِیُّ عَنْ اَخِیْهِ، مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِیْدِ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِالْاَعْلٰی ابْنِ عَدِیِّ الْبَهْرَانِیِّ. عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عِصَابَتَانِ فِیْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ۔ عِصَابَةٌ تَغْزُوالْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔(۱۷)

۱۲۰۔ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِیَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقْتُلُ بْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ۔

(مسند احمد، ترمذی)

''مجمع بن جاریہ انصاری کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ابن مریم دجّال کو لُدّ کے دروازے پر قتل کریں گے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ، نَا اللَّیْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهُ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیِّ۔

عَنْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّیْ مُجَمِّعَ بْنِ جَارِیَةَ الْاَنْصَارِیَّ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: یَقْتُلُ بْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ۔(۱۸)

وَفِی الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ وَنَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبِیْ بَرْزَةَ وَحُذَیْفَةَ ابْنِ اُسَیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَكَیْسَانَ وَعُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ وَجَابِرٍ وَاَبِیْ اُمَامَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ. هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔

۱۲۱۔عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ (فی حدیث طویل فی ذکر الدجال) فَبَیْنَمَا اِمَامُهُمْ قَدْتَقَدَّمَ یُصَلِّیْ بِهِمُ الصُّبْحَ اِذَا نَزَلَ عَلَیْهِمْ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذَالِكَ الْاِمَامُ یَنْكُصُ یَمْشِی الْقَهْقَرٰی لِیَتَقَدَّمَ عِیْسٰی لِیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَیَضَعُ عِیْسٰی یَدَهُ بَیْنَ كَتِفَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ لَهُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ اُقِیْمَتْ فَیُصَلِّیْ بِهِمْ اِمَامُهُمْ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اِفْتَحُوا الْبَابَ فَیُفْتَحُ وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ وَمَعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ یَهُوْدِیٍّ كُلُّهُمْ ذُوْسَیْفٍ مُحَلًّی وَسَاجٍ فَاِذَا نَظَرَ اِلَیْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا

يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا وَيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ لِيْ فِيْكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِيْ بِهَا فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابَ اللُّدِ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ فَيَهْزِمُ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ... وَتَمْلَأُ الْاَرْضُ مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَآءِ وَتَكُوْنُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَايُعْبَدُ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى. (ابن ماجه)

''ابوامامہ باہلی (ایک طویل حدیث میں دجّال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکا ہوگا عیسیٰ ابن مریم ان پر اتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا تا کہ عیسیٰ آگے بڑھیں، مگر عیسیٰ اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لیے ہی کھڑی ہوئی ہے، چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام پھیرنے کے بعد عیسیٰ کہیں گے کہ دروازہ کھولو، چنانچہ وہ کھولا جائے گا۔ باہر دجّال ستر ہزار مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ جونہی کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھلنے لگے گا جیسے کہ نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ عیسیٰ کہیں گے میرے پاس تیرے لیے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تو بچ کر نہ جا سکے گا۔ پھر وہ اسے لُدّ کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور اللہ یہودیوں کو ہرادے گا...اور زمین امن وسلامتی سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جائے۔ سب دنیا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمَانِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَافِعٍ، اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ الشَّيْبَانِيِّ، يَحْيَ ابْنَ اَبِيْ عَمْرٍو، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَكَانَ اَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ (فی حديث طويل فی ذكر الدجال)۔

فَقَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ بِنْتُ اَبِي الْعَسْكَرِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيْلٌ وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَاِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَبَيْنَمَا اِمَامُهُمْ قَدْتَقَدَّمَ يُصَلِّيْ بِهِمُ الصُّبْحَ، اِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ، يَمْشِي الْقَهْقَرٰى لِيَتَقَدَّمَ عِيْسٰى يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عِيْسٰى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ اُقِيْمَتْ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ اِمَامُهُمْ فَاِذَا انْصَرَفَ، قَالَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِفْتَحُوا الْبَابَ، فَيُفْتَحُ، وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ مَعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ يَهُوْدِيٍّ كُلُّهُمْ ذُوْسَيْفٍ مُحَلًّى وَسَاجٍ. فَاِذَا نَظَرَ اِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا. وَيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ لِيْ فِيْكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِيْ بِهَا فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابَ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ فَيَهْزِمُ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ...وَتَمْلَأُ الْاَرْضُ مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَآءِ وَتَكُوْنُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً فَلَايُعْبَدُ اِلَّا اللّٰهُ الخ۔(۱۹)

۱۲۲۔عَنْ عُثْمَانَ بْنُ اَبِي الْعَاصِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ...وَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ

عَلَیْهِ السَّلَامُ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَمِیْرُهُمْ رُوْحَ اللّٰهِ تَقَدَّمْ، صَلِّ، فَیَقُوْلُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اُمَرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَیُقَدِّمُ اَمِیْرُهُمْ فَیُصَلِّیْ فَاِذَا قَضٰی صَلٰوتَهٗ اَخَذَ عِیْسٰی حَرْبَتَهٗ فَیَذْهَبُ نَحْوَ الدَّجَّالِ فَاِذَا رَاٰهُ الدَّجَّالُ ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاصُ فَیَضَعُ حَرْبَتَهٗ بَیْنَ تَنْدُوَتِهٖ فَیَقْتُلُهٗ وَیَنْهَزِمُ اَصْحَابُهٗ فَلَیْسَ یَوْمَئِذٍ شَیْءٌ یُوَارِیْ مِنْهُمْ اَحَدًا حَتّٰی اَنَّ الشَّجَرَ لَتَقُوْلُ یَا مُؤْمِنُ هٰذَا کَافِرٌ وَیَقُوْلُ الْحَجَرُ یَامُؤْمِنُ هٰذَا کَافِرٌ۔ (مسند احمد، طبرانی، حاکم)

''عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا...اور عیسٰی ابن مریمؑ فجر کی نماز کے وقت اتر آئیں گے۔ مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ اے روح اللہ! آپ نماز پڑھائیے۔ وہ جواب دیں گے کہ اس اُمت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا پھر نماز سے فارغ ہو کر عیسٰیؑ اپنا حربہ لے کر دجّال کی طرف چلیں گے۔ وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔ عیسٰی علیہ السلام اپنے حربے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے مگر کہیں انہیں چھپنے کی جگہ نہ ملے گی، حتّٰی کہ درخت پکاریں گے اے مومن! یہ کافر یہاں موجود ہے اور پتھر پکاریں گے کہ اے مومن! یہ کافر یہاں موجود ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ قَالَ: اَتَیْنَا عُثْمَانَ بْنَ اَبِی الْعَاصِ فِیْ یَوْمِ جُمُعَةٍ لِنُعْرِضَ عَلَیْهِ مُصْحَفًا لَّنَا عَلٰی مُصْحَفِهٖ... سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، فَیَقُوْلُ لَهٗ اَمِیْرُهُمْ رُوْحَ اللّٰهِ تَقَدَّمْ، صَلِّ، فَیَقُوْلُ: هٰذِهِ الْاُمَّةُ اُمَرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ. فَیَتَقَدَّمُ اَمِیْرُهُمْ فَیُصَلِّیْ فَاِذَا قَضٰی صَلَاتَهٗ اَخَذَ عِیْسٰی حَرْبَتَهٗ فَیَذْهَبُ نَحْوَ الدَّجَّالِ فَاِذَا رَاٰهُ الدَّجَّالُ ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاصُ فَیَضَعُ حَرْبَتَهٗ بَیْنَ تَنْدُوَتِهٖ فَیَقْتُلُهٗ وَیَنْهَزِمُ اَصْحَابُهٗ فَلَیْسَ یَوْمَئِذٍ شَیْءٌ یُوَارِیْ مِنْهُمْ اَحَدًا حَتّٰی اَنَّ الشَّجَرَ لَتَقُوْلُ: یَامُؤْمِنُ هٰذَا کَافِرٌ، وَیَقُوْلُ الْحَجَرُ: یَامُؤْمِنُ هٰذَا کَافِرٌ۔ (۲۰)

هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ بِذِکْرِ اَیُّوْبَ السَّخْتِیَانِیِّ یُخْرِجَاهُ۔

مستدرک کے الفاظ یہ ہیں:

〈۲〉فَلَیْسَ شَیْءٌ یَوْمَئِذٍ یَحْبِسُ مِنْهُمْ اَحَدًا حَتّٰی اَنَّ الْحَجَرَ یَقُوْلُ: یَامُؤْمِنُ هٰذَا کَافِرٌ فَاقْتُلْهُ۔ (۲۱)

〈۳〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ نَامُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَتُقَاتِلَنَّ الْیَهُوْدُ فَلَتَقْتُلُنَّهُمْ حَتّٰی یَقُوْلَ الْحَجَرُ یَا مُسْلِمُ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ۔

〈۴〉 حَدَّثَنَااَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، نَا اَبُوْاُسَامَةَ، اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا یَقُوْلُ:

انا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَقْتَتِلُوْنَ اَنْتُمْ وَيَهُوْدُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ يَامُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِىٌّ وَرَائِىْ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ.

〈۵〉 حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى، اَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِىْ سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِىٌّ وَرَائِىْ فَاقْتُلْهُ۔(۲۲)

〈۲〉 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَا يَعْقُوْبُ يعنى ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُوْدَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِیءَ الْيَهُوْدُ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ اَوِالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ يَاعَبْدَاللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِىٌّ خَلْفِىْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ۔(۲۳)

۱۲۳۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ: (فى حديث طويل) فَيُصْبِحُ فِيْهِمْ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَهْزِمُهُ اللّٰهُ وَجُنُوْدَهُ حَتّٰى اَنَّ اَجْزَمَ الْحَائِطِ وَاَصْلَ الشَّجَرِ لَيُنَادِىْ يَامُؤْمِنُ هٰذَاكَافِرٌ يَسْتَتِرُ بِىْ فَتَعَالَ اُقْتُلْهُ۔ (مسند احمد، حاکم)

''سمرہ بن جُندُب (ایک طویل حدیث میں) نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان عیسیٰ ابن مریم آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ دجّال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا یہاں تک کہ دیواریں اور درختوں کی جڑیں پکار اٹھیں گی کہ اے مومن! یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آ اور اسے قتل کر۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَااَبُوْ كَامِلٍ، ثَنَازُهَيْرٌ، ثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، ثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادِ نِالْعَبْدِىُّ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: شَهِدْتُّ يَوْمًا خُطْبَةً لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فَذَكَرَفِىْ خُطْبَتِهٖ حَدِيْثًا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ... ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجُنُوْدَهُ حَتّٰى اَنَّ جِذْمَ الْحَائِطِ اَوْقَالَ اَصْلَ الْحَائِطِ... وَاَصْلَ الشَّجَرَةِ لَيُنَادِىْ اَوْقَالَ يَقُوْلُ يَامُؤْمِنُ اَوْقَالَ يَامُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِىٌّ اَوْقَالَ هٰذَا كَافِرٌ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ الخ۔(۲٤)

مستدرک میں ہے:

〈۲〉 فيقتل الدجال ويهزم اصحابه حتّٰى ان الشجرة والحجر والمدر يقول يامومن هٰذا يهودى عندى فاقتله۔(۲٥)

۱۲٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِىْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَأوَاهُمْ حَتّٰى يَاْتِىَ اَمْرُاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(مسند احمد)

''عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم ہوا ور مخالفین پر بھاری ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ آ جائے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَاعَبْدُاللّٰهِ،حَدَّثَنِیْ اَبِیْ،ثَنَا بَهْزٌ، ثَنَاحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ،اَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَأوَاهُمْ حَتّٰى يَأْتِیَ اَمْرُاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔(۲۶)

۱۲۵۔عَنْ عَائِشَةَ (فِی قِصَّةِ الدَّجَّالِ) فَيَنْزِلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِی الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اِمَامًا عَادِلاً وَحَكَمًا مُقْسِطًا۔ (مسنداحمد)

''حضرت عائشہؓ (دجال کے قصے میں) روایت کرتی ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امامِ عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ: ثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ، قَالَ:حَدَّثَنِی الْحَضْرَمِیُّ بْنُ لَاحِقٍ اِنَّ ذَكْوَانَ اَبَا صَالِحٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ (فِی قصة الدجال) فَيَنْزِلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِی الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اِمَامًا عَادِلاً وَحَكَمًا مُقْسِطًا۔(۲۷)

۱۲۶۔ فَيَنْزِلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَ عَقَبَةِ اَفِيْقٍ۔ (مسند احمد)

''رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سفینہ (دجال کے قصہ میں) روایت کرتے ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو افیق[1] کی گھاٹی کے قریب ہلاک کر دے گا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِی،ثَنَااَبُوالنَّضْرِ،ثَنَاحَشْرَجٌ، حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ ابْنُ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِيْنَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ...ثُمَّ يَسِيْرُ حَتّٰى يَاْتِیَ الشَّامَ فَيُهْلِكُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَ عَقَبَةِ اَفِيْقٍ۔(۲۸)

۱۲۷۔عَنْ حُذَيْفَةَ (فِی ذكر الدجّال) فَلَمَّا قَامُوْا يُصَلُّوْنَ نَزَلَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اَمَامَهُمْ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ هٰكَذَا افْرُجُوْا بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَدُوِّ اللّٰهِ...وَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمِيْنَ

---

[1] اجیین جسے آج کل افیق کہتے ہیں۔شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجودہ ریاست شام کا آخری شہر ہے۔اس کے آگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلہ پر طبریہ نامی جھیل ہے جس میں سے دریائے اُرْدن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی طرف پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی راستہ ہے جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فیٹ تک گہرائی میں اتر کر اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں سے دریائے اُرْدن طبریہ میں سے نکلتا ہے اس پہاڑی راستے کو عقبۂ افیق (افیق کی گھاٹی) کہتے ہیں۔ (الاحزاب ص۔۱۶۲)

فَیَقْتُلُوْنَھُمْ حَتّٰی اَنَّ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ لَیُنَادِیْ یَا عَبْدَاللّٰہِ یَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ یَامُسْلِمُ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ فَاقْتُلْہُ فَیُفْنِیْھِمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَظْھَرُ الْمُسْلِمُوْنَ فَیَکْسِرُوْنَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُوْنَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُوْنَ الْجِزْیَۃَ۔ (مستدرک حاکم)

''حضرت حذیفہ بن یمان (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں: پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان کی آنکھوں کے سامنے عیسیٰ ابن مریم اتر آئیں گے اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے پھر سلام پھرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمنِ خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ...اور اللہ دجّال کے ساتھیوں پر مسلمانوں کو مسلط کردے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے۔اے عبداللہ! اے عبدالرحمان! اے مسلمان! یہ رہا ایک یہودی، مار اسے۔اس طرح اللہ ان کو فنا کردے گا اور مسلمان غالب ہوں گے، اور صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ساقط کردیں گے۔''

تخریج: حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَابَوَیْہِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْھَرِیُّ، ثَنَا سَعِیْدُ ابْنُ سُلَیْمَانَ الْوَاسِطِیُّ، ثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِیْفَۃَ الْاَشْجَعِیُّ، ثَنَا اَبُوْمَالِکٍ نِالْاَشْجَعِیُّ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِیِّ، عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ عِرَاشٍ، عَنْ حُذَیْفَۃَ (فِی ذکر الدجال) فَلَمَّا قَامُوْا یُصَلُّوْنَ نَزَلَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اَمَامَھُمْ فَصَلّٰی بِھِمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ھٰکَذَا افْرُجُوْا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَدُوِّاللّٰہِ وَسَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَقْتُلُوْنَھُمْ حَتّٰی اَنَّ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ لَیُنَادِیْ یَاعَبْدَ اللّٰہِ، یَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ یَامُسْلِمُ ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ فَاقْتُلْہُ فَیُفْنِیْھِمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَظْھَرُ الْمُسْلِمُوْنَ فَیَکْسِرُوْنَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُوْنَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُوْنَ الْجِزْیَۃَ۔(۲۹)

تشریح: جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی ''مسیح موعود'' یا ''مثیلِ مسیح'' یا ''بروز مسیح'' کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ نہ ان میں اس امر کی کوئی گنجایش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کردے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی سیّدنا محمد ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں ان عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لا حاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات پا ہی چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کرکے اٹھالانے پر قادر ہے[1] ورنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزارہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے۔ بہرحال اگر کوئی شخص حدیث کو مانتا ہو تو اُسے یہ ماننا پڑے گا کہ آنے والے

---

[1] جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں انہیں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۹ ملاحظہ فرمالینی چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ اس نے اپنے ایک بندے کو سو برس تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کردیا۔فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ۔

وہی عیسیٰ ابنِ مریم ہوں گے۔اور اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہوسکتا، کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے۔لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کی اِس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ ابن مریم ہوں گے نہ کہ کوئی مثیلِ مسیح۔

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی مقرر ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا۔ نہ اُن پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعتِ محمدیؐ میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ اُن کو تجدید دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے، اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے۔[1] وہ صرف ایک کارِ خاص کے لیے بھیجے جائیں گے، اور وہ یہ ہوگا کہ دجّال کے فتنے کا استیصال کر دیں۔ اس غرض کے لیے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ

---

[1] علمائے اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔علامہ تفتازانی (۷۲۲ھ سے ۷۹۲ھ) شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں:

ثبت انه اٰخر الانبياء...فان قيل قد روى فى الحديث نزول عيسىٰ عليه السلام بعده قلنا نعم لكنه يتابع محمداً عليه السلام لأن شريعته قد نسخت فلايكون اليه وحى ولا نصب احكام بل يكون خليفة رسول الله عليه السلام۔ (طبع مصر، ص:۱۳۵)

''یہ ثابت ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں...اگر کہا جائے کہ آپؐ کے بعد عیسیٰؑ کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے، تو ہم کہیں گے کہ ہاں، آیا ہے، مگر وہ محمد ﷺ کے تابع ہوں گے، کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے اس لیے نہ اُن کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے بلکہ وہ رسول اللہ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔''

اور یہی بات علّامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں:

ثُمّ انه عليه السلام حين ينزل باق على نبوته السابقة لم يعزل عنها بحال لكنه لايتعبد بها لنسخها فى حقه وحقِ غيره وتكليفه باحكام هٰذه الشريعة اصلاً وفرعاً فلايكون اليه عليه السلام وحى ولانصب احكام بل يكون خليفة لرسول الله ﷺ وحاكما من حكام ملته بين امته۔ (ج۲۲، ص:۳۲)

''پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے۔ بہرحال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے، مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے کیوں کہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے، اور اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت کی پیروی پر مکلّف ہوں گے، لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپؐ کی امت میں ملتِ محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔''

امام رازی اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

انتهاء الانبياء الى مبعث محمد ﷺ فعند مبعثه انتهت تلک المدة فلايبعد ان يصير (اى عيسى ابن مريم) بعد نزوله تبعاً لمُحمّد۔ (تفسیر کبیر۔ج۳، ص:۳۴۳)

''انبیاء کا دور محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپؐ مبعوث ہو گئے تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔''

یہ عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں۔ وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے[1] اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا اسی کو آگے رکھیں گے، تاکہ اس شبہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجایش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابق پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر، پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں، اور اس بنا پر ان کی آمد سے مہر نبوّت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا۔

ان کا آنا بلاشبہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے کہ ایک صدرِ ریاست کے دَور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے ــــــ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دَور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے ــــــ ایک یہ کہ سابق صدر آکر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کر دے، کیونکہ یہ ان تمام کاموں کے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا جو اس کے دورِ صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آجانے سے ختمِ نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آکر پھر نبوّت کا منصب سنبھال لیں اور فرائضِ نبوت انجام دینے شروع کر دیں، یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئینِ نبوّت کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سدِ باب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبوّت نہیں ہے۔ اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریمؑ دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصبِ نبوّت کے فرائض انجام دینے کے لیے نہ ہوگی۔

اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ اُن کی سابقہ نبوّت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے۔ محمد ﷺ خود ان کی اس نبوّت پر ایمان رکھتے تھے اور آپؐ کی ساری امت ابتدا سے ان کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوّت پر ایمان نہ لائیں گے بلکہ عیسیٰ ابن مریمؑ کی سابقہ نبوّت ہی پر ایمان رکھیں گے جس طرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختمِ نبوت کے خلاف ہے نہ اُس وقت ہوگی۔

---

[1] اگرچہ دو روایتوں (نمبر ۹۷ اور نمبر ۱۱۳) میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد پہلی نماز خود پڑھائیں گے لیکن بیشتر اور قوی تر روایات یہی کہتی ہیں کہ وہ نماز میں امامت کرانے سے انکار کریں گے اور جو اس وقت مسلمانوں کا امام ہوگا اسی کو آگے بڑھائیں گے۔ اسی بات کو محدثین اور مفسرین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے۔

آخری بات جو ان احادیث سے، اور بہ کثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دجّال جس کے فتنۂ عظیم کا استیصال کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا، یہودیوں میں سے ہوگا اور اپنے آپ کو ''مسیح'' کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصوّرات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے در پے تنزّل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک ''مسیح'' آنے والا ہے جو ان کو اس ذلّت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشین گوئیوں کی بنا پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لڑ کر ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کرے، اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے، لیکن ان کی ان توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے تو کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود (PROMISED MESSIAH) کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ اُن کا لٹریچر اس آنے والے دَور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربّیوں کے ادبیات میں اُس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اُس کی خیالی لذّت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ اُمید لیے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرقِ وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی ﷺ کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اُس دجّالِ اکبر کے ظہور کے لیے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے جو حضور کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا ''مسیح موعود'' بن کر اٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کیے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچ کھچ کر چلے آرہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنسدان اور ماہرینِ فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اُس کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کے لیے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنّا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی ''میراث کا ملک'' حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ[1] وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اُردُن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ٹرکی سے اسکندروں، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں مدینہ منوّرہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے

۱۔ مذکورہ یہودی ریاست کا نقشہ تفہیم القرآن ج ۴، ضمیمہ الاحزاب: وہ یہودی... میں ملاحظہ فرمائیں۔

صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجالِ اکبر ان کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی ﷺ نے اکتفا نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔ اسی بنا پر آپ فتنۂ مسیح دجّال سے خود بھی خدا سے پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین کرتے تھے۔

اس مسیح دجّال کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کسی مثیلِ مسیح کو نہیں بلکہ اُس اصلی مسیح کو نازل فرمائے گا جسے آج سے دو ہزار سال پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہوگی کیونکہ یہی مقام اس وقت عین محاذِ جنگ پر ہوگا۔[1] اسرائیل کی سرحد سے دمشق بہ مشکل ۵۰ یا ۶۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں ان کا مضمون اگر آپ کو یاد ہے تو آپ کو یہ سمجھنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مسیح دجّال ۷۰ ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم صبح دم نازل ہوں گے اور نمازِ فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے کر نکلیں گے۔ اُن کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھائی سے (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۱۱۲) اسرائیل کی طرف پلٹے گا۔ اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخر کار لُدّ کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ (حدیث نمبر ۱۰۲۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷) اس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کیے جائیں گے اور ملتِ یہود کا خاتمہ ہو جائے گا (حدیث نمبر ۱۰۱۔ ۱۰۷۔ ۱۱۳) عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ کی طرف سے اظہارِ حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی (حدیث نمبر ۹۳۔ ۹۶۔ ۹۸) اور تمام ملّتیں ایک ہی ملتِ مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی (حدیث نمبر ۹۸۔ ۱۰۷)۔

یہ ہے وہ حقیقت جو کسی اشتباہ کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے۔ اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ ''مسیح موعود'' کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک[2] میں پھیلایا گیا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ اس جعل سازی کا سب سے زیادہ مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیشین گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں انہوں نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لیے یہ دلچسپ تاویل فرمائی ہے:

''اس نے (اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصّے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی... پھر... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا، اور آخر کئی مہینے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اُس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابنِ مریم ٹھیرا۔''

(کشتی نوح ص: ۸۷ تا ۸۹)

---

[1] تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۱۶۸ ملاحظہ فرمائیں۔

[2] مراد پاکستان۔ (مرتب)

یعنی پہلے مریم بنے، پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولّد ہو گئے۔ اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ ابنِ مریم کا نزول تو احادیث کی رُو سے دمشق میں ہونا تھا جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری پرلُطف تاویل سے یوں رفع کی گئی۔

''واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے اوپر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں... یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے''۔

(حاشیۂ ازالہ اوہام، ص:۶۳ تا ۷۳)

پھر ایک اور الجھن یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رُو سے ابنِ مریم کو ایک سفید منارہ کے پاس اترنا تھا۔ چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آکر اپنا منارہ خود بنوالیا۔ اب اسے کون دیکھتا ہے کہ احادیث کی رُو سے منارہ ابن مریمؑ کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہیے تھا، اور یہاں وہ مسیح موعود صاحب کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا۔

آخری اور زبردست الجھن یہ تھی کہ احادیث کی رُو سے تو عیسیٰ ابنِ مریمؑ کو لُدّ کے دروازے پر دجّال کو قتل کرنا تھا۔ اس مشکل کو رفع کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ لُدّ بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے (ازالۂ اوہام، شائع کردہ انجمن احمدیہ لاہور، بتقطیع خورد ص۔۲۲۰) پھر کہا گیا کہ ''لُدّ'' اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں... جب دجّال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔'' (ازالہ اوہام، ص۷۳۰) لیکن جب اس سے بھی بات نہ بنی تو صاف کہہ دیا گیا کہ لُدّ سے مراد لدھیانہ ہے اور اس کے دروازے پر دجّال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشرار کی مخالفت کے باوجود وہیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ (الہدیٰ، ص:۹۱)

ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹے بہروپ (FALSE IMPERSONATiON) کا صریح ارتکاب ہے جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج۴، الاحزاب، ضمیمہ: وہ یہودی...)

ماخذ

(۱) بخاری ج۱ کتاب الانبیاء باب نزول عیسی بن مریم علیہ السلام۔☆مسلم ج۱ کتاب الایمان باب نزول عیسی بن مریم علیہ السلام۔☆مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔

(۲) ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی نزول عیسی بن مریم۔☆ ابنِ ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی بن مریم۔ ☆مُسندِ احمد ج۲ص ۲۴۰ روایت ابی ہریرۃ۔

(۳) بخاری ج۱ کتاب المظالم باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر۔☆ ابنِ ماجہ ابواب الفتن باب فتنۃ الدجال۔ ☆مُسندِ احمد ج۲ص ۲۴۰۔۲۷۲ روایت ابی ہریرۃ۔

(۴) بخاری ج۱ کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام۔مسلم، ج۱ کتاب الایمان باب نزول عیسی بن مریمؑ ☆ مسند احمد ج۲ص۳۹۴ ج۳ص۱۰۲، ۱۳۶، ۱۵۴، ۲۴۵۔

(۵) مُسندِ احمد ج۲ص ۲۹۰روایت ابی ہریرۃ۔

(۶) مسلم ج۱ کتاب الحج باب جواز التمتع فی الحج والقِران۔☆مسندِ احمدج۲ص ۲۴۰ روایت ابی ہریرۃ۔

(۷) مسلم ج۲ کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔☆المُستدرک للحاکم ج۴۔ کتاب الفتن والملاحم ذکر قتل الدجال بید عیسی علیہ السلام۔ ☆مشکوٰۃ کتاب الفتن واشراط الساعۃ۔ فصل فی امارات الساعۃ۔

(۸) ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال☆مسند احمد ج۲ص۴۰۶ روایت ابی ہریرۃ۔

(۹) مسلم ج۱ کتاب الایمان باب نزول عیسی بن مریم علیہ السلام۔ ☆مسنداحمدج ۳ص۳۸۴ جابر بن عبداللہ۔ ☆مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔

(۱۰) مُسندِاحمد ج۳ص۳۶۸ روایت جابر بن عبداللہ۔☆مشکوٰۃ کتاب الفتن باب قصہ ابن صیاد۔

(۱۱) مسلم ج۲ کتاب الفتن واشراط الساعۃ باب ذکر ابنِ صیّاد۔☆

(۱۲) مشکوٰۃ باب قصۃ ابن صیاد۔

(۱۳) مسندِ احمد ج۳ ص۳۶۷،۳۶۸روایت جابر بن عبداللّٰہ۔

(۱۴) مسلم ج۲ کتاب الفتن واشراط الساعۃ باب ذکر الدجال۔☆ابوداؤد، کتاب الملاحم باب خروج الدجال۔ ☆ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال☆ المستدرک للحاکم ۴ کتاب الفتن والملاحم۔

(۱۵) مسلم ج۲ کتاب الفتن واشراط الساعۃ باب ذکرالدجال۔ مطبوعہ اصح المطابع کراچی۔☆المستدرک للحاکم ج۴ کتاب الفتن والملاحم ذکر یوم الخلاص۔

(۱٦) مسلم ج۲ کتاب الفتن واشراط الساعة باب فی ظهور عشر ایات۔ ☆ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعة۔ ☆ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی الخسف۔ *ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں*: نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ اَوْتَحْشُرُ النَّاسَ فَتَبِيْتَ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا۔ ☆ابنِ ماجه کتاب الفتن باب الآیات۔ ☆المستدرك للحاكم ٤ کتاب الفتن والملاحم لاتقوم الساعة حتیٰ تکون عشر آيات۔ ☆المعجم الكبير الطبرانی ج٤ ص ۱۷۱ تا۱۷۳۔ حُذیفة بن اَسِید۔

(۱۷) نسائی ج۳ کتاب الجهاد باب غزوة الهند۔ ☆مسندِ احمد ج٥ ص ۲۷۸ روایت ثوبان۔

(۱۸) ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی قتل عیسی بن مریم الدجال۔ ☆ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال۔ *ابوداؤد نے نواس بن سمعان کی روایت بیان کی ہے۔* ☆مسند احمد ج۳ص ۔ ٤۲۰ روایت مجمع بن جاریه۔ *مُسندِ احمد میں* اَوْاِلٰی جَانِبِ لُدّ *کے الفاظ بھی ہیں*۔ ☆ابنِ ماجه کتاب الفتن باب فتنة الدجال وخروج عیسی بن مریم۔ الخ

(۱۹) ابنِ ماجه کتاب الفتن باب فتنة الدجال وخروج عیسٰی علیه السلام۔

(۲۰) مسنداحمد ج٤ ص۔۲۱۷ روایت عثمان بن ابی العاص۔

(۲۱) المستدرك للحاكم ج٤۔ کتاب الفتن والملاحم۔

(۲۲) مسلم ج۲ کتاب الفتن واشراط الساعة۔ ☆ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی الدّجّال۔

(۲۳) مسلم ج۲ کتاب الفتن واشراط الساعة۔ ☆ابنِ ماجه، کتاب الفتن باب فتنة الدجال وخروج عیسی بن مَرْيَم وخروج یاجوج وماجوج۔ ☆مسنداحمد ج۲۔ ص۔٤۱۷۔

(۲٤) مسندِاحمد ج٥ص ۱٦ مرویاتِ سمرة بن جندب۔

(۲٥) المستدرك للحاكم ج٤ ص ٥۳۰ کتاب الفتن والملاحم ۔ ☆المعجم الكبير للطبرانی ج۷۔۱۹۲، ۱۹۳۔

(۲٦) مسندِ احمد ج٥۔ص ٤۲۹۔ المستدرك للحاكم ج٤ کتاب الفتن والملاحم۔

(۲۷) مسندِ احمد ج٦۔ص ۷٥۔

(۲۸) **مسندِ احمد ج٥۔ص۔ ۲۲۲ سفينة ابوعبدالرحمن** ۔ *مسلم میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ آئی ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد٦ ص ٤٥۰ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔*

(۲۹) المستدرك للحاكم ج٤ کتاب الفتن والملاحم۔

فصل ہشتم:

چند توضیحات

کیا صحابہؓ آنحضورؐ کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر فکرِ خلافت میں لگے رہے؟

۱۲۸۔ یہ قصہ کہ رسول اللہ ﷺ کا جنازہ بے گور و کفن پڑا تھا اور صحابہ کرامؓ حضورؐ کی تجہیز و تکفین کی فکر چھوڑ کر خلافت کی فکر میں پڑ گئے، درحقیقت بالکل ہی بے سروپا داستان ہے۔ اصل واقعات یہ ہیں کہ حضورؐ کی وفات پیر کے روز شام کے قریب ہوئی۔ بخاری و مسلم میں حضورؐ کے خادمِ خاص انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ''آخرِ یوم'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس سے یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سانحۂ عظیم عصر و مغرب کے درمیان پیش آیا تھا۔ فطری بات ہے کہ اس سے پوری جماعت اہلِ ایمان کے ہوش پراگندہ ہو جانے چاہیے تھے، چنانچہ یہی ہوا۔ حضرت عمرؓ کو تو یہی یقین نہ آتا تھا کہ سرورِ عالم ﷺ واقعی وفات پا گئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے جب تقریر کی تو لوگوں کو پوری طرح یقین ہوا کہ وہ ناگزیر بات جو پیش آنی تھی پیش آچکی ہے۔ اتنے میں رات آگئی۔ یہ ممکن اور مناسب نہ تھا کہ راتوں رات تجہیز و تکفین کر کے حضورؐ کو دفن کر دیا جاتا۔ کیونکہ جنازے میں شرکت سے محروم رہ جانا اُن ہزاروں مسلمانوں کو ناگوار ہوتا جو مدینۂ طیبہ اور اس کی نواحی بستیوں میں رہتے تھے۔ لازماً ان کو شکایت ہوتی، کہ آپ لوگوں نے ہمیں آخری دیدار اور نمازِ جنازہ کا موقع بھی نہ دیا۔ اس لیے رات بہر حال گزارنی تھی۔ اس رات صحابہ کے مختلف گروہ اپنی اپنی جگہ جمع ہو کر سوچ رہے تھے کہ اب کیا ہوگا۔ ازواجِ مطہرات حضرت عائشہؓ کے ہاں گریہ وزاری میں مشغول تھیں، جہاں حضورؐ نے وفات پائی تھی۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور دوسرے قرابت دارانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سیّدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے گھر جمع تھے۔ مہاجرین کی ایک اچھی خاصی تعداد حضرت ابوبکرؓ کے پاس غمگین و متفکر بیٹھی تھی۔ انصار کے مختلف گروہ اپنے اپنے قبیلوں کی چوپالوں ـــــ سقیفہ کے اصل معنی چوپال ہی کے ہیں ـــــ میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اتنے میں کسی نے آکر خبر دی کہ بنی ساعدہ کی چوپال میں انصار کا ایک بڑا گروہ جمع ہے۔ اور وہاں رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور ابوعُبیدہ بن الجراحؓ جو حضورؐ کے بعد مسلمانوں کی جماعت میں ''بڑے'' (SENIOR) سمجھے اور مانے جاتے تھے، یہ خبر سن کر فکر مند ہوئے، کہ ابھی سردارِ ملّت کی آنکھ بند ہوئی ہے، ساری اُمّت اس وقت بے سر ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے اور جماعت کا نظم از سرِ نو قائم ہونے سے پہلے ہی بدنظمی اپنے قدم جمالے۔ اس لیے یہ تینوں حضرات فوراً برسرِ موقع پہنچ گئے اور راتوں رات انہوں نے حضورؐ کی جانشینی کے مسئلے کو،

جو ایک فتنہ خیز صورت میں طے ہوا چاہتا تھا، اس صحیح شکل میں سلجھالیا، جس کے صحیح ہونے پر تاریخ اپنی مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے۔ یہ سارا واقعہ اُسی رات کا ہے، جس کی شام کو حضورؐ کی وفات ہوئی تھی۔ رات کو بہر حال حضورؐ کی تجہیز و تکفین نہیں کرنی تھی۔ جس کی مصلحت اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اسی رات میں خلافت کا مسئلہ طے کیا گیا۔ صبح سویرے مسجد نبوی میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا اعلان ہوا۔ مہاجرین وانصار سب نے اسے قبول کر کے جماعت کا نظام بحال کر دیا اور اس کے بعد بلا تاخیر حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین کا کام شروع ہو گیا۔

یہ کہنا بالکل ہی خلافِ واقعہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنی خلافت کی فکر میں لگے رہے اور حضورؐ کی تجہیز و تکفین بس آپؐ کے اہلِ بیت نے کی۔ یہ تجہیز و تکفین کسی نے بھی پیر اور منگل کی درمیانی شب میں نہ کی تھی۔ اس کا آغاز منگل کی صبح کو اس وقت ہوا ہے جب کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہو چکی تھی اور یہ کام حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ہوا ہے جس کا ایک دروازہ اسی مسجدِ نبوی میں کھلتا تھا، جہاں مدینہ طیبہ کے سارے صحابہ جمع تھے، جہاں گرد و نواح کے لوگ وفات کی خبر سُن سُن کر چلے آرہے تھے، اور جہاں حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی تھی۔ جن لوگوں کو کبھی مسجدِ نبوی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حجرۂ عائشہؓ (جس میں سرکارؐ مدفون ہیں) اور مسجدِ نبوی کا مکانی تعلّق کیا ہے، وہ یہ بات سُن کر ہنس دیں گے کہ صحابہؓ مسجد نبوی میں اپنی خلافت کی فکر میں لگے ہوئے تھے، اور بیچارے اہلِ بیت حجرۂ عائشہؓ میں حضورؐ کی تجہیز و تکفین کر رہے تھے۔ غلط بات تصنیف کرنی بھی ہو تو اس کے لیے کم از کم کچھ سلیقہ تو چاہیے۔

یہ بات کہ حضورؐ کو غسل و کفن صرف اہلِ بیت نے دیا یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے۔ اس خدمت کو انجام دینے والے حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، فضلؓ بن عباسؓ، قثم بن عباس، اسامہ بن زید اور شقرانؓ (حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے) اور انہوں نے اس خیال سے حجرے کا دروازہ بند رکھا تھا کہ لوگوں کا ہجوم باہر زیارت کے لیے بے چین کھڑا تھا۔ اگر دروازہ کھلا رہنے دیا جاتا تو اندیشہ تھا کہ زیادہ لوگ اندر آجائیں گے اور کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر بھی انصار نے جب شور مچایا کہ ہمیں بھی تو اس سعادت میں حصّہ ملنا چاہیے تو اُن میں سے ایک صاحب (اوس بن خولی) کو اندر بُلا لیا گیا۔ کفن پہنانے کے بعد سوال پیدا ہوا کہ حضورؐ کے لیے قبر کہاں تیار کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ حدیث پیش کی کہ **مَاقُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ** ''نبی کا انتقال جہاں ہوتا ہے وہیں اس کو دفن کیا جاتا ہے'' اور اسی پر فیصلہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ ہی کے حجرے میں آپؐ کے لیے قبر تیار کی جائے۔ حضرت ابوطلحہؓ زید بن سہل انصاری نے قبر کھودی۔ پھر لوگوں نے گروہ در گروہ اندر جا کر نماز جنازہ پڑھنی شروع کی۔ اور رات تک مسلسل یہ سلسلہ چلتا رہا۔ حتّٰی کہ منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو نصف شب کے قریب دفن کرنے کی نوبت آئی۔ معلوم نہیں کہ اس پوری مدّت میں آخر وہ کون سا وقت تھا جب صرف حضورؐ کے اہلِ بیت بے یار و مددگار آپؐ کے جسدِ اطہر کو لیے بیٹھے رہے اور صحابہ کرام اپنی خلافت کی فکر میں مشغول رہے۔ (رسائل و مسائل حصہ سوم ص: ۴۱۴، ۴۱۸)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ ابْنُ مَالِکٍ اَنَّهٗ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِیْنَ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَذٰلِکَ الْغَدَ مِنْ یَوْمٍ تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ فَتَشَهَّدَ وَاَبُوْبَکْرٍ صَامِتٌ لَایَتَکَلَّمُ قَالَ: کُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ یَّعِیْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی یُدْبِرَنَا

يُرِيدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرَهُمْ، فَاِنْ يَّكُ مُحَمَّدٌ ﷺ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هُدَى اللّٰهِ مُحَمَّدًا ﷺ وَاَنَّ اَبَابَكْرٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَثَانِيَ اثْنَيْنِ، وَاَنَّهٗ اَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِاُمُوْرِكُمْ، فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَآئِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ۔(۱)

قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ: اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ آخری خطبہ جوانہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے دوسرے روز منبر پر بیٹھ کر دیا تھا، اپنے کانوں سے سنا۔ انہوں نے حمد وثنا پڑھی اور کلمۂ شہادت ادا کیا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے تھے کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے آخر تک دنیا میں رونق افروز ہوں گے۔ پس محمد ﷺ اگر وفات پا چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان ایک روشنی پیدا کر دی ہے اس کے ذریعہ تم راہِ راست پا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ہادی بنا کر بھیجا۔ ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے رفیق اور ساتھی ہیں (ثانی اثنین) ہیں۔ تمہارے معاملات کو چلانے کے لیے سب مسلمانوں سے زیادہ انسب اور موزوں ترین آدمی ہیں۔ لہٰذا اٹھو! اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ اس سے پہلے ایک گروہ تو سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کی بیعت کر چکا تھا اور اب یہ منبر پر بیعتِ عام تھی۔ انس بن مالک کہتے ہیں اس روز میں نے سنا حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے کہہ رہے تھے منبر پر تشریف رکھیں۔ یہ جملہ حضرت عمرؓ دہراتے ہی رہے تاوقتیکہ حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھ کر بیٹھ نہ گئے۔ پھر لوگوں نے عام بیعت کی۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ فِيْ كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِيْ اَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالَتْ: يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: اَرْجُوْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ، فَنَظَرَ اِلٰى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيْهِ بِهٖ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانَ، فَقَالَ: اغْسِلُوْا ثَوْبِيْ هٰذَا وَزِيْدُوْا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُوْنِيْ فِيْهِمَا قُلْتُ: اِنَّ هٰذَا خَلَقٌ قَالَ: اِنَّ الْحَيَّ اَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ اِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ فَلَمْ يَتَوَفَّ حَتّٰى اَمْسٰى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ۔(۲)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں (حضرت) ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں نے نبی ﷺ کو کتنے کپڑوں کا کفن دیا۔ انہوں نے بتایا کہ یمنی سفید رنگ کے تین کپڑوں میں۔ جن میں نہ تو قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ پھر (حضرت) ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ سوموار کا دن تھا۔ نبیؐ نے دریافت فرمایا تھا کہ کون سا دن ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ سوموار ہے

(حضور ﷺ نے یہ سن کر) فرمایا اُمید ہے کہ رات ہی میرے درمیان ہے۔ پھر آپؐ نے مرض کے دوران اپنے اوپر والے کپڑے کی طرف دیکھ کرفرمایا: ''میرے اسی کپڑے کودھوڈالو (کیونکہ اس میں زعفران کی خوشبو کا اثر تھا) اورمزید دو کپڑے اس کے ساتھ اضافہ کرلینااور مجھےان میں کفنا دینا'' (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا یہ تو پرانا ہے فرمایا: ''نئے کپڑے کا مرنے والے کی بہ نسبت زندہ زیادہ حق دار ہے یہ کفن کا کپڑا تو میت کی پیپ کے لیے ہوتا ہے'' (اس لیے نیا ضروری نہیں) پس آپؐ منگل کی رات کووفات پا گئے اورصبح ہونے سے پہلے ہی آپؐ کوسپردِخاک کردیا گیا۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِي اَبُوْسَلَمَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَابَكْرٍ اَقْبَلَ عَلٰى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهٖ بِالسُّنْحِ حَتّٰى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَمُغْشًى بِثَوْبِ حِبْرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ، ثُمَّ اَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ وَبَكٰى ثُمَّ قَالَ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ لَايَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ اَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِيْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ اَبَابَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ: اِجْلِسْ يَاعُمَرُ فَاَبٰى عُمَرُ اَنْ يَجْلِسَ، فَاَقْبَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَمَّابَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُاللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ''وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّارَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلَى الشَّاكِرِيْنَ. وَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ. حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ. فَمَا اَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ اِلَّايَتْلُوْهَا فَاَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: اَنَّ عُمَرَ قَالَ: وَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ اَبَابَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِيْ رِجْلَايَ وَحَتّٰى اَهْوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهٗ تَلَاهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْمَاتَ۔(۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ حضرت ابوبکرؓ مقام سُنح پر اپنی قیام گاہ سے گھوڑے پر سوار ہوکرتشریف لائے۔ نیچے اترے اور سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے کوئی بات کیے بغیر سیدھے حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف (جن پر یمنی چادر ڈالی گئی تھی) گئے، آپؐ کے رُخ مبارک سے کپڑا ہٹایا، اور آپ پر جھک کر آپ کا بوسہ لیا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا: ''میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں خدائے ذوالجلال کی قسم آپ پر اللہ تعالیٰ دوموتیں کبھی جمع نہیں کرے گا۔ پس جوموت آپؐ کے لیے مکتوب تھی وہ آ گئی ہے۔''

امام زہری کا بیان ہے کہ مجھے ابوسلمۃ نے ابنِ عباس کے حوالہ سے بتایا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جب باہر نکلے تو اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کررہے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ عمرؓ بیٹھ جاؤ مگروہ نہ بیٹھے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت عمرؓ کی طرف سے توجہ ہٹالی پھر حضرت ابوبکرؓ نے خطاب فرمایا: ''امابعد تم میں سے جوشخص محمد (ﷺ)

کی عبادت کرتا تھا (تو کان کھول کر سن لو) محمد ﷺ پر موت وارد ہو چکی ہے۔ اور جو تم میں سے اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتا ہے تو اللہ زندۂ جاوید ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "نہیں ہے محمدؐ، مگر ایک رسول، اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔" آپ نے یہ آیت "الشّاکرین" تک تلاوت کی۔ راوی کا بیان ہے کہ بخدا اس وقت ایسا محسوس ہوا گویا لوگوں کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس آیت مبارکہ کے تلاوت کرنے سے پتہ چلا۔ پھر سب لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے اس آیت کو لے لیا اور اب سب لوگوں کی زبان پر میں نے اس آیت کے سوا اور کوئی چیز نہ سُنی۔ مجھے سعید بن المسیّب نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ بخدا میں نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ آیت تلاوت کرتے سنا تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ میں خاموش بے جان ساکت کھڑا رہ گیا اور جب میں نے یہ سنا کہ نبی ﷺ وفات پا چکے ہیں تو میں یہ سنتے ہی زمین پر گر پڑا۔

〈۴〉حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، ثَنِیْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ. عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاتَ وَاَبُوْبَكْرٍ بِالسُّنْحِ. قَالَ اِسْمَاعِيْلُ: يَعْنِیْ بِالْعَالِيَةِ، فَقَامَ عُمَرُ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَاكَانَ يَقَعُ فِیْ نَفْسِیْ اِلَّاذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيُقَطِّعَنَّ اَيْدِیَ رِجَالٍ وَاَرْجُلَهُمْ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَبَّلَهُ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَايُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: اَيُّهَاالْحَالِفُ عَلٰى رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ اَبُوْبَكْرٍ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ: اَلَامَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْمَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ وَقَالَ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ وَقَالَ: وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّارَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰاكِرِيْنَ. قَالَ فَنَشِجَ النَّاسُ يَبْكُوْنَ. قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِیْ سَقِيْفَةِ بَنِیْ سَاعِدَةَ فَقَالُوْا: مِنَّا اَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ. فَذَهَبَ اِلَيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَاَسْكَتَهُ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَااَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا اَنِّیْ قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ اَعْجَبَنِیْ خَشِيْتُ اَنْ لَايَبْلُغَهُ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَتَكَلَّمَ اَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِیْ كَلَامِهٖ: نَحْنُ الْاُمَرَآءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ. فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَاوَاللّٰهِ لَانَفْعَلُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: وَلٰكِنَّا الْاُمَرَاءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَاَعْرَبُهُمْ اَحْسَابًا فَبَايِعُوْاعُمَرَ اَوْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ. فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ: قَتَلَهُ اللّٰهُ الحديث۔(٤)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ مقام سُنح میں تھے۔ عمرؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ قسم ہے خدائے پاک کی محمد رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عمرؓ نے کہا بخدا میرے جی میں یہی بات آئی ـــــ کہ آپؐ فوت نہیں ہوئے ـــــ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپؐ کو اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر بوسہ دیا اور فرمایا: ''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپؐ نے پاکیزہ زندگی گزاری اور پاکیزہ موت کے ساتھ رخصت ہوئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا۔'' پھر باہر آ کر حضرت عمرؓ سے کہا اے قسم کھانے والے ہٹ جاؤ۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب گفتگو شروع کی تو حضرت عمرؓ بیٹھ گئے۔ ابوبکرؓ نے خدا کا شکر ادا کیا اور حمد وثناء باری کے بعد بولے، سنو! ''جو کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ بلاشبہ وفات پا چکے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو وہ اللہ بلاشبہ زندہ ہے اسے موت لاحق نہیں ہو سکتی'' (پھر حضرت ابوبکرؓ نے قرآن پاک کی دو آیتیں بطور استشہاد پڑھ کر سنائیں) ۱۔ **اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ** ''بلاریب تو بھی مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں'' ۲۔ **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ** الخ۔ ''محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اس پر طبعی موت وارد ہو جائے یا اسے قتل کر دیا جائے تو کیا تم اُلٹے پھر جاؤ گے۔ جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا اللہ تعالیٰ کو وہ ذرہ برابر بھی نقصان وضرر نہ پہنچا سکے گا۔ شکر گزار بندوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے اعمال کی جزا دے گا۔'' پس لوگ ایسے رونے لگے کہ ان کی ہچکی بندھ گئی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگ سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانے کی خاطر جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم میں سے۔ حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ اور ابوعبیدہ بن الجراح تینوں اکٹھے ان کے پاس گئے۔ حضرت عمرؓ گفتگو کا آغاز کرنا چاہتے تھے مگر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں خاموش کر دیا۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ بخدا میں صرف اس لیے تقریر کرنا چاہتا تھا کہ میں نے اپنے خیال کے مطابق اپنے ذہن میں ایک عمدہ تقریر تیار کر لی تھی اور ڈر تھا کہ شاید ابوبکرؓ کے ذہن میں یہ باتیں نہ آئی ہوں۔ لیکن ابوبکرؓ نے بات کا آغاز کیا اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مؤثر باتیں کہیں۔ فرمایا کہ امراء ہم ہیں اور وزراء تم ہو۔ اس پر حُبابؓ بن منذر اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے: ''ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہوگا۔'' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ''نہیں بھائی ایسا نہیں امراء ہم سے اور وزراء تم سے ہوں گے۔ یہ قریش کے لوگ عرب میں حسب ونسب اور مقام ومرتبہ کے اعتبار سے اونچا مرتبہ رکھتے ہیں لہٰذا میری تجویز یہ ہے کہ تم عمرؓ کی بیعت کر لو یا ابوعبیدہؓ کی۔'' حضرت عمرؓ بولے: نہیں ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم سے بہتر ہیں۔ اور ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہیں۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ پھر لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعدؓ بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا اسے اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے۔

〈۵〉 حَدَّثَنِیْ یَحْیٰ عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تُوُفِّیَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَدُفِنَ یَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَصَلّٰی عَلَیْہِ النَّاسُ اَفْذَاذًا لَا یَؤُمُّھُمْ اَحَدٌ فَقَالَ نَاسٌ: یُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، وَقَالَ اٰخَرُوْنَ: یُدْفَنُ بِالْبَقِیْعِ

فَجآءَ اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَادُفِنَ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّافِیْ مَکَانِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ فَحُفِرَ لَہٗ فِیْہِ فَلَمَّا کَانَ عِنْدَ غُسْلِہٖ اَرَادُوْا نَزْعَ قَمِیْصِہٖ فَسَمِعُوْا صَوْتًا یَقُوْلُ: لَاتَنْزِعُوْا الْقَمِیْصَ فَلَمْ یُنْزَعِ الْقَمِیْصُ وَغُسِّلَ وَھُوَ عَلَیْہِ ﷺ۔(۵)

ترجمہ: امام مالک بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو فوت ہوئے اور بروز منگل انہیں دفن کیا گیا اور صحابہ نے جنازہ الگ الگ پڑھا، کسی نے ان کی امامت نہیں کرائی پھر اختلاف رائے پیدا ہوا اور بعض کی رائے تھی کہ آپ کو منبرِ رسول (ﷺ) کے پاس ہی دفن کیا جائے اور بعض کا خیال تھا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جس جگہ پر فوت ہو اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس فرمان کی روشنی میں جہاں آپ نے وفات پائی تھی وہیں قبر کھودی گئی۔ نیز یہ کہ غسل دینے کے وقت صحابہؓ نے آپ کی قمیص اتارنی چاہی تو انہوں نے یہ آواز سنی کہ قمیص جسم مبارک سے مت اتارو۔ لہٰذا قمیص کو نہیں اتارا گیا اور اسی حالت میں آپ کو غسل دیا گیا۔

〈۶〉 حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: لَمَّاقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَبُوْبَکْرٍ عِنْدَ امْرَاَتِہٖ ابْنَۃِ خَارِجَۃَ بِالْعَوَالِیْ فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ لَمْ یَمُتِ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَاھُوَبَعْضُ مَاکَانَ یَاْخُذُہٗ عِنْدَالْوَحْیِ فَجَاءَ اَبُوْبَکْرٍ فَکَشَفَ عَنْ وَجْھِہٖ، وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ، وَقَالَ: اَنْتَ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّمِیْتَکَ مَرَّتَیْنِ قَدْ وَاللّٰہِ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ. وَعُمَرُ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَایَمُوْتُ حَتّٰی یُقْطَعَ اَیْدِیْ اُنَاسٍ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ کَثِیْرٍ، وَاَرْجُلُھُمْ فَقَامَ اَبُوْبَکْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: مَنْ کَانَ یَعْبُدُاللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَمْ یَمُتْ، وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا، فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّارَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ قَالَ عُمَرُ: فَلَکَاَنِّیْ لَمْ اَقْرَءْ ھَا اِلَّا یَوْمَئِذٍ۔(۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت ابوبکرؓ عوالی میں اپنی بیوی بنت خارجہ کے پاس تھے۔ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ نبی ﷺ کا انتقال نہیں ہوا بلکہ یہ وہی کیفیت ہے جو بعض اوقات نزولِ وحی کے وقت آپ پر طاری ہوتی ہے۔ (یہ باتیں ہو رہی تھیں) کہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے۔ انہوں نے آپ کے رُخِ منوّر سے کپڑا ہٹایا اور دونوں آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا: ''اللہ عزّ وجّل کے ہاں آپ سب سے زیادہ معزّز و مکرّم ہیں وہ آپ پر دو مرتبہ موت وارد نہیں فرمائے گا۔ خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ اسی دوران میں حضرت عمرؓ مسجد کے کونے میں کھڑے یہ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ پر موت وارد نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی (جو ایسی بات منہ سے نکالے گا) وہ منافقین میں سے ہے اور ان لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکرؓ اٹھے

اور منبر پر چڑھ کر خطاب فرمایا ''(لوگو! سن لو) جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ عزوجل تو زندہ ہے اسے کبھی موت لاحق نہیں ہوگی۔ البتہ جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ پر تو موت وارد ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''نہیں ہیں محمدؐ مگر ایک رسول (خدا نہیں ہیں) ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (یاد رکھو) جو الٹا پھرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔'' یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا: مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ آیت میں نے آج سے پہلے پڑھی ہی نہیں تھی۔

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا نَصرُ بْنُ عَلِيِّ نِالْجَهْضَمِيُّ، اَنْبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، ثَنَا اَبِیْ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِیْ حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عِكْرِمَةَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ قَالَ: لَمَّااَرَادُوْا اَنْ يَّحْفِرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثُوْا اِلٰى اَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيحِ اَهْلِ مَكَّةَ. وَبَعَثُوْا اِلٰى اَبِیْ طَلْحَةَ وَكَانَ هُوَالَّذِیْ يَحْفِرُ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ. وَكَانَ يَلْحَدُ. فَبَعَثُوْا اِلَيْهِمَا رَسُوْلَيْنِ فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ! خِرْلِرَسُوْلِكَ. فَوَجَدُوْا اَبَاطَلْحَةَ فَجِیْءَ بِهٖ، وَلَمْ يُوْجَدْ اَبُوْعُبَيْدَةَ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ جَهَازِهٖ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فِی بَيْتِهٖ. ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَالاً[1] يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوْا اَدْخَلُوْا النِّسَآءِ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوْا اَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَدٌ. لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فِی الْمَكَانِ الَّذِیْ يُحْفَرُلَهٗ. فَقَالَ قَائِلُوْنَ: يُدْفَنُ فِیْ مَسْجِدِهٖ، وَقَالَ قَائِلُوْنَ: يُدْفَنُ مَعَ اَصْحَابِهٖ. فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَاقُبِضَ نَبِیٌّ اِلَّادُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ. قَالَ: فَوَضَعُوْا فِرَاشَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِیْ تُوُفِّیَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوْا لَهٗ ثُمَّ دُفِنَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَسْطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ. وَنَزَلَ فِیْ حُفْرَتِهٖ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَقُثَمُ اَخُوْهُ وَشُقْرَانُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ اَوْسُ ابْنُ خَوْلِیٍّ، وَهُوَاَبُوْلَيْلٰى، لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ عَلِیٌّ: اِنْزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ اَخَذَ قَطِيْفَةً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِی الْقَبْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَايَلْبَسُهَا اَحَدٌ بَعْدَكَ اَبَدًا فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔(۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جب صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر مبارک کھودنا چاہی تو انہوں نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کو جو اہلِ مکّہ کی طرز پر گورکنی کرتے تھے، اور ابوطلحہؓ کو جو اہلِ مدینہ کی طرز پر لحد والی گورکنی کرتے تھے، بلوانے کے لیے دو آدمی بھیجے اور ساتھ ہی انہوں نے دعا بھی کی کہ الٰہی اپنے رسول کے لیے ان دونوں میں سے بہتر کو منتخب فرمالے۔ چنانچہ ابوطلحہؓ انہیں مل گئے اور انہیں بلالیا اور ابوعبیدہؓ نہ ملے۔ ابوطلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد والی قبر کھودی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرامؓ آپؐ کے غُسل اور کفن سے فارغ ہوئے تو منگل کے دن آپ کا جسدِ مبارک

---

[1] أرسالاً جمع رَسَل بفتحتين اى افواجاً وفرقاً متقطعة يتبع بعضهم بعضاً۔ (مرتب)

آپ کے گھر میں ایک چار پائی پر رکھ دیا گیا۔ پھر لوگ گروہوں اور ٹولیوں کی صورت میں اندر داخل ہوتے اور نمازِ جنازہ پڑھ کر باہر نکل جاتے۔ جب مرد نماز سے فارغ ہو گئے تو خواتین داخل ہوئیں۔ پھر ان کے فارغ ہونے کے بعد بچوں کی باری آئی رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کرائی۔ انفرادی طور پر سب نے پڑھی۔ پھر لوگوں میں اس بات پر اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپؐ کو دفن کس جگہ کیا جائے۔ کچھ نے یہ رائے دی کہ مسجد نبوی میں دفن کیا جائے اور کچھ نے کہا کہ ان کے ساتھیوں کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ نبی کا انتقال جس جگہ ہوتا ہے اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے۔ پس صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا جس پر آپ نے وفات پائی تھی اور آپ کی قبر کھودی گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو بدھ کی نصف شب کو دفن کیا گیا۔ علیؓ بن ابی طالب، فضلؓ بن عباسؓ، قثم اور ان کے بھائی شُقران رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، آپؐ کی قبر میں اُترے۔ اوس بن خولی نے حضرت علیؓ سے کہا ہمارا بھی اس سعادت میں حصہ ہے۔ حضرت علیؓ نے انہیں اجازت دے دی کہ وہ بھی قبر میں اتر جائیں اور شُقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی چادر مبارک جو آپ پہنا کرتے تھے اٹھا کر آپؐ کے ساتھ ہی قبر میں یہ کہہ کر دفن کر دی کہ خدا کی قسم! آپؐ کے بعد اسے کوئی اور نہیں پہنے گا۔

〈۸〉 حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ نِالْجَهْضَمِيُّ، اَنَاعَبْدُاللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ نُبَيْطٍ، اَخْبَرَنَا عَنْ نُعَيْمِ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ، عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شُرَيْطٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ، قَالَ: اُغْمِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهٖ فَاَفَاقَ فَقَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَالُوْا: نَعَمْ، فَقَالَ: مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ اَوْقَالَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ فَقَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَالُوْا: نَعَمْ، فَقَالَ: مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اِنَّ اَبِیْ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ ذٰلِكَ الْمَقَامَ بَكٰى فَلَايَسْتَطِيْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ غَيْرَهٗ. قَالَ: ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ فَقَالَ: مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّ كُنَّ صَوَاحِبَ اَوْصَوَاحِبَاتِ يُوْسُفَ قَالَ: فَاُمِرَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ وَاُمِرَ اَبُوْبَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَخِفَّةً فَقَالَ: انْظُرُوْا اِلٰى مَنْ اَتَّكِيءُ عَلَيْهِ فَجَآءَ تْ بَرِيْرَةُ وَرَجُلٌ اٰخَرَ فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَنْكِصَ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ اَنْ يَّثْبُتَ مَكَانَهٗ حَتّٰى قَضٰى اَبُوْبَكْرٍ صَلَاتَهٗ ثُمَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ فَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ لَااَسْمَعُ اَحَدًا يَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ اِلَّاضَرَبْتُهٗ بِسَيْفِیْ هٰذَا، قَالَ: وَكَانَ النَّاسُ اُمِّيِّيْنَ لَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ نَبِيٌّ قَبْلَهٗ فَاَمْسَكَ النَّاسُ قَالُوْا: يَاسَالِمُ اِنْطَلِقْ اِلٰى صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَادْعُهٗ فَاَتَيْتُ اَبَابَكْرٍ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَتَيْتُهٗ اَبْكِیْ دَهِشًا (متحيرًا) فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ لِیْ: أَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: اِنَّ عُمَرَ يَقُوْلُ لَااَسْمَعُ اَحَدًا يَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ اِلَّاضَرَبْتُهٗ بِسَيْفِیْ هٰذَا فَقَالَ لِیْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَجَآءَ هُوَ وَالنَّاسُ قَدْدَخَلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَآيُّهَاالنَّاسُ اَفْرِجُوْا لِیْ

فَافرَجُوا لَهُ فَجَآءَ حَتّٰى اَكَبَّ عَلَيْهِ وَمَسَّهُ فَقَالَ: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ، ثُمَّ قَالُوْا: يَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ:نعم، فَعَلِمُوْا اَنْ قَدْصَدَقَ قَالُوْا: يَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوْا: وَكَيْفَ؟ قَالَ:يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ، قَالُوْا:يَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَيُدْفَنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:نَعَمْ، قَالُوْا:اَيْنَ؟ قَالَ: فِي الْمَكَانِ الَّذِي قَبَضَ اللّٰهُ فِيْهِ رُوْحَهُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْبِضْ رُوْحَهُ اِلَّافِيْ مَكَانٍ طَيِّبٍ فَعَلِمُوْا اَنْ قَدْصَدَقَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَغْسِلَهُ بَنُوْا اَبِيْهِ وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَتَشَاوَرُوْنَ فَقَالُوْا: اِنْطَلِقْ بِنَا اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ نُدْخِلُهُمْ مَعَنَا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ: مِنَّا اَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَنْ لَهُ مِثْلَ هٰذِهِ الثَّلٰثِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مَنْ هُمَا؟ قَالَ ثُمَّ بَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَيْعَةً حَسَنَةً جَمِيْلَةً۔(۸)

ترجمہ: سالم بن عبید ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ لوگوں نے کہاہاں! آپؐ نے فرمایا ''کہ بلالؓ سے کہو کہ اذان دے اور ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کونماز پڑھائے۔''اس کے بعد پھر آپؐ پرغشی طاری ہوگئی۔ پھرافاقہ ہواتو پوچھا نماز کاوقت ہوگیاہے؟ لوگوں نے کہاہاں نماز کا وقت ہوگیاہے آپؐ نے پھر فرمایا: ''بلالؓ سے کہو کہ اذان دے اور ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔'' حضرت عائشہؓ بولیں میرے ابا جان رقیق القلب اور نرم مزاج انسان ہیں جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ اگر آپؐ کسی دوسرے کو حکم دیں تو بہتر ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ پر پھر غشی طاری ہوگئی۔ پھر افاقہ ہوا، تو فرمایا: ''بلالؓ سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکرؓ نماز پڑھائے۔'' بلاشبہ تم عورتیں وہی ہو جنہوں نے یوسف کو ورغلایا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ بلالؓ کو اذان کہنے کا حکم دیا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا۔ بلالؓ نے اذان دی اور ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ذرا تخفیف محسوس کی تو فرمایا: ''کوئی ایسا شخص دیکھو جس کا میں سہارا لے سکوں۔'' بریرہ اور ایک دوسرا آدمی آگئے۔ آپؐ نے ان دونوں کا سہارا لیا اور مسجد میں پہنچ گئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ آپؐ تشریف لا رہے ہیں تو اپنی جگہ سے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپؐ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو اور ابوبکرؓ نے نماز پوری کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ بولے خدا کی قسم! اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح قبض ہوگئی ہے تو میں اس کی گردن اپنی اس تلوار سے ماردوں گا۔ راوی کہتا ہے، لوگ ان پڑھ یعنی اُمّی تھے کوئی نبی ان میں پہلے آیا نہیں تھا، لہٰذا وہ ایسا کہنے سے باز آگئے۔ لوگوں نے سالم سے عرض کیا۔ کہ اے سالم! رسول اللہ ﷺ کے رفیق اور ساتھی کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ۔ میں حضرت ابوبکر کے پاس آیا وہ اس وقت مسجد میں تھے اور حیرانگی اور سراسیمگی کے عالم میں روتا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ وفات پاگئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ عمرؓ کہتے ہیں کہ جس کو میں نے یہ کہتے سنا کہ

رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں، میں اپنی اس تلوار سے اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ یہ سن کر ابوبکرؓ نے مجھے کہا کہ چلو۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ آئے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو چکے تھے۔ ابوبکرؓ نے لوگوں سے کہا کہ میرے لیے راستہ کشادہ کرو۔ انہوں نے راستہ کشادہ کر دیا۔ ابوبکرؓ آئے اور آپؐ پر جھکے اور ہاتھ سے چھو کر دیکھا اور کہا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کیا آپؐ کی روح قبض ہو چکی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ''ہاں آپؐ کی روح مبارک پرواز کر چکی ہے۔'' تب انہیں معلوم ہوا کہ جو واقعہ پیش آنا تھا وہ آ چکا ہے۔ پھر لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ اے صاحبِ رسول اللہ ﷺ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ پڑھیں؟ ابوبکرؓ نے جواب دیا ''ہاں پڑھو۔'' پھر لوگوں نے پوچھا نماز کس طرح پڑھی جائے؟ بتایا کہ کچھ لوگ اندر حجرے میں داخل ہوں تکبیر کہیں، دُعا مانگیں اور آپؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں اور باہر نکل آئیں۔ پھر کچھ لوگ داخل ہوں اسی طرح تکبیر، دعا اور صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہو کر باہر آ جائیں۔ پھر پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا جائے گا؟ ابوبکرؓ نے کہا ''ہاں آپؐ کو دفن کیا جائے گا۔'' پوچھا کس جگہ دفن کیا جائے گا؟ بتایا کہ اس جگہ دفن کیا جائے گا جس جگہ اللہ نے آپؐ کی روح قبض کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روح نہایت عمدہ مقام پر قبض کی ہے۔ لوگ بولے کہ سچ فرمایا۔ پھر انہیں حکم دیا کہ آپؐ کو غسل آپؐ کے ددھیال والے دیں۔ ادھر مہاجرین نے مجلسِ مشاورت منعقد کی اور ابوبکرؓ سے عرض کیا ہمارے ساتھ انصار بھائیوں کے پاس چلیں۔ اس امر میں ہم انہیں اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ انصار نے نعرہ لگایا ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ''وہ کون ہے جسے یہ تین فضائل حاصل ہوں؟'' دو میں کا دوسرا جب دونوں غارِ ثور میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھی (ابوبکرؓ) کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہے تھے خوف نہ کھا اللہ بلاشبہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ دونوں کون تھے؟ راوی کا بیان ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پھیلا کر بیعت کر لی۔ پھر دوسرے لوگوں نے بھی نہایت عمدہ طریقہ سے بیعت کر لی۔

﴿۹﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْعَمَّارِ الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ وَقُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ وَغَیْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا: ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: اٰخِرُ نَظْرَۃٍ نَظَرْتُھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کَشْفَ السِّتَارَۃَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ فَنَظَرْتُ اِلٰی وَجْھِہٖ کَاَنَّہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَشَارَ اِلَی النَّاسِ اَنِ اثْبُتُوْا وَاَبُوْبَکْرٍ یَؤُمُّھُمْ وَاَلْقَی السَّجْفَ وَتُوُفِّیَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ۔(۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار اس وقت کیا جب سوموار کے روز حضورؐ نے پردہ اٹھایا میں نے آپ کے روئے مبارک پر نظر ڈالی تو چہرہ مبارک مصحف کا ورق معلوم ہوتا تھا۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی امامت واقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ قائم وثابت رہیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان کی امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آپ نے دروازے کا پردہ ڈال دیا۔ اس دن کے آخری حصہ میں آپؐ نے وفات پائی۔

﴿۱۰﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ، ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: قُبِضَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَمَكَثَ ذَالِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ الثُّلٰثَاءِ وَدُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ وَقَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ غَيْرُهٗ يُسْمَعُ صَوْتُ الْمَسَاحِيْ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ۔(۱۰)

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز فوت ہوئے۔ اس روز اور منگل کی رات تک تدفین نہ ہوئی اور رات جسدِ مبارک کو دفن کیا گیا۔ یہ سفیان سے مروی روایت کے مطابق ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ رات کے آخری حصہ میں کدالوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔

(۱۱) حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعُلَاءِ، ثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ هُوَابْنُ الْمُلَيْكِيِّ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّاقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا مَانَسِيْتُهٗ قَالَ: مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ اِدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ۔(۱۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگیا کہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے بتایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میں اسے بھولا نہیں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تھا ''اللہ تعالیٰ نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں اسے دفن کیا جانا محبوب ہوتا ہے۔'' لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو آپ کے بستر کی جگہ میں دفن کرو۔

خلافتِ ابی بکرؓ صدیق اور حضرت علیؓ

معاملۂ خلافت مسجدِ نبوی میں نہیں، بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اس رات طے ہوا تھا جس کی شام کو حضور ﷺ کا انتقال ہوا۔ اس وقت مہاجرین وانصار میں سے کوئی بھی وہاں بُلایا ہوا نہیں گیا تھا۔ دراصل انصار کا ایک بڑا گروہ اس جگہ جمع ہوگیا تھا اور خلافت کے مسئلے کو طے کرنا چاہتا تھا۔ جونہی کہ ان کے اس اجتماع اور ارادے کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کو ہوئی وہ فوراً وہاں پہنچ گئے اور ایک فتنۂ عظیم کا دروازہ بند کرنے کے لیے انہوں نے اسی وقت انصار کی اس جماعت کو سمجھا بجھا کر اس مسئلے کا ایک ایسا فیصلہ تسلیم کرالیا جس میں امت کی خیر تھی۔ وہ وقت آدمی بھیج بھیج کر لوگوں کو گھروں سے بلانے کا نہ تھا، اگر یہ تینوں حضرات ذراسی تاخیر بھی کر گئے ہوتے تو وہاں مسلمانوں کے درمیان ایک بڑی خانہ جنگی کی بنا پڑ گئی ہوتی، جو بعد کے فتنۂ ارتداد میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے مہلک ثابت ہوتی۔ اس حالت میں کوئی صاحبِ عقل آدمی یہ تجویز لے کر نہیں اٹھ سکتا تھا، کہ صاحبو، دو چار روز اس معاملے کو ملتوی رکھو۔ کل رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر ایک کانفرنس کا اعلان کریں گے۔ اور پھر اس میں یہ مسئلہ طے کرلیا جائے گا کہ حضورؐ کا جانشین کون ہو؟ اس طرح کی تجویز پیش کرنے کے معنی یہ ہوتے کہ ایک طرف تو سرکارِ رسالتمآب کے وفات پا جانے کی خبر عرب کے مختلف حصّوں میں اس تصریح کے ساتھ پھیلتی کہ کوئی شخص آپؐ کی جگہ اُمّت کا کام سنبھالنے کے لیے مقرر نہیں ہوا ہے۔ اور یہ چیز ان عناصر کی ہمّتیں کئی گُنا زیادہ بڑھا دیتی جو اسلام کے خلاف بغاوت برپا کردینے کے لیے موقع کے منتظر بیٹھے تھے۔ اور دوسری طرف مجوزہ کانفرنس کے

انعقاد سے پہلے انصار کے درمیان یہ رائے پختہ ہوچکی ہوتی کہ خلیفہ یا تو کوئی انصاری ہونا چاہیے، یا پھر ایک امیر انصار میں سے اور ایک مہاجرین میں سے ہونا چاہیے۔ حضرت عمرؓ کی بصیرت اس غلطی کے نتائج کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی، اس لیے انہوں نے وہیں اسی وقت مسئلے کا تصفیہ کرالینا ضروری سمجھا تاکہ کسی فتنے کو پرورش پانے کا موقع نہ ملے، اور بلاتاخیر اس شخص کی خلافت پر بیعت کرالی جسے تمام عرب رسول اللہ ﷺ کے دستِ راست کی حیثیت سے جانتا تھا، جس کے متعلق دوست اور دشمن، سب ہی یہ رائے رکھتے تھے کہ مسلمانوں میں حضور اکرم ﷺ کے بعد اگر دوسرے درجے کی کوئی شخصیّت ہے تو اسی کی ہے۔

دوسرے روز صبح کو مسجد نبوی میں جو اجتماع ہوا، وہ بیعتِ عام کے لیے تھا نہ کہ مسئلہ خلافت کے تصفیہ کرنے کے لیے اُس وقت خلافت کے اُس مسئلے کو جو رات بڑی مشکل سے طے ہوا تھا، ازسرِنو بحث کرنے کے لیے کھولنے کے کوئی معنی ہی نہ تھے۔ یہ اگر بحث کے لیے کھل سکتا تھا تو اسی طرح کہ عام مسلمان رات کی قرارداد کو قبول کرنے سے انکار کردیتے لیکن جب انہیں اس فیصلے سے مطّلع کیا گیا تو سب نے اسے بخوشی قبول کرلیا اور بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے۔ سوال یہ ہے کہ اس قبولِ عام کی صورت میں آخر کیوں اسے نئے سرے سے ایک تصفیہ طلب مسئلہ بنا کر بحث کے لیے سامنے رکھا جاتا؟

اس اجتماع میں کوئی بھی گھر سے نہیں بلایا گیا تھا۔ سارے لوگ دُور دُور سے آکر اس لیے اکٹھے ہوئے تھے کہ حضورؐ کے انتقال کی خبر سن کر لامحالہ انہیں اُسی مسجدِ نبوی کا رُخ کرنا تھا جس سے متّصل حجرۂ عائشہؓ میں حضورؐ کا جسدِ اطہر آرام فرما تھا۔

رہا یہ سوال کہ حضرت علیؓ نے کب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ممدوح نے اسی روز سب مسلمانوں کے ساتھ بیعت کی تھی۔ طبری نے سعید بن زید کے حوالے سے، بیہقی نے ابوسعید خدریؓ کے حوالے سے، اور موسیٰ بن عقبہ صاحب المغازی نے عبدالرحمان بن عوفؓ کے حوالہ سے عمدہ سند کے ساتھ یہ روایات نقل کی ہیں۔ اس کے بعد آنجناب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس خاطر سے چھ مہینے خانہ نشین رہے۔ اور پھر ان کی وفات کے بعد دوبارہ تجدیدِ بیعت کرکے کاروبارِ خلافت میں ویسی ہی دلچسپی لینی شروع کی جیسی ان کے شایانِ شان تھی۔ طبری نے اپنی تاریخ میں اور علامہ ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہوچکی تو ابوسفیان نے آکر ان سے کہا کہ ''یہ کیا غضب ہوگیا؟'' قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے کا آدمی کیسے خلیفہ بنادیا گیا؟'' اے علیؓ! اگر تم چاہو تو خدا کی قسم! میں اس وادی کو سواروں اور پیادوں سے بھردوں۔'' اس پر انہوں نے جو جواب دیا وہ سننے کے قابل ہے۔ فرمایا: ''اے بوسفیان! تم ساری عمر اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی کرتے رہے، مگر تمہاری دشمنی سے نہ اسلام کا کچھ بگڑ سکا، نہ اہلِ اسلام کا۔ ہم ابوبکرؓ کو اس منصب کا اہل سمجھتے ہیں۔''

(رسائل ومسائل سوم، اختلافی مسائل: اہل سنّت ...)

حدیث اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ کی علمی تحقیق

۱۲۹۔ اَنَا مَدِینَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا، فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِینَۃَ فَلْیَأْتِ الْبَابَ۔

''میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ پس جو شخص شہر میں آنا چاہے وہ اس کے دروازے سے آئے۔''

تشریح: احادیث سے استناد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے روایت کے اعتبار سے دیکھا جائے کہ وہ کہاں تک

قابلِ اعتماد ذرائع سے مروی ہوئی ہیں۔ پھر ان کے معنی پر غور کیا جائے اور یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ بشرطِ صحت، ان کا صحیح مُدّعا کیا ہو سکتا ہے۔ کسی حدیث کا کوئی ایسا مفہوم لے لینا جو حضورؐ کے دوسرے بہت سے ارشادات سے ٹکراتا ہو، یا جس سے بہت سی قباحتیں لازم آتی ہوں، کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ اس کے بجائے اس کا اگر کوئی ایسا مفہوم ہو سکتا ہو جو آنحضور ﷺ کے دوسرے ارشادات سے مطابقت بھی رکھتا ہو اور ہر قباحت سے بھی خالی ہو، تو ایک ذی فہم آدمی کے لیے وہی قابلِ قبول ہونا چاہیے۔

اس قاعدے کو نگاہ میں رکھ کر پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ حدیث اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا کا بہ لحاظ روایت کیا مقام ہے۔ صحاح میں سے اس کو صرف ترمذی نے لیا ہے اور اس میں انا مدينة العلم کے بجائے یہ الفاظ ہیں۔ اَنَا دَارُالْحِكْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا ''میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے'' راوی اس کے خود علیؓ ہیں۔ امام ترمذی اس کو نقل کرنے کے بعد اس کی روایتی حیثیت پر جو تبصرہ کرتے ہیں وہ یہ ہے:

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مُنْكَرٌ. رَوَىٰ بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شُرَيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصَّنَابِحِيِّ. وَلَانَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شُرَيْكٍ.

— یہ حدیث غریب اور منکر ہے۔ بعض راویوں نے اسے صرف شریک (تابعی) سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں صنابحی کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ شریک کے سوا تمام ثقات میں سے کسی نے بھی اس کو روایت کیا ہو۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ الْهَرَوِيُّ بِالرَّمْلَةِ ثَنَا اَبُوالصَّلْتِ عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا اَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِ الْبَابَ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ، پس جو اس شہر میں آنا چاہے وہ دروازے سے آئے۔''

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاه — وَاَبُوالصَّلْتِ ثِقَةٌ مَاْمُوْنٌ فَاِنِّی سَمِعْتُ اَبَاالْعَبَّاسِ مُحَمَّدَ بْنَ يَعْقُوْبَ فِی التَّارِيْخِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ مُحَمَّدِ نِالدَّوْرِیَّ يَقُوْلُ: سَاَلْتُ يَحْيٰى بْنَ مُعِيْنٍ عَنْ اَبِی الصَّلْتِ الْهَرَوِیِّ فَقَالَ: ثِقَةٌ فَقُلْتُ اَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ عَنْ اَبِی مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ فَقَالَ: قَدْ حَدَّثَ بِهٖ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْفَيْدِیُّ وَهُوَ ثِقَةٌ مَاْمُوْنٌ سَمِعْتُ اَبَانَصْرٍ اَحْمَدَ بْنَ سَهْلٍ اَلْفَقِيْهَ الْقُبَانِیَّ اِمَامَ عَصْرِهٖ بِبُخَارٰى يَقُوْلُ: سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيْبَ الْحَافِظَ يَقُوْلُ وَسُئِلَ عَنْ اَبِی الصَّلْتِ الْهَرَوِیِّ فَقَالَ: دَخَلَ يَحْيٰى بْنُ مُعِيْنٍ وَنَحْنُ مَعَهٗ عَلٰى اَبِی الصَّلْتِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمَّا خَرَجَ تَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ مَاتَقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِیْ اَبِی الصَّلْتِ فَقَالَ هُوَ صَدُوْقٌ فَقُلْتُ لَهٗ اَنَّهٗ يَرْوِیْ حَدِيْثَ الْاَعْمَشِ عَنْ

مُجاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَاِنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَاْتِهَا مِنْ بَابِهَا فَقَالَ قَدْرَوٰى هٰذَا ذَاكَ الْفَيْدِيُّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ كَمَا رَوَاهُ اَبُو الصَّلْتِ۔

〈۲〉حَدَّثَنَا بِصِحَةٍ مَاذَكَرَهُ الْاِمَامُ اَبُوْزَكَرِيَّا، يَحْيٰى بْنُ مُعِيْنٍ، ثَنَا اَبُوالْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ تَمِيْمِ الْقَنْطَرِيِّ، ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ فَهْمٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنُ الضَّرْ لِيْسَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْفَيْدِيِّ، ثَنَا اَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِيْنَةَ فَلْيَاْتِ الْبَابَ۔

قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ فَهْمٍ حَدَّثَنَاهُ اَبُوالصَّلْتِ الْهَرَوِيُّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ الْحَاكِمُ لِيَعْلَمِ الْمُسْتَفِيْدُ لِهٰذَا الْعِلْمِ اَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ فَهْمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثِقَةٌ مَاْمُوْنٌ حَافِظٌ۔

〈۳〉 وَلِهٰذَا الْحَدِيْثِ شَاهِدٌ مِّنْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بِاَسْنَادِ الصَّحِيْحِ: حَدَّثَنِيْ اَبُوبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَقِيْهُ الْاِمَامُ الشَّاشِيُّ الْقَفَّالُ بِبُخَارٰى وَاَنَا سَاَلْتُهُ. حَدَّثَنِيْ النُّعْمَانُ بْنُ الْهَارُوْنَ الْبَلَدِيِّ بِبَلَدٍ مِّنْ اَصْلِ كِتَابِهٖ. ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْحَرَّانِيُّ ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ. جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَنَامَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَاْتِ الْبَابَ۔(۱۲)

〈۴〉حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى نَامُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الرُّوْمِيُّ، نَاشَرِيْكٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةَ عَنِ الصَّنَابِحِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ. قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اَنَا دَارُالْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔(۱۳)

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مُنْكَرٌ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شُرَيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصَّنَابِحِيِّ وَلَانَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَشُرَيْكٍ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

حدیثِ غریب اور حدیثِ منکر

غریب، اصطلاحِ علمِ حدیث میں اس روایت کو کہتے ہیں جس کا مدارسند کے کسی مرحلہ میں صرف ایک راوی پر رہ جائے۔ اور منکر اس روایت کو کہتے ہیں جو نری غریب ہی نہ ہو بلکہ اس کا راوی بھی ضعیف ہو۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سند کے لحاظ سے ترمذیؒ کی اس روایت کا پایہ کیا ہے اور اس پر سارے دین کی بنا رکھ دینا کہاں تک دُرست ہوسکتا ہے۔

المستدرک کا معتبر کتبِ احادیث میں مقام

ترمذی کے بعد اس مضمون کی روایات کا سارا دارومدار حاکم کی مستدرک پر رہ جاتا ہے جو بجائے خود ہی حدیث کی معتبر کتابوں میں

شمار نہیں ہوتی۔ اس میں وہ ابنِ عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے دو روایتیں مختلف الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ ابن عبّاس والی روایت کے الفاظ ہیں "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْمَدِیْنَۃَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ پس جو شخص شہر میں آنا چاہے وہ اس کے دروازے سے آئے" اور جابر بن عبداللہ والی روایت میں آخری فقرہ یہ ہے: فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ "جو علم حاصل کرنا چاہے، اسے دروازے پر آنا چاہیے۔"

حدیثِ مذکور علماء ناقدینِ حدیث کی نظر میں

حاکم نے ان دونوں حدیثوں کے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے لیکن علمِ حدیث کے بڑے بڑے ناقدین کی رائے میں نہ صرف یہ دونوں، بلکہ اس مضمون کی ساری روایات ساقط الاعتبار ہیں۔ ابنِ عباس والی روایت کے متعلق حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ صحیح ہونا تو در کنار، یہ تو موضوع ہے۔ اور جابر بن عبداللہ والی روایت پر وہ یہ رائے دیتے ہیں:

> اَلْعَجَبُ مِنَ الْحَاكِمِ وَجُرْأَتِهٖ فِي تَصْحِيحِهٖ هٰذَا وَاَمْثَالِهٖ مِنَ الْبَوَاطِيلِ، وَاَحْمَدُ هٰذَا دَجَّالٌ كَذَّابٌ۔
>
> "حاکم پر سخت تعجب ہے کہ کس جرأت کے ساتھ وہ[1] اس روایت اور ایسی ہی دوسری باطل روایتوں کو صحیح کہہ دیتا ہے یہ احمد ـــ یعنی احمد بن عبداللہ بن یزید الحرّانی جس کی سند سے یہ روایت حاکم نے نقل کی ہے ـــ دجّال اور سخت جھوٹا ہے۔"

یحییٰ بن معین اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ لَا اَصْلَ لَهٗ "اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے"۔ بخاریؒ کی رائے ہے اِنَّهٗ منکرٌ، وَلَيْسَ لَهٗ وَجْهٌ صَحِيْحٌ۔ "یہ منکر روایت ہے اور اس کی نقل کا کوئی طریقہ بھی صحیح نہیں ہے" نووی اور جزری اس کو موضوع کہتے ہیں۔ ابن دقیق العید کے نزدیک بھی یہ ثابت نہیں ہے۔ ابنِ جوزیؒ نے مفصل بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ والی روایت جتنے طریقوں سے بھی مروی ہوئی ہے سب کے سب موضوع ہیں۔

لائق اعتناء بات

لائقِ غور بات یہ ہے کہ جس حدیث کا سند کے اعتبار سے یہ حال ہو اس پر اتنے بڑے فیصلے کی بنا رکھ دینا کہاں تک درست ہوسکتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے دین کے احکام صرف حضرت علیؓ کے واسطے سے حاصل کریں گے اور دوسرے صحابہؓ کو حصولِ علم کا ذریعہ سرے سے مانیں گے ہی نہیں؟ ظاہر ہے یہ کوئی معمولی فیصلہ نہیں ہے۔ قرآن مجید کے بعد ہمارے لیے ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ اگر کوئی ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے اور صحابہ کرامؓ وہ ذریعہ ہیں جن کے واسطے سے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زندگی کے مختلف حالات میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔ اب اگر ہم اس حدیث پر اعتماد کر کے اس علم کے لیے صرف ایک سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر انحصار کرلیں تو لامحالہ ہمیں علم کے اس بڑے حصے سے محروم

---

[1] مستدرک کے ذیلی حاشیہ پر ذہبی کی تلخیص ہے وہاں یہ عبارت منقول ہے۔ المستدرک ج ۳ ص ۱۲۶۔۱۲۷ کے ذیلی حاشیہ پر ذہبی کی یہ رائے ابو الصلت لا واللہ لاثقۃ ولامامون مرقوم ہے۔

ہونا پڑے گا جو دوسرے صحابہ کے ذریعے سے منقول ہوا ہے۔ کیا عقل یہ مطالبہ نہیں کرتی کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے کے لیے حضور ﷺ کا ارشاد ہم کو اس حدیث کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی اور مستند و معتبر ذریعہ سے پہنچنا چاہیے تھا؟ بلکہ اسے تو بہت سی صحیح اور مضبوط سندوں سے مروی ہونا چاہیے تھا، یہاں تک کہ اس کی صحت میں کسی شک کی گنجایش باقی نہ رہتی؟

ظاہری الفاظ سے مترشح مفہوم لینے کی قباحت

اب دیکھیے کہ اگر اس حدیث کا وہی مفہوم لیا جائے جو اس کے ظاہر الفاظ سے مترشح ہوتا ہے تو وہ نبی ﷺ کے بہ کثرت ارشادات سے اور آپؐ کی زندگی بھر کے عمل سے کس طرح ٹکراتا ہے۔ حضور ﷺ نے بہت سے صحابہؓ کو اپنی حیاتِ طیبہ میں فوج کا افسر بنا کر مہمات پر بھیجا۔ مملکتِ اسلامیہ کے مختلف علاقوں پر عامل مقرر کیا۔ تحصیل صدقات کے منصب پر مامور کیا۔ نماز پڑھانے کی خدمت سپرد کی۔ تعلیم اور تبلیغ کے لیے اطراف ونواحی میں روانہ فرمایا۔ یہ تاریخی حقائق ہیں جن سے انکار کرنا کسی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب خدمات کیا علمِ دین کے بغیر ہی انجام دی جاتی تھیں؟ یا یہ سارے صحابہ رسول اللہ ﷺ کے نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے؟ اگر یہ دونوں باتیں غلط ہیں تو پھر صحیح بات صرف یہی ہوسکتی ہے کہ ان صحابہؓ نے ''مدینة العلم'' یا ''دار الحکمة'' سے براہِ راست علم و حکمت کی تعلیم حاصل کی تھی اور یہ سب بھی حضرت علیؓ کی طرح شہرِ علم اور دارِ حکمت کے دروازے تھے۔

پھر جس شخص نے بھی سیرتِ پاک کا کبھی مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ نبوّت کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد سے حیاتِ دنیوی کی آخری ساعت تک حضورؐ براہ راست خود دین کی تعلیم و تبلیغ فرماتے رہے اور جو لوگ بھی دین کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے تھے، وہ بلا واسطہ حضور ﷺ ہی سے پوچھتے اور جواب حاصل کرتے رہے۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ حضور ﷺ کو خدا کی طرف سے جو احکام پہنچے ہوں وہ آپؐ نے صرف حضرت علیؓ کو بتائے ہوں اور دنیا تک انہیں پہنچانے کی خدمت تنہا حضرت علیؓ نے انجام دی ہو؟ یا کوئی شخص حضور ﷺ سے دین کی کوئی بات پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہو اور آپؐ نے فرمایا ہو کہ علیؓ سے جا کر پوچھو، یا علیؓ کے توسط سے میرے پاس آؤ؟ اگر نبوّت کی ۲۳ سالہ زندگی میں کبھی ایسا نہیں ہوا تو آخر اس قول کا کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ مدینة العلم کا صرف ایک دروازہ ہے اور وہ حضرت علیؓ ہیں؟

خود حاکم جنھوں نے اس حدیث کو بڑے زور سے صحیح قرار دیا ہے، اپنی مستدرک میں ہزاروں حدیثیں دوسرے صحابہؓ سے نقل کرتے ہیں، اور ان میں سے بہ کثرت احادیث ایسی ہیں جن کی ہم معنی کوئی حدیث حضرت علیؓ سے ان کی کتاب میں منقول نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر حاکم کے نزدیک یہ حدیث صحیح تھی اور مدینة العلم تک پہنچنے کا دروازہ صرف ایک ہی تھا تو یہ دوسرے بہت سے دروازے کہاں سے پیدا ہو گئے اور وہ کیوں اُن پر گئے؟

حضرت علیؓ کا اپنا دعویٰ بھی یہ نہیں تھا کہ انہیں حضورؐ نے کوئی ایسا علم دیا تھا جو دوسروں کو نہ دیا ہو۔ بخاری، مسلم، اور مسند احمد میں صحیح سندوں کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ حضرت علیؓ نے بار بار برسرِ عام ان لوگوں کے خیال کی تردید فرمائی تھی جو ایسا سمجھتے تھے۔ آپ نے اپنی تلوار کے پرتلے سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکال کر لوگوں کو دکھا دیا تھا کہ اس کے سوا کوئی خاص چیز

ایسی نہیں ہے جو میں نے حضورؐ سے سُن کر ثبت کی ہو۔ اور اُس پُرزے میں صرف چار پانچ فقہی احکام تھے۔ مسند احمد میں ۱۳ مختلف سندوں سے حضرت علیؓ کا یہ ارشاد منقول ہوا ہے۔ ان سب روایتوں کو جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح نے متعدد موقع پر عوام کی اس غلط فہمی کو خود رفع فرمایا تھا کہ نبی علیہ وسلم اپنے داماد کو راز میں دین کے کچھ اسرار تعلیم فرما گئے ہیں، جو دوسروں کو آپ نے نہیں بتائے۔ بہت سے لوگوں نے آنجناب کی اپنی زبان سے اس باطل خیال کی تردید سُنی۔ اور یہ تردید اتنی مختلف سندوں سے محدثین کو پہنچی کہ اس کی صحت میں مشکل ہی سے شک کیا جا سکتا ہے[1]

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: اَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ: لَا، اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ اَوْفَهْمٌ اُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ اَوْمَافِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ قُلْتُ: وَمَافِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِيرِ. وَلَايُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔(۱۴)

ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ (یعنی لکھی ہوئی کوئی چیز ہے) انہوں نے جواب دیا کہ کتاب اللہ کے سوا ہمارے پاس تو اور کوئی کتاب نہیں ہے یا پھر وہ فہم ہے جو ایک مسلمان کو عطا کیا جاتا ہے یا پھر یہ صحیفہ ہے۔ میں نے عرض کیا یہ صحیفہ کیسا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اس میں دیت کا ضابطہ اور قیدیوں کی رہائی کے چند احکام ہیں۔ نیز یہ کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔

۱۳۰۔ اس کے بعد جب ہم ان بہت سی احادیث کو دیکھتے ہیں جو دوسرے صحابہؓ کے متعلق نبی علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ حدیث ان سب کے خلاف ہے۔ مسند احمد اور ترمذی کی روایت ہے کہ حضورؐ نے زید بن ثابتؓ کے متعلق فرمایا اَفْرَضُهُمْ ''یعنی صحابہ میں علم میراث کے وہ سب سے بڑے ماہر ہیں۔'' معاذؓ بن جبل کے متعلق فرمایا اَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ۔ ''حلال وحرام کو وہ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔'' اُبی بن کعب کے متعلق فرمایا اَقْرَؤُهُمْ۔ ''قرآن کے سب سے بڑے قاری ہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَاسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نَاحُمَيْدُبْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ دَاوٗدَ الْعَطَّارِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْحَمُ اُمَّتِي بِاُمَّتِي اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِي اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَؤُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔(۱۵)

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ قَتَادَةَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رَوَاهُ اَبُوْقِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَهُ۔

---

[1] ملاحظہ ہو مسند احمد (مطبوع دارالمعارف مصر) احادیث نمبر ۵۹۹، ۶۱۵، ۷۸۲، ۷۹۸، ۸۵۸، ۸۷۴، ۹۵۴، ۹۵۹، ۹۶۲، ۹۹۳، ۱۰۳۷، ۱۲۹۷، ۱۳۰۶۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا سب سے زیادہ رحم و مہربانی کرنے والا شخص ابوبکرؓ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت آدمی عمرؓ ہے اور سب سے زیادہ شرم وحیا کرنے والا عثمانؓ ہے اور حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والا معاذؓ بن جبل ہے اور علم میراث کے سب سے بڑے ماہر زیدؓ بن ثابت ہیں اور قرآن پاک کے سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں اور ہر امت میں ایک امین ہے۔ اس امت کا امین (نہایت امانتدار) ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔''

۱۳۱۔ مسند احمد میں خود حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا مِنْ اُمَّتِیْ مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمِ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔** ''اگر میں اپنی امّت میں سے کسی کو بلا مشورہ امیر بنانے والا ہوتا تو ابن اُمِّ عبد (عبداللہ بن مسعود) کو بناتا۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِی ثَنَا اَبُوْسَعِيْدٍ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ، ثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْقُلْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا دُوْنَ مَشْوَرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَاَمَّرْتُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔(۱۶)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِی ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ. عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوِ اسْتَخْلَفْتُ اَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاِسْتَخْلَفْتُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔(۱۷)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا مُوْسَى بْنُ دَاوٗدَ، ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْكُنْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِیْ مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمِ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔(۱۸)

۱۳۲۔ ترمذی میں حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **لَا اَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِيْكُمْ، فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔**

''میں نہیں جانتا کہ میں کب تک تمہارے درمیان رہوں گا۔ تم میرے بعد ان دو آدمیوں کی پیروی کرنا، ابوبکرؓ اور عمرؓ کی۔''

تخریج: حَدَّثَنَاسَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَمَرِیُّ، نَاوَكِيْعٌ عَنْ سَالِمِ اَبِی الْعَلَاءِ الْمُرَادِیِّ عَنْ عَمْرِوبْنِ هَرِمٍ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّاجُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِيْكُمْ، فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔(۱۹)

۱۳۳۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **مَامِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔**

''ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوئے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر جبریلؑ و میکائیلؑ ہیں اور زمینی وزیر ابوبکرؓ اور عمرؓ۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْسَعِیْدِ الْاَشَجُّ، نَاتَلِیْدُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِی الْجَحَّافِ عَنْ عَطِیَّةَ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَامِنْ نَبِیٍّ اِلَّاوَلَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ۔(۲۰)

هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَاَبُوالْجَحَّافِ اِسْمُهٗ دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ عَوْفٍ وَیَرْوِیْ عَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ قَالَ نَا اَبُوالْجَحَّافِ وَکَانَ مَرْضِیًّا۔

۱۳۴۔ ترمذی میں عقبہؓ بن عامر کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: **لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ۔** ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِیْبٍ، نَاالْمُقْرِیُّ عَنْ حَیْوَةَ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْکَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ۔(۲۱)

هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ لَانَعْرِفُهٗ اِلَّامِنْ حَدِیْثِ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ۔

۱۳۵۔ بخاری و مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقّاص روایت کرتے ہیں کہ سرکارؐ نے حضرت عمرؓ کو خطاب کر کے فرمایا: **یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَالَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّاسَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ۔**
''خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، جس راستے پر بھی شیطان کی تجھ سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے، اس کو چھوڑ کر وہ کسی ایسے راستے پر چلا جاتا ہے جہاں تو اس کے سامنے نہ ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، ثَنَا یَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ، ثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُالْحَمِیْدِ بْنُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ ابْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ: اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُکَلِّمْنَهٗ وَیَسْتَکْثِرْنَهٗ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰی صَوْتِهٖ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَضْحَکُ فَقَالَ عُمَرُ: اَضْحَکَ اللّٰهُ سِنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عَجِبْتُ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ اللَّاتِیْ کُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَکَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ: فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ یَّهَبْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: یَاعَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَلَاتَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ: نَعَمْ، اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ

اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِيْهٍ يَاابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَالَقِيَکَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّاسَلَکَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّکَ۔(۲۲)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص کے بیٹے نے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ عمر بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ اس وقت حضور کی خدمت میں قریش کی کچھ خواتین حاضر تھیں اور آپؐ سے بے تکلف باتیں کررہی تھیں اور ان کی آوازیں حضورؐ کی آواز سے بلند سنائی دیتی تھیں۔ حضرت عمرؓ کو آپؐ نے اندر آنے کی اجازت دے دی اور جونہی وہ اندر داخل ہوئے ان خواتین نے دوڑ کر اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیں۔ حضورؐ نے یہ صورت حال دیکھ کر ہنس دیے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ خدا کرے آپ ہمیشہ ہنستے مسکراتے ہی رہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔''یہ میرے پاس جو قریش کی عورتیں بیٹھی تھیں میں ان کی حرکت پر حیران ہوں جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً پردہ کرنے کے لیے لپکیں۔''
یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آپؐ اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ آپ سے ڈریں۔ اس کے بعد عمرؓ نے روئے سخن ان کی طرف کر کے فرمایا: ''اپنی جان کی دشمنو! کیا مجھ سے ڈرتی ہو، اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔'' انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم تم سے ڈرتی ہیں کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت سخت کلام اور سخت گیر آدمی ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جس راستے میں بھی شیطان کی تجھ سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے، اس کو چھوڑ کر وہ کسی ایسے راستے پر چلا جاتا ہے جہاں تو اس کے سامنے نہ ہو۔''

۱۳۶۔ ابوداؤد میں حضرت ابوذرؓ نبی ﷺ کا ارشاد روایت کرتے ہیں کہ: اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ۔

''اللہ نے حق عمرؓ کی زبان پر رکھ دیا ہے۔ اسی کے مطابق وہ بات کرتا ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَامُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحٰرِثِ. عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ يَقُوْلُ بِهٖ۔(۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق عمرؓ کی زبان پر رکھ دیا ہے، اسی کے مطابق وہ بات کرتا ہے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَائِذٍ، ثَنَا الْوَلِيْدُ، ثَنَا عِيْسَی ابْنُ يُوْنُسَ، حَدَّثَنِیْ فِيْمَا حَدَّثَنَا ابْنُ لِعَدِیّ بْنِ عَدِیِّ الْكِنْدِیُّ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ: اِنَّ مَنْ سَأَلَ عَنْ مَوَاضِعِ الْفَیْءِ فَهُوَ مَاحَكَمَ فِيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ عَدْلاً مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ جَعَلَ اللّٰهُ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ الخ۔(۲٤)

ترجمہ: عمر بن عبدالعزیز نے (اپنے کسی عامل کو لکھا) کہ جو فیئے کے مصارف کے بارے میں پوچھے تو اسے حضرت عمر بن الخطابؓ

کے فیصلوں سے آگاہ کر دیا جائے کیونکہ حضرت عمرؓ کے بارے میں اہلِ ایمان لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف کرنے والے اور کتاب و سنت کے موافق فیصلہ کرنے والے ہیں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے حق عمر بن خطاب کی زبان اور اس کے دل میں رکھ دیا ہے۔''

۱۳۷۔ بخاری و مسلم میں ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضورؐ نے فرمایا: رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور وہ چھوٹے بڑے کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کا کُرتا سینے تک ہے، کسی کا زیادہ نیچے تک، اور عمرؓ میرے سامنے پیش کیے گئے تو ان کا کُرتا زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ حاضرین نے پوچھا کہ پھر حضور ﷺ نے اس کی کیا تاویل فرمائی؟ ارشاد ہوا کہ کُرتے سے مُراد دین ہے۔

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ بْنِ شِهَابٍ، اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ. عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: بَيْنَ اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَايَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَايَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ اجْتَرَّهُ قَالُوْا: فَمَا اَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اَلدِّيْنَ۔(۲۵)

مسلم نے عُرِضُوْا عَلَيَّ کی جگہ **يعرضون علي** اور **عُرِضَ عَلَيَّ عمر** کی جگہ **مَرَّ عمر بن الخطاب وعليه قميص يجرّه** نقل کیا ہے۔

یہ روایات تو دوسرے صحابہؓ کی ہیں۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو نہایت صحیح اور معتبر روایتیں کتب حدیث میں وارد ہوئی ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

۱۳۸۔ بخاری میں حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ نبی ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا، ابوبکرؓ۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کون؟ فرمایا عمرؓ۔ اس کے بعد مجھے اندیشہ ہوا کہ میں پھر یہی سوال کروں گا تو کہہ دیں گے عثمانؓ۔ اس لیے میں نے پوچھا، ان کے بعد کیا آپ ہیں؟ فرمایا: **مَااَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ**۔ ''میں کچھ نہیں ہوں مگر بس مسلمانوں میں سے ایک آدمی۔'' یہ جواب ٹھیک اس بلند اور پاکیزہ سیرت کے مطابق ہے جو سیدنا علیؓ کی تھی۔ اُن جیسے عالی ظرف انسان کا یہی مقام تھا کہ اپنے مرتبے کی فضیلت بیان کرنے سے اجتناب فرماتے اور اپنی ذات کو عام مسلمانوں کی صف ہی میں رکھتے۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، اَنَا سُفْيَانَ، ثَنَا جَامِعُ بْنُ اَبِيْ رَاشِدٍ، ثَنَا اَبُوْيَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ. قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: عُمَرُ. وَخَشِيْتُ اَنْ يَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: مَااَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔(۲۶)

۱۳۹۔ مُسند احمد میں امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ (اور یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے) ان کے والد سیدنا علیؓ نے بیان کیا: **كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ**

الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ ''میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ سامنے سے آتے نظر آئے۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا: اے علیؓ! یہ دونوں پیغمبروں کے بعد تمام سن رسیدہ اور جوان اہلِ جنت کے سردار ہیں۔'' (مسند احمد)

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيُّ، ثَنَا عَمْرُوبْنُ يُوْنُسَ يَعْنِيَ الْيَمَامِيَّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْيَمَامِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: يَا عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَشَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔(۲۷)

ترمذی نے بروایت حارث عن علی مندرجہ ذیل الفاظ بیان کیے ہیں:

‹۲› عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مَاخَلَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَاتُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ۔(۲۸)

ایک روایت میں مَاخَلَا کی جگہ اِلَّا بھی آیا ہے۔

ابن ماجہ نے لَاتُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ کے ساتھ مَادَامَا حَيَّيْنِ بھی نقل کیا ہے۔

۱۴۰۔ ایک اور حدیث جو مُسند احمد، بزّار اور طبرانی میں حضرت علیؓ سے بسندِ صحیح منقول ہوئی ہے، یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کے بعد کون امیر ہوگا؟ آپؐ نے جواب دیا: اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا اِلَى الْاٰخِرَةِ، وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَايَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَلَااَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ، تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُبِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ ''اگر تم ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے تو اسے امین، دنیا کے معاملہ میں زاہد اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمرؓ کو امیر بناؤ گے تو اسے طاقتور، امین، اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پروانہ کرنے والا پاؤ گے، اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ گے، اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو اسے ہادی ومہدی پاؤ گے۔ جو تم کو سیدھے راستے پر چلائے گا۔'' (مسند احمد)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْحَمِيْدِ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ يَعْنِي الْفَرَّاءَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ يُؤَمَّرُ بَعْدَكَ؟ قَالَ: اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ، وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَايَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَااَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُبِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ (۲۹)

۱۴۱۔ اسی مُسند احمد میں ۲۶ صحیح سندوں سے یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک تقریر میں برسرِ منبر صاف صاف فرمایا کہ نبی ﷺ کے بعد امت کے بہترین آدمی ابوبکرؓ ہیں اور ان کے بعد عمرؓ۔ ان روایات میں سے اکثر کے تمام راوی ثقہ ہیں اور کسی پر کوئی جرح نہیں ہے۔ ۲۳ روایتیں فنِ حدیث کے لحاظ سے صحیح اور ۲ حسن ہیں۔ صرف ایک ضعیف ہے۔ ان میں سے

۱۲ کے راوی حضرت ابو جحیفہ صحابی ہیں جو حضرت علیؓ کے دورِ حکومت میں پولیس اور بیت المال کے افسر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے دورانِ تقریر میں سوال کیا کہ جانتے ہو، نبی ﷺ کے بعد اس امت کا سب سے بہتر انسان کون ہے؟ میں نے عرض کیا: امیر المومنین آپ ہیں۔ فرمایا: نہیں حضور ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین انسان ابوبکرؓ ہیں اور ان کے بعد عمرؓ۔"

ایک اور راوی عبد خیر ہمدانی ہیں جن تک ۱۳ روایتوں کا سلسلہ پہنچتا ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت علیؓ کا یہ ارشاد خود ان کی زبان سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا "میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے اس کو خود ان کی زبان سے نہ سُنا ہو۔"

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَاعَبْدُاللّٰهِ، ثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِیْ مُزَاحِمٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الذَّیَّاتِ. حَدَّثَنِیْ عَوْنُ بْنُ اَبِیْ جُحَیْفَةَ، قَالَ: کَانَ اَبِیْ مِنْ شُرْطِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَکَانَ تَحْتَ الْمِنبَرِ فَحَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ صَعِدَالْمِنْبَرَ یعنی عَلِیًّا فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَقَالَ: خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ وَالثَّانِیْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔(۳۰)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِی،ثَنَااِسْمَاعِیْلُ بْن اِبْرَاهِیْمَ، اَنْبَانَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ یعنی الغدانی الاشل عَنِ الشَّعْبِیِّ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْجُحَیْفَةَ الَّذِیْ کَانَ عَلِیٌّ یُسَمِّیْهِ وَهْبَ الْخَیْرِ، قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ یَااَبَا جُحَیْفَةَ! اَلاَاُخْبِرُکَ بِاَفْضَلِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: وَلَمْ اَکُنْ اَرٰی اَنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ وَبَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَبَعْدَهُمَا اٰخَرُ ثَالِثٌ وَلَمْ یُسَمِّهٖ۔(۳۱)

ترجمہ : حضرت علیؓ نے فرمایا۔ "اے ابا جحیفہ! کیا میں تجھے نبی ﷺ کے بعد اس امت کا سب سے بہترین آدمی نہ بتاؤں؟" میں نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیں، تو انہوں نے فرمایا مجھے ان سے افضل آدمی نظر نہیں آیا۔ فرمایا: اس امت کے نبی یعنی نبی ﷺ کے بعد اس امت کا افضل آدمی ابوبکرؓ ہیں۔ اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں اور ان دونوں کے علاوہ ایک اور تیسرا ہے۔ اس کا انہوں نے نام نہیں لیا۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْصَالِحٍ هَدْیَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بِمَکَّةَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِالطَّنَافِسِیُّ، ثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَیُّوْبَ الْبَجَلِیُّ عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنْ وَهْبِ السُّوَائِیِّ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا؟ فَقُلْتُ: اَنْتَ یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ: لاَ، خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔(۳۲)

ترجمہ : حضرت وہب سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے خطاب فرمایا اور پوچھا کہ نبی (رسول اللہ ﷺ) کے بعد اس امت کا سب سے بہترین آدمی کون ہے؟ تو میں نے جواب میں عرض کیا آپ ہی ہیں اے امیر المومنین! فرمایا نہیں، نبی ﷺ کے بعد اس امت کا بہترین آدمی ابوبکرؓ پھر عمرؓ ہیں۔ ہم لوگ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے کہ سکینت عمرؓ کی زبان سے بولتی ہو۔

ـــــــــایک روایت میں اَفضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کے الفاظ ہیں۔

۱۴۲ ۔ ایک اور راوی ابراہیم نخعی ہیں جو کہتے ہیں کہ علقمہ نے کوفے کی مسجد کے منبر پر ہاتھ مار کر کہا کہ اس منبر پر میں نے حضرت علیؓ کو خطبے میں یہ فرماتے سُنا ہے کہ خَیرُ النَّاسِ کَانَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَبُوبَکرٍ ثُمَّ عُمَرُ[1]

۱۴۳ ۔ بیہقی اور مسند احمد میں حضرت علیؓ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ مَاکُنَّا نُبعِدُ اَنَّ السَّکِینَۃَ تَنطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ ''ہم لوگ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے کہ سکینت عمرؓ کی زبان سے بولتی ہو۔''

۱۴۴ ۔ بخاری و مسلم اور مسند احمد میں ابن عباس کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوگیا اور آپ کو غسل دینے کے لیے تختے پر لا کر رکھا گیا تو چاروں طرف لوگ کھڑے ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص پیچھے سے میرے شانے پر کہنی ٹیک کر جھکا اور کہنے لگا: ''اللہ تم پر رحمت فرمائے، تمہارے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق میرے دل میں یہ تمنا ہو کہ میں اس کا سا نامۂ اعمال لے کر اپنے اللہ کے حضور حاضر ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تم کو ضرور اپنے دونوں رفیقوں (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیقؓ) کے ساتھ ہی رکھے گا کیونکہ میں اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ فلاں جگہ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ فلاں کام میں نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ فلاں جگہ میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ گئے۔ فلاں جگہ سے میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔

تشریح: اب غور طلب بات یہ ہے کہ اَنَامَدِینَۃُ الْعِلمِ اگر صحیح ہے اور وہی کچھ اس کا مطلب ہے جو اس سے لیا جاتا ہے تو آخر اتنی کثیر التعداد احادیث کے متعلق کیا کہا جائے گا جو دوسرے صحابہ کرام کے متعلق اس سے بہت زیادہ قوی اور معتبر سندوں کے ساتھ وارد ہوئی ہیں؟ کس دلیل سے اس کمزور اور نہایت مشتبہ سند کی حدیث کے مقابلے میں ان سب کو جھٹلایا جائے گا؟ اور اگر انہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا تو ان کی کیا ایسی تاویل کی جائے گی جس سے حضرت علیؓ مدینۃ العلم کے بابِ واحد بھی رہیں اور پھر دوسرے صحابہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خود علیؓ کے یہ ارشادات بھی سچے قرار پائیں؟ میں عرض کرتا ہوں کہ اوّل تو سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ کی شان میں صحیح اور معتبر حدیثوں کی کمی نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ایک ایسی حدیث ان کے حق میں لانے کی کوشش کی جائے جو سند کے لحاظ سے ضعیف کے مرتبے سے بھی گری ہوئی ہے۔ تاہم اگر کسی کو اس کی صحت پر اصرار ہی ہو تو اس کا یہ حصہ بالکل غلط ہے کہ ''جس کو اس شہر میں آنا ہو وہ اس دروازے سے آئے۔'' کیونکہ یہ حضورؐ کے بہت سے ارشادات اور آپؐ کی زندگی بھر کے عمل کے خلاف ہے اور حضرت علیؓ کے اپنے ارشادات سے بھی ٹکراتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کے پہلے حصے یعنی اَنَا مَدِینَۃُ الْعِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا کو صحیح مانا جاسکتا ہے اور وہ بھی اس معنی میں نہیں کہ اس شہر کا صرف ایک ہی دروازہ ہے اور وہ علیؓ ہے، بلکہ اس معنی میں کہ اس شہر کے دروازوں میں سے ایک دروازہ علیؓ ہے۔ یہ معنی حق بھی ہیں اور حضورؐ کے دوسرے اقوال اور آپؐ کے عمل سے مطابقت بھی رکھتے ہیں۔ (رسائل ومسائل سوم، چند مزید اعتراضات: حدیث اَنَا...)

---

[1] ان روایات کے لیے ملاحظہ ہو مسند احمد، احادیث نمبر ۸۳۳ تا ۸۳۷، ۸۷۱، ۸۷۸، ۸۷۸ تا ۸۸۰، ۹۰۹، ۹۲۲، ۹۳۲، ۹۳۴ تا ۱۰۳۰، ۱۰۳۲ تا ۱۰۴۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰۔

تخریج : حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُس، ثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ حُسَیْنٍ الْمَکِّیُّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوا اللّٰہَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِیْرِہٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَہٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ یَقُوْلُ: یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اَنْ کُنْتُ لَارْجُوْ اَنْ یَجْعَلَکَ اللّٰہُ مَعَ صَاحِبَیْکَ لِاَنِّیْ کَثِیْرًا مَا کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُنْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَاَنْ کُنْتُ لَارْجُوْ اَنْ یَّجْعَلَکَ اللّٰہُ مَعَھُمَا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔(۳۳)

واقعۂ قرطاس کی تحقیق

۱۴۵۔ ذَرُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْہِ خَیْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِیْ اِلَیْہِ. قُوْمُوْا عَنِّیْ وَلَایَنْبَغِیْ عِنْدِی التَّنَازُعُ۔

''مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ، میرے پاس جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔''

تخریج:(۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ مُسْلِمِ نِالْاَحْوَلِ، اَنَّہٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: یَوْمُ الْخَمِیْسِ وَمَا یَوْمُ الْخَمِیْسِ؟ ثُمَّ بَکیٰ حَتّٰی بَلَّ دَمْعُہُ الْحَصٰی، قُلْتُ: یَااَبَا عَبَّاسٍ وَمَا یَوْمُ الْخَمِیْسِ؟ قَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَجَعُہٗ، فَقَالَ: اِئْتُوْنِیْ بِکَتِفٍ، اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَاتَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا۔

فَتَنَازَعُوْا وَلَایَنْبَغِیْ عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوْا: مَالَہٗ اَھَجَرَ اِسْتَفْھِمُوْہُ، فَقَالَ: ذَرُوْنِیْ الَّذِیْ اَنَا فِیْہِ خَیْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِّیْ اِلَیْہِ (تَدْعُوْنَنِیْ) فَاَمَرَھُمْ بِثَلَاثٍ، فَقَالَ: اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مِمَّا کُنْتُ اُجِیْزُھُمْ وَالثَّالِثَۃُ، اَمَّا اَنْ سَکَتَ عَنْھَا وَاَمَّا اَنْ قَالَھَا فَنَسِیْتُھَا قَالَ سُفْیَانُ: ھٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَیْمَانَ۔(۳۴)

ترجمہ : سعید ابن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ عباسؓ کو فرماتے سنا: جمعرات کا دن، ہائے جمعرات کا دن! کس قدر مصیبت کا دن ہے۔ یہ کہہ کر آپ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا اے ابوالعباس! یہ جمعرات کے دن کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس دن نبی کریم ﷺ کے مرض نے انتہائی شدت اختیار کر لی تھی اور آپؐ نے فرمایا تھا: کوئی کاغذ لاؤ۔ میں تم کو ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

آپ کا یہ ارشاد سن کر حاضرین میں باہم اختلاف ہو گیا حالانکہ نبی کریم ﷺ کے حضور جھگڑنا مناسب نہیں تھا۔ کچھ لوگ کہنے لگے کہ آپؐ سے پھر دریافت کر لو۔ کہیں یہ بات آپؐ نے غلبۂ مرض کی حالت میں گھبراہٹ میں نہ فرمائی ہو۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو،

میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ پھر آپؐ نے تین باتوں کا حکم دیا: (۱) یہ کہ جزیرۃ العرب سے مشرکوں کو نکال دیا جائے۔ (۲) اور مہمانوں کی اس طرح خاطر مدارت کرو جس طرح میں کرتا ہوں اور تیسری بات یا تو آپ نے فرمائی نہیں یا فرمائی تو میں بھول گیا۔

تشریح: اس واقعہ کے متعلق امام بخاریؒ نے **کتاب العلم، کتاب الجزیہ اور کتاب المغازی** میں، امام مسلم نے **کتاب الوصیّۃ** میں اور امام احمد نے مسند ابن عباس میں متعدد روایات مختلف سندوں سے نقل کی ہیں جن کا سلسلہ ابنِ عباسؓ پر تمام ہوتا ہے۔ کسی دوسرے صحابی سے اس باب میں کوئی صریح روایت منقول نہیں ہوئی ہے۔ خلاصہ ان سب روایات کا یہ کہ وفات سے چار روز پہلے جمعرات کے دن حضور نبی کریم ﷺ پر مرض کی شدید تکلیف طاری تھی، اور آخری وقت قریب معلوم ہو رہا تھا۔ اس حالت میں آپؐ نے حاضرین سے فرمایا کہ لکھنے کا سامان لاؤ، میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ اُس وقت گھر میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں۔ ہمارے پاس قرآن موجود ہے، اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے، اس پر اختلاف ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا نہیں، سامانِ کتابت لے آنا چاہیے تاکہ حضورؐ وہ چیز لکھوا دیں جس کے بعد ہم گمراہ نہ ہو سکیں۔ اور بعض اصحاب نے حضرت عمرؓ کے خیال کی تائید کی۔ کچھ اور لوگوں نے کہا کہ حضورؐ سے پھر دریافت کرلو، آپ واقعی کچھ لکھوانا چاہتے ہیں یا یہ بات آپؐ نے غلبۂ مرض کی وجہ سے گھبراہٹ میں فرمائی ہے[1] اس طرح بعض لوگ آپس میں بحث کرنے لگے۔ اور بعض حضورؐ سے اس کا مدعا پوچھنے میں لگ گئے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا:

ذَرُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِیْ اِلَیْهِ. قُوْمُوْا عَنِّیْ وَلَایَنْبَغِیْ عِنْدِی التَّنَازُعُ۔

''مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، میرے پاس سے اٹھ جاؤ، میرے پاس جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔''

اس کے بعد حضرت ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے تین باتوں کی وصیّت فرمائی۔ ایک یہ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا۔ دوسرے یہ کہ جو وفود باہر سے آئیں ان کی اسی طرح خاطر داری کرنا جس طرح میں کرتا تھا۔ اور تیسری بات یا تو حضورؐ ہی کی زبان سے ادا نہ ہوئی، یا راوی سے فراموش ہو گئی۔ روایات اس باب میں بھی واضح نہیں ہیں کہ ابنِ عباسؓ نے اس کو فراموش کیا یا بیچ کے کسی راوی نے۔

یہ ہے کُل کائنات اس قصّے کی۔ اگر کوئی سیدھے طریقے سے یہ بات سمجھنا چاہے تو اصل صورتِ معاملہ کے سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔ اپنے محبوب ترین پیشوا اور رہبر کو دنیا سے رخصت ہوتے دیکھ کر سب لوگوں پر اضطراب کا

---

[1] اصل الفاظ ہیں۔ مَاشَانُهٗ اَهَجَرَ؟ اِسْتَفْهِمُوْهُ۔ بعض لوگوں نے غلطی سے اَهْجَرَ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ تمام معتبر روایات میں اَهَجَرَ آیا ہے، یعنی اس میں ہمزہ استفہام کا ہے۔ اور هَجَرَ یَهْجُرُ کے معنی ہیں وہ باتیں جو مریض غلبۂ مرض کی حالت میں گھبراہٹ کی وجہ سے یا بے حواسی کے عالم میں کرتا ہے۔ نیز یہ قول کسی روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی طرف منسوب نہیں کیا گیا ہے بلکہ قالوا کے ساتھ منقول ہوا ہے۔ یعنی جو لوگ وہاں موجود تھے، ان میں سے بعض نے یہ کہا۔

عالم طاری تھا۔ مرض شدّت پکڑ چکا تھا۔ سب کی آنکھوں کے سامنے حضورؐ سخت کرب کی حالت میں مبتلا تھے۔ ابنِ عباسؓ کا اپنا یہ حال تھا کہ اس واقعہ کے سالہا سال بعد ایک روز شاگردوں کے سامنے ان کی زبان پر جمعرات کا لفظ آیا اور یکا یک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ شاگردوں نے پوچھا، جمعرات کا کیا قصّہ ہے جسے یاد کر کے آپ یوں بدحال ہوئے جا رہے ہیں۔ فرمایا: ''وہ دن آنحضرت ﷺ پر سخت تکلیف کا تھا'' **اشتدّ بالنبی** ﷺ **وجعه**'' اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عین اس وقت جب کہ حضورؐ پر یہ حالت طاری تھی۔ آپؐ کے جاں نثار خادموں پر کیا گزر رہی ہوگی۔ اس حالت میں قلم دوات منگوانے کے لیے حضورؐ نے ارشاد فرمایا اور غرض یہ بیان فرمائی کہ ایسی کوئی چیز لکھوا دیں جس سے اُمّت بعد میں گمراہ نہ ہونے پائے۔ مرض کی شدّت میں ممکن ہے کہ بات صاف بھی زبان مبارک سے ادا نہ ہوئی ہو۔ اسی وجہ سے بعض حاضرین کو شبہ ہوا کہ گھبراہٹ میں آپ نے کچھ فرما دیا ہے جسے پھر پوچھ کر تحقیق کرنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر جو کچھ کہا، اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ حضورؐ اس وقت سخت تکلیف میں مبتلا ہیں، اس حالت میں آپؐ امّت کے لیے فکرمند ہو رہے ہیں اور کچھ لکھوانے کی زحمت اٹھانا چاہتے ہیں، تاکہ لوگ آپؐ کے بعد گمراہ نہ ہونے پائیں۔ لیکن اس وقت آپ کو یہ زحمت دینی مناسب نہیں ہے۔ امّت کی ہدایت کے لیے قرآن موجود ہے۔ اِن شاء اللہ وہی گمراہی سے بچانے کے لیے کافی ہوگا۔ ممکن ہے اس کے ساتھ حضرت عمرؓ کو یہ بھی اندیشہ ہوا ہو کہ اگر تحریر لکھواتے لکھواتے حضورؐ کا وقت آن پورا ہوا، اور بات ادھوری رہ گئی تو کہیں وہ اُلٹی فتنے ہی کا موجب نہ بن جائے۔ بہر حال یہ بالکل فطری امر تھا کہ اُس موقع پر کوئی علم اور ہدایت کی حرص میں اس بات کا طالب ہوا کہ حضورؐ سے ضرور کچھ لکھوا لیا جائے، اور کسی نے محبت کی وجہ سے بھی اور دور اندیشی کی بنا پر بھی آپؐ کو یہ زحمت دینا مناسب نہ سمجھا، اور کوئی اس شک میں پڑ گیا کہ حضورؐ کچھ لکھوانا ہی چاہتے ہیں یا شدّتِ مرض کی وجہ سے گھبراہٹ میں کچھ فرما رہے ہیں۔ ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کی بات بھی ایسے موقع پر نہ تو خلافِ توقع ہی تھی اور نہ اسے نامناسب کہا جا سکتا ہے۔

اب رہ گئی یہ بات کہ حضورؐ جو کچھ لکھوانا چاہتے تھے۔ آیا اس کی نوعیّت عام نصائح کی تھی یا کسی ایسے اہم حکم کی، جسے ثبت کرا دینا امّت کی ہدایت کے لیے ضروری تھا، تو اس کا فیصلہ بعد کے واقعات نے خود ہی کر دیا۔ حضورؐ اس واقعہ کے بعد بھی چار دن تک زندہ رہے۔ ان دنوں میں مرض کی شدت کا حال بھی یکساں نہیں رہا۔ اور اس زمانے وہی سب لوگ آپ کے پاس بیٹھے بھی نہیں رہے جو جمعرات کے دن اس وقتِ خاص پر موجود تھے، بلکہ اس مدّت میں آپؐ کو مسجدِ نبوی میں تشریف لے جانے اور جماعتِ صحابہ سے خطاب کرنے کا موقع بھی ملا تھا۔ اگر واقعی کوئی اہم حکم ایسا ہوتا جسے ضبطِ تحریر میں لانا ضروری تھا تو حضورؐ ان دنوں میں کسی وقت بھی اپنے کاتبوں میں سے یا خود اہل بیت میں سے کسی کو بلا کر لکھوا سکتے تھے۔ یا زبانی ارشاد فرما سکتے تھے۔ اس سے حضرت عمرؓ کے موقف کی صحت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ انہوں نے ٹھیک سمجھا تھا کہ شدّتِ مرض میں اُمّت کی فلاح کے لیے حضورؐ فکرمند ہو رہے ہیں اور کچھ نصائح لکھوانا چاہتے ہیں، کسی بنیادی مسئلے کا فیصلہ لکھوانا اس حالت میں پیش نظر نہیں ہے۔ اس لیے اس تکلیف اور کرب کے عالم میں حضورؐ کو یہ زحمت دینا ٹھیک نہیں، ہمیں قلم دوات لانے کے بجائے حضورؐ کو یہ اطمینان دلانا چاہیے کہ آپؐ ہمارے لیے پریشان نہ ہوں، آپؐ اپنی امّت کو وہ کتابِ ہدایت دے کر جا رہے ہیں جو اِن شاء اللہ اسے کبھی گمراہ نہ ہونے دے گی۔

آخر میں حضرت علیؓ کی بھی ایک روایت ملاحظہ فرمالی جائے، جسے مُسند احمد میں نقل کیا گیا ہے۔اس میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثنا بَكْرُ ابْنُ عِيسٰى الرَّاسِبِیُّ، ثَنا عُمَرُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَمَرَنِی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ اٰتِيَهٗ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيهِ مَالَاتَضِلُّ اُمَّتُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ. قَالَ: فَخَشِيْتُ اَنْ تَفُوْتَنِی نَفْسُهٗ، قَالَ: قُلْتُ اِنِّی اَحْفَظُ وَاَعِی، قَالَ اُوْصِی بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ وَمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ (مسنداحمد)

’’مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ شانے کی ایک ہڈی لے آؤں، تا کہ آپؐ اس میں ایک ایسی چیز لکھ دیں، جس سے آپؐ کی اُمت آپ کے بعد گمراہ نہ ہونے پائے۔ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کے لاتے لاتے آپؐ کی وفات نہ ہو جائے۔اس لیے میں نے عرض کیا۔آپؐ فرمائیں میں یاد رکھوں گا۔اس پر حضورؐ نے فرمایا: میں وصیّت کرتا ہوں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرنے کی اور ان غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی جو تمہاری مِلک میں ہوں۔‘‘ (رسائل ومسائل سوم: اختلافی مسائل)

تخریج: ⟨۱⟩ **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَمَايَوْمُ الْخَمِيْسِ؟ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهٗ فَقَالَ: ائْتُوْنِی اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا، فَتَنَازَعُوْا وَلَايَنْبَغِی عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا: مَا شَاْنُهٗ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ: دَعُوْنِی فَالَّذِی اَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِی اِلَيْهِ وَاَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ: اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَاكُنْتُ اُجِيْزُهُمْ، وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْقَالَ فَنَسِيْتُهَا۔** (۳۵)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ ابنِ عباس کی زبان پر جمعرات کا لفظ آیا (پوچھا) جمعرات کا کیا قصہ ہے؟ (انہوں نے بتایا) کہ اس روز رسول اللہ ﷺ پر سخت تکلیف تھی (اسی حالت میں) فرمایا: ’’لاؤ میرے پاس (قلم دوات) کہ میں تمہارے لیے ایسی چیز لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔‘‘ (اس کا نتیجہ یہ ہوا) کہ سامعین میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ حالانکہ نبی ﷺ کے پاس جھگڑا مناسب نہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ آپؐ سے ہی دریافت کرلیں کہ یہ بات آپؐ نے غلبۂ مرض کی وجہ سے گھبراہٹ میں فرمائی ہے۔ اس طرح بعض لوگ حضور ﷺ سے اس کا مدّعا پوچھنے لگے۔ اس موقعہ پر آپؐ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں جس حالت میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، اور آپؐ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ایک یہ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا۔ دوسرے یہ کہ جو وفود باہر سے آئیں ان کی اسی طرح خاطرداری کرنا جس طرح میں کرتا تھا اور تیسری بات یا تو حضور ہی نے بیان نہ فرمائی یا راوی نے کہا کہ میں بھول گیا۔

⟨۲⟩ **حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عِنْدَ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّاحُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِی الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ**

النَّبِیُّ ﷺ هَلُمُّوا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَاتَضِلُّوْا بَعْدَهُ قَالَ بَعْضُهُمْ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجْعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَاتَضِلُّوْا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قُوْمُوْا. فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ االرَّزِيَّةِ مَاحَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاِخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ۔(۳٦)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی موت کا وقت قریب تھا، اس وقت گھر میں کچھ لوگ موجود تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لاؤ! میں تمہارے لیے ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔'' بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر شدتِ درد و تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور خدا کی کتاب ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ گھر والوں یعنی گھر میں موجود لوگوں کی آرا مختلف ہوگئیں جس وجہ سے جھگڑے کی سی صورت پیدا ہوگئی۔ جس کے نتیجہ میں کچھ حضرات کی رائے تھی کہ مطلوب چیز آپؐ کے قریب کردو۔ آپؐ ایسی تحریر لکھ دیں کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہوگے۔ اور کچھ نے اس کے خلاف رائے دی۔ جب اختلاف رائے کی وجہ سے ہنگامہ کی صورت پیدا ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سب اٹھ جاؤ''۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ ابنِ عباس کہا کرتے ہیں کہ شدّت مرض کی وجہ سے انتہائی تکلیف تھی۔ اور آپؐ کے کسی تحریر کا نہ لکھوانے کا باعث بھی ان کا اختلاف اور شوروغل ہی تھا۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَجَعُهُ قَالَ: اِئْتُوْنِىْ بِكِتَابٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَاتَضِلُّوْا بَعْدَهُ، قَالَ عُمَرُ وَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ غَلَبَهُ الْوَجْعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوْا وَكَثُرَ اللَّغَطُ، قَالَ: قُوْمُوْا عَنِّىْ وَلَايَنْبَغِىْ عِنْدِىَ التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ. مَاحَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبَيْنَ كِتَابِهِ۔(۳۷)

ابوجہل کی بیٹی کو حضرت علیؓ کا پیغامِ نکاح

اس واقعہ کو امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ اور ابوملیکہ نے حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی تائید حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔ نیز ابوحنظلہ اور سوید بن عقلہ کی مرسل روایات بھی اس کی مؤید ہیں۔ امام بخاری نے کتاب فرض الخمس، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ اور کتاب النکاح میں۔ مسلم نے **کتاب فضائل الصحابة** میں، ابوداؤد نے **کتاب النّکاح** میں، ابنِ ماجہ نے بھی **کتاب النکاح** میں، ترمذی نے **کتاب المناقب** میں اور حاکم نے **کتاب معرفة الصحابة** میں متعدد سندوں سے ان روایات کو نقل کیا ہے۔

تفصیل اس قصے کی یہ ہے کہ فتح مکّہ کے بعد جب ابوجہل کا خاندان مسلمان ہوگیا تو حضرت علیؓ نے اس کی بیٹی سے (جس کا نام کسی نے جویریہ، کسی نے عوراء، اور کسی نے جمیلہ بیان کیا ہے) نکاح کرنا چاہا۔ لڑکی کے خاندان والوں نے کہا کہ

ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی پر بیٹی نہ دیں گے، جب تک آپؐ سے پوچھ نہ لیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا ذکر حضورؐ سے کیا۔ ایک روایت کی رُو سے خود حضرت علیؓ نے بھی اشارۃً کنایۃً حضورؐ سے اجازت طلب کی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے بھی ان باتوں کا چرچا سن لیا اور جا کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کیا کہ ''آپؐ کی قوم کے لوگ سمجھتے ہیں کہ آپؐ کو اپنی بیٹیوں کی پروا نہیں ہے۔ دیکھیے یہ علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنے والے ہیں۔'' اس پر حضورؐ نے ایک خطبہ میں فرمایا:

١٤٦ ـ اِنَّ بَنِیْ هِشَامِ ابْنِ الْمُغِیْرَةِ اسْتَاْذَنُوْنِیْ اَنْ یَنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلاَ آذَنُ ثُمَّ لاَ آذَنُ، ثُمَّ لاَ آذَنُ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِیَ بِضْعَةٌ مِنِّیْ، یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا آذَاهَا۔

''بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اس بات کی اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی علی ابن ابی طالب کے نکاح میں دیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا، نہیں دیتا، نہیں دیتا۔ الّا یہ کہ ابوطالب کا بیٹا میری لڑکی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر لے۔ میری لڑکی میرا ٹکڑا ہے۔ جو کچھ اسے ناگوار ہوگا، وہ مجھے ناگوار ہوگا، اور جو چیز اسے تکلیف دے گی، وہ مجھے تکلیف دے گی۔''

تخریج: **〈١〉 عَنْ اَبِیْ حَنْظَلَةَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ اَنَّ عَلِیًّا خَطَبَ ابْنَةَ اَبِیْ جَهْلٍ فَقَالَ لَهٗ اَهْلُهَا لاَ نُزَوِّجُكَ عَلَی ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّمَا فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّیْ فَمَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔**(٣٨)

ترجمہ : ابوحنظلہ مکّہ کے ایک آدمی ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ لڑکی کے خاندان والوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی پر بیٹی نہ دیں گے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچ گئی۔ آپؐ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دے گی وہ مجھے تکلیف دے گی۔''

〈٢〉 حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ، اِنَّ بَنِیْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ اسْتَاْذَنُوْنِیْ فِیْ اَنْ یُنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلاَ اٰذَنُ فَلاَ اٰذَنُ ثُمَّ لاَ اٰذَنُ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْكِحُ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِیَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا هٰكَذَا۔(٣٩)

〈٣〉 حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ، ثَنَا بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِیْ۔(٤٠)

ترجمہ : حضرت مسور نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے پس جس کسی نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔''

〈٤〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ، نَا اِسْمَاعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ، عَنْ اَیُّوْبَ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ، اَنَّ عَلِیًّا ذَكَرَ بِنْتَ اَبِیْ جَهْلٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا آذَاهَا وَیُنْصِبُنِیْ مَا اَنْصَبَهَا۔(٤١) (هذا حديث حسن صحيح)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کا ذکر کیا۔ یہ بات نبی ﷺ تک بھی پہنچ گئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دیتی اور باعثِ اذیّت بنتی ہے، وہ میرے لیے بھی باعثِ اذیّت ہے اور جو چیز اس کے لیے موجبِ کوفت ہوگی وہ میرے لیے بھی باعثِ کوفت ہوگی۔''

۱۴۷ ۔ وَاِنِّیْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلالاً وَلاَ اُحِلُّ حَرَامًا وَلٰکِنْ وَاللّٰہِ لاتَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰہِ اَبَدًا۔

''میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا۔ مگر خدا کی قسم! اللہ کے رسولؐ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔''

۱۴۸ ۔ (وفی روایة) اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّیْ وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تَفْتِنَ فِیْ دِیْنِهَا۔

(ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا) ''فاطمہ مجھ سے ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں اپنے دین کے معاملے میں فتنے میں نہ پڑ جائے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْجَرْمِیُّ ثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، ثَنَا اَبِیْ اَنَّ الْوَلِیْدَ بْنَ کَثِیْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِیِّ، حَدَّثَهُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ حُسَیْنٍ، حَدَّثَهُ اَنَّهُمْ حِیْنَ قَدِمُوْا الْمَدِیْنَةَ مِنْ عِنْدِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ مَقْتَلَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ لَقِیَهُ الْمِسْوَرُبْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَکَ اِلَیَّ مِنْ حَاجَةٍ تَاْمُرُنِیْ بِهَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: لاَ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ اَنْتَ مُعْطِیَّ سَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَغْلِبَکَ الْقَوْمُ عَلَیْهِ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَئِنْ اَعْطَیْتَنِیْهِ لاَیُخْلَصُ اِلَیْهِ اَبَدًا حَتّٰی تُبْلَغَ نَفْسِیْ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِیْ جَهْلٍ عَلٰی فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَخْطُبُ النَّاسَ فِیْ ذٰلِکَ عَلٰی مِنْبَرِهٖ هٰذَا وَاَنَا یَوْمَئِذٍ لَمُحْتَلِمٌ فَقَالَ: اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّیْ وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تَفْتِنَ فِیْ دِیْنِهَا ثُمَّ ذَکَرَ صِهْرًا لَّهُ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ فِیْ مُصَاهَرَتِهٖ اِیَّاهُ قَالَ: حَدَّثَنِیْ فَصَدَّقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ وَاِنِّیْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلالاً وَلاَاُحِلُّ حَرَامًا وَلٰکِنْ وَاللّٰہِ لاتَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰہِ اَبَدًا۔(۴۲)

ترجمہ : ابن شہاب کا بیان ہے کہ علی بن حسین نے مجھ سے بیان کیا کہ شہادتِ حسین کے بعد جب ہم یزید کے ہاں سے مدینہ واپس پہنچے تو مسور بن مخرمہ مجھ سے ملے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی کوئی ضرورت وحاجت اگر میرے لائق ہو تو ارشاد فرمائیں۔ میں نے کہا کوئی ایسی حاجت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی شمشیر عنایت فرما سکتے ہیں؟ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ آپ پر غلبہ پالیں گے۔ (اور شمشیرِ رسالتمآب چھین لیں گے) اگر آپ یہ مجھے عنایت فرمادیں تو میں تادم زیست اس کی حفاظت کروں گا اور کوئی شخص اسے مجھ سے نہ چھین سکے گا (اور مسور بن مخرمہؓ نے بیان کیا کہ) علیؓ بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا۔ میں (اس روز محتلم تھا) نے

رسول اللہ ﷺ کو اسی منبر پر ارشاد فرماتے سنا کہ: ''بلا شبہ فاطمہ مجھ سے ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں اپنے دین کے معاملہ میں فتنے میں نہ پڑ جائے۔'' پھر آپؐ نے اپنے ایک داماد کا ذکر فرمایا جو بنی عبدالشمس سے تھا، آپؐ نے اس کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچا کر دکھایا اور جو وعدہ مجھ سے کیا اسے پورا کیا۔ اور فرمایا کہ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کر رہا۔ مگر خدا کی قسم! اللہ کے رسولؐ کی بیٹی اور دشمنِ خدا کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔''

﴿۲﴾ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ، اَنَا اَبُوالْيَمَانِ، اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ وَعِنْدَهٗ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ لَهٗ: اِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّكَ لَاتَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ اَبِيْ جَهْلٍ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَمِعْتُهٗ حِيْنَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَنْكَحْتُ اَبَاالْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ فَصَدَّقَنِيْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّيْ وَاِنَّمَا اَكْرَهُ اَنْ يَفْتِنُوْهَا وَاِنَّهَا وَاللّٰهِ لَاتَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّاللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اَبَدًا قَالَ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ۔(۴۳)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ علیؓ بن ابی طالب نے ابوجہل کی بیٹی کے لیے پیغام نکاح دیا، جب کہ نبی ﷺ کی صاحبزادی ان کے نکاح میں پہلے سے موجود تھیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے یہ بات سنی تو وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپؐ کی قوم کے لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کی خاطر ناراض نہیں ہوتے۔ دیکھیے یہ علیؓ، ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنے والے ہیں۔ حضرت مسور کا بیان ہے کہ اس پر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جس میں تشہد پڑھا پھر فرمایا کہ ''میں نے ابوالعاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچا کر دکھایا۔ اور فاطمہ بنت محمدؐ میرے جگر کا ٹکڑا ہے میں اس کے کسی آزمائش میں مبتلا ہونے کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خدا کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضورؐ کا یہ خطبہ سن کر حضرت علیؓ نے نکاح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

تشریح: اس واقعہ پر آدمی کو یہ شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی بہت سی شادیاں کیں اور عام لوگوں کو بھی چار تک بیویاں بیک وقت رکھنے کی اجازت دی۔ مگر خود اپنی بیٹی پر ایک سوکن کا آنا بھی آپؐ نے گوارا نہ کیا۔ سوکن کے آنے سے جو اذیّت آپؐ کی بیٹی کو، اور بیٹی کی خاطر خود آپؐ کو ہو سکتی تھی، وہی اذیّت دوسری عورتوں اور ان کے ماں باپ کو بھی تو لاحق ہوتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپؐ نے اپنے حق میں تو اسے برداشت نہ کیا اور دوسروں کے حق میں اسے جائز رکھا۔

بظاہر یہ ایک سخت اعتراض ہے اور معاملے کی سادہ صورت دیکھ کر آدمی بڑی الجھن میں پڑ جاتا ہے۔ لیکن تھوڑا سا غور کیا جائے، تو اس کی حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ بات ناقابلِ انکار ہے کہ ایک عورت کا شوہر اگر دوسری بیوی لے آئے تو اس عورت کو فطرۃً یہ ناگوار ہوتا ہے اور اس کے ماں باپ، بھائی بہن اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی اس سے اذیّت ہوتی ہے۔ شریعت نے ایک سے زیادہ نکاحوں کی اجازت اس مفروضے پر نہیں دی ہے کہ یہ چیز اس عورت کو اور اس کے

رشتہ داروں کو ناگوار نہیں ہوتی جس پر سوکن آئے۔ بلکہ اس امرِ واقعہ کو جانتے ہوئے شریعت نے اسے اس لیے حلال کیا ہے کہ دوسری اہم تر اجتماعی اور معاشرتی مصلحتیں اس کو جائز کرنے کی متقاضی ہیں۔ شریعت یہ بھی جانتی ہے کہ سوکنیں بہر حال سہیلیاں اور شوہر شریک بہنیں بن کر نہیں رہ سکتیں۔ ان کے درمیان کچھ نہ کچھ کشمکش اور چپقلش ضرور ہوگی۔ اور خانگی زندگی تلخیوں سے محفوظ نہ رہ سکے گی۔ لیکن یہ انفرادی قباحتیں اُس عظیم تر اجتماعی قباحت سے کم تر ہیں جو یک زوجی کو بطورِ قانون لازم کرنے سے پورے معاشرے میں پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے شریعت نے تعدّدِ ازواج کو حلال قرار دیا ہے۔

اب دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں کیا پیچیدگی واقع ہوئی ہے۔ شرعاً آپ کی بیٹی پر بھی سوکن لانا آپؐ کے داماد کے لیے حلال تھا۔ اسی لیے حضرت علیؓ نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اسی وجہ سے حضور ﷺ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ ان کے لیے یہ فعل حرام ہے۔ بلکہ آپؐ نے خود تصریح فرمائی کہ میں حلال کو حرام نہیں کرتا۔ لیکن یہاں حضورؐ کی ایک ہی شخصیت میں دو مختلف حیثیتیں جمع تھیں۔ ایک حیثیت میں آپؐ انسان تھے اور فطرۃً یہ ممکن نہ تھا کہ آپؐ کی صاحبزادی کے گھر میں سوکن آنے سے جو تلخی پیدا ہو اس کا تھوڑا یا بہت اثر آپ کی طبیعت پر نہ پڑے۔ دوسری حیثیت میں آپؐ اللہ کے رسولؐ تھے اور رسول کی حیثیت سے آپؐ کا مقام یہ تھا کہ آپؐ کے ساتھ اگر کسی شخص کے تعلقات خراب ہو جائیں اور کوئی شخص بھی آپؐ کے لیے موجبِ اذیّت ہو جائے تو اس کے دین و ایمان کی بھی خیر نہ تھی۔ اسی وجہ سے حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اور بنی ہشام بن مغیرہ کو بھی اس کام سے روک دیا۔ کیونکہ اگر چہ شرعاً یہ حلال تھا مگر اس کے کرنے سے یہ اندیشہ تھا کہ یہ چیز حضرت علیؓ اور ان کی دوسری بیوی اور اس کے خاندان والوں کے ایمان اور ان کی عاقبت کو خطرے میں ڈال دے گی۔

ایک اور بات جس کا حضورؐ نے اپنے خطبے میں ذکر فرمایا وہ یہ تھی کہ بنی ہشام بن مغیرہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بدترین دشمن رہ چکے تھے اور فتح مکّہ کے بعد تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے۔ خود اس لڑکی کے باپ ابوجہل کے متعلق تو سب کو معلوم ہے کہ حضورؐ کی دشمنی میں وہ تمام کفّار سے بازی لے گیا تھا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ جنگِ بدر میں وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا اور اس کا خاندان برسوں اس کے جذبۂ انتقام میں تڑپتا رہا۔ اب اگر چہ یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے، لیکن یہ تحقیق ہونا ابھی باقی تھا کہ یہ قبولِ اسلام واقعی پورے اخلاص اور قلوب کی مکمل تبدیلی کا ثمرہ ہے، یا محض شکست کا نتیجہ۔ اس حالت میں اس خاندان کی لڑکی، اور وہ بھی خاص ابوجہل کی بیٹی کا اس گھر میں پہنچ جانا، جہاں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ملکۂ بیت تھیں، بڑے فتنوں کا سبب بن سکتا تھا۔ ان لوگوں کی تالیفِ قلب تو کی جاسکتی تھی، اور کی بھی گئی، لیکن اسلام کے ساتھ ان کے تعلّق کا حال جب تک ٹھیک ٹھیک معلوم نہ ہو جائے، انہیں عین خاندانِ رسالت میں گھسا لانا اور خود رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی کے بالمقابل لا کھڑا کرنا سخت نامناسب اور پُر خطر تھا۔ اس وجہ سے بھی حضورؐ نے اس رشتے کو ناپسند فرمایا اور علی الاعلان کہا کہ خدا کے رسولؐ کی بیٹی اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ نیز اس بات کی طرف بھی آپؐ نے اشارہ فرمادیا کہ اس سے فاطمہؓ کے فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک شخص کو اپنی بیاہ شادی کے معاملے میں (اگر چہ وہ بجائے خود حلال ہی سہی) ایسی آزادی نہیں دی جاسکتی جس سے ایک پوری ملّت کے لیے فتنہ و شر کا خطرہ پیدا ہو جائے۔

بے شک یہاں یہ اعتراض اُٹھ سکتا ہے کہ ابوجہل کے خاندان سے ابوسفیان کا خاندان اسلام کی عداوت میں کچھ کم نہ تھا، پھر اگر ابوجہل کے خاندان کی لڑکی کا خانوادۂ رسالت میں آنا موجب فتنہ بن سکتا تھا تو ابوسفیان کی صاحبزادی (حضرت اُمّ حبیبہؓ) کا خود نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں شامل ہو جانا کیوں خطرے سے خالی تھا؟ لیکن دونوں کے حالات کا فرق نگاہ میں ہو تو یہ اعتراض آپ سے آپ ختم ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابوجہل کی لڑکی اور ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کا سرے سے کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ ابوجہل کی لڑکی اور اس کے چچا اور بھائی، سب کے سب فتح مکّہ کے بعد ایمان لائے تھے۔ ان کے بارے میں یہ امتحان ہونا ابھی باقی تھا کہ ان کا ایمان کس حد تک اخلاص پر مبنی ہے۔ اور کہاں تک اس میں شکست خوردگی کا اثر ہے۔ بخلاف اس کے حضرت اُمّ حبیبہؓ اس بڑے سے بڑے امتحان سے گزر کر جو اکابرِ صحابہ میں سے بھی کم ہی کسی کو پیش آیا تھا، اپنے کمالِ اخلاص اور اپنی صداقتِ ایمانی کا پورا ثبوت دے چکی تھیں۔ انہوں نے دین کی خاطر وہ قربانیاں کی تھیں، جن کی نظیر مشکل ہی سے کہیں اور نظر آسکتی ہے۔ ذرا غور کیجیے، ابوسفیان کی بیٹی، ہند بنت عتبہ (مشہور ہندِ جگر خوار) کی لختِ جگر، جس کی پھوپھی وہ عورت تھی جسے قرآن میں **حمالة الحطب** کا خطاب دیا گیا ہے۔ جس کا نانا عُتبہ بن ربیعہ نبی ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ اس خاندان سے اور اس ماحول سے نکل کر وہ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ سے بھی پہلے ایمان لاتی ہیں، اپنے شوہر کو مسلمان کرتی ہیں، خاندان والوں کے ظلم وستم سے تنگ آکر مہاجرینِ حبشہ کے ساتھ ہجرت کر جاتی ہیں۔ حبش جا کر شوہر عیسائی ہو جاتا ہے اور وہ دین کی خاطر اس کو بھی چھوڑ دیتی ہیں۔ غریب الوطنی کی حالت میں تن تنہا ایک چھوٹی سی بچّی کے ساتھ رہ جاتی ہیں اور ان کے عزمِ ایمانی میں ذرہ برابر تزلزل نہیں آتا۔ کئی برس اس حالت میں جب گزر جاتے ہیں اور ایک بے سہارا خاتون دیارِ غیر میں ہر طرح کے مصائب جھیل کر یہ ثابت کر دیتی ہے کہ دین کو جس پائے کا خلوص، جس مرتبے کی سیرت اور جس درجے کا کردار مطلوب ہے، وہ سب یہاں موجود ہے۔ تب نبی ﷺ کی نگاہ انتخاب ان پر پڑتی ہے۔ اور آپؐ حبش ہی میں ان کو نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں۔ غزوۂ خیبر کے بعد وہ حبش سے واپس آکر حرمِ نبوی میں داخل ہوتی ہیں۔ اس کے تھوڑی ہی مدت بعد قریش صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ان کو اندیشہ ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اب مکّے پر چڑھائی کر دیں گے۔ اس موقع پر ابوسفیان صلح کی بات چیت کے لیے مدینے آتا ہے اور اس امید پر بیٹی کے ہاں پہنچتا ہے کہ اس کے ذریعہ صلح کی شرائط طے کرنے میں سہولت ہوگی۔ برسوں کی جدائی کے بعد پہلی مرتبہ باپ سے بیٹی کو ملنے کا موقع ملتا ہے۔ مگر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے فرش پر بیٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو بیٹی فوراً یہ کہہ کر فرش اٹھا لیتی ہے کہ رسولؐ کے فرش پر ایک دشمنِ اسلام نہیں بیٹھ سکتا۔ ایسی خاتون کا خانوادۂ رسالت میں داخل ہونا تو ہیرے کا ہار میں ٹھیک اپنی جگہ پالینا تھا۔ اس سے کسی فتنے کے رُونما ہونے کا کوئی بعید تر امکان کیا، وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ البتہ اس لڑکی کا اس خاندان میں آنا ضرور فتنے کے امکانات اپنے اندر رکھتا تھا جسے اور جس کے خاندان کو صرف فتح نے اسلام میں داخل کیا تھا اور اسلام میں آئے ہوئے جس کو ابھی صرف چند مہینے ہی ہوئے تھے۔ اُسی کے بارے میں یہ سوال ہو سکتا تھا کہ اسلام اور نبی ﷺ کی عداوت کے اثرات سے اس کا اور اس کے خاندان والوں کا دل پوری طرح پاک ہوا ہے یا نہیں۔

(رسائل ومسائل سوم: اختلافی مسائل)

قرآن وحدیث کی رُو سے اہلِ بیت سے کیا مراد ہے؟

۱۴۹۔ تَسْأَلُنِی عَنْ رَجُلٍ کَانَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَکَانَتْ تَحْتَہٗ ابْنَتُہٗ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیْہِ۔۔۔ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی فَاذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔

''حضرت عائشہؓ سے ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی حضورؐ کی وہ بیٹی تھی جو آپؐ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔'' اس کے بعد انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ حضورؐ نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا اور دعا فرمائی: ''خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے گندگی کو دُور کردے اور انہیں پاک کردے۔'' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ میں بھی تو آپؐ کے اہلِ بیت میں سے ہوں (مجھے بھی اس کپڑے میں داخل کر کے میرے حق میں دعا فرمائیے) حضورؐ نے فرمایا: ''تم الگ رہو، تم تو خیر ہو ہی۔''

تشریح: اس سے ملتے جُلتے مضمون کی بہ کثرت احادیث مسلم، ترمذی، احمد، ابن جریر، حاکم، بیہقی وغیرہ محدّثین نے ابوسعید خدریؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت امِ سلمہؓ، حضرت واثلہ بن اسقع اور بعض دوسرے صحابہؓ سے نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو اپنا اہلِ بیت قرار دیا۔ لہٰذا اُن لوگوں کا خیال غلط ہے جو ان حضرات کو اس سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ (چنانچہ) اگر کوئی یہ کہے کہ اہلِ بیت کا لفظ صرف ''ازواج'' کے لیے استعمال ہوا ہے اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہوسکتا تو یہ بات غلط ہوگی۔ صرف یہی نہیں کہ ''گھر والوں'' کے لفظ میں آدمی کے سب اہل وعیال شامل ہوتے ہیں بلکہ نبی ﷺ نے خود اس کی تصریح فرمائی کہ وہ بھی شامل ہیں۔

تخریج: ⟨۱⟩ قَالَ بْنُ اَبِی حَاتِمٍ : حَدَّثَنَا اَبِی، حَدَّثَنَا شُرَیْحُ بْنُ یُوْنُسَ اَبُوالْحَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ الْعَوَّامِ یعنی ابْنَ حَوْشَبٍؓ، عَنْ عَمٍّ لَّہٗ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ اَبِی عَلٰی عَائِشَۃَ فَسَأَلْتُھَا عَنْ عَلِیٍّؓ فَقَالَتْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: تَسْأَلُنِی عَنْ رَجُلٍ کَانَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَکَانَتْ تَحْتَہٗ ابْنَتُہٗ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیْہِ؟ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ دَعَا عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ فَاَلْقٰی عَلَیْھِمْ ثَوْبًا، فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِی، فَاذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا، قَالَتْ: فَدَنَوْتُ مِنْھُمْ، فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَنَامِنْ اَھْلِ بَیْتِکَ فَقَالَ ﷺ تَنَحِّیْ فَاِنَّکِ عَلٰی خَیْرٍ۔(۴۴)

⟨۲⟩ حَدَّثَنِی اَبُوبَکْرِ بْنُ اَبِی دَارِمٍ، ثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ الْعَبَسِیُّ ثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ النَّھْدِیُّ، ثَنَا عَبْدُالسَّلَامِ بْنَ حَرْبٍ، عَنْ اَبِی الْجَحَّافِ، عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَۃَ فَسُئِلَتْ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَاطِمَۃُ، قِیْلَ: فَمِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَتْ: زَوْجُھَا اِنْ کَانَ مَاعَلِمْتُہٗ صَوَّامًا قَوَّامًا۔(۴۵)

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.

ترجمہ : جمیع بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی چچی کے ہمراہ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ام المومنینؓ سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کو کون سی شخصیت سب سے زیادہ محبوب تھی؟ آپ نے فرمایا: حضرت فاطمہؓ۔ پوچھا گیا: اور مردوں میں سے محبوب کون تھے؟ آپ نے فرمایا ان کے شوہر حضرت علیؓ۔ کیونکہ میرے علم کی حد تک وہ بہت روزے رکھنے والے اور قیام اللیل کرنے والے (تہجد گزار) تھے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْاَصْبَهَانِيّ عَنْ يَحْيَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ رَبِيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا فِىْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَجَلَّلَهٗ بِكِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِىْ فَاذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا۔

قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: وَاَنَا مَعَهُمْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ: اَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ وَاَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ۔(۴۶)

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ۔

ترجمہ : حضرت عمر بن ابی سلمۃ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پر قرآن مجید کی آیت **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا** نازل ہوئی تو اس وقت آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے اس وقت حضرت فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور ان پر ایک چادر ڈال دی۔ اس وقت حضرت علیؓ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے ان پر بھی چادر ڈال دی۔ پھر دعا فرمائی۔ خدایا! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ ان سے گندگی کو دور کردے اور انہیں اچھی طرح پاک کردے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ فرمایا ''تم اپنی جگہ کھڑی رہو، تم تو خیر ہو ہی۔''

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ بَكْرٍ قَالَا: ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِىُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَآءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَآءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَآءَ تْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَآءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔(۴۷)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک صبح نبی ﷺ گھر سے نکلے تو ان پر سیاہ بالوں سے بُنی ہوئی منقش گرم چادر تھی۔ اتنے میں حسن بن علیؓ آگئے انہیں آپؐ نے اپنی چادر میں داخل کرلیا۔ پھر حسینؓ آنکلے تو انہیں بھی چادر میں داخل کرلیا۔ پھر فاطمہؓ آگئیں تو انہیں بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل کرلیا۔ آخر میں حضرت علیؓ بھی آگئے۔ ان کو بھی ان کے ساتھ چادر میں

داخل کر لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد تلاوت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اے اہلِ بیت، اور تمہیں خوب اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔

کیا ازواج اہل بیت میں شامل نہیں؟

اسی طرح اُن لوگوں کی رائے بھی غلط ہے جو مذکورہ بالا احادیث کی بنیاد پر ازواج مطہرات کو اہلِ بیت سے خارج ٹھیراتے ہیں۔ اوّل تو جو چیز صراحتہً قرآن سے ثابت ہو اسے کسی حدیث کے بل پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے خود ان احادیث کا مطلب بھی وہ نہیں ہے جو ان سے نکالا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض روایات میں جو یہ بات آئی ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت امِ سلمہؓ کو حضورؐ نے اس چادر کے نیچے نہیں لیا، جس میں حضورؐ نے ان چاروں اصحاب کو لیا تھا، اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضورؐ نے ان کو اپنے ''گھر والوں'' سے خارج قرار دیا تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیویاں تو اہلِ بیت میں شامل تھیں ہی کیونکہ قرآن نے (سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں اہل بیت کہہ کر) ان ہی کو مخاطب کیا تھا، لیکن حضورؐ کو اندیشہ ہوا کہ ان دوسرے اصحاب کے متعلق ظاہر قرآن کے لحاظ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ یہ اہلِ بیت سے خارج ہیں، اس لیے آپؐ نے تصریح کی ضرورت ان کے حق میں محسوس فرمائی نہ کہ ازواج مطہرات کے حق میں۔

اہل البیت کا عربی میں صحیح استعمال

علاوہ بریں ''اہل البیت'' کا لفظ عربی زبان میں ٹھیک انہیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں ہم ''گھر والوں'' کا لفظ بولتے ہیں، اور اس کے مفہوم میں آدمی کی بیوی اور اس کے بچے دونوں شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہلِ خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔

خود قرآن مجید میں (تین مقامات پر) یہ لفظ آیا ہے اور (تینوں) جگہ اس کے مفہوم میں بیوی شامل، بلکہ مقدم ہے۔ (سورۂ احزاب میں جہاں نبیؐ کی بیویوں سے خطاب فرمایا اس میں فرمایا کہ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا۔ ''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہلِ بیتِ نبی سے گندگی کو دُور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔''

سورۂ ہود میں جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اسے سُن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے ہاں بچہ کیسے ہوگا۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں اَتَعۡجَبِيۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ۔ ''کیا تم اللہ کے اس امر پر تعجب کرتی ہو؟ اس گھر کے لوگو! تم پر تو اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔''

سورۂ قصص میں جب حضرت موسیٰؑ ایک شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچتے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی انا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰؑ کی بہن جا کر کہتی ہیں هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰۤى اَهۡلِ بَيۡتٍ يَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَكُمۡ۔ ''کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ نہ دوں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کا ذمہ لیں۔'' پس

محاورہ اور قرآن کے استعمالات، اور آیات (کے) سیاق و سباق، ہر چیز اس بات پر قطعی دلالت (کرتے ہیں) کہ نبی ﷺ کے اہلِ بیت میں آپؐ کی ازواجِ مطہرات بھی داخل ہیں۔[1] (تفہیم القرآن ج ۴، الاحزاب، حاشیہ: ۵۰)

آپ کے متعلق ایک بے اصل روایت کی حقیقت

۱۵۰۔ یَا اَبَا الْحَسَنِ اِنَّ هٰذَا الشَّرْفَ بَاقٍ مَا دُمْنَ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاَیَّتُهُنَّ عَصَتِ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعْدِی بِالْخُرُوْجِ عَلَیْکَ فَطَلِّقْهَا مِنَ الْاَزْوَاجِ وَاَسْقِطْهَا مِنْ شَرْفِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

''اے ابوالحسن! یہ شرف تو اسی وقت تک باقی ہے جب تک وہ سب اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں۔ لٰہذا میری بیویوں میں سے جو بھی میرے بعد تیرے خلاف خروج کر کے اللہ کی نافرمانی کرے اسے تو طلاق دے دیجیو اور اس کو امّہات المومنین کے شرف سے ساقط کر دیجیو۔''

تشریح: اصولِ روایت کے اعتبار سے تو یہ روایت سراسر بے اصل ہے ہی، لیکن اگر آدمی سورۂ احزاب کی آیات[1] ۲۸، ۲۹ اور ۵۱، ۵۲[2] پر غور کرے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت قرآن کے بھی خلاف پڑتی ہے۔ کیونکہ آیتِ تخییر کے بعد جن ازواجِ مطہرات نے ہر حال میں رسول اللہ ﷺ ہی کی رفاقت کو اپنے لیے پسند کیا تھا انہیں طلاق دینے کا اختیار حضورؐ کو باقی نہ رہا۔

علاوہ بریں ایک غیر متعصب آدمی اگر محض عقل ہی سے کام لے کر اس روایت کے مضمون پر غور کرے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ انتہائی لغو اور رسولِ پاکؐ کے حق میں سخت توہین آمیز افتراء ہے۔ رسول کا مقام تو بہت بالا و برتر ہے، ایک معمولی شریف آدمی سے بھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنی وفات کے بعد بیوی کو طلاق دینے کی فکر کرے گا اور دنیا سے رُخصت ہوتے وقت اپنے داماد کو یہ اختیار دے جائے گا کہ اگر کبھی تیرا اس کے ساتھ جھگڑا ہو تو میری طرف سے تو اسے طلاق دے دیجیو۔

---

[1] سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۳ کے متعلق ابن عباسؓ اور عروہ بن زبیرؓ اور عکرمہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اہل البیت سے مراد ازواج النبی ﷺ ہیں۔

[2] یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

''اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہو، اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ اور دارِ آخرت کی طالب ہو تو جان لو کہ تم میں سے جو نیکوکار ہیں اللہ نے ان کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔''

[3] تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ ؕ ذٰلِکَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ کُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا۝ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا۔

''تم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ رکھو۔ جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بُلا لو۔ اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس طرح زیادہ متوقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ رنجیدہ نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی تم ان کو دو گے اس پر وہ سب راضی رہیں گی۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم لوگوں کے دلوں میں ہے اور اللہ علیم و حلیم ہے۔ اس کے بعد تمہارے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں، اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کی جگہ اور بیویاں لے آؤ، خواہ ان کا حُسن تمہیں کتنا ہی پسندیدہ ہو، البتہ لونڈیوں کی تمہیں اجازت ہے۔ اللہ ہر چیز پر نگراں ہے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جولوگ اہل البیت کی محبت کے مدّعی ہیں ان کے دلوں میں صاحب البیت کی عزت وناموس کا پاس کتنا کچھ ہے، اوراس سے بھی گزرکرخود اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا وہ کتنا احترام کرتے ہیں۔

ایسی روایت کے وضع کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

(دراصل) ایک گروہ نے جب حضرت علی وفاطمہؓ اوران کی اولاد کومرکزِ دین بناکر سارانظامِ دین انہیں کے گرد گھمادیا، اوراس بناپر دوسرے بہت سے صحابہؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کوبھی ہدفِ لعن وطعن بنایا توان کی راہ میں قرآن مجید کی یہ آیت حائل ہوگئی جس کی رُو سے ہراُس شخص کوانہیں اپنی ماں تسلیم کرنا پڑتا ہے جوایمان کا مدعی ہو۔ آخرکاراس مشکل کورفع کرنے کے لیے یہ عجیب وغریب دعویٰ کیا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یہ اختیاردے دیا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات میں سے جس کوچاہیں آپؐ کی زوجیت پرباقی رکھیں اورجسے چاہیں آپؐ کی طرف سے طلاق دے دیں۔ ابومنصوراحمد بن ابوطالب طبرسی نے کتاب الاحتجاج میں یہ بات لکھی ہے اورسلیمان بن عبداللہ البحرانی نے اسے نقل کیا ہے۔[1]

وَمِمَّا یَقضِیُ مِنهُ الْعَجَبُ مَا رَأَیْتُهٗ فِیْ بَعْضِ کُتُبِ الشِّیْعَةِ مِنْ اَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُوْمِنِیْنَ بَعْدَ تِلْکَ الْوَقْعَةِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِلْاَمِیْرِ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ قَدْ اَذِنْتُ لَکَ اَنْ تُخْرِجَ بَعْدَ وَفَاتِیْ مِنَ الزَّوْجِیَّةِ مَنْ شِئتَ مِنْ اَزْوَاجِیْ، فَاَخْرَجَهَا کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ مِنْ ذٰلِکَ لَمَّا صَدَرَ مِنْهَا مَعَهٗ مَاصَدَرَ الخ[2]

وَذُکِرَ فِی الْمَوَاهِبِ اَنَّ فِیْ حَلِّ مَنْ اِخْتَارَتْ مِنْهُنَّ الدُّنْیَا لِلْاَزْوَاجِ طَرِیْقَیْنِ اَحَدُهُمَا طَرْدُ الْخِلَافِ وَالثَّانِیُ الْقَطْعُ بِالْحِلِّ وَاخْتَارَ هٰذَا الْإِمَامُ الْغَزَالِیُ وَحَکَی الْقَوْلَ بِاَنَّ الْمُطَلَّقَةَ لَایَثْبُتُ لَهَا هٰذَا الْحُکْمُ عَنِ الشِّیْعَةِ۔

وَقَدْ رَأَیْتُ فِیْ بَعْضِ کُتُبِهِمْ نَفْیَ الْاُمُوْمَةِ عَنْ عَائِشَةَؓ قَالُوْا لِاَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَّضَ اِلٰی عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ اَنْ یُبْقِیَ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ اَزْوَاجِهٖ وَیُطَلِّقَ مَنْ یَّشَآءُ مِنْهُنَّ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَکَالَةً عَنْهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ طَلَّقَ عَائِشَةَؓ یَوْمَ الْجَمَلِ فَخَرَجَتْ عَنِ الْاَزْوَاجِ وَلَمْ یَبْقَ لَهَا حُکْمُهُنَّ۔

وَبَعْدَ اَنْ کَتَبْتُ هٰذَا اتُّفِقَ لِیْ اَنْ نَظَرْتُ فِیْ کِتَابِ اَلَّفَهٗ سُلَیْمَانُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَحْرَانِیِّ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی مَا یَسْتَحِقُّ فِیْ مَثَالِبِ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَاشٰی رِضَی اللّٰهِ تَعَالٰی عَنْهُمْ فَرَأَیْتُ مَانَصَّهٗ رَوٰی اَبُوْمَنْصُوْرٍ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبِ الطَّبْرَسِیُ فِیْ کِتَابِ الْاِحْتِجَاجِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ سَأَلَ الْقَائِمَ الْمُنْتَظِرِ وَهُوَطِفْلٌ فِیْ حَیَاةِ اَبِیْهِ فَقَالَ لَهٗ یَامَوْلَانَا وَابْنَ مَوْلَانَا رَوٰی لَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَعَلَ طَلَاقَ نِسَائِهٖ اِلٰی اَمِیْرِالْمُوْمِنِیْنَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ

[1] تفہیم القرآن ج۴، الاحزاب، حاشیہ: ۴۳۔

تَعالٰی وَجْهَهُ حَتّٰی اَنَّهُ بَعَثَ فِیْ یَوْمِ الْجَمَلِ رَسُوْلاً اِلٰی عَائِشَةَ وَقَالَ اِنَّکِ اَدْخَلْتِ الْهَلاکَ عَلَی الْاِسْلامِ وَاَهْلَهُ بِالْغَشِّ الَّذِیْ حُصِلَ مِنْکِ وَاَوْرَدْتِ اَوْلادَکِ فِیْ مَوْضَعِ الْهَلاکِ بِالْجِهَالَةِ فَاِنِ امْتَنَعْتِ وَاِلَّا طَلَّقْتُکِ. فَاَخْبِرْنَا یَا مَوْلانَا عَنْ مَعْنَی الطَّلاقِ الَّذِیْ فَوَّضَ حُکْمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ اَنَّ اللّٰهَ تَقَدَّسَ اِسْمُهُ عَظَّمَ شَأْنُ نِسَآءِ النَّبِیِّ ﷺ فَخَصَّهُنَّ بِشَرْفِ الْاُمَّهَاتِ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلاۃُ وَالسَّلامُ یَا اَبَاالْحَسَنِ اِنَّ هٰذَا الشَّرْفَ بَاقٍ مَا دُمْنَ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاَیَّتُهُنَّ عَصَتِ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعْدِیْ بِالْخُرُوْجِ عَلَیْکَ فَطَلِّقْهَا مِنَ الْاَزْوَاجِ وَاَسْقِطْهَا مِنْ شَرْفِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ. ثُمَّ قَالَ وَرَوَی الطَّبْرَسِی ایضًا فِی الْاِحْتِجَاجِ عَنِ الْبَاقِرِ انه قال لما کان یوم الجمل وقد رشق هودج عائشة بالنبل قال علی کرم الله تعالیٰ وجهه۔

وَاللّٰهِ مَااَرَانِیْ اِلَّا مُطَلِّقُهَا فَاَنْشَدَاللّٰهَ تَعَالٰی رَجُلاً سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یقول :یَاعَلِیُّ اَمْرُ نِسَآئِیْ بِیَدِکَ مِنْ بَعْدِیْ لَمَّا قَامَ فَشَهِدَ فَقَامَ ثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً فَشَهِدُوْا بِذٰلِکَ الْحَدِیْثَ۔(۴۸)

عترتِ رسولؐ

۱۵۱۔ اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ، کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ۔

''میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں پہلی کتاب اللہ اور دوسری میری عترت۔''

تشریح :یہ حدیث مختلف الفاظ میں مختلف سندوں سے بیان ہوئی ہے۔جن میں سے بعض ضعیف ہیں اور بعض قوی۔سب سے زیادہ قوی سند سے اور تفصیل کے ساتھ جو روایت آئی ہے وہ حضرت زید بن ارقم سے مسلم میں مروی ہے۔اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ نبی ﷺ نے غدیر خُم کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ: لوگو! ''میں ایک انسان ہوں، ہوسکتا ہے کہ اللہ کا فرستادہ (قضا کا پیغام لے کر) جلد ہی آجائے،اور میں اس پر لبیک کہوں(دنیا سے رخصت ہوجاؤں) میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔پہلی اس میں سے کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔پس تم کتاب اللہ کو لو اور اسے مضبوط تھامو۔'' اس سلسلے میں آپؐ نے حاضرین کو کتاب اللہ کی پیروی پر ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا: ''اور دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں۔میں اپنے اہلِ بیت کے معاملے میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔'' اس حدیث میں کوئی اشارہ اس طرف نہیں ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بس میرے اہلِ بیت ہی ہیں جن سے تمہیں اپنا دین سیکھنا چاہیے اور جن کی پیروی پر حصر کرنا چاہیے۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو ثقلین (بھاری چیزیں) دو الگ الگ معنوں میں فرمایا گیا ہے۔کتاب اللہ اس لیے بھاری چیز ہے کہ وہی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اسے چھوڑنا یا اس سے منحرف ہونا تباہی وضلالت کا موجب ہے۔اور اہل بیت کو بھاری اس لیے فرمایا کہ ہمیشہ اکابر نوع انسانی کے اہلِ بیت ان کے پیروؤں کے لیے سخت وجۂ آزمائش ثابت ہوئے ہیں۔کسی نے ان کے حق میں افراط کی ہے اور غلو کر کے پیرزادوں کو معبود بنا ڈالا ہے

اور کسی نے اُن کے حق میں تفریط کی ہے اور اُن پر ظلم وستم ڈھائے ہیں تا کہ اُمّت کو جو فطری عقیدت اپنے رہبر اور ہادی کے خاندان والوں سے ہوتی ہے اس کو زبردستی دبایا جائے۔ اسی غرض کے لیے حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اہلِ بیت کے معاملہ میں تم کو خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ یعنی اُن کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور افراط وتفریط کے پہلو اختیار کرنے سے بچو۔

دوسرے، اگر بالفرض مان لیا جائے کہ حضورؐ نے اپنی عترت یا اہلِ بیت (دونوں ہی الفاظ حدیث میں آئے ہیں) سے دین سیکھنے کا ہی حکم دیا ہے، تو ان الفاظ کا مفہوم آخر صرف اولادِ علیؓ تک ہی کیوں محدود کر دیا گیا؟ اس میں از رُوئے قرآن ازواجِ نبیؐ بھی داخل ہیں اور ان میں آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ عباس اور تمام بنو ہاشم بھی داخل ہیں جن پر حضورؐ نے صدقہ حرام کیا۔

تیسرے یہ کہ، حضورؐ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ... بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ''میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر چلو'' اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اِهْتَدَيْتُمْ ''میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے'' پھر آخر کیا وجہ ہے کہ حضورؐ کے ایک ارشاد کو تو لیا جائے اور دوسرے ارشادات کو چھوڑ دیا جائے؟ کیوں نہ اہلِ بیت سے بھی علم حاصل کیا جائے اور ان کے ساتھ خلفاء راشدین اور اصحابِ نبی رضی اللہ عنہم سے بھی؟

چوتھے یہ کہ عقل بھی کسی طرح یہ باور نہیں کر سکتی کہ تئیس سال کے دوران میں جو عظیم الشان کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں، ہزاروں آدمیوں کی شرکت ورفاقت میں سرانجام دیا اور جسے لاکھوں آدمیوں نے اپنی آنکھوں سے ہوتے دیکھا، اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں صرف آپ کے گھر والوں پر ہی حصر کر لیا جائے۔ اور ان بہت سے دوسرے لوگوں کو نظر انداز کر دیا جائے، جو اس کام میں شریک ہوئے اور جنھوں نے اسے دیکھا۔ حالانکہ حضورؐ کے گھر والوں میں سے خواتین کو اگر موقع ملا ہے تو زیادہ تر آپؐ کی خانگی زندگی دیکھنے کا موقع ملا ہے، اور مردوں میں ایک حضرت علیؓ کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جسے آپؐ کی رفاقت کا اتنا موقع ملا ہو جتنا حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور دوسرے بہت سے صحابہؓ کو ملا۔ پھر آخر محض اہلِ بیت ہی پر حصر کر لینے کی کون سی معقول وجہ ہے؟

اس سوال کو رد کرنے کے لیے بالآخر ایک گروہ کو یہ کہنا پڑا کہ گنتی کے چند آدمیوں کے سوا باقی تمام صحابہ معاذ اللہ منافق تھے۔ مگر یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو تعصب میں اندھا ہو چکا ہو جسے نہ اس بات کی پروا ہو کہ تاریخ اُس کی تمام خاک اندازیوں کے باوجود کس طرح اس کے قول کو جھٹلا رہی ہے اور نہ اس امر کی پروا ہو کہ اس قول سے خود سرکار رسالت مآب اور آپؐ کے مشن پر کیسا سخت حرف آتا ہے۔ کون معقول آدمی یہ تصوّر کر سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال تک اپنے جن رفقاء پر پورا اعتماد کیا اور جنھیں ساتھ لے کر عرب کی اصلاح کا اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا وہ سب منافق تھے؟ کیا حضورؐ ان کے نفاق سے آخر وقت تک بے خبر رہے؟ اگر یہ سچ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مردم شناسی وفراست مشتبہ ہوئی جاتی ہے (معاذ اللہ) اور اگر یہ غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو آخر کیوں دین کا علم حاصل کرنے میں ان سب کی معلومات معتبر نہ ہوں۔ (رسائل ومسائل حصہ دوم ص ۳۳۷ تا ۳۴۰)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، قَالَ: زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ ابْنُ اِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي اَبُو حَيَّانَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: اِنْطَلَقْتُ اَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ

وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ اِلٰى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْتُ اِلَيْهِ قَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَمِعْتَ حَدِيْثَهٗ، وَغَزَوْتَ مَعَهٗ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهٗ لَقَدْ لَقِيْتَ يَازَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا حَدِّثْنَا يَازَيْدُ مَاسَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: يَا ابْنَ اَخِيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ، وَقَدُمَ عَهْدِيْ، وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ اَعِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَالَافَلَاتُكَلِّفُوْنِيْهِ ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ: اَمَّابَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبُ وَاَنَاتَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ: وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَقَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ يَازَيْدُ؟ اَلَيْسَ نِسَآءُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ؟ قَالَ : نِسَآءُهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ بَعْدَهٗ. قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَاٰلُ عَقِيْلٍ وَاٰلُ جَعْفَرٍ وَاٰلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةُ قَالَ: نَعَمْ۔(۴۹)

ترجمہ : یزید بن حیّان بیان کرتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم تینوں زید بن ارقم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے عرض کیا کہ اے زید بن ارقم آپ نے خیر کثیر پایا ہے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان کے ارشاد سماعت فرمائے ہیں۔ غزوات میں ان کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ ان کی اقتداء وامامت میں نمازیں پڑھی ہیں۔ بلاشبہ اے زید بن ارقم خیر کثیر پایا ہے آپ نے۔ رسول اللہ ﷺ سے جو احادیث آپ نے سنی ہیں وہ ہمیں سنائیں۔ زید نے کہا: بھتیجے! خدا شاہد ہے کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میرا زمانہ ماضی کی نذر ہو چکا ہے۔ بعض ارشاداتِ نبوی جو میں نے سنے تھے، بھول چکا ہوں۔ اب میں تمہیں جو کچھ سناؤں اسے قبول کرو اور جو نہ سناؤں تم مجھے خواہ مخواہ مشقت میں نہ ڈالو۔ پھر خود بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز غدیر خُم کے چشمہ پر ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا (یہ خُم مکّہ اور مدینہ کے درمیان پانی کا ایک گھاٹ ہے) پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی پھر وعظ ونصیحت کی اور تذکیر کی۔ بعد میں فرمایا لوگو! میں بھی ایک انسان ہی ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا فرشتہ پیغامِ اجل لیے میرے پاس آئے اور میں قبول کرلوں۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے ایک تو کتاب اللہ ہے اس میں رشد وہدایت اور نور وروشنی ہے پس تم کتاب اللہ کو پکڑلو اور مضبوطی سے اس کے ساتھ چمٹ جاؤ، پھر آپ نے کتاب اللہ کے بارے میں ترغیب دلائی اور ابھارا۔ پھر فرمایا دوسری میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے گھر والوں کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں اور اس کی یاد دلاتا ہوں۔ تین مرتبہ آپؐ نے یہی کلمات دہرائے۔ حصین نے ان سے دریافت کیا کہ اہل بیت سے کیا مراد ہے؟ کیا خواتینِ خانہ اہلِ بیت نہیں؟ انہوں نے جواب دیا خواتینِ خانہ تو اہلِ بیت ہیں ہی۔ لیکن اہلِ بیت سے مراد وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اس نے پھر پوچھا وہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ ان میں آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر، آلِ عبّاس ہیں۔ اس نے دریافت کیا۔ کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا نصرُ بْنُ عَبدِالرَّحمٰنِ الْكُوفِيُّ، نَازَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ جعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَنْ اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا، كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ وَاَهْلُ بَيْتِيْ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ۔

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَزَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ قَدْ رَوٰى عَنْهُ سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ۔

ترجمہ : حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج کے ایام میں عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر لوگوں کو خطاب فرماتے سنا، فرما رہے تھے۔ لوگو! میں تم میں وہ چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب اللہ اور دوسرے میرے اہل بیت۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوْفِيُّ، نَامُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، نَاالْاَعْمَشُ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، وَالْاَعْمَشُ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ، قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ. كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ، وَعِتْرَتِيْ وَاَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا؟(۵۰) (هذا حديث حسن غريب)

مسند میں اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ بھی ہے۔ ایک روایت میں خَلِيْفَتَيْنِ بھی ہے۔ (ج۵،ص:۱۸۲)

ترجمہ : حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم نے انہیں خوب پکڑ لیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے کہیں عظیم تر ہے۔ کتاب اللہ جس کا سررشتہ آسمان سے زمین تک ہے، اور میرے اہلِ بیت۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے تاوقتیکہ حوض کوثر پر مجھے آملیں۔ پس غور کرلو کہ تم ان دونوں کے بارے میں میرا حقِ نیابت کس طرح ادا کرتے ہو۔

〈۴〉 حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ۔(۵۱)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں نے تمہارے درمیان دو امور چھوڑے ہیں جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھوگے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک کتاب اللہ، دوسرے اللہ کے نبی کی سنت۔

〈۵〉 قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرِبْنِ حَزْمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عَمَّتِهٖ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ، وَكَانَتْ عِنْدَ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ

سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: وَقَدْتَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا اَمْرًا بَیِّنًا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ۔(۵۲)

ترجمہ: میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ واضح فرمان ہے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

مستدرک میں اَمْراً بَیِّنًا نہیں ہے۔

ابوداؤد نے بَابُ صِفَۃِ حَجَّۃِ النَّبِیِّ ﷺ کے تحت روایت بیان کی ہے۔ طویل روایت ہے۔ اس میں بطن وادی میں حضور ﷺ کا خطبہ نقل کیا ہے۔ اس کے مندرجات میں یہ بھی ارشاد گرامی ہے:

〈۲〉 وَاِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ کِتَابَ اللّٰہِ۔(۵۳)

ترجمہ: بلاشبہ میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے، وہ ہے کتاب اللہ۔

ایک واقعہ کی اصل حقیقت

۱۵۲۔ (بعض مفسرین جو سورۃ الدّھر یا اس کی بعض آیات کو مدنی قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ خیال اس روایت کی بنا پر ہے) جو عطاء نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور بہت سے صحابہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ بعض صحابہؓ نے حضرت علیؓ کو مشورہ دیا کہ آپ دونوں بچّوں کی شفا کے لیے اللہ تعالیٰ سے کوئی نذر مانیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور ان کی خادمہ فضّہؓ نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے دونوں بچّوں کو شفا عطا فرما دی تو یہ سب شکرانے کے طور پر تین دن کے روزے رکھیں گے، اللہ کا فضل ہوا کہ دونوں تندرست ہو گئے اور تینوں صاحبوں نے نذر کے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ حضرت علیؓ کے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ انہوں نے تین صَاع جو قرض لیے (اور ایک روایت میں ہے محنت مزدوری کر کے حاصل کیے) پہلا روزہ کھول کر جب کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک مسکین نے کھانا مانگا۔ گھر والوں نے سارا کھانا اسے دے دیا اور خود پانی پی کر سور ہے۔ دوسرے دن پھر افطار کے بعد کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک یتیم آ گیا اور اس نے سوال کیا۔ اُس روز بھی سارا کھانا انہوں نے اس کو دے دیا اور پانی پی کر سور ہے۔ تیسرے دن روزہ کھول کر ابھی کھانے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ ایک قیدی نے آ کر وہی سوال کر دیا اور اُس روز کا بھی پورا کھانا اسے دے دیا گیا۔ چوتھے روز حضرت علیؓ دونوں بچوں کو لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے دیکھا کہ بھوک کی شدّت سے تینوں باپ بیٹوں کا بُرا حال ہو رہا ہے۔ آپ اُٹھ کر اُن کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ وہ بھی ایک کونے میں بھوک سے نڈھال پڑی ہیں۔ یہ حال دیکھ کر حضورؐ پر رقت طاری ہو گئی۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ لیجیے، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اہلِ بیت کے معاملہ میں آپ کو مبارکباد دی ہے۔ حضورؐ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں پوری سورہ الدّھر آپؐ کو پڑھ کر سنائی ـــــ ابن مہران کی

روایت میں ہے کہ: اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ سے لے کرآخرتک کی آیات سنائیں۔مگرابن مردویہ نے ابنِ عباس سے جو روایت نقل کی ہے اس میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ آیت وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ... حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس قصے کا اُس میں کوئی ذکر نہیں ہے ــــ یہ پورا قصہ علی بن احمد الواحدی نے اپنی تفسیر البَسِیط میں بیان کیا ہے اور غالباً اسی سے زمخشری رازی اور نیسابوری وغیرہم نے اسے نقل کیا ہے۔

تخریج : وَمِنْ رِوَایَةِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا جَدُّهُمَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَمَعَهُ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَادَهُمَا مَنْ عَادَهُمَا مِنَ الصَّحَابَةِ. فَقَالُوْا لِعَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ یَا اَبَاالْحَسَنِ لَوْنَذَرْتَ عَلٰی وَلَدَیْکَ فَنَذَرَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَفِضَّةُ جَارِیَةٌ لَّهُمَا اِنْ بَرَآمِمَّا بِهِمَا اَنْ یَّصُوْمُوْا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ شُکْرًا فَاَلْبَسَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْغُلَامَیْنِ ثَوْبَ الْعَافِیَةِ وَلَیْسَ عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قَلِیْلٌ وَلَاکَثِیْرٌ فَانْطَلَقَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اِلٰی شَمْعُوْنِ الْیَهُوْدِیِّ الْخَیْبَرِیِّ فَاسْتَقْرَضَ مِنْهُ ثَلَاثَةَ اَصْوُعٍ مِنْ شَعِیْرٍ فَجَاءَ بِهَا فَقَامَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اِلٰی صَاعٍ فَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْ مِنْهُ خَمْسَةَ اَقْرَاصٍ عَلٰی عَدَدِهِمْ وَصَلّٰی عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَتَی الْمَنْزِلَ فَوُضِعَ الطَّعَامُ بَیْنَ یَدَیْهِ۔

فَوَقَفَ بِالْبَابِ سَائِلٌ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَهْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَنَا مِسْکِیْنٌ مِنْ مَسَاکِیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ اَطْعِمُوْنِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاٰثَرُوْهُ وَبَاتُوْا لَمْ یَذُوْقُوْا شَیْئًا اِلَّا الْمَاءَ وَاَصْبَحُوْا صِیَامًا ثُمَّ قَامَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اِلٰی صَاعٍ اٰخَرَ فَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْهُ وَصَلّٰی عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَتَی الْمَنْزِلَ فَوُضِعَ الطَّعَامُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَوَقَفَ یَتِیْمٌ بِالْبَابِ وَقَالَ : السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ یَتِیْمٌ مِنْ اَوْلَادِ الْمُهَاجِرِیْنَ اَطْعِمُوْنِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ مَّوَائِدِ الْجَنَّةِ فَاٰثَرُوْهُ وَمَکَثُوْا یَوْمَیْنِ وَلَیْلَتَیْنِ لَمْ یَذُوْقُوْا شَیْئًا اِلَّاالْمَآءَ الْقَرَاحَ وَاَصْبَحُوْا صِیَامًا فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الثَّالِثِ قَامَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اِلَی الصَّاعِ الثَّالِثِ وَطَحَنَتْهُ وَخَبَزَتْهُ وَصَلّٰی عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْمَغْرِبَ فَاَتَی الْمَنْزِلَ فَوُضِعَ الطَّعَامُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَوَقَفَ اَسِیْرٌ بِالْبَابِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَنَا اَسِیْرُ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَطْعِمُوْنِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰهُ فَاٰثَرُوْهُ وَبَاتُوْا لَمْ یَذُوْقُوْا اِلَّاالْمَآءَ الْقَرَاحَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا اَخَذَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَاَقْبَلُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَاٰهُمْ یَرْتَعِشُوْنَ کَالْفَرَاخِ مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ قَالَ یَا اَبَاالْحَسَنِ مَا اَشَدَّ مَایَسُوْءُ نِیْ مَااَرٰی بِکُمْ وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَهُمْ اِلٰی فَاطِمَةَ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فَرَاٰھَا فِیْ مِحْرَابِھَا قَدِالْتَصَقَ بَطْنُھَا بِظَھْرِھَا وَغَارَتْ عَیْنُھَا مِنْ شِدَّۃِ الْجُوْعِ فَرَقَّ لِذٰلِکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَاءَہٗ ذٰلِکَ، فَھَبَطَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ خُذْھَا یَامُحَمَّدُ ھُنَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ اَھْلِ بَیْتِکَ قَالَ وَمَا آخُذُ یَاجِبْرِیْلُ! فَاَقْرَأَہٗ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ السُّوْرَۃَ وَفِیْ رِوَایَۃِ بْنِ مِھْرَانِ فَوَثَبَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی فَاطِمَۃَ فَاَکَبَّ عَلَیْہِ یَبْکِیْ فَھَبَطَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامَ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ عَنْ عَطَآءٍ اَنَّ الشَّعِیْرَ کَانَ عَنْ اُجْرَۃِ سَقْیِ نَخْلٍ وَاَنَّہٗ جَعَلَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ ثُلُثَ مِنْہُ مَصِیْدَۃً فَاٰثَرُوْا بِھَا وَاَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُوْیَہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ وَیُطْعِمُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَفَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا وَسَلَّمَ وَلَمْ یَذْکُرُ الْقِصَّۃَ۔(٥٤)

وَالْخَبَرُ مَشْھُوْرٌ بَیْنَ النَّاسِ وَذَکَرَہُ الْوَاحِدِیُّ فِیْ کِتَابِ الْبَسِیْطِ۔

روایت باعتبارِ سند

یہ روایت اوّل تو سند کے لحاظ سے نہایت کمزور ہے۔ پھر درایت کے لحاظ سے دیکھیے تو یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسکین، ایک یتیم اور ایک قیدی اگر آ کر کھانا مانگتا ہے تو گھر کے پانچوں افراد کا پورا کھانا اس کو دے دینے کی کیا معقول وجہ ہوسکتی ہے۔ ایک آدمی کا کھانا اس کو دے کر گھر کے پانچ افراد چار آدمیوں کے کھانے پر اکتفا کر سکتے تھے۔ پھر یہ بھی باور کرنا مشکل ہے کہ دو بچے جو ابھی بیماری سے اٹھے تھے اور کمزوری کی حالت میں تھے، انہیں بھی تین دن بھوکا رکھنے کو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ جیسی کامل فہمِ دین رکھنے والی ہستیوں نے نیکی کا کام سمجھا ہوگا۔ اس کے علاوہ قیدیوں کے معاملہ میں یہ طریقہ اسلامی حکومت کے دَور میں کبھی نہیں رہا کہ انہیں بھیک مانگنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ وہ اگر حکومت کی قید میں ہوتے تو حکومت ان کی خوراک اور لباس کا انتظام کرتی تھی، اور کسی شخص کے سپرد کیے جاتے تو وہ شخص انہیں کھلانے پلانے کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ اس لیے مدینہ طیبہ میں یہ بات ممکن نہ تھی کہ کوئی قیدی بھیک مانگنے کے لیے نکلتا۔ (تفہیم القرآن ج ۶، الدھر: زمانہ نزول)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام باب الاستخلاف۔

(۲) بخاری کتاب الجنائز ج۱ باب موت یوم الاثنین۔☆ المستدرك للحاکم ج۳ کتاب معرفة الصحابه۔

(۳) بخاری ج۲کتاب المغازی باب مرض النبیؐ ﷺ ووفاته وقوله تعالٰی اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ۔☆نسائی کتاب الجناءز باب تقبیل المیت۔ نسائی نے فَقَدْمُتَّھَا تک نقل کیا ہے۔

(٤) بخاری ج۱کتاب المناقب باب فضل ابی بکر۔☆المستدرك للحاکم ج۳ص۷٦عن ابی سعید خدری۔

(٥) مؤطا امام مالك کتاب الجنائزباب ماجاء فی دفن المیت۔

(٦) ابن ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللّٰه ﷺ۔

(۷) ابن ماجه کتاب الجنائز باب ذکر وفاته ودفنه ﷺ۔

(۸) ترمذی شمائل ترمذی باب ماجاء فی وفات رسول الله ﷺ۔

(۹) شمائل ترمذی باب ماجاء فی وفاة رسول الله ﷺ۔☆ ابنِ ماجه کتاب الجنائز باب ماجاء فی ذکر مرض رسول الله ﷺ۔☆ نسائی کتاب الجنائز باب الموت یوم الاثنین۔

(۱۰) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء فی وفاة رسول الله ﷺ۔

(۱۱) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء فی وفاة رسول الله ﷺ۔

(۱۲) المستدرك للحاکم ج۳ کتاب معرفة الصحابة انا مدینة العلم وعلی بابھا۔ ☆مجمع الزوائد ج۹ عن ابن عباس بحواله الطبرانی فیه عبدالسلام ابن صالح الهروی وھوضعیف۔

(۱۳) ترمذی کتاب المناقب۔ مناقب علی بن ابی طالب رضی الله عنه۔

(۱٤) بخاری ج۱کتاب العلم باب کتابةالعلم ☆مسنداحمدج۱ص۷۹ مرویات علی بن ابی طالب۔

(۱٥) ترمذی ابواب المناقب۔ مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت وابی بن کعب وابی عبیدة بن الجراح۔☆ مسند احمد ج۳ ص ۱۸٤ روایت انس بن مالك ☆مسند احمد کی جگه روایت میں فی امر الله کی جگه فی دین الله ھے۔

(۱٦) مسند احمد ج۱ مرویات علی بن ابی طالب۔

(۱۷) مسند احمد ج۱ ص۹٥۔

(۱۸) مسنداحمد ج۱ص۱۰۷۔

(۱۹) ترمذی ابواب المناقب۔ باب مناقب ابی بکرالصدیق۔ابن ماجه فی فضائل اصحاب النبیؐ فضل ابی بکر ☆ المستدرك للحاکم ج۳ کتاب معرفة الصحابة، فضائل احادیث الشیخین۔

(۲۰) ترمذی ابواب المناقب۔ مناقب ابی بکرالصدیق۔ ☆مجمع الزوائد ج۹ص ۵۱۔

(۲۱) ترمذی ابواب المناقب۔ مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی الله عنه۔

(۲۲) بخاری ج۱کتاب المناقب۔ مناقب عمربن الخطاب ابی الحفص القرشی الْعَدَوِی۔ ☆مسلم ج۲کتاب الفضائل باب من فضائل عمر بن الخطاب۔

(۲۳) ابوداؤد کتاب الخراج ج۳ باب فی تدوین العطاء۔ ☆ابنِ ماجه المقدمه فضل عمر رضی الله عنه۔

(۲٤) ابوداؤد کتاب الخراج ، ج۳باب فی تدوین العطاء۔ ☆ ترمذی کتاب المناقب۔ مناقب ابی حفص عمربن الخطاب۔ ☆المستدرك للحاکم ج ۳کتاب معرفة الصحابة ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه۔

(۲۵) بخاری ج۱کتاب المناقب۔ مناقب عمربن الخطاب۔ ☆مسلم ج۲کتاب الفضائل۔ باب من فضائل عمربن الخطاب۔ ☆مُسنداحمد ج۳ص۸٦۔ روایت ابی سعیدخدری۔

(۲٦) بخاری ج۱ کتاب المناقب۔ باب مناقب المهاجرین وفضلهم منهم ابوبکر۔ ☆ابوداؤد کتاب السنة باب فی التفضیل۔

(۲۷) مسند احمدج۱مرویات علی۔

(۲۸) ترمذی ابواب المناقب، مناقب ابی بکرالصدیق۔ ☆ مجمع الزوائدج۹ص۵۳۔ ☆ابن ماجه مقدمه فی فضائل اصحاب النبی ﷺ فضل ابی بکر الصدیق۔

(۲۹) مسنداحمد ج۱مرویات علیؓ۔

(۳۰) مسنداحمد ج۱ص۱۰٦۔

(۳۱) مسنداحمد ج۱ص۱۰٦۔

(۳۲) مسنداحمد ج۱ص۱۰٦ ۱مرویات علیؓ۔

(۳۳) بخاری ج۱ کتاب المناقب، مناقب المهاجرین وفضلهم منهم ابوبکر۔ ☆مسلم ج۲کتاب الفضائل باب فضائل عمرؓ۔

(۳٤) بخاری ج۱کتاب الجهاد باب اخرج الیهود من جزیرة العرب۔ ☆بخاری ج۱کتاب الجهاد باب جوائز الوفد کے تحت سلیمان الاحول سے یہی روایت مروی ہے۔ اس روایت میں ذَرُوْنِیْ کے بجائے دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ الخ ہے۔ ☆ مسلم ج۲ پر یہی روایت منقول ہے اس میں دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَافِیْهِ ہے، مسلم میں اِئْتُوْنِیْ بِالْکَتِفِ وَالدَّوَاةِ اَوِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ روایت کیا گیا ہے۔

(۳۵) بخاری ج۲کتاب المغازی باب مرض رسول الله ﷺ ☆مسنداحمدج۱ص۲۲۲عن ابن عباس۔

(۳٦) بخاری ج۱کتاب العلم باب کتاب العلم۔

(۳۷) بخاری ج۲ کتاب المغازی باب مرض رسول الله ☆ مسلم ج۲ کتاب الوصیة۔

(۳۸) المستدرك للحاکم ج۳۔کتاب معرفة الصحابة منع علیًّا عن نکاح بنت ابی جهل۔

(۳۹) بخاری ج۲کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنته فی الغیرة والانصاب۔ ☆مسلم ج۲کتاب الفضائل باب من فضائل فاطمة رضی الله عنها۔ ☆ابوداؤد کتاب النکاح باب مایکره ان یجمع بینهن من النساء۔ ☆ترمذی ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمة رضی الله عنها۔ ☆ابن ماجه ابواب النکاح باب الغیرة۔ ☆مسنداحمد ج٤ روایت مسوربن مخرمة ☆المستدرك للحاکم ج۳کتاب معرفة الصحابة منع النبی علیًّا عن النکاح بنت ابی جهل۔ انما فاطمة بضعة منی یؤذینی من اذاها وینصبنی من انصبها۔

(٤٠) بخاری ج١ کتاب المناقب۔ مناقب فاطمةؓ الخ۔

(٤١) ترمذی ابواب المناقب۔ باب ماجاء فی فضل فاطمة رضی اللّٰہ عنہا۔☆المستدرك للحاکم ج٣ کتاب معرفة الصحابة منع النبیؐ علیاً عن النکاح بنت ابی جھل۔

(٤٢) بخاری ج١کتاب الجھاد باب ماذکر من درع النبی ﷺ الخ☆ مسلم ج٢کتاب الفضائل باب من فضائل فاطمةؓ۔ مسلم نے فاتّقی کی جگہ فاحسن اور آخر میں وَلکِنَّ والله لاتجتمع بنت رسول الله وبنت عدوا لله مکاناً واحدا بیان کیا ہے۔ ☆ابو داوٗد کتاب النکاح باب مایکره ان یجمع بینھن من النساء۔☆ مسند احمد ج٤مسور بن مخرمة۔

(٤٣) مسلم ج٢ کتاب الفضائل۔ باب من فضائل فاطمة رضی اللّٰہ عنہا۔☆بخاری ج١کتاب المناقب باب ذکرا صهار النبی ﷺ ابوالعاص بن الربیع۔☆ ابنِ ماجه ابواب النکاح باب الغیرة۔ ابن ماجه نے فترك کی جگه فنزل او ان یفتنوھا کی جگه ان تفتنوھا نقل کیاھے۔

(٤٤) ابن کثیر ج٣ سورة الاحزاب۔ بحواله ابنِ ابی حاتم۔

(٤٥) المستدرك للحاکم ج٣ کتاب معرفة الصحابة۔

(٤٦) ترمذی ابواب التفسیر سورة الاحزاب☆ابن جریر ج٢٢/٢٣ جلد ١ص٧۔☆ابنِ کثیر ج٣ ص٤٨٤، ص٤٨٥۔ ☆ المستدرك للحاکم ج٢کتاب التفسیر سورۂ احزاب۔☆مُسندِ احمد ج٤ص١٠٧واثلة بن اسقع اور ج١ص٣٣١۔ج٣ص٢٥٩،٢٨٥۔ج٦ص٢٩٢،٢٩٨،٣٠٤۔

(٤٧) مسلم ج٢کتاب الفضائل باب من فضائل الحسن والحسین رضی الله عنهما۔

(٤٨) روح المعانی ج٢١سورة الاحزاب۔

(٤٩) مسلم ج٢کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ۔

(٥٠) ترمذی ابواب المناقب، مناقب اھلِ بیت النبی ﷺ۔☆کنزالعمّال ج١ص٦٣٤بحواله بویعلی۔طبری۔ ☆المُستدرك للحاکم ج٣کتاب معرفة الصحابة۔☆مجمع الزوائد ج٩ص١٦٣۔☆ مُسنداحمد ج٣ص١٧۔

(٥١) مؤطا امام مالك، کتاب الجامع۔ النھی عن القول فی القدر ج٢۔

(٥٢) سیرت ابنِ ھشام ج٤ص٦٠٤۔خطبة الرسول فی حجة الوداع۔ المستدرك للحاکم ج١کتاب العلم باب خطبة النبی فی حجة الوداع۔

(٥٣) ابو داوٗد کتاب المناسك باب صفة حجة النبی ﷺ۔☆حیاة الصحابة ج٣ص٤٠٢خطباته ﷺ۔☆مستدرك ج١ص٩٣۔کتاب العلم۔

(٥٤) روح المعانی جز ٢٨/٣٠ج١٠ص١٩٨۔

كتاب الآخرة

فصل اوّل:

قیامت کی نشانیاں

قیامت کی آمد میں کتنی دیر ہے؟

۱۔ (بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں حضرت انس، حضرت سہل بن سَعد ساعِدی اور حضرت بریدہؓ کی روایات منقول ہیں کہ حضورؐ نے اپنی انگشتِ شہادت اور بیچ کی انگلی کھڑی کر کے فرمایا: **بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ** ''میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔''

تشریح: اس سے مراد قربِ قیامت ہے، یعنی اب وہ وقت دُور نہیں ہے جب لوگوں کو اپنا حساب دینے کے لیے اپنے رب کے آگے حساب دینا پڑے گا۔ محمد ﷺ کی بعثت اس بات کی علامت ہے کہ نوع انسانی کی تاریخ اب اپنے آخری دَور میں داخل ہو رہی ہے۔ اب وہ اپنے آغاز کی بہ نسبت اپنے انجام سے قریب تر ہے۔ آغاز اور وسط کے مرحلے گزر چکے ہیں۔ اور آخری مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی میرے بعد بس قیامت ہی ہے۔ کسی اور نبی کی دعوت بیچ میں حائل نہیں ہے۔ سنبھلنا ہے تو میری دعوت پر سنبھل جاؤ، کوئی اور ہادی اور بشیر ونذیر آنے والا نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الانبیاء، حاشیہ:۱)

تخریج: 〈۱〉 **حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِى مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِى اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا وَيُشِيْرُ بِاِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّهُمَا۔** (۱)

حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت:

〈۲〉 **بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔**

کیا حیات بعد الموت بعید از امکان ہے؟

۲۔ ابنِ عبّاس، قتادہ اور سعید بن جبیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک موقعہ پر کفّارِ مکّہ کے سرداروں میں سے ایک شخص قبرستان سے کسی مُردے کی ایک بوسیدہ ہڈی لیے ہوئے آ گیا اور اس نے نبی ﷺ کے سامنے اسے توڑ کر اور اس کے منتشر اجزاء ہوا میں اُڑا کر آپ سے کہا۔ ''اے محمدؐ، تم کہتے ہو کہ مردے پھر زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ بتاؤ، ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟''

تشریح : کفار کا یہ سوال کہ ''قیامت کی دھمکی کب پوری ہوگی؟'' کچھ اس غرض کے لیے نہ تھا کہ وہ قیامت کے آنے کی تاریخ معلوم کرنا چاہتے تھے، بلکہ اس بنا پر تھا کہ وہ مرنے کے بعد انسانوں کے دوبارہ اٹھائے جانے کو بعید از امکان، بلکہ بعید از عقل سمجھتے تھے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، یٰسٓ، حاشیہ: ۶۴)

مکہ میں جو لوگ اس کا انکار کرتے تھے وہ بار بار یہ کہتے تھے کہ آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو مرے ہوئے سینکڑوں ہزاروں برس گزر چکے ہیں، جن کے جسم کا ذرّہ ذرّہ خاک میں مل کر پراگندہ ہو چکا ہو، جن کی ہڈیاں تک بوسیدہ ہو کر نہ معلوم زمین میں کہاں کہاں منتشر ہو چکی ہوں، جن میں سے کوئی جل مرا ہو کوئی درندوں کے پیٹ میں جا چکا ہو، کوئی سمندر میں غرق ہو کر مچھلیوں کی غذا بن چکا ہو، ان سب کے اجزائے جسم پھر سے جمع ہو جائیں۔ اور ہر انسان پھر وہی شخص بن کر اٹھ کھڑا ہو جو دس بیس ہزار برس پہلے کبھی وہ تھا؟ اس کا نہایت معقول اور پُر زور جواب اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سے سوال کی شکل میں دے دیا ہے کہ ''کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو کبھی جمع نہ کر سکیں گے؟'' یعنی اگر تم سے یہ کہا گیا ہوتا کہ تمہارے یہ منتشر اجزائے جسم کسی وقت آپ سے آپ جمع ہو جائیں گے اور تم آپ سے آپ اسی جسم کے ساتھ جی اٹھو گے، تو بلا شبہ تمہارا اس کو ناممکن سمجھنا بجا ہوتا۔ مگر تم سے تو کہا یہ گیا ہے کہ یہ کام خود نہیں ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا۔ اب کیا واقعی یہ سمجھ رہے ہو کہ کائنات کا خالق، جسے تم خود بھی خالق مانتے ہو اس کام سے عاجز ہے، یہ ایسا سوال تھا جس کے جواب میں کوئی شخص جو خدا کو خالقِ کائنات مانتا ہو، نہ اس وقت یہ کہہ سکتا تھا اور نہ آج یہ کہہ سکتا ہے کہ تم آج جس جسم میں اس وقت موجود ہو اس کے بے شمار اجزاء کو ہوا اور پانی اور مٹی اور نہ معلوم کہاں کہاں سے جمع کر کے اس خدا نے کیسے یہ جسم بنا دیا جس کے متعلق تم یہ کہہ رہے ہو کہ وہ پھر ان اجزاء کو جمع نہیں کر سکتا۔ (تفہیم القرآن ج ۶، القیامۃ، حاشیہ: ۳)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: ثَنَا یَزِیْدُ قَالَ: ثَنَا سَعِیْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی مَنْ یُّحْیِی الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ. ذُکِرَ لَنَا اَنَّ اُبَیَّ بْنَ خَلَفٍ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِعَظْمٍ حَائِلٍ فَفَتَّهٗ ثُمَّ ذَرَّاهُ فِی الرِّیْحِ ثُمَّ قَالَ: یَامُحَمَّدُ! مَنْ یُّحْیِیْ هٰذَا وَهُوَ رَمِیْمٌ قَالَ: اَللّٰهُ یُحْیِیْهِ الخ۔

ترجمہ : حضرت قتادہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مَنْ یُّحْیِی الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ابی بن خلف ایک نہایت بوسیدہ ہڈی لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آیا اور اپنی انگلیوں سے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اسے ہوا میں اڑا دیا اور کہنے لگا ''اے محمد! (ﷺ) کیا اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہے دوبارہ زندہ کرے گا۔'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ اٹھائے گا۔''

(۲) حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: ثَنَا هُشَیْمٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْبِشْرٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، قَالَ: جَآءَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّهْمِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَظْمٍ حَائِلٍ فَفَتَّهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ: یَامُحَمَّدُ! اَیَبْعَثُ اللّٰهُ هٰذَا حَیًّا بَعْدَ مَا اَرَمَّ؟ قَالَ: نَعَمْ یَبْعَثُ اللّٰهُ هٰذَا۔(۲)

دس نشانیاں

۳۔ حذیفہ بن اسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک روز ہم قیامت کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے، اتنے میں حضورؐ برآمد ہوئے اور فرمایا ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس علامات یکے بعد دیگرے ظاہر نہ ہولیں گی: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دابہ، یاجوج[1] و ماجوج کا خروج، عیسیٰ ابن مریم کا نزول، زمین کا دھنسنا مشرق میں، مغرب میں اور جزیرۃ العرب میں۔ اور عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانکتی ہوئی لے جائے گی۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الدخان، حاشیہ:۱۳)

تشریح: رسول اللہ ﷺ نے جو پیشین گوئیاں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے کسی کے ظہور کی تاریخ نہیں بتائی گئی ہے بلکہ صرف اُن حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن میں کوئی واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اس طرح کے بیانات کی بناء پر قطعیت کے ساتھ کسی وقت بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کب کس پیشین گوئی کا ظہور ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم جن حالات کو دیکھ کر یہ رائے قائم کریں کہ یہ فلاں پیشین گوئی کے ظہور کا وقت ہے مگر ان کے بارے میں ہمارا اندازہ غلط ہو۔ ویسے تو ظہورِ قیامت کی علامات بھی اب بڑی حد تک دنیا میں پائی جاتی ہیں، لیکن قطعیت کے ساتھ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ اب اس کے برپا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔[2]

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْخَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَاِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِىْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَاسُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدِ نِالْغِفَارِىِّ قَالَ: اِطَّلَعَ النَّبِىُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ. فَقَالَ: مَاتَذْكُرُوْنَ؟ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ: اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ. فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّآبَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ﷺ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ۔(۳)

ایک روایت میں نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ اور ایک دوسری روایت میں وَرِيْحٌ تُلْقِى النَّاسَ فِى الْبَحْرِ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

٤ ۔ كَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ لَايَدْرِىْ اَهْلُهَا مَتٰى تَفْجَؤُهُمْ بِوَلَدِهَا لَيْلاً اَوْنَهَارًا۔

---

[1] یاجوج ماجوج سے مراد ایشیا کے شمال مشرقی علاقے کی وہ قومیں ہیں جو قدیم زمانے سے متمدن ممالک پر غارت گرانہ حملے کرتی رہی ہیں۔ اور جن کے سیلاب وقتاً فوقتاً اُٹھ کر ایشیا اور یورپ، دونوں طرف رخ کرتے رہے ہیں۔ بائبل کی کتاب پیدائش (باب:۱۰) میں ان کو حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی نسل میں شمار کیا گیا ہے، اور یہی بیان مسلمان مؤرخین کا بھی ہے۔ حزقی ایل کے صحیفے (باب:۳۸، ۳۹) میں ان کا علاقہ روس اور توبل (موجودہ توبالسک) اور مسک (موجودہ ماسکو) بتایا گیا ہے اسرائیلی مؤرخ یوسیفوس ان سے مراد سیتھین قوم لیتا ہے جس کا علاقہ بحر اسود کے شمال اور مشرق میں واقع تھا۔ جیرم کے مطابق ماجوج کاکیشیا کے شمال میں بحرِ خزر کے قریب آباد تھے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الکھف، حاشیہ:۶۹)

[2] تصریحات از سید مودودی، ص:۱۵۹، اشاعت سوم مطبوعہ مکتبہ ذکریٰ رامپور۔

''ایک اور حدیث میں یاجوج ماجوج کی یورش کا ذکر کر کے حضورؐ نے فرمایا: اُس وقت قیامت اس قدر قریب ہوگی جیسے پورے پیٹوں کی حاملہ کہ نہیں کہہ سکتے کب وہ بچہ جن دے، رات کو یا دن کو۔''

تشریح : یاجوج ماجوج کے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گے جیسے کوئی شکاری درندہ یکایک پنجرے یا بندھن سے چھوڑ دیا گیا ہو،''وعدہ حق پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے۔''یعنی یاجوج ماجوج کی یہ عالمگیر یورش آخری زمانہ میں ہوگی اور اس کے بعد جلد ہی قیامت آجائے گی۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الانبیاء، حاشیہ:۹۳)

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا هُشَیْمٌ اَنَا الْعَوَّامُ عَنْ جَبْلَةَ بْنِ سُحَیْمٍ عَنْ مُؤَثِّرِ بْنِ مُفَازَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَقِیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی قَالَ: فَتَذَاكَرُوْا اَمْرَالسَّاعَةِ فَرَدُّوْا اَمْرَهُمْ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فَقَالَ: لَاعِلْمَ لِیْ بِهَا فَرَدُّوْا الْاَمْرَ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ: لَاعِلْمَ لِیْ بِهَا فَرَدُّوْا الْاَمْرَ اِلٰی عِیْسٰی فَقَالَ:اَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَایَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّااللّٰهُ ذٰلِكَ فِیْمَا عَهِدَ اِلَیَّ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ. اِنَّ الدَّجَّالَ خَارِجٌ قَالَ وَمَعِیْ قَضِیْبَانِ فَاِذَا رَآنِیْ ذَابَ كَمَایَذُوْبُ الرَّصَاصُ قَالَ فَیُهْلِكُهُ اللّٰهُ حَتّٰی اَنَّ الْحَجَرَ وَالشَّجَرَ لَیَقُوْلُ یَامُسْلِمُ اِنَّ تَحْتِیْ كَافِرًا فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ قَالَ فَیُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ یَرْجِعُ النَّاسُ اِلٰی بِلَادِهِمْ وَاَوْطَانِهِمْ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ یَخْرُجُ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَنْسِلُوْنَ فَیَطَئُوْنَ بِلَادَهُمْ لَایَاْتُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّااَهْلَكُوْهُ وَلَایَمُرُّوْنَ عَلٰی مَآءٍ اِلَّا شَرِبُوْهُ ثُمَّ یَرْجِعُ النَّاسُ اِلَیَّ فَیَشْكُوْنَهُمْ فَادْعُوا اللّٰهَ عَلَیْهِمْ فَیُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ وَیُمِیْتُهُمْ حَتّٰی تَجْرِیَ الْاَرْضُ مِنْ نَتْنِ رِیْحِهِمْ قَالَ فَیُنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمَطَرَ فَتَجْرُفُ اَجْسَادَهُمْ حَتّٰی یَقْذِفَهُمْ فِی الْبَحْرِ قَالَ فَفِیْمَا عَهِدَ اِلَیَّ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ ذٰلِكَ اِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَاِنَّ السَّاعَةَ كَالْحَامِلِ الْمُتِمِّ الَّتِیْ لَایَدْرِیْ اَهْلُهَا مَتٰی تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادِهَا لَیْلًا اَوْنَهَارًا۔(٤)

ترجمہ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''جس رات مجھے آسمانوں کا مشاہدہ کرایا گیا اس شب میری ملاقات حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ہوئی اور فرمایا کہ قیامت کے بارے میں ان کے مابین مذاکرہ ہوا۔ سب نے یہ معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا''مجھے اس کا علم نہیں۔'' پھر حضرت موسیٰؑ کے آگے پیش کیا۔ انہوں نے بھی فرمایا مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کے آگے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا۔''قیامت آئے گی تو ضرور مگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں۔''اور جو کچھ میرے پروردگار نے مجھے بتایا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ دجال ظاہر ہونے والا ہے اور میرے ساتھ دو قضیب (اونٹنیاں یا چھڑیاں یا شمشیر بُراں) ہوں گی۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑے گی تو سیسہ کی طرح پگھل جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردے گا اور صورتِ حال یہ ہوگی کہ حجر و شجر بھی پکار اٹھیں گے اے مسلم! میرے نیچے کافر چھپا بیٹھا ہے آ اور اسے قتل کر۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کردے گا۔ پھر لوگ اپنے اپنے وطنوں اور گھروں کو واپس ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا''اس وقت یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا اور وہ ہر بلند جگہ سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے

اورشہروں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر ان کا گزر ہوگا اسے تباہ و برباد کردیں گے۔ جس چشمہ پر وارد ہوں گے اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور ان کی شکایت کریں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت وموت کی دعا کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرمادے گا اور وہ اس طرح مرمر کر گریں گے کہ ان کے گلنے سڑنے کی بدبو سے زمین بھر جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا، جو ان کے اجساد کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ ایسا وقت ہوگا جب قیامت بالکل قریب ہوگی جیسے پورے پیٹوں کی حاملہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ کب بچہ جن دے دن کو یا رات کو۔''

۵۔ نبی ﷺ نے دھوئیں کو علامتِ قیامت میں شمار کیا ہے، اور یہ بھی حضورؐ نے فرمایا ہے کہ وہ دھواں جب چھا جائے گا تو مومن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا اور کافر کی نس نس میں وہ بھر جائے گا اور اس کے ہر مَنفَذ سے نکلے گا۔

تخریج: (۱) قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ حَدَّثَنَا خَلِیْلٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَهِیْجُ الدُّخَانُ بِالنَّاسِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَاْخُذُهُ الزَّکْمَةُ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُنْفِخُهُ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ کُلِّ مَسْمَعٍ مِّنْهُ۔(۵)

یہ روایت سعید بن ابی عروبہ اور سعید بن عوف کے واسطہ سے ابوسعید خدری سے موقوف بھی بیان کی گئی ہے۔

(۲) حَدَّثَنِیْ عِصَامُ بْنُ رَوَّادِ بْنِ الْجَرَّاحِ، قَالَ: ثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ: ثَنَاسُفْیَانُ بْنُ سَعِیْدٍ الثَّوْرِیُّ قَالَ: ثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلُ الْاٰیَاتِ الدَّجَّالُ وَنُزُوْلُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنِ اَبْیَنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَی الْمَحْشَرِ تَقِیْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا: وَالدُّخَانُ قَالَ: حُذَیْفَةُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاالدُّخَانُ؟ فَتَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْاٰیَةَ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ یَغْشَی النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ یَمْلَاُمَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یَمْکُثُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَلَیْلَةً اَمَّاالْمُؤْمِنُ فَیُصِیْبُهُ مِنْهُ کَهَیْئَةِ الزَّکَامِ وَاَمَّاالْکَافِرُ فَیَکُوْنُ بِمَنْزِلَةِ السَّکْرَانِ یَخْرُجُ مِنْ مَنْخَرَیْهِ وَاُذُنَیْهِ وَدُبُرِهٖ۔(٦)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانیاں، دجال کا خروج، عیسیٰ بن مریم کا نزول اور آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی جہاں لوگ قیلولہ کریں گے، وہیں وہ بھی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی (جہاں لوگ تھک ہار کر آرام کے لیے ٹھہر جائیں گے وہیں آگ بھی ٹھہر جایا کرے گی) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! دخان سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے قرآن مجید کی آیت **یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ یَغْشَی النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ** پڑھی۔ اور فرمایا کہ یہ دھواں مشرق و مغرب کے مابین ہر چیز کو بھر دے گا۔ چالیس شب و روز زمین پر ٹھہرے گا۔ اور وہ جب زمین پر چھائے گا تو مومن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا اور کافر کی نس نس میں سرایت کر جائے گا جس سے کافر مدہوش ہو جائے گا اور اس کے دونوں نتھنوں، کانوں اور دُبر سے خارج ہوگا۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ:ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ، قَالَ:ثَنِیْ اَبِیْ قَالَ:ثَنِیْ ضَمْضَمُ ابْنُ زُرْعَةَ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ، عَنْ اَبِیْ مَالِکِ نِالْاَشْعَرِیِّ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ رَبَّکُمْ اَنْذَرَکُمْ ثَلاثًا الدُّخَانُ یَأْخُذُ الْمُؤْمِنَ کَالزَّکْمَةِ وَیَأْخُذُ الْکَافِرَ فَیَنْتَفِخُ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ کُلِّ مَسْمَعٍ مِنْهُ وَالثَّانِیَةُ الدَّآبَّةُ وَالثَّالِثَةُ الدَّجَّالُ۔(۷)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تمہارے پروردگار نے تمہیں تین چیزوں سے ڈرایا ہے۔ پہلا، وہ دھواں جو ایک مومن پر زکام کی طرح اثر انداز ہوگا اور کافر کو ایسا پکڑے گا کہ اس کا جسم پھول جائے گا اور اس کی ایک ایک نس سے یہ دھواں خارج ہوگا۔ دوسرا وہ جانور ہے جسے دابّۃ الارض کہتے ہیں اور تیسرا دجّال ہے۔

ان احادیث کی تائید ابو مالک اشعری کی وہ روایت کرتی ہے جسے ابن جریر اور طبرانی نے نقل کیا ہے اور ابوسعید خُدری کی روایت جسے ابنِ ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الدخان، حاشیہ:۱۳)

قیامت کیسے برپا ہوگی؟

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ راستوں پر چل رہے ہوں گے، بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، اپنی مجلسوں میں بیٹھے گفتگوئیں کر رہے ہوں گے۔ ایسے میں یکا یک صور پھونکا جائے گا۔ کوئی کپڑا خرید رہا ہوگا تو ہاتھ سے کپڑا رکھنے کی نوبت نہ آئے گی کہ ختم ہو جائے گا۔ کوئی اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے حوض بھرے گا اور ابھی پلانے نہ پائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ کوئی کھانا کھانے بیٹھے گا اور لقمہ اٹھا کر منہ تک لے جانے کی بھی اسے مہلت نہ ملے گی۔

تشریح: ایسا نہیں ہوگا کہ قیامت آہستہ آہستہ آ رہی ہے اور لوگ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آ رہی ہے۔ بلکہ وہ اس طرح آئے گی کہ لوگ پورے اطمینان کے ساتھ اپنی دنیا کے کاروبار چلا رہے ہیں اور ان کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ تصور موجود نہیں ہے کہ دنیا کے خاتمہ کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ اس حالت میں اچانک ایک زور کا کڑاکا ہوگا اور جو جہاں تھا وہیں دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔

(تفہیم القرآن ج ۴، یٰسٓ، حاشیہ:۴۶)

تخریج:﴿۱﴾حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ:حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِکَ لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْکَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْنَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَیْنَهُمَا فَلَایَتَبَایَعَانِهٖ وَلَایَطْوِیَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَایَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَیَلِیْطُ حَوْضَهٗ فَلَایَسْقِیْ فِیْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُکْلَتَهٗ اِلٰی فِیْهِ فَلَایَطْعَمُهَا۔(۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی تاوقتیکہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ پھر جب سورج مغرب سے نکلے گا تو سب لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے۔ مگر اس وقت کا ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوگا۔ یہی بات اس آیت میں ارشاد فرمائی گئی ہے: **لَايَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا** الخ ''یعنی کسی نفس کو جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے ایمان لانے کے بعد بھلائی نہ کی ہو، اس کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا، قیامت بالضرور قائم ہوکر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ دو شخص خرید و فروخت کے لیے اپنے سامنے کپڑا پھیلائے بیٹھے ہوں گے مگر خرید و فروخت کا عمل پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا ہوگا اور نہ وہ اسے لپیٹ سکے ہوں گے کہ قیامت برپا ہوجائے گی۔ قیامت لازماً برپا ہوکر رہے گی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر واپس گھر پلٹ رہا ہوگا کہ قیامت برپا ہوجائے گی مگر وہ اسے پی نہ سکے گا۔ قیامت ضرور قائم ہوگی اور حالت یہ ہوگی کہ ایک شخص اپنا حوض مرمت کر رہا ہوگا (لیپ رہا ہوگا) مگر اس میں سے پی نہ سکے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔ قیامت قائم ہوجائے گی ایسی حالت میں کہ ایک آدمی نے کھانے کے لیے لقمہ اٹھایا ہوگا مگر اسے کھا نہ سکے گا کہ قیامت برپا ہوجائے گی۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا بُنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: ثَنَا عَوْفُ بْنُ اَبِىْ جَمِيْلَةَ، عَنْ اَبِىْ الْمُغِيْرَةِ الْقَوَّاسِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَيُنْفَخَنَّ فِى الصُّوْرِ وَالنَّاسُ فِىْ طُرُقِهِمْ وَاَسْوَاقِهِمْ وَمَجَالِسِهِمْ حَتّٰى اَنَّ الثَّوْبَ لَيَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ يَتَسَاوَمَانِ فَمَايُرْسِلُهٗ اَحَدُهُمَا مِنْ يَدِهٖ حَتّٰى يُنْفَخَ فِى الصُّوْرِ وَحَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَغْدُوْا مِنْ بَيْتِهٖ فَلَايَرْجِعُ حَتّٰى يُنْفَخَ فِى الصُّوْرِ وَهِىَ الَّتِىْ قَالَ اللّٰهُ مَايَنْظُرُوْنَ اِلَّاصَيْحَةً وَّاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ فَلَايَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً الآیة۔(۹)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ صور میں لازماً پھونکا جائے گا۔ اور حالت یہ ہوگی کہ لوگ راستوں اور بازاروں میں چل پھر رہے ہوں گے اور اپنی مجلسوں میں بیٹھے خوش گپیوں میں مشغول ہوں گے، حتّٰی کہ دو شخصوں کے درمیان کپڑا خرید و فروخت کی غرض سے رکھا ہوگا، بھاؤ لگا رہے ہوں گے مگر ان میں سے کوئی ایک بھی کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑنے نہ پائے گا کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ اور حتّٰی کہ ایک شخص صبح اپنے گھر سے نکلا ہوگا واپس گھر نہ آنے پائے گا کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ یہی وہ صورتِ حال ہے جس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ یٰسٓ) میں کھینچا ہے۔ ''یہ لوگ بس ایک چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آ پکڑے گی ایسی حالت میں کہ وہ باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں گے۔ انہیں اتنی مہلت بھی نہ ملے گی کہ وصیّت ہی کر سکیں۔''

دابۃ الارض کا ظہور

۷۔ ''دابۃ الارض'' کے نکلنے کا وقت کون سا ہوگا اس کے متعلق حضورؐ کا ارشاد ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور ایک روز دن دہاڑے یہ جانور نکل آئے گا۔ ان میں سے جو نشانی بھی پہلے ہو وہ بہرحال دوسری کے قریب ہی ظاہر ہوگی۔ (مسلم)

۸۔ دوسری روایات جو مسلم، ابنِ ماجہ، ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں آئی ہیں ان میں حضورؐ نے بتایا ہے کہ قیامت کے قریب زمانے میں دجّال[1] کا خروج، دابۃ الارض کا ظہور، دخان (دھواں) اور آفتاب کا مغرب سے طلوع وہ نشانیاں ہیں جو یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی۔

تشریح: ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ اس وقت ہوگا جب زمین میں کوئی نیکی کا حکم کرنے والا اور بدی سے روکنے والا باقی نہ رہے گا۔ ابنِ مردویہ نے ایک حدیث ابوسعید خدری سے نقل کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ یہی بات انہوں نے خود حضورؐ سے سُنی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب انسان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے تو قیامت قائم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ایک جانور کے ذریعے سے آخری مرتبہ اپنی حجت قائم فرمائے گا۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ یہ ایک ہی جانور ہوگا یا ایک خاص قسم کی جنسِ حیوان ہوگی جس کے بہت سے افراد روئے زمین پر پھیل جائیں گے۔ (سورۃ النمل: ۸۲ میں) **دَابَّةٌ مِّنَ الْاَرْضِ** کے الفاظ ہیں جن میں دونوں معنوں کا احتمال ہے۔ بہر حال جو بات وہ کہے گا وہ یہ ہوگی کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ان آیات پر یقین نہیں کرتے تھے جن میں قیامت کے آنے اور آخرت برپا ہونے کی خبریں دی گئی تھیں، تو لو اب اس کا وقت آن پہنچا ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سچی تھیں۔ سورۃ النمل: ۸۲ کے یہ الفاظ **اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ** ۔ ''لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔'' یا تو اس جانور کے اپنے کلام کی نقل ہے، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کلام کی حکایت۔ اگر یہ اُسی کے الفاظ کی نقل ہے تو ''ہماری'' کا لفظ وہ اسی طرح استعمال کرے گا جس طرح ایک حکومت کا ہر کارندہ ''ہم'' کا لفظ اس معنی میں بولتا ہے کہ وہ اپنی حکومت کی طرف سے بات کر رہا ہے نہ کہ اپنی شخصی حیثیت میں۔

اس جانور کی ماہیت، شکل وصورت، نکلنے کی جگہ اور ایسی ہی دوسری تفصیلات کے متعلّق طرح طرح کی روایات نقل کی گئی ہیں جو باہم بہت مختلف اور متضاد ہیں۔ ان چیزوں کے ذکر سے بجز ذہن کی پراگندگی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور ان کے جاننے کا کوئی فائدہ بھی نہیں کیونکہ جس مقصد کے لیے قرآن میں یہ ذکر کیا گیا ہے اس سے ان تفصیلات کا کوئی تعلّق نہیں ہے۔

رہا کسی جانور کا انسانوں سے انسانی زبان میں کلام کرنا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔ وہ جس چیز کو چاہے نطق کی طاقت بخش سکتا ہے۔ قیامت سے پہلے تو وہ ایک جانور ہی کو نطق بخشے گا۔ مگر جب وہ قیامت قائم ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں انسان کی آنکھ اور کان اور اس کے جسم کی کھال تک بول اٹھے گی جیسا کہ قرآن میں بہ تصریح بیان ہوا ہے۔ **حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ... وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ** (حم السجدہ: ۲۰، ۲۱)۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النحل، حاشیہ: ۱۰۱)

تخریج: (۱) **حَدَّثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰ، ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ، ثَنَا اَبُوْسَعِيْدِنِ الْاَشَجُّ ثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ اِدْرِيْسَ بْنِ يَزِيْدَ الْاَوْدِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرٍؓ فِيْ قَوْلِهٖ وَاِذَا وَقَعَ**

---

[1] دجال کے خروج پر بحث ''پیشین گوئیاں'' کے تحت تفصیل سے درج ہے۔

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ قَالَ اِذَا لَمْ يَأْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ يَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ۔(۱۰)

ابن کثیر نے ج۳ص۳۷۳۔۳۷۵پر دابۃ الارض کے بارے میں کافی تفصیلات نقل کی ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: عطیہؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ الخ ''یعنی جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان پر آپہونچے گا تو ہم ان کے لیے ایک جانور زمین سے نکالیں گے'' کے بارے میں یہ ہے کہ یہ خروج دابۃ الارض اس وقت ہوگا جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیں گے۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِبْنِ اَبِىْ شَيْبَةَ نَامُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ اَبِىْ حَيَّانَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ :حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا لَمْ اَنْسَهُ بَعْدُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجِ الدَّآبَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيُّهُمَا مَاكَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِيْبٌ۔(۱۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی جسے پھر کبھی نہیں بھولا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی اوّلین نشانیوں میں سے سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا اور دن دہاڑے دابۃ الارض کا لوگوں کے سامنے نکلنا۔ان میں سے جونشانی بھی پہلے ہو دوسری اس کے فوراً بعد اور قریب ہی ہوگی۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ، وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوْا: نَا اِسْمَاعِيْلُ يَعْنُوْنُ ابْنُ جَعْفَرٍ،عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتَّةً طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَالدَّآبَّةُ وَخَاصَةُ اَحَدِكُمْ وَاَمْرُالْعَامَةِ۔(۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھ چیزوں کی آمد سے پہلے جلدی جلدی عمل کرلو، سورج کا مغرب سے طلوع، دھواں، دجال کا خروج، دابۃ الارض کے ظہور اور ہر ایک کا اپنی موت اور قیامت کے برپا ہونے سے پہلے۔

نفخ صور

۹۔ اس طویل حدیث سے وہی بات معلوم ہوتی ہے جو ابن جریر اور طبرانی اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے نقل کی ہے۔اس میں نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ نفخ صور کے تین مواقع ہیں۔ایک نفخ فزع، دوسرا نفخ صعق اور تیسرا نفخ قیام لربِ العالمین ــــ پہلے نفخ کی تفصیلی حالت بیان کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ ــــ اس وقت زمین کی حالت اس کشتی کی سی ہوگی جو موجوں کے تھپیڑے کھا کر ڈگمگا رہی ہو یا اُس معلّق قندیل کی سی جس کو ہوا کے جھونکے بری طرح جھنجھوڑ رہے ہوں۔

تشریح : قیامت کے بپا ہونے کی ابتدائی کیفیات زلزلۂ قیامت کی ابتدائی کیفیات میں سے ہے اور اغلب یہ ہے کہ اس کا وقت وہ ہوگا جب کہ زمین یکا یک الٹی پھرنی شروع ہو جائے گی اور سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ یہی بات قدیم مفسرین میں سے علقمہ اور شعبی نے بیان کی ہے کہ **یَکُوْنُ ذٰلِکَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِھَا۔**

حدیث بالا میں نفخ کے تین مواقع بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا نفخ عام سراسیمگی پیدا کرے گا۔ دوسرے نفخ پر سب گر کر مر جائیں گے اور تیسرے نفخ پر سب لوگ زندہ ہو کر خدا کے حضور پیش ہو جائیں گے۔

اس وقت زمین کی آبادی پر جو کچھ گزرے گی اس کا نقشہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر کھینچا گیا ہے۔ فرمانِ ربانی ہے:

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ (الحاقة)

''پس جب صور میں ایک پھونک ماردی جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں توڑ دیے جائیں گے تو وہ واقعۂ عظیم پیش آجائے گا۔''

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا۔ (الزلزال)

''جب کہ زمین پوری کی پوری ہلا ماری جائے گی اور وہ اپنے پیٹ کے بوجھ نکال پھینکے گی اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو گیا ہے۔''

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ۔ (النازعات)

''جس روز ہلا مارے گا زلزلے کا ایک جھٹکا اور اس کے بعد دوسرا جھٹکا، اس دن دل کانپ رہے ہوں گے اور نگاہیں خوف زدہ ہوں گی۔''

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا۔ (الواقعة)

''جس روز زمین جھنجھوڑ ڈالی جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑنے لگیں گے۔''

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا نِالسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ۔ (المزمل: ۱۷، ۱۸)

''اگر تم نے پیغمبر کی بات نہ مانی تو کیسے بچو گے اس دن کی آفت سے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گی اور جس کی شدت سے آسمان پھٹا پڑتا ہوگا۔''

اگرچہ بعض مفسرین نے اس زلزلے کا وقت وہ بتایا ہے جب کہ مُردے زندہ ہو کر اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے اور اس کی تائید میں متعدد احادیث بھی نقل کی ہیں، لیکن قرآن کے صریح بیانات ان روایات کو قبول کرنے میں مانع ہیں۔ قرآن اس کا وقت وہ بتاتا ہے کہ جب مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتے پلاتے چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوں گی اور پیٹ والیوں کے پیٹ گر جائیں گے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ آخرت کی زندگی میں نہ کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہوگی اور نہ کسی حاملہ کے وضع حمل یا اسقاط کا کوئی موقع ہوگا کیونکہ قرآن کی واضح تصریحات کی رُو سے وہاں سب رشتے منقطع ہو چکے ہوں گے اور ہر شخص اپنی انفرادی حیثیت سے خدا کے سامنے جواب دینے کے لیے کھڑا ہوگا۔ لہٰذا قابلِ ترجیح وہی روایت ہے جو ہم نے پہلے نقل کی ہے۔

اگر چہ اس کی سند ضعیف ہے۔مگر قرآن سے مطابقت اس کے ضعف کو دور کر دیتی ہے اور یہ دوسری روایات گو سنداً قوی تر ہیں لیکن قرآن کے ظاہر بیان سے عدم مطابقت ان کو ضعیف کر دیتی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الحج، حاشیہ:۱)

تخریج : حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَافِعٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَمَّا فَرَغَ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خَلَقَ الصُّوْرَ فَاَعْطَاهُ اِسْرَافِيْلَ فَهُوَ وَاضِعُهٗ عَلٰى فِيْهِ شَاخِصٌ بِبَصَرِهٖ اِلَى الْعَرْشِ يَنْتَظِرُ مَتٰى يُؤْمَرُ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاالصُّوْرُ؟ قَالَ: قَرْنٌ، قَالَ: وَكَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: قَرْنٌ عَظِيْمٌ يُنْفَخُ فِيْهِ ثَلَاثُ نَفَخَاتٍ، اَلْاُوْلٰى نَفْخَةُ الْفَزَعِ وَالثَّانِيَةُ نَفْخَةُ الصَّعْقِ وَالثَّالِثَةُ نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ يَاْمُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِسْرَافِيْلَ بِالنَّفْخَةِ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ : اُنْفُخْ نَفْخَةَ الْفَزَعِ فَيَفْزَعُ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَيَاْمُرُهُ اللّٰهُ فَيُدِيْمُهَا وَيُطَوِّلُهَا فَلَايَفْتُرُ وَهِيَ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَايَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّاصَيْحَةً وَّاحِدَةً مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ. فَيُسَيِّرُاللّٰهُ الْجِبَالَ فَتَكُوْنُ سَرَابًا وَتُرَجُّ الْاَرْضُ بِاَهْلِهَا رَجًّا وَهِيَ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ فَتَكُوْنُ الْاَرْضُ كَالسَّفِيْنَةِ الْمُوْبَقَةِ فِي الْبَحْرِ تَضْرِبُهَا الْاَمْوَاجُ تَكْفَأُ بِاَهْلِهَا اَوْكَالْقِنْدِيْلِ الْمُعَلَّقِ بِالْعَرْشِ تُرَجِّحُهُ الْاَرْوَاحُ فَتَمِيْدُ النَّاسُ عَلٰى ظَهْرِهَا فَتَذْهَلُ الْمُرَاضِعُ وَتَضَعُ الْحَوَامِلُ وَتَشِيْبُ الْوِلْدَانُ الخ۔(۱۳)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان یعنی کائنات کے پیدا کرنے کے بعد صور کو پیدا کیا اور اسے اسرافیل کے سپرد کر دیا۔ وہ اُسے اپنے مُنہ سے لگائے ہوئے ہیں اور عرشِ الٰہی کی طرف ٹکٹکی باندھے اس انتظار میں ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہ! یہ صور کیا ہے؟ فرمایا ''یہ ایک سینگ ہے۔'' پھر ابو ہریرہؓ نے عرض کیا، یہ کیسا ہے؟ آپؐ نے بتایا یہ بڑا نرسنگھا ہے، اس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلا نَفْخَةُ الْفَزَعِ، دوسرا نَفْخَةُ الصَّعْقِ اور تیسرا نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو نَفْخَةُ الْاُوْلٰى کا حکم دے کر فرمائے گا۔ نَفْخَةُ الْفَزَعِ کے لیے پھونکو! تو سب اہلِ ارض و سما پر گھبراہٹ اور خوف زدگی کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ صرف وہ بچ رہیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا اور پھر انہیں حکم ملے گا تو اسے اور لمبا کر دیں گے۔ اور اس کے تسلسل میں وقفہ نہیں ہوگا۔ ہاں یہ موقع ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَايَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّاصَيْحَةً وَّاحِدَةً مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ ''یہ لوگ بس ایک دھماکے کے منتظر ہیں جس کے بعد دوسرا کوئی دھماکہ نہ ہوگا'' پھر پہاڑ چلیں گے اور مٹی کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین اپنے باسیوں کو لے کر شدت سے جنبش کرے گی اور یہی موقع ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَوْمَ تَرْجُفُ... وَاجِفَةٌ جس روز ہلا مارے گا زلزلے کا جھٹکا اور اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا پڑے گا۔ کچھ دل ہوں گے جو اس روز خوف سے کانپ رہے ہوں گے۔'' اس وقت زمین کی حالت

اس کشتی کی سی ہوگی جو موجوں کے تھپیڑے کھا کر ڈگمگا رہی ہو یا اس معلّق قندیل کی سی جس کو ہوا کے جھونکے بری طرح جھنجھوڑ رہے ہوں۔ پس لوگ اس کی پیٹھ پر پھیل جائیں گے۔ دودھ پلانے والی دودھ پلانا بھول جائے گی۔ عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ''اسرافیل صور پر منہ رکھے عرش کی طرف دیکھ رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب پھونک مارنے کا حکم ہوتا ہے۔'' یہ صور، تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلا **نَفْخَةُ الْفَزَع** جو زمین و آسمان کی ساری مخلوق کو سہادے گا۔ دوسرا **نَفْخَةُ الصَّعْق** جسے سنتے ہی سب ہلاک ہو کر گر جائیں گے۔ پھر جب اللہ واحد صمد کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو زمین بدل کر کچھ کی کچھ کر دی جائے گی اور اسے عکاظی بساط کی طرح ایسا سپاٹ کر دیا جائے گا کہ اس میں کوئی ذرا سی سلوٹ تک نہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی خلق کو بس ایک جھڑکی دے گا جسے سنتے ہی ہر شخص جس جگہ مر کر گرا تھا اسی جگہ وہ اس بدلی ہوئی زمین پر اُٹھ کھڑا ہو گا اور یہی **نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ** ہے۔

تشریح: پہلے صور اور دوسرے صور کے درمیان کتنا زمانہ ہوگا، اس کے متعلّق کوئی معلومات ہمیں حاصل نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ زمانہ سینکڑوں اور ہزاروں برس طویل ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۴، یٰسٓ، حاشیہ: ۴۷)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَافِعٍ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ نِ الْقُرَظِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خَلَقَ الصُّوْرَ فَاَعْطَاهُ اِسْرَافِيْلَ فَهُوَ وَاضِعُهُ عَلٰى فِيْهِ شَاخِصٌ بِبَصَرِهٖ اِلَى الْعَرْشِ يَنْتَظِرُ مَتٰى يُؤْمَرُ. قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاالصُّوْرُ؟ قَالَ: قَرْنٌ، قَالَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: قَرْنٌ عَظِيْمٌ يُنْفَخُ فِيْهِ ثَلَاثُ نَفَخَاتٍ، اَلْاُوْلٰى نَفْخَةُ الْفَزَعِ، وَالثَّانِيَةُ نَفْخَةُ الصَّعِقِ، وَالثَّالِثَةُ نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ. يَاْمُرُ اللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ بِالنَّفْخَةِ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اُنْفُخْ نَفْخَةَ الْفَزَعِ فَيَفْزَعُ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ اِلَّامَاشَآءَ اللّٰهُ، وَيَاْمُرُهُ اللّٰهُ فَيُدِيْمُهَا وَيُطَوِّلُهَا فَلَايَفْتُرُ وَهِيَ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ وَمَايَنْظُرُهٰٓؤُلَآءِ اِلَّاصَيْحَةً وَّاحِدَةً مَالَهَا مِنْ فَوَاقٍ. ثُمَّ يَاْمُرُاللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ بِنَفْخَةِ الصَّعِقِ فَيَقُوْلُ اُنْفُخْ نَفْخَةَ الصَّعِقِ. فَيَصْعَقُ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ. ثُمَّ يُمِيْتُ مَنْ بَقِيَ فَاِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّااللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ بَدَّلَ الْاَرْضَ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ فَيَبْسُطُهَا وَيَسْطَحُهَا وَيَمُدُّ مَدَّ الْاَدِيْمِ الْعُكَاظِيِّ لَاتَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَلَاۤاَمْتًا، ثُمَّ يَزْجُرُاللّٰهُ الْخَلْقَ زَجْرَةً فَاِذَا هُمْ فِيْ هٰذِهِ الْمُبَدَّلَةِ فِيْ مِثْلِ مَوَاضِعِهِمْ مِنَ الْاُوْلٰى مَاكَانَ فِيْ بَطْنِهَا كَانَ فِيْ بَطْنِهَا وَمَاكَانَ عَلٰى ظَهْرِهَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِهَا۔(١٤)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ جب آسمانوں اور زمین یعنی کائنات کی تخلیق سے فارغ ہوا تو پھر اس نے صور کو پیدا کیا اور اسرافیل کے سپرد کردیا، چنانچہ اب اسرافیل اسے اپنے منہ سے لگائے، عرشِ معلّٰی کی جانب نظریں جمائے، اس انتظار میں ہیں کہ انہیں کب اس میں پھونک مارنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) یہ صور کیا ہے؟ فرمایا ''یہ ایک سینگ ہے۔'' پھر ابو ہریرہؓ نے عرض کیا یہ کیسا ہے؟ ارشاد ہوا ایک بہت بڑا سینگ ہے۔ اس میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا پہلا **نفخة الفزع**، دوسرا **نفخة الصعق** اور تیسرا **نفخة القیام لربّ العالمین**۔ پہلے نفخہ کے وقت اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم فرمائیں گے کہ **نفخة الفزع** کے لیے صور پھونکو (تعمیل ارشادِ الٰہی میں اسرافیل صور پھونکیں گے) تو آسمانوں اور زمین کی ہر شے بجز اس کے جسے اللہ چاہے گا باقی سب سہم جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم فرمائیں گے کہ اسے بالکل ہموار شکل میں دراز کردو اور اس کے تسلسل میں وقفہ نہ ہونے پائے۔ یہ وہی نقشۂ احوال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ''پس یہ لوگ صرف ایک دھماکے کے منتظر ہیں جس کے بعد کوئی دوسرا دھماکہ نہ ہوگا۔'' پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو **نفخة الصعق** کا حکم فرمائیں گے کہ وہ **نفخة الصعق** پھونکیں (چنانچہ تعمیل ارشاد میں وہ صور پھونکیں گے) جس کے نتیجہ میں آسمانوں اور زمین یعنی ساری کائنات کی مخلوق بے ہوش ہوکر گرجائے گی بجز اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ بس وہ سب بجھ کر رہ جانے والے ہوجائیں گے۔ پھر باقی ماندہ مرجائیں گے۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچے گا تو اللہ تعالیٰ زمین اور آسمانوں کی موجودہ حالت کو بدل دے گا اور اسے عکاظی بساط کی طرح ایسا سپاٹ کردیا جائے گا کہ اس میں ذرا سی سلوٹ تک نہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی خلق کو بس ایک جھڑکی دے گا جسے سنتے ہی ہر شخص جس جگہ مر کر گرا تھا، اسی جگہ وہ اس بدلی ہوئی زمین پر اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس کے پیٹ والا پیٹ میں اور اس کی پشت والا پشت پر رہ جائے گا۔''

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ رَافِعِ الْمَدَنِيِّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ثَلَاثُ نَفَخَاتٍ اَلْاُوْلٰى نَفْخَةُ الْفَزَعِ وَالثَّانِيَةُ نَفْخَةُ الصَّعِقِ، وَالثَّالِثَةُ نَفْخَةُ الْقِيَامِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. يَاْمُرُ اللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ بِالنَّفْخَةِ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ انْفُخْ نَفْخَةَ الْفَزَعِ فَتَفْزَعُ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنِ اسْتَثْنٰى حِيْنَ يَقُوْلُ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ؟ قَالَ: ''اُولٰٓئِكَ الشُّهَدَآءُ'' وَاِنَّمَا يَصِلُ الْفَزَعُ اِلَى الْاَحْيَاءِ اُولٰٓئِكَ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَقَاهُمُ اللّٰهُ فَزَعَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَاٰمَنَهُمْ ثُمَّ يَاْمُرُ اللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ بِنَفْخَةِ الصَّعِقِ فَيَقُوْلُ انْفُخْ نَفْخَةَ الصَّعِقِ فَيَهْلِكُ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ فَاِذَاهُمْ خَامِدُوْنَ ثُمَّ يَاْتِيْ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلَى الْجَبَّارِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ قَدْمَاتَ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شِئْتَ فَيَقُوْلُ لَهٗ وَهُوَ

اَعْلَمُ فَمَنْ بَقِیَ؟ فَیَقُوْلُ: بَقِیْتَ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَبَقِیَ حَمَلَةُ عَرْشِکَ وَبَقِیَ جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لَهٗ اُسْکُتْ اِنِّیْ کَتَبْتُ الْمَوْتَ عَلٰی مَنْ کَانَ تَحْتَ عَرْشِیْ ثُمَّ یَأْتِیْ مَلَکُ الْمَوْتِ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ قَدْمَاتَ جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ وَھُوَ اَعْلَمُ فَمَنْ بَقِیَ فَیَقُوْلُ بَقِیْتَ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَبَقِیَ حَمَلَةُ عَرْشِکَ وَبَقِیْتُ اَنَا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ فَلْیَمُتْ حَمَلَةُ الْعَرْشِ فَیَمُوْتُوْنَ وَیَأْمُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی الْعَرْشَ فَیَقْبِضُ الصُّوْرَ فَیَقُوْلُ: اَیْ رَبِّ قَدْ مَاتَ حَمَلَةُ عَرْشِکَ فَیَقُوْلُ مَنْ بَقِیَ وَھُوَ اَعْلَمُ فَیَقُوْلُ: بَقِیْتَ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَبَقِیْتُ اَنَا قَالَ: فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَنْتَ مِنْ خَلْقِیْ خَلَقْتُکَ لِمَا رَأَیْتُ فَمُتْ لَاتَحْیِیْ فَیَمُوْتُ الخ۔(۱۵)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ پہلا **نفخة الفزع** دوسرا **نفخة الصعق** اور تیسرا **نفخة القیام لربّ العالمین**۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ **نفخة الفزع** کا صور پھونکو۔ وہ پھونکیں گے تو اہل ارض وسما بجز ان کے سب سہم جائیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ خود بچانا چاہے گا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب اہلِ ارض وسما سب سہمے ہوئے ہوں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا، حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا: اس وقت اس سے کوئی مستثنیٰ بھی ہوگا؟ آپ نے فرمایا ”وہ شہداء ہوں گے۔ یہ گھبراہٹ اور سہم جانے کی کیفیت وحالت صرف دنیا میں زندوں پر طاری ہوگی۔ یہ شہداء اللہ تعالیٰ کے پاس بقید حیات ہوں گے، وہاں رزق پا رہے ہوں گے۔ اس دن کی گھبراہٹ سے اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ و مامون رکھے گا۔“ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو **نفخة الصعق** کا حکم دیں گے کہ **نفخة الصعق** پھونکو! وہ پھونکیں گے تو سب اہلِ ارض وسما سنتے ہی ہلاک ہوجائیں گے صرف وہ بچ رہیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا۔ اس کے بعد ملک الموت اللہ تعالیٰ جبار کے پاس حاضر ہوکر عرض کرے گا۔ پروردگار سوائے اس کے جسے تونے بچایا ہے، باقی ساری کائنات والے مرگئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا باوجودیکہ اسے صحیح علم ہے کون زندہ بچ گیا ہے، کون باقی رہ گیا ہے؟ اسرافیل عرض کریں گے آپ کی ذات لازوال ولایزل، حاملین عرش، اور جبریلؑ ومیکائیلؑ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ”چپ رہو میں نے تحت العرش فرشتوں پر بھی موت لکھ دی ہے۔“ ملک الموت پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوکر عرض کرے گا یارب جبریلؑ ومیکائیل بھی مرچکے ہیں۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم ہے کہ کون باقی رہ گیا ہے ان سے دریافت فرمائے گا کہ کون باقی بچ گیا ہے؟ وہ عرض کریں گے آپ کی زندہ جاوید ولازوال ذات اقدس اور حاملینِ عرش معلّٰی اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو حکم دے گا کہ وہ مرجائیں۔ حکم پاتے ہی وہ سب مرجائیں گے اب عرش سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ صور کو تھام لے وہ بہ تعمیلِ ارشاد الٰہی صور کو پکڑ کر عرض کرے گا۔ اے میرے رب! حاملین عرش تو مرچکے ہیں باوجودیکہ اسے بخوبی علم ہوگا کہ کون باقی رہ گیا ہے، دریافت فرمائے گا، کون باقی رہ گیا ہے؟ وہ عرض کرے گا آپ کی واجب الوجود لازوال ذات مقدس اور میں باقی ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ”تو بھی میری مخلوق میں سے ہے میں نے تجھے پیدا کیا ہے لہٰذا تو بھی مرجا۔ زندہ مت رہ، پس وہ بھی مرجائے گا۔“

〈۳〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَابَیْنَ النَّفْخَتَیْنِ اَرْبَعُوْنَ. قَالُوْا: یَااَبَاهُرَیْرَةَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا؟ قَالَ: اَبَیْتُ، قَالُوْا: اَرْبَعِیْنَ شَهْرًا؟ قَالَ: اَبَیْتُ قَالُوْا: اَرْبَعِیْنَ سَنَةً؟ قَالَ: اَبَیْتُ ثُمَّ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا یَنْبُتُ الْبَقْلُ. قَالَ: وَلَیْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَیْءٌ لَّایَبْلٰی اِلَّاعَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَعَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ یُرَکَّبُ الْخَلْقُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔(۱٦)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ :رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہے۔شاگردوں نے ابوہریرہؓ سے پوچھا چالیس سے چالیس دن مراد ہیں؟ ابوہریرہؓ بولے کہ میں اس بارے میں اثبات میں جواب دینے سے انکاری ہوں۔پھر پوچھا چالیس مہینے؟ انہوں نے پھر کہا میں اثبات میں جواب دینے سے انکاری ہوں۔ پھر پوچھا چالیس سال؟ جواب میں پھر وہی کہا کہ میں اس سے انکار کرتا ہوں۔پھر آسمان سے بارش ہوگی تو یہ لوگ ساگ کی پنیری کی طرح زمین سے اُگ آئیں گے اور فرمایا کہ ریڑھ کی ہڈی کے نچلے مہرہ کے سوا انسان کی کوئی شے باقی نہ رہے گی۔سب گل سڑ کر بوسیدہ ہو جائے گی،اسی مہرے سے قیامت کے روز اسے پھر جوڑ دیا جائے گا۔

اُس روز لوگ کس حالت میں اُٹھیں گے؟

۱۱۔احادیث میں مختلف طریقوں اور سندوں سے یہ روایت آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’قیامت کے روز سب لوگ ننگے بُوچے اٹھیں گے۔‘‘ آپؐ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے (بروایت بعض حضرت عائشہؓ نے) اور بروایت بعض حضرت سودہؓ،اور بروایت بعض ایک خاتون نے گھبرا کر پوچھا، یارسول اللہ کیا ہمارے ستر اُس روز سب کے سامنے کھلے ہوں گے؟ حضورؐ نے سورۂ عبس کی یہ آیت کہ لِکُلِّ امْرِیٔ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ (عبس:۳۷) ’’ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔‘‘ تلاوت فرما کر بتایا کہ اس روز کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔

(تفہیم القرآن ج٦،عبس،حاشیہ:۲۳)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَایَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِیْ صَغِیْرَةَ، حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ جَمِیْعًا یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ؟ قَالَ: یَاعَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یَنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ۔(۱۷)

مسند میں یا عائشة اَنَّ الْاَمْرَ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یُهِمَّهُمْ ذَالِکَ بیان ہوا ہے۔

〈۲〉 قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارِبْنِ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ اَبُوْزَیْدِ الْعَبَادَانِیُّ عَنْ هِلَالَ بْنِ حُبَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً مُشَاةً غُرْلاً قَالَ: فَقَالَتْ زَوْجَتُهُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَنْظُرُ اَوْیَرٰی

بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ؟ قَالَ: لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ اَوْقَالَ مَااَشْغَلَهٗ عَنِ النَّظْرِ۔(۱۸)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز لوگ ننگے دھڑ ننگے اٹھیں گے۔نہ جسم پر لباس ہوگا اور نہ پاؤں میں جوتیاں اور نامختون ہوں گے۔آپؐ کی زوجہ محترمہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم ایک دوسرے کے قابل ستر اعضا کو دیکھیں گے۔فرمایا اس روز ہر شخص پر ایسا وقت آن پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا یا فرمایا اس روز کسی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔

〈۳〉 قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَيْضًا حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ عَائِذِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ. اِنِّیْ سَائِلُتُكَ عَنْ حَدِيْثٍ فَتُخْبِرُنِیْ اَنْتَ بِهٖ قَالَ اِنْ كَانَ عِنْدِیْ مِنْهُ عِلْمٌ قَالَتْ يَانَبِیَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الرِّجَالُ؟ قَالَ: حُفَاةً عُرَاةً قَالَتْ: وَاَسْوَأَتَاه مِنْ يَّوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: وَعَنْ اَیِّ ذٰلِكَ تَسْاَلِيْنَ اِنَّهٗ قَدْنَزَلَ عَلَیَّ آيَةٌ لَايَضُرُّكِ كَانَ عَلَيْكِ ثِيَابٌ اَوْلَايَكُوْنُ قَالَتْ: اَيَّةُ اٰيَةٍ هِیَ يَانَبِیَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔(۱۹)

قَالَ اَبُوحاتم الرازی عائض بن شريح ضعيف وفی حديثه ضعف۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں آپؐ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتی ہوں آپ بتائیں۔فرمایا اگر مجھے اس کا علم ہوگا تو ضرور بتاؤں گا۔ پوچھا یا نبی اللہ! قیامت کے روز لوگ حشر میں کس طرح اکٹھے کیے جائیں گے؟ فرمایا مادر زاد ننگے۔حضرت عائشہؓ نے اظہارِ تاسّف کرتے ہوئے کہا ہائے قیامت کے دن لوگوں کی شرمگاہوں کا کیا بنے گا۔آپؐ نے فرمایا: تم پوچھنا کیا چاہتی ہو؟ مجھ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ تمہارے جسم پر لباس ہو یا نہ ہو اس وقت کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔عرض کیا وہ کون سی آیت ہے۔فرمایا: لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔

〈۴〉 حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَامَ فِيْنَا النَّبِیُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ الآية الخ۔(۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قیام فرما ہوئے اور خطاب فرمایا کہ ”تم سب قیامت کے روز اسی طرح ننگے بوچے اکٹھے کیے جاؤ گے جس طرح پیدائش کے وقت تھے۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَامُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، نَاثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَقَالَتِ امْرَاَةٌ: اَيُبْصِرُ اَوْيَرٰی بَعْضُنَا عَوْرَةَ بَعْضٍ؟ قَالَ: يَافُلَانَةُ لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔(۲۱)

هذا حديث حسن صحيح قد روی من غير وجه عن ابن عباس۔

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا ''تمہیں ننگے بوچے اور غیرمختون اٹھایا جائے گا۔'' ایک عورت نے عرض کیا، کیا ہم ایک دوسرے کے ستر دیکھیں گے؟ فرمایا: ''اے خاتون اس روز ہر شخص پر ایسا وقت آن پڑا ہوگا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔''

〈۶〉 اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ الْفَقِيْهِ بِبَغْدَادَ، ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِسْحَاقَ، ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ. عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُبْعَثُ النَّاسُ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ وَيَبْلُغُ شَحْمَةَ الْاُذُنِ، قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاسَوْءَ تَاه يَنْظُرُ بَعْضُنَا اِلٰى بَعْضٍ. قَالَ: شَغَلَ النَّاسُ عَنْ ذٰلِكَ وَتَلاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔(۲۲)

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَاتَّفَقَا عَلٰى حَدِيْثِ حَاتِمِ بْنِ اَبِىْ صَغِيْرَةَ عَنْ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ مُخْتَصَراً۔

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت سودہؓ روایت بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''حشر کے دن لوگ ننگے بوچے نامختون اٹھیں گے۔ پسینے میں شرابور ہوں گے حتّٰی کہ پسینہ کانوں کی لو تک پہنچ چکا ہوگا۔'' فرماتی ہیں میں نے افسوس کرتے ہوئے کہا یارسولؐ اللہ! ہم برہنہ ہوں گے اور ایک دوسرے کے ستر کو دیکھ رہے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا ''اس روز کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا ہوش نہیں ہوگا۔'' پھر قرآن کی یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ ''اس روز آدمی اپنے بھائی سے، اپنی ماں سے، اپنے باپ سے، اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے دُور بھاگے گا'' ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آ پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔''

〈۷〉 اَخْبَرَنِىْ عَمْرُوبْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، قَالَ: اَخْبَرَنِى الزُّبَيْدِىُّ، قَالَ: اَخْبَرَنِى الزُّهْرِىُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ بِالْعَوْرَاتِ؟ فَقَالَ: لِكُلِّ امْرِیءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔(۲۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز لوگوں کو ننگے بوچے اور نامختون اٹھایا جائے گا۔'' حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ پھر قابلِ ستر اعضاء کا کیا ہوگا؟ فرمایا ''اس روز ہر شخص پر ایسا وقت آن پڑا ہوگا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا۔''

خواہشاتِ نفس کی پیروی اور تنگ دلی کی غلامی

۱۲۔حَتّٰى اِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِىْ رَأْىٍ بِرَاْيِهٖ فَعَلَيْكَ بِخُوَيِّصَةِ نَفْسِكَ۔

''جب تو دیکھے کہ لوگ اپنی تنگ دلی کے غلام اور خواہشاتِ نفس کے پیرو بن گئے ہیں۔ اور ہر شخص خود رائی میں مبتلا ہے تو پھر تجھے چاہیے کہ بس اپنی نجات کی فکر کرے۔''

تشریح : یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ کسی پوری قوم میں یا ساری کی ساری دنیا میں ''شحّ مطاع'' اور ''ہوائے متبع'' کے سوا اب کچھ بھی نہیں رہا، تجربے کی ضرورت ہے نہ کہ اپنی جگہ سمجھ بیٹھنے کی۔ اگر کوئی شخص حق کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور تبلیغ کا جو حق ہے وہ ادا کرے۔ اور پھر تجربے سے ثابت ہو کہ کوئی بھی اپنی ہوائے نفس کی پیروی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے اور سب کے سب باطل پرستی پر مصر ہیں، تب اس حدیث کے منشا کے مطابق آدمی کے لیے یہ درست ہوسکتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے اور صرف اپنی نجات سے غرض رکھے لیکن عملاً کوشش کیے بغیر پہلے ہی سے یہ سمجھ لینا کہ دعوت اور تبلیغ و تذکیر سے کچھ حاصل نہیں ہے، محض ادائے فرض سے جی چرانے کا ایک بہانہ ہے۔ آج اگر ہم اس حدیث[1] کو حجت بنا کر اپنا وہ فرض ادا کرنے کی کوشش نہ کریں جو مومن ہونے کی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتا ہے۔ تو دنیا میں ہم اپنے نفس کو مطمئن کر سکتے ہیں لیکن قیامت کے روز اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی باز پرس کے جواب میں یہ حدیث معذرت کے طور پر پیش کی اور نبی ﷺ نے اسی وقت ہمارے منہ پر اس کی تردید کر دی کہ میرا مدعا یہ نہ تھا اور ان لوگوں نے میری حدیث سے غلط معنی نکال کر محض حیلہ بازی کی تھی تو ہمارے پاس جواب دہی کے لیے کیا باقی رہ جائے گا؟ (رسائل ومسائل اول، اشاعت سوم، ص: ۵۹، ۶۰)

تخریج : حَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِیعِ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْعَتَکِیُّ، ثَنَاابْنُ الْمُبَارَکِ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِیْ حَکِیْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَمْرُوبْنُ جَارِیَةَ اللَّخْمِیُّ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْاُمَیَّةَ الشَّعْبَانِیُّ، قَالَ: سَأَلْتُ اَبَاثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیَّ، فَقُلْتُ: یَا اَبَا ثَعْلَبَةَ، کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ (عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ)؟ قَالَ: اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِیْرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ، حَتّٰی اِذَا رَأَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًی مُتَّبَعًا وَدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَأْیٍ بِرَأْیِهٖ فَعَلَیْکَ ـــ یَعْنِیْ بِنَفْسِکَ ـــ وَدَعْ عَنْکَ الْعَوَامَّ۔

فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِکُمْ اَیَّامَ (الصَّبْرِ) الصَّبْرُ فِیْهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَی الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِیْهِمْ مِثْلُ اَجْرِ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ وَزَادَنِیْ غَیْرُهٗ، قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ؟ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْکُمْ۔ (۲٤)

ابن ماجہ نے وَأَعْجَابُ کُلِّ ذِیْ رَأْیٍ بِرَأْیِهٖ کے بعد وَرَأَیْتَ اَمْرًا لَایَدَانِ لَکَ بِهٖ فَعَلَیْکَ خُوَیِّصَةَ نَفْسِکَ بیان کیا ہے۔

---

[1] دراصل اس حدیث کا یہ منشا ہے ہی نہیں کہ بحیثیت مجموعی کسی پوری آبادی کے متعلق یہ قیاس کر لیا جائے کہ اس میں شحّ مطاع اور ہوائے متبع کے سوا کچھ نہیں ہے لہٰذا نصیحت اور تذکیر سے کچھ حاصل نہیں، بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یا کوئی گروہ ایسا ہو جس کے سامنے دعوت حق کو ٹھیک ٹھیک طریقے سے پیش کیا جائے اور پھر اس کے رویے سے یہ معلوم ہو کہ وہ اپنی شحّ اور اپنی ہوائے نفس کا بندہ بنا ہوا ہے تب اس کے اوپر تذکیر میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔ یہ وہی بات ہے جو قرآن مجید میں جگہ جگہ آئی ہے کہ ''اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ اور فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی'' جو لوگ جہالت پر اتر آئیں ان کے پیچھے نہ پڑو۔ اور نصیحت کرو اگر نصیحت نافع ہو۔'' (رسائل ومسائل اوّل، ص: ۵۲)

ترجمہ : ابوامیہ شعبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوثعلبہ کی خدمت میں حاضر ہوکر یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَایَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ کے بارے میں ان سے پوچھا کہ آپ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ابوثعلبہ نے جواب دیا کہ بخدا آپ نے جاننے والے سے پوچھا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں نہایت باخبر ہستی یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ "تم لوگ نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو حتی کہ جب تم دیکھو کہ لوگ اپنی تنگ دلی کے غلام اور خواہشات نفس کے پیرو بن گئے ہیں، دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص خودرائی میں مبتلا ہے تو سمجھو کہ معاملہ تمہارے اختیار سے باہر ہو گیا ہے تو پھر تمہیں چاہیے کہ بس اپنی ذات کی فکر کرو۔ اور لوگوں کو اپنے سے دور کردو۔

تمہارے بعد ایسے ایام آنے والے ہیں کہ جن میں (حق پر) جمے رہنا ایسا ہوگا جیسے انگارہ مٹھی میں لینا۔ ایسے حالات میں جو شخص عمل کرے گا اس کا عمل پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ صحابی نے پوچھا، یارسول اللہؐ! اس وقت کے پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا؟ آنحضورؐ نے فرمایا کہ "تم میں سے پچاس کے برابر ہوگا۔"

پچھلی اُمتوں کی روش پر چلنے کی پیشین گوئی

۱۳۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم بھی آخرکار پچھلی امتوں ہی کی روش پر چل کر رہو گے حتی کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی اسی میں گھسو گے۔ صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "اور کون؟"

تشریح : نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد محض ایک توبیخ نہ تھا بلکہ اللہ کی دی ہوئی بصیرت سے آپ یہ جانتے تھے کہ انبیاء کی امتوں میں بگاڑ کن کن راستوں سے آیا اور کن کن شکلوں میں ظہور کرتا رہا۔

اس سے پیروانِ محمد ﷺ کو سبق دینا مقصود ہے کہ وہ اس انحطاط کے گڑھے میں گرنے سے بچیں جس میں پچھلے انبیاء کے پیرو گر گئے۔ یہودیوں کی اخلاقی کمزوریوں، مذہبی غلط فہمیوں اور اعتقادی و عملی گمراہیوں میں سے ایک ایک کی نشاندہی کرکے اس کے بالمقابل دینِ حق کے مقتضیات بیان کیے گئے ہیں تاکہ مسلمان اپنا راستہ صاف دیکھ سکیں اور غلط راہوں سے بچ کر چلیں۔ (تفہیم القرآن ج۱، البقرۃ، حاشیہ: ۵۶)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْعُمَرَ الصَّنْعَانِیُّ مِنَ الْیَمَنِ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتّٰی لَوْدَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ: فَمَنْ؟ (۲۵)

(۲) حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ زَیْدُ ابْنُ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْسَلَکُوْا جُحْرَ ضَبٍّ سَلَکْتُمُوْہُ، قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی، قَالَ: فَمَنْ؟ (۲۶)

〈۳〉 حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِیُّ، نَاسُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سِنَانِ بْنِ اَبِیْ سِنَانٍ، عَنْ اَبِیْ وَاقِدِنِ اللَّيْثِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ اِلٰی حُنَيْنٍ مَرَّبِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ اَنْوَاطٍ يَعْلِقُوْنَ عَلَيْهَا اَسْلِحَتَهُمْ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی اجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔(۲۷) (هذا حديث حسن صحيح)

ترجمہ: ابوواقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف نکلے تو آپؐ کا گزر مشرکین کے ایک ذات انواط نامی درخت کے پاس سے ہوا ــــ جس پر وہ برکت کے لیے اپنا اسلحہ لٹکا دیا کرتے تھے ــــ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس طرح مشرکین کا یہ درخت ہے اسی طرح کا ہمارے لیے بھی متعیّن فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا ''سبحان اللہ۔ یہ تو اسی طرح کا تقاضا ہے جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کیا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی الٰہ بنادیں جیسے ان کے الٰہ ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم بھی آخر کار لازماً اپنے سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے راستہ پر چلو گے۔''

〈۴〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَأْخُذَ اُمَّتِیْ بِاَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسٍ وَالرُّوْمِ قَالَ: وَمَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰٓئِكَ؟(۲۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت بھی پہلے لوگوں کی روش اختیار نہ کرے گی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! فارس اور روم کے لوگوں کی؟ فرمایا: ''ان لوگوں کے علاوہ اور کون ہیں؟''

قیامت کا منظر

۱۴۔ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهٗ رَأْیُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَاِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ، وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ''جو شخص چاہتا ہو کہ روزِ قیامت کو اس طرح دیکھ لے جیسے آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے تو وہ سورۂ تکویر، اور سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق کو پڑھ لے۔''

(تفہیم القرآن ج ۶، الانفطار: موضوع اور مضمون)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِیُّ نَاعَبْدُالرَّزَّاقِ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُجَيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَهُوَ بْنُ يَزِيْدَ الصَّنْعَانِیُّ، قَالَ سَمِعْتُ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهٗ رَأْیُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ اِذَاالشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَاالسَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔(۲۹)

قیامت کی آمد سے پہلے اس کے لیے تیاری کی ضرورت

۱۵۔ وَیْحَکَ اَنَّھَا کَائِنَۃٌ لاَمَحَالَۃَ فَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا؟

''(صحاح اورسُنن اورمسانید میں حدِّ تواتر کوپہنچی ہوئی روایت ہے کہ)ایک مرتبہ حضورؐ سفر میں کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص نے دُور سے پکارا یا محمدؐ! آپؐ نے فرمایا بولو کیا کہنا ہے؟ اس نے کہا قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے جواب دیا''بندۂ خدا وہ تو بہرحال آنی ہی ہے۔تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟''

تشریح : اس ارشاد سے سامعین کواحساس دلایا گیا ہے کہ قیامت کے آنے کی تاریخ معلوم کرنے کی فکر میں کہاں پڑے ہو، فکراس بات کی کرو کہ جب وہ آئے گی تواپنی ان گمراہیوں کاتمھیں کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔(تفہیم القرآن ج ۴،حٰم السجدہ،حاشیہ:۶۲)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا ھَمَّامٌ عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ:یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَائِمَۃٌ؟ قَالَ:وَیْلَکَ وَمَا اَعْدَدْتَّ لَھَا؟ قَالَ: مَا اَعْدَدْتُّ لَھَا اِلاَّ اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ:اِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ۔(۳۰)

ترجمہ : حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی بدوی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھا یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا:''افسوس تجھ پر! تو نے اس کی آمد کے لیے کیا تیاری کی ہے؟''عرض کیا۔میں نے تو اس کے لیے اللہ اوراس کے رسولؐ سے محبت کے سوا کچھ بھی تیار نہیں کیا۔آپؐ نے فرمایا''بلاشبہ تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

〈۲〉 حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ:حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ، قَالَ: نَااَنَسُ بْنُ مَالِکٍ، قَالَ:بَیْنَمَا اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَارِجَیْنِ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَقِیْنَا رَجُلٌ عِنْدَسُدَّۃِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَا اَعْدَدْتَّ لَھَا؟ قَالَ:فَکَاَنَّ الرَّجُلَ اسْتَکَانَ، ثُمَّ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَعْدَدْتُّ لَھَا کَثِیْرِ صَلاَۃٍ وَلاَصِیَامٍ وَلاَصَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، قَالَ: فَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔''(۳۱)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک روز میں اوررسول اللہ ﷺ مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔مسجد کے دروازے پرہمیں ایک آدمی ملا۔اس نے پوچھا یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا:''تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے۔'' راوی کا بیان ہے اس جواب کواس نے ہلکا سمجھا۔تھوڑی دیر بعد خود ہی بولا۔یارسول اللہؐ! میں نے اس کی تیاری کے لیے نہ تو بہت نمازیں پڑھی ہیں، نہ کثرت سے روزے رکھے ہیں، اورنہ ہی بہت زیادہ صدقہ وخیرات ہی کیا ہے۔لیکن مجھے اللہ اور اس کارسول نہایت محبوب ہیں۔آپ نے فرمایا''تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کی ہے۔''

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَیْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّہٗ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی قِیَامُ السَّاعَۃِ؟ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا قَضٰی صَلاَتَہٗ قَالَ:اَیْنَ السَّائِلُ عَنْ قِیَامِ السَّاعَۃِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: مَااَعْدَدْتَّ لَھَا؟ قَالَ:

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَااَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صَلٰوةٍ وَلَاصَوْمٍ اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' فَمَا رَأَيْتُ فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَالْاِسْلَامِ فَرْحَهُمْ بِهَا۔(۳۲) (هذا حديث صحيح)

ترجمہ : حضرت انسؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھا یارسول اللہ! قیامت کب برپا ہوگی؟ نبی ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے جب نماز پوری کر لی اور فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ ''وہ سائل کہاں ہے جو قیامت کی آمد کے متعلق پوچھ رہا تھا۔'' وہ بولا میں ہوں یارسول اللہ۔ آپؐ نے پوچھا ''تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ بولا یارسول اللہ! میں نے اس کے لیے صوم وصلاۃ تو زیادہ جمع نہیں کیے الّا یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔'' راوی کا بیان ہے کہ اسلام کے بعد آج تک مسلمان کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے تھے جتنے اس جواب سے ہوئے۔

قیامت سے پہلے کا دورِ پُرفتن

۱۶۔ اَلْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِیْ وَالْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ۔

'' فتنے کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''اس میں کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور بیٹھ جانے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہے۔''

تشریح : اس فتنے سے مراد مسلمانوں کی وہ باہمی لڑائی ہے جس میں فریقین عصبیت اور حمیّتِ جاہلیہ اور طلبِ دنیا کے لیے لڑ رہے ہوں اور دونوں میں سے کوئی بھی حق پر نہ ہو۔[۱] (تفہیم القرآن ج۵، الحجرات، حاشیہ:۱۴)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَحَدَّثَنِیْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ فِيْهَا مَلْجَأً وَمَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ۔(۳۳)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''عنقریب فتنوں کا آغاز ہوگا۔ ان میں بیٹھنے والا کھڑے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ جس نے جھانک کر اسے دیکھا، اسے وہ اُچک لیں گے جو شخص ان حالات میں کوئی جائے پناہ پائے اسے چاہیے کہ اس میں پناہ لے لے۔''

〈۲〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ قَالَ: حَدَّثَنِیْ مُسْلِمُ بْنُ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ يَكُوْنُ الْمُضْطَجِعُ فِيْهَا خَيْرًامِنَ الْجَالِسِ وَالْجَالِسُ خَيْرًا مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرًا مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ خَيْرًا مِّنَ السَّاعِیْ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنِیْ؟

قَالَ: ''مَنْ كَانَتْ لَهُ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِهٖ'' قَالَ فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ فَلْيَعْمَدْ اِلٰى سَيْفِهٖ فَلْيَضْرِبْ بِحَدِّهٖ عَلٰى حَرَّةٍ ثُمَّ لِيَنْجُوْا مَا اسْتَطَاعَ النَّجَاةَ۔(۳۴)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عنقریب فتنوں کا آغاز ہوگا۔اس میں لیٹنے والا بیٹھے ہوئے سے، اور بیٹھا ہوا کھڑے سے، اور کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ ابوبکرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے لیے کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جس کے پاس اونٹ ہو، اسے چاہیے کہ اپنے اونٹ سے ملحق ہوجائے اور جس کے پاس اپنی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں سے ملحق ہوجائے اور جس کے پاس زمین ہو اسے اپنی زمین سے ملحق ہوجانا چاہیے حضرت ابوبکرہ نے کہا کہ جس کے پاس ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہوتو وہ کیا کرے؟ فرمایا، جس کے پاس ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہو، وہ اپنی تلوار کو پتھر پر مار کر کند کرلے اور جہاں تک ہوسکے اپنی نجات کی فکر کرے۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، ثَنَا عَفَّانُ ابْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، ثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ، عَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا مُوْسٰى يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِیْ كَافِرًا وَيُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ كُوْنُوْا اَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ۔''(۳۵)

ترجمہ: ابوکبشہ بیان کرتے ہیں میں نے ابوموسیٰ اشعری کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''تمہارے سامنے فتنے شبِ تاریک کے ٹکڑوں کی طرح آئیں گے۔ اس دورِ فتن میں ایک آدمی صبح مومن ہوگا شام کو کافر۔ شام حالتِ ایمان میں ہوگی تو صبح حالتِ کفر میں طلوع ہوگی۔ بیٹھنے والا اس میں کھڑا رہنے والے سے اور کھڑا ہوا چلنے والے سے، اور چلنے والا بھاگنے دوڑنے والے سے بہتر ہے۔'' عرض کیا ہمارے لیے آپ کا ارشاد کیا ہے؟ فرمایا ''تم اپنے گھروں سے چمٹے رہنا۔''

〈۴〉 عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِیْ كَافِرًا وَيُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ: فَكَسِّرُوْا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا اَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوْا بِسُيُوْفِكُمُ الْحِجَارَةَ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰى اَحَدِكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ بَنِیْ آدَمَ۔(۳۶)

ماٗخذ

(۱) بخاری ج۲ کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کهاتین الخ۔ کتاب الطلاق وکتاب التفسیر سورۃ النازعات، عن سهل بن سعد۔ ☆مسلم ج۲ کتاب الفتن باب قرب الساعة اور کتاب الجمعة۔ ☆ابوداؤد الطیالسی عن انس۔ ☆ ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کهاتین۔ ☆مسنداحمد ج۲روایت ابی هریرۃ ج٤ص۳۰۹ ج٥ص ۹۳،۱۰۳،۱۰۸۔ ☆طبرانی کبیر ج اوّل ص۲٥۷۔ ☆دارمی کتاب الرقاق باب فی قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کهاتین۔ ☆ابنِ ماجه کتاب الفتن باب اشراط الساعة اور المقدمه۔ ☆کنزالعمال ج١٤ص۹٥،۱۹٤۔

(۲) تفسیر ابن جریر ج۱۰پ۳سورۂ یٰسٓ۔ ☆ابن کثیر ج۳ سورۂ یٰسٓ بحواله ابنِ ابی حاتم۔ ☆المستدرك للحاکم ج۲کتاب التفسیر سورۂ یٰسٓ۔

(۳) مسلم ج۲کتاب الفتن باب امارات الساعة۔ ☆ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعة۔ ☆ترمذی ابواب الفتن باب فی الخسف۔ ☆ ابنِ ماجه کتاب الفتن باب الآیات۔ ☆مستدرك للحاکم ج٤کتاب الفتن والملاحم باب لاتقوم الساعة حتی تکون عشرآیات۔ ☆تفسیر ابن کثیر ج۳ سوره نمل۔ ☆ابوداؤد الطیالسی ص۱٤۳ عن حذیفه بن اسید غفاری۔ ☆طبرانی کبیر ج۳ص۱۷۱۔۱۷۲ ☆ مجمع الزوائد ج۷ص۳۲۸۔

(٤) مسنداحمد ج۱ص۳۷٥ عبدالله بن مسعود۔ ☆المستدرك للحاکم ج٤ص٥٤٦کتاب الفتن۔ ☆ابنِ ماجه ابواب الفتن باب فتنة الدجّال وخروج عیسیٰ بن مریم ویاجوج وماجوج۔ ☆ابن کثیر ج۳سورۃ الانبیاء۔

(٥) ابنِ کثیر ج٤ص۱۳۹۔

(٦) ابن جریر ج٢٤/۲۷سورۃ الدخان۔ ☆ابنِ کثیر ج٤ص۱۳۹۔ ☆المستدرك للحاکم ج٤ص٤٥۸ ابن عمرؓ سے مروی هے۔

(۷) ابن جریر ج٢٤/۲۷سوره الدخان☆ ابنِ کثیر ج ٤ ص۱۳۹۔ ☆طبرانی ج۳ص۲۹۲ عن ابی مالك اشعری۔

(۸) بخاری ج۲کتاب الرقاق۔ ☆مسلم ج۲ کتاب الفتن باب قرب الساعة۔ ☆مسنداحمد ج۲ص۳٦۹۔ عن ابی هریرۃ۔ ☆المستدرك للحاکم ج٤ عن عقبه ابن عامر مختصر اور لفظی اختلاف۔ ☆مجمع الزوائد ج۱۰ ص۳۳۱ عن ابی هریرۃ۔

(۹) تفسیر ابنِ جریر ج۱۰ پ۲۳ ۔سورۂ یٰسٓ۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج٤ص۳۷٥ بحواله عبدالرزاق، الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویه، وغیره نے الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ اسی معنی کی روایات نقل کی هیں۔

(۱۰) المستدرك للحاكم ج٤ كتاب الفتن والملاحم۔☆فتح القدير للشوكانى ج٤بحواله ابن المبارك فى الزهد، عبدالرزاق، الفريابى، ابنِ ابى شيبة، نعيم بن حماد، عبدبن حميد، ابنِ ابى الدنيا، ابن ابى حاتم، ابن مردويه عن ابن عمر۔ ☆ اخرج ابنُ مردويه من حديث ابى سعيد الخدرى مرفوعاً يترك الامر بالمعروف والنهى عن المنكر۔ ☆روح المعانى ج۲۰ص۱۹سورة النمل۔ ☆ابن جرير ج۲۳/۲ پ۲۰ ص۱۰۔

(۱۱) مسلم ج۲ كتاب الفتن باب ذكر الدجال۔☆ابنِ ماجه كتاب الفتن☆ابوداؤد كتاب الملاحم باب امارات الساعة۔ مسندِ احمد ج۲ص۱٦٤۔۲۰۱عمرو بن العاص۔

(۱۲) مسلم ج۲كتاب الفتن۔☆ابنِ ماجه كتاب الفتن باب طلوع الشمس من مغربها۔☆ترمذى ابواب الفتن باب ماجاء فى الخسف۔ ☆مسندِ احمد ج۲ص۳۳۷۔

(۱۳) ابن جرير ج۱۹/۱۷ ج۹ سورة الحج۔ ☆ابن كثير ج۳ص۲۰۳۔

(۱٤) ابن جرير جز۲۳ص ۱۰ سوره يٰسين۔

(۱۵) تفسير ابنِ جرير ج۲٤/۲۷ ص ۲۰۔۲۱سورة الزمر۔

(۱٦) مسلم ج۲كتاب الفتن واشراط الساعة۔☆مسنداحمد ج۲ص۳۲۲ عن ابى هريرة۔ ☆تفسير ابنِ جرير ج۱۱ پ۲٤ ص۲۱۔

(۱۷) بخارى ج۲ كتاب الرقاق باب كيف الحشر۔☆مسلم ج۲ كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة۔☆مسنداحمد ج٦ص۵۳عن عائشة صديقة۔

(۱۸) ابن كثير ج٤ بحواله ابن ابى حاتم۔☆مجمع الزوائدج۲عن سهل بن سعد۔

(۱۹) ابن كثير ج٤ بحواله ابنِ ابى حاتم۔ابن جريرج۱۲پ۳۰ سورۂ عبس۔

(۲۰) بخارى ج۲ كتاب الرقاق باب كيف الحشر☆ مسلم ج ۲كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها۔ ☆ترمذى ابواب صفة الجنة باب فى شان الحساب والقصاص۔☆ نسائى كتاب الجنائز باب البعث۔

(۲۱) ترمذى ابواب التفسير سورة عبس۔

(۲۲) المستدرك للحاكم ج۲ كتاب التفسير سوره عبس۔☆مجمع الزوائد ج۱۰ص۳۳۳عن سودة۔☆ابن كثير ج٤ص٤٧٤ بحواله تفسير البغوى۔☆روح المعانى ج۱۰پ۳۰ ص٤۸ سورۂ عبس بحواله طبرانى، ابن مردويه، بيهقى۔

(۲۳) نسائى كتاب الجنائز باب البعث مسنداحمد ج٦ص۹۰ روايت عائشة۔ ابنِ كثير ج٤ص٤٧٤۔

(۲٤) ابوداؤد كتاب الملاحم باب الامروالنهى۔☆ ابنِ ماجه ج۲كتاب الفتن باب قوله تعالىٰ يايها الذين امنواعليكم انفسكم ☆ترمذى ابواب التفسير۔ سورة المائده☆ المستدرك للحاكم ج٤ كتاب الفتن والملاحم۔

(۲۵) بخارى ج۲ كتاب الاعتصام باب قول النبى ﷺ لتتبعن سنن من كان قبلكم۔☆مسلم ج۲كتاب العلم۔ باب النهى عن اتباع متشابه الخ۔☆المُستدرك للحاكم ج۱ كتاب الايمان اتباع هذه الامة سنن من قبلهم۔ ☆مُسنداحمد ج۳ص۸٤۔

(۲٦) بخارى ج۱كتاب الانبياء باب ماذكر عن بنى اسرائيل۔

(۲۷) ترمذی ابواب الفتن باب لترکبن سنة من کان قبلکم۔

(۲۸) بخاری ج۲ کتاب الاعتصام باب قول النبی ﷺ لَتَتَّبِعُنَّ سنن مَنْ قَبْلَكُمْ ☆مسنداحمد ج۲ مرویات ابی ھریرة ص۳۲۷، ۴۵۰، ۵۱۱، ۵۲۷، ج۳ص ۸۴، ۸۹، ۹۴ ☆ابن ماجه کتاب الفتن باب افتراق الامم۔

(۲۹) ترمذی ابواب التفسیر سورة اذا الشمس کوّرت۔☆مسنداحمد بن حنبل ج۲مرویات ابن عمر۔☆المستدرک للحاکم میں یہ روایت بایں الفاظ منقول ہے۔مَنْ احبَّ ان ینظر الی یوم القیامة فلیقرأ اذاالشمس کوِّرت۔ ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔ ☆المستدرک للحاکم ج۲کتاب التفسیر سورہ اذا الشمس کُوِّرت۔ ☆روح المعانی ج۳۰۔سورة التکویر۔☆ابنِ کثیر ج۴ سورۂ الانفطار اور سورۂ تکویر۔

(۳۰) بخاری ج۲کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرجل ویلك۔

(۳۱) بخاری ج۲کتاب الاحکام۔ باب القضاء والفتیا فی الطریق۔☆مسلم ج۲کتاب البر والصلة باب المرء مع من احب۔☆مُسند ابوداؤد الطیالسی ص۲۸۴عن انس۔

(۳۲) ترمذی ابواب الزھد باب المرء مع من احب۔☆مسندِاحمد بن حنبل ج۳ص۱۶۵۔انس بن مالك۔ مُسند میں ماعددت لھا من کبیر احمد علیه نفسی کے الفاظ ھیں جسے مسلم نے بھی کتاب البروالصلة باب المرء مع من احب میں بیان کیاھے۔☆مسنداحمد ج۳ص۱۶۷پر ویحك وماعددت لھا قال اعددت لھا حب الله ورسوله الخ ھے۔ یہ حدیث مسنداحمد ج۳مرویات انس بن مالك میں قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ درج ذیل صفحات پر بھی ھے۔ ۱۱۰، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۸، ۱۹۲، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۵۵، ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۸۔

(۳۳) بخاری ج۲کتاب الفتن باب قَوْل النّبی ﷺ تکون فتنة الْقَاعِد فِیْھَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ۔☆ مسلم ج۲کتاب الفتن واشراط الساعة باب ظھور الفتن کمواقع القطر القاعد فیھا خیر من الماشی والماشی فیھا خیر من الساعی۔ ☆مستدرك للحاکم ج۴کتاب الفتن۔ اس میں والساعی کے بعد والساعی خیر من الراکب والراکب خیر من الموضع کا اضافه ھے۔

(۳۴) ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم باب فی النھی عن السعی فی الفتنة۔

(۳۵) ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم باب فی النھی عن السعی فی الفتنة۔

(۳۶) ابن ماجه کتاب الفتن باب التثبت فی الفتنة۔☆ المستدرك للحاکم ۴کتاب الفتن والملاحم قدرے اختلافِ الفاظ کے ساتھ۔

فصل دوم:

سکرات الموت سے عالمِ برزخ تک

سکرات الموت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی

۱۷۔ اِنَّ اللّٰہَ یَقبَلُ تَوبَۃَ العَبدِ مَالَم یُغرغِر۔

''اللہ بندے کی توبہ بس اسی وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ آثارِ موت شروع نہ ہوں۔''

تشریح: توبہ کے معنی پلٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں۔ گناہ کے بعد بندے کا خدا سے توبہ کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ایک غلام، جو اپنے آقا کا نافرمان بن کر اس سے منہ پھیر گیا تھا، اب اپنے کیے پر پشیمان ہے اور اطاعت وفرمانبرداری کی طرف پلٹ آیا ہے۔ اور خدا کی طرف سے بندے پر توبہ یہ معنی رکھتی ہے کہ غلام کی طرف سے مالک کی نظرِ عنایت جو پھر گئی تھی وہ ازسرِنو اس کی طرف منعطف ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہاں معافی صرف ان بندوں کے لیے ہے جو قصداً نہیں بلکہ نادانی کی بنا پر قصور کرتے ہیں، اور جب آنکھوں پر سے جہالت کا پردہ ہٹتا ہے تو شرمندہ ہوکر اپنے قصور کی معافی مانگ لیتے ہیں۔ ایسے بندے جب بھی اپنی غلطی پر نادم ہوکر اپنے آقا کی طرف پلٹیں گے اس کا دروازہ کھلا پائیں گے کہ ؎

ایں درگہِ مادرگہِ نومیدی نیست   صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مگر توبہ اُن کے لیے نہیں ہے جو اپنے خدا سے بےخوف اور بےپرواہو کر تمام عمر گناہ پر گناہ کیے چلے جائیں۔ اور پھر عین اس وقت جب کہ موت کا فرشتہ سامنے کھڑا ہو معافی مانگنے لگیں۔ کیونکہ امتحان کی مہلت جب پوری ہوگئی اور کتابِ زندگی ختم ہوچکی تو اب پلٹنے کا کون سا موقع ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوجائے اور دوسری زندگی کی سرحد میں داخل ہوکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ معاملہ اُس کے برعکس ہے جو وہ دنیا میں سمجھتا رہا تھا تو اس وقت معافی مانگنے کا کوئی موقع نہیں۔ (تفہیم القرآن ج۱، النساء، حاشیہ:۲۷)

اُس وقت (اس سے) یہ نہیں کہا جائے گا کہ اب اپنے رب سے اپنے قصوروں کی معافی مانگ کیونکہ وہ فیصلے کا وقت ہوگا معافی طلب کرنے کا وقت گزر چکا ہوگا۔ قرآن اور حدیث دونوں اس معاملہ میں ناطق ہیں کہ توبہ واستغفار کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت۔ اور دنیا میں بھی اس کا موقع صرف اسی وقت تک ہے جب تک آثارِ موت طاری نہیں ہوجاتے۔ جس وقت آدمی کو یقین ہوجائے کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے اُس وقت کی توبہ ناقابلِ قبول ہے۔ موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہی آدمی کی مہلتِ عمل ختم ہوجاتی ہے اور صرف جزا وسزا ہی کا استحقاق باقی رہ جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج۲، النحل، حاشیہ:۸۲)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یَعْقُوْبَ، نَاعَلِیُّ بْنُ عَیَّاشٍ نِ الْحِمْصِیُّ، نَاعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ مَکْحُوْلٍ، عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ، عَنِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ۔(۱) (ھذا حدیث حسن غریب)

〈۲〉 حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِیْدِ الرَّمْلِیُّ، اَنْبَأَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ مَکْحُوْلٍ، عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَیَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ۔(۲)

عذابِ قبر کا ذکر قرآن مجید میں

۱۸۔ ابنِ جریر، ترمذی اور ابن المُنذِر وغیرہ محدثین نے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ہم عذابِ قبر کے بارے میں برابر شک میں پڑے رہے یہاں تک کہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ نازل ہوئی۔''

تشریح: اس کو سورۂ تکاثر کے مدنی ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے کہ عذابِ قبر کا ذکر مدینے ہی میں ہوا تھا، مکّہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوا تھا مگر یہ بات غلط ہے۔ قرآن کی مکّی سورتوں میں بکثرت مقامات پر قبر کے عذاب کا ایسے صریح الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے کہ شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو الانعام: ۹۳، النحل: ۲۸، المومنون: ۹۹، ۱۰۰، المومن: ۴۵، ۴۶ یہ سب مکّی سورتیں ہیں۔ اس لیے حضرت علی کے ارشاد سے اگر کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو وہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا مکی سورتوں کے نزول سے پہلے سورۂ تکاثر نازل ہو چکی تھی اور اُس کے نزول نے عذابِ قبر کے بارے میں صحابہ کے شک کو دور کر دیا تھا۔

(تفہیم القرآن ج ۶، التکاثر: زمانہ نزول)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ نَاحُکَّامُ بْنُ مُسْلِمٍ نِ الرَّازِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ قَیْسٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ ابْنِ حُبَیْشٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: مَازِلْنَا نَشُکُّ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ حَتّٰی نَزَلَتْ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔(۳)

قَالَ اَبُوْ کُرَیْبٍ مُرَّةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ قَیْسٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْمِنْهَالِ، هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

لفظ ''قبر'' کا عالمِ برزخ کے لیے مجازاً استعمال

حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالمِ برزخ کے لیے استعمال ہوا ہے، اور اس سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی ارواح رہیں گی۔ منکرینِ حدیث کو اس پر اصرار ہے کہ یہ عالم بالکل عدم محض کا عالم ہے۔ جس میں کوئی احساس اور شعور نہ ہوگا اور کسی قسم کا عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔

کفار کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال بالکل اپنی توقعات کے خلاف پا کر سراسیمہ ہو جاتی ہیں اور فوراً سلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی بُرا کام نہیں کر رہے تھے۔ جواب میں ملائکہ

ان کو ڈانٹ بتاتے ہیں اور واصل جہنّم ہونے کی پیشگی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف اتقیاء کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو ملائکہ ان کو سلام بجالاتے ہیں اور جنتی ہونے کی پیشگی مبارک باد دیتے ہیں۔ کیا برزخ کی زندگی، احساس، شعور عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکار ہے۔ قرآن[1] میں سورۂ نساء: ۹۷، سورۂ مومن: ۴۶ اور سورہ النحل: ۲۹ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ سورۂ مومن میں ارشاد ربانی ہے کہ "ایک سخت عذاب اُن کو گھیرے ہوئے ہے" یعنی صبح و شام وہ آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں موت اور قیامت کی درمیانی حالت کا نقشہ

حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث، دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان کی حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم وروح کی علیٰحدگی کا نام ہے نہ کہ بالکل معدوم ہو جانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اُس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی واخلاقی اکتسابات سے بنی تھی۔ اُس حالت میں روح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب میں ملتی جلتی ہوتی ہے۔ ایک مجرم روح سے فرشتوں کی باز پرس اور پھر اُس کا عذاب اور اذیت میں مبتلا ہونا اور دوزخ کے سامنے پیش کیا جانا، سب کچھ اُس کیفیت سے مشابہ ہوتا ہے جو ایک قتل کے مجرم پر پھانسی کی تاریخ سے ایک دن پہلے ایک ڈراؤنے خواب کی شکل میں گزرتی ہوگی۔ اسی طرح ایک پاکیزہ روح کا استقبال، اور پھر اُس کا جنت کی بشارت سننا اور اُس کا جنت کی ہواؤں اور خوشبوؤں سے متمتع ہونا، یہ سب بھی اُس ملازم کے خواب سے ملتا جلتا ہوگا جو حسنِ کارکردگی کے بعد سرکاری بلاوے پر ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہوا ہو اور وعدۂ ملاقات کی تاریخ سے ایک دن پہلے آئندہ انعامات کی اُمیدوں سے لبریز ایک سہانا خواب دیکھ رہا ہو۔ یہ خواب یک لخت نفخ صور دوم سے ٹوٹ جائے گا اور یکا یک میدانِ حشر میں اپنے آپ کو جسم وروح کے ساتھ زندہ پا کر مجرمین حیرت سے کہیں گے کہ:

---

[1] اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ط قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَاط فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ (النساء: ۹۷)

"جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور ومجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔"

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَّيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المؤمن: ۴۶)

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ط بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (النحل: ۲۸)

"انہی کافروں کے لیے جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے جب ملائکہ کے ہاتھوں گرفتار ہوتے ہیں تو (سرکشی چھوڑ کر) فوراً ڈگیں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ "ہم تو کوئی قصور نہیں کر رہے تھے" ملائکہ جواب دیتے ہیں۔ "کر کیسے نہیں رہے تھے! اللہ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ (النحل: ۲۹)

"اب جاؤ، جہنم کے دروازوں میں گھس جاؤ وہیں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔" پس حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے متکبرین کے لیے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت، جس میں قبضِ روح کے بعد متقیوں اور ملائکہ کی گفتگو کا ذکر ہے۔ قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہے جو صریح طور پر عذاب وثوابِ قبر کا ثبوت دیتی ہیں۔ (تفہیم القرآن ج ۲، النحل، حاشیہ: ۲۶)

یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ''ارے یہ کون ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھالایا'' مگر اہل ایمان پورے اطمینان سے کہیں گے کہ هٰذَا مَاوَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ''یہ وہی چیز ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کا بیان سچا تھا'' مجرمین کا فوری احساس اُس وقت یہ ہوگا کہ وہ اپنی خواب گاہ میں ــــ جہاں بستر موت پر انہوں نے دنیا میں جان دی تھی ــــ شاید کوئی ایک گھنٹہ بھر سوئے ہوں گے اور اب اچانک اس حادثہ سے آنکھ کھلتے ہی کہیں بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ مگر اہلِ ایمان پورے ثباتِ قلب کے ساتھ کہیں گے کہ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ۔ ''اللہ کے دفتر میں تو تم روزحشر تک ٹھہرے رہے ہو اور یہی روزحشر ہے مگر تم اس چیز کو جانتے نہ تھے۔''

(تفہیم القرآن ج ۲، النحل، حاشیہ:۲۶)

موت کے بعد روح کی کیفیت

مرنے کے بعد آدمی کی روح زندہ رہتی ہے، اس میں پورا شعور موجود رہتا ہے۔ نیک آدمی قیامت تک سرکاری مہمان (STATE GUEST) کی حیثیت سے رہتا ہے اور بدانسان زیرِحراست ملزم (UNDER TRIAL PRISONER) کی حیثیت سے۔

(مکاتیب، ص:۴۰)

برزخ

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ لغت کے اعتبار سے برزخ کا مفہوم کیا ہے۔ دو چیزوں کے دَرمیان جو چیز واقع ہو، اور ان کو باہم ملنے سے روک دے یا ان کو الگ الگ کردے وہ عربی زبان میں ''برزخ'' کہلاتی ہے، خواہ وہ پردہ ہو یا اوٹ ہو یا زمانہ یا کوئی اور شے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ اور جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا۔ میں برزخ سے مراد وہ روک ہے جو دو سمندروں کو ملنے سے باز رکھتی ہے۔ ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ اَنَّهٗ صَلّٰى بِقَوْمٍ فَاَسْوٰى بَرْزَخًا۔ یعنی آپ نے ایک جماعت کو نماز پڑھائی اور قرأت پڑھتے پڑھتے ایک مقام سے سلسلہ منقطع فرما کر دوسرے مقام سے تلاوت شروع کردی۔ یہاں اس حصہ کو جو چھوڑ دیا گیا تھا ''برزخ'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے ایک دوسری حدیث میں وساوس کو برازخ الایمان کہا گیا ہے یعنی شک اور یقین کی درمیانی حالت۔ مفسرین اور ائمۂ لُغت نے برزخ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ:

- اَلْبَرْزَخُ، اَلْحَاجِزُ وَالْمُهْلَةُ مُتَقَارِبَاتُ الْمَعْنٰى۔ (ابن جریر)
- اَلْبَرْزَخُ، مَابَيْنَ كُلِّ شَيْئَيْنِ مِنْ حَاجِزٍ۔ (نهاية لابن اثير)
- اَلْبَرْزَخُ، اَلْحَاجِزُ وَالْحَدُّبَيْنَ الشَّيْئَيْنِ۔ (راغب)

اصطلاحی معنی

اسی لفظ کو قرآن مجید نے اصطلاحاً اس مدت یا اس حالت کے لیے استعمال کیا ہے جو انسان کی موت سے لے کر قیامت کے دن تک ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہے وہ خود اس کے اصطلاحی معنی کو واضح کرتی ہے:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَقَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآءِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ (المومنون: ۹۹، ۱۰۰)

''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ پروردگار مجھے واپس کر دیجیے۔ امید ہے کہ میں اس زندگی میں جس کو چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں گا۔ ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہتا ہے اور ان کے آگے ایک برزخ ہے اس وقت تک جب کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہے اس کا نام برزخ ہے۔ آپ چاہیں تو اسے روک یا آڑ کہہ سکتے ہیں، لیکن اگر یہ آڑ ہے بھی تو میت اور دنیا کے درمیان ہے یا میت اور قیامت کے درمیان ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان ہرگز نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کوئی اشارہ ایسا نہیں ملتا جس سے یہ مفہوم نکلتا ہو کہ برزخ میں مردے اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں رکھے جاتے ہیں۔ یہ محض ایک بے بنیاد قیاس ہے۔

برزخ کی کیفیت

اب سوال یہ ہے کہ برزخ کی کیفیت کیا ہے۔ آیا اس میں انسان کے لیے کوئی زندگی ہے یا نہیں؟ وہاں صالحین کے لیے کوئی راحت اور فاسقین کے لیے اذیت ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ برزخ میں نفسِ انسانی کس حال میں رہتا ہے؟

۱۔ (کیا) مرنے والے برزخ میں اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں رکھے جاتے ہیں اور صرف قیامت کے روز ان کی پیشی ہوگی؟

۲۔ (کیا) برزخ مطلقاً عالمِ ممات ہے، جس میں حیات، علم، احساس، شعور کچھ نہیں ہوتا، اور اس لیے عذاب وثواب اور راحت واذیت بھی وہاں نہیں ہے؟

۳۔ (کیا) برزخ میں رہنے سے مراد اللہ کے نوشتے میں رہنا ہے۔ یعنی انسان اس دنیا میں آخری سانس نکلنے کے بعد معدوم ہو جاتا ہے، اور صرف اس کا اندراج اللہ کے دفتر میں رہتا ہے۔ پھر جب قیامت ہوگی تو ان سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا جو اس دفتر میں مندرج ہیں۔ پس موت سے قیامت تک نفس یا روح کی حالت ایک معدومیت اور فنائیت کی حالت ہے۔ اور اس کے لیے اگر موجودیت ہے تو وہ صرف کتاب اللہ میں ہے؟

۴۔ (کیا) صرف وہ لوگ جو فی سبیل اللہ جنگ کر کے مارے جاتے ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں، اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں نہیں رکھے جاتے بلکہ اسی وقت حاضر کر دیے جاتے ہیں اور ان کو روزی ملنے لگتی ہے؟

ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ (مستثنیٰ ہونے کا) دعویٰ قرآن سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اور قرآن مجید کی رُو سے مذکورہ بالا سوالات کا صحیح حل کیا ہے؟

موت اور حیات کا مفہوم

اس بحث میں پہلا حل طلب سوال یہ ہے کہ زندگی اور موت سے کیا مراد ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

كُنتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۔ (البقرہ: ۲۸)

''تم مردہ تھے، پھر تم کو زندہ کیا، پھر وہ تم کو مارے گا پھر وہ تم کو جلائے گا۔''

اس آیت میں دوموتوں اور دوزندگیوں کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ پہلی موت سے مراد وہ حالت ہے جو قالبِ خاکی میں نفخ روح سے پہلے تھی۔جیسا کہ آیت وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ... ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ (السجدہ:۷تا۹) سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ پہلی زندگی سے مراد وہ حالت ہے جو جسم میں روح کے پھونکے جانے کے بعد ہوتی ہے اور جس میں انسان اپنے جسمانی کانوں سے سُنتا، جسمانی آنکھوں سے دیکھتا اور جسمانی دل ودماغ سے سوچتا ہے اس کی طرف بھی آیت مذکورہ بالا اشارہ کرتی ہے۔

۳۔ دوسری موت سے مراد وہ حالت ہے جو جسدِ خاکی سے نفس یا روح کے سلب کر لیے جانے کے بعد ہوتی ہے۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (الزمر:۴۲) اور وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ (الانعام:۹۳)

۴۔ دوسری زندگی سے مراد وہ حالت ہے جس میں قیامت کے روز وہی جان جو موت کے وقت جسم سے نکالی گئی تھی دوبارہ جسم میں پھونکی جائے گی۔اس پر وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:۷) اور كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ (الانبیاء:۱۰۴) اور ایسی ہی بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں۔

جسمانی موت کے بعد روحانی زندگی

پس معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے عموماً موت سے جسم وروح کا انفصال اور زندگی سے جسم وروح کا اتصال مراد لیا ہے۔لیکن اس معنی میں جس حالت کو وہ موت کہتا ہے اس سے مراد عدم نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک طور کی زندگی ہے جن میں روح بولتی اور سنتی اور شعور وادراک رکھتی ہے چنانچہ خود قرآن مجید سے اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔دیکھیے پہلی موت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا۔ (الاعراف:۱۷۲)

”اور جب کہ تیرے رب نے بنی آدم سے ان کی پیٹھوں میں سے ان کی ذریّت کو نکالا اور خود ان کے اوپر ان کو گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں، ہم گواہ ہوئے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب روحیں جسموں میں پھونکی نہ گئی تھیں، اور جب کہ ان پر موت طاری تھی اس وقت بھی وہ اس معنی میں مردہ نہ تھیں کہ ان میں سماعت اور گویائی اور علم وشعور نہ تھا۔حق تعالیٰ نے ان سے جو سوال کیا اس کو انہوں نے سنا، اس کا جواب دیا، اور جواب علم کی بنا پر دیا۔پس وہ موت محض اجساد سے جدائی کا اعتبار کرتے ہوئے تھی، ورنہ حقیقت میں وہ بھی زندگی ہی تھی، کیونکہ علم اور سمع اور گویائی کی صفات زندگی ہی میں پائی جاتی ہیں۔

پھر دوسری موت کی حالت میں بھی ارواح کا ان اوصاف سے متصف ہونا، قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہوتا ہے فرمایا:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔(المؤمنون:۹۹،۱۰۰)

''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ پروردگار! مجھ کو واپس کر دیجیے، امید ہے کہ میں اس زندگی میں جس کو میں چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں گا، ہرگز نہیں! یہ تو ایک بات ہے جو وہ کہتا ہے اور ان کے آگے برزخ ہے اٹھائے جانے کے دن تک۔''

اس آیت میں اِرْجِعُوْنِ اور فِیْمَا تَرَکْتُ اور مِنْ وَّرَآءِ ھِمْ بَرْزَخٌ کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر اس حالت کا ہے جب دنیا چھوٹ چکی ہے، برزخ اس کے اور دنیا کے درمیان حائل ہو چکی ہے اور دنیا میں رہنے کا نہیں بلکہ دنیا میں واپس جانے کا مسئلہ درپیش آ گیا ہے۔ اس حالت موت میں انسان اپنے رب سے کلام کرتا ہے اور دنیا میں واپسی کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں خوف ورجا کے جذبات ہوں گے، اپنی دنیوی زندگی کے کارنامے اسے یاد ہوں گے، ان پر ندامت اور مستقبل کے خطرات کا احساس ہوگا، اپنے پروردگار کو وہ جانتا ہوگا، اور اس میں گویائی کی قوت بھی ہوگی، جبھی تو وہ ایسی بات کہے گا۔ کیا یہ مطلق عالم ممات ہو سکتا ہے۔ جس کے متعلق (بعض لوگ) کہتے ہیں کہ اس میں حیات کا کوئی شائبہ نہیں؟

دوسری آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں:

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلُ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ (المنافقون: ۱۰)

''اور خرچ کرو اس رزق میں سے جو ہم نے تم کو عطا کیا ہے قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے پھر وہ کہے کہ پروردگار! کاش تو مجھے تھوڑی مہلت اور دیتا میں خیرات کرتا اور صالحین میں سے ہوتا۔''

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا۔ (النساء: ۹۷)

جن لوگوں کی جانیں ملائکہ نے اس حال میں قبض کیں کہ وہ (کفار کی سرزمین میں رہ کر) اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے تھے۔ ان سے ملائکہ نے کہا کہ تم یہ کس حال میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟''

حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ قَالُوْٓا اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ۔ قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ۔ (الاعراف: ۳۷،۳۸)

''یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے فرستادے ان کی روح قبض کرنے کو پہنچ گئے تو کہا کہ کہاں ہیں وہ تمہارے معبود جن کو تم خدا کے سوا پکارتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہمارا ساتھ چھوڑ گئے اور انہوں نے اپنے اوپر گواہی دی کہ وہ کافر تھے۔ خدا نے کہا کہ تم بھی ان قوموں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ جو از قسم جن وانس تم سے پہلے گزر چکی ہیں۔''

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

(النحل: ۳۲)

''جن لوگوں کی جانیں ملائکہ اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک تھے، تو ان سے کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو! جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔''

اَلَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ فَاَلۡقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعۡمَلُ مِنۡ سُوۡٓءٍ بَلٰۤی اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ فَادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا۔ (النحل: ۲۸، ۲۹)

''جن لوگوں کی جانیں ملائکہ اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے، تو وہ ان سے دوستی ڈالیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو کوئی بُرا عمل نہ کرتے تھے اس پر کہا جائے گا کہ ہاں خدا جانتا ہے جو کچھ تم کرتے تھے پس تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں تم ہمیشہ رہو گے۔''

وَلَوۡ تَرٰۤی اِذۡ یَتَوَفَّی الَّذِیۡنَ كَفَرُوا الۡمَلٰٓئِكَةُ یَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَاَدۡبَارَهُمۡ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ۔ (الانفال: ۵۰)

''اور کاش تو دیکھتا جب کہ ملائکہ ان لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے، وہ ان کو آگے اور پیچھے سے مارتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ عذابِ دوزخ کے مزے چکھو۔''

یہ اور ایسی بہت سی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عرفِ عام میں جس انفصال روح و جسم پر لفظ موت کا اطلاق ہوتا ہے وہ ایسی موت نہیں ہے جس میں مطلق کسی قسم کا احساس و شعور اور شائبہ حیات موجود نہ ہو۔ برعکس اس کے اس حالت میں بھی روح میں زندگی کے وہ تمام آثار موجود ہوتے ہیں، جو جسمانی زندگی میں ہوا کرتے ہیں، البتہ ان کا طور و انداز بدلا ہوا ہوتا ہے، اور جسمانی زندگی سے وہ حالت مختلف ہوتی ہے۔

عُرفی موت پر زندگی کا اطلاق

چونکہ انسان کے نزدیک زندگی سے مراد جسمانی زندگی ہے اور موت سے مراد جسمانی موت ہے اور اسی مفہوم کے لیے انسانی زبان میں موت اور حیات کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اس وجہ سے حق تعالیٰ نے بھی اپنے کلام میں عموماً موت اور حیات کو جسمانی موت اور جسمانی حیات کے معنی میں استعمال کیا ہے لیکن بعض مواقع ایسے بھی آئے ہیں جہاں انسان کے اس جاہلانہ خیال کی تردید کرنا ضروری ہو گیا کہ زندگی حقیقت میں جسمانی زندگی ہے، اور جسمانی موت حقیقی موت ہے جس میں ''حیات کا کوئی شائبہ'' نہیں۔ جب حق کی خاطر جان دینے کا سوال پیش آتا ہے تو یہ جاہلانہ خیال انسان کی ہمت کو پست کر دیتا ہے۔ وہ اس وقت اپنی جان قربان کرتے ہوئے ہچکچاتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ اگر مارے گئے تو زندگی کے مزے چھوٹ جائیں گے اور جسم سے جان نکلتے ہی ہم فنا ہو جائیں گے۔ ایسے موقع پر حق تعالیٰ اس حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے کہ جس کو تم موت کہتے ہو اور سمجھتے ہو وہ حقیقت میں موت نہیں ہے۔ ہماری راہ میں جان دے کر تم ''مطلق عالمِ ممات میں نہ چلے جاؤ گے بلکہ پھر بھی زندہ ہی رہو گے اور ہمارے رزق کے مزے اس حال میں بھی تم کو نصیب ہوں گے:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ۔ (ال عمران: ۱۶۹)

''اور تو ان لوگوں کو جو خدا کی راہ میں مارے جاتے ہیں مرا ہوا نہ سمجھ، وہ تو زندہ ہیں۔ ان کے رب کے پاس انہیں رزق دیا جاتا ہے۔''

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ. (البقرہ: ۱۵۴)

''اور تم ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں، وہ تو زندہ ہیں مگر تم جانتے نہیں ہو۔''

ان مواقع پر چونکہ پردہ پڑا رہنے سے ایک بڑی مصلحت فوت ہو رہی تھی، اس لیے حقیقت کو بے نقاب کر دیا گیا۔ مگر غور سے دیکھیے۔ یہ نہیں کہا کہ جو لوگ فی سبیل اللہ مارے جاتے ہیں، ان پر وہ موت طاری نہیں ہوتی جس کو عرفِ عام میں موت کہا جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ان کی موت کو حقیقی موت نہ سمجھو اور نہ کہو۔ وہ مارے ضرور جاتے ہیں، ان کے جسم سے جان ضرور نکلتی ہے، وہ دنیا سے رخصت ضرور ہوتے ہیں، ان کو دفن بھی کیا جاتا ہے، ان کی عورتیں بیوہ اور ان کے بچے یتیم بھی ہو جاتے ہیں، ان کے ترکے تقسیم بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام حیثیتوں سے وہ دنیا اور دنیا والوں کے لیے مر جاتے ہیں۔ مگر اس جسمانی موت کے بعد بھی ایک زندگی ہے جو ان کو حاصل رہتی ہے، اور اس کے بعد بھی اللہ کے رزق اور اس کی بخششوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اگرچہ تم کو اس کا شعور نہیں ہے۔

(بعض) لوگ اس نکتہ کو نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے عرفی موت اور حقیقی موت میں فرق نہ کیا۔ انہوں نے اس مصلحت پر بھی غور نہ کیا کہ خاص شہداء کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے اس فرق کو کس لیے واضح کیا ہے۔ ان کی نظر ان آیات کے معانی تک بھی نہ پہنچ سکی جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرق محض شہداء کے لیے مخصوص نہیں ہے، بلکہ تمام مرنے والوں کے لیے عرفی موت کے بعد بھی ایک روحانی زندگی ہے جس میں احساس، شعور، سمع، گویائی وغیرہ قوتیں بدستور باقی رہتی ہیں۔ اس پہلی اور بنیادی غلطی نے ان کو پے در پے غلطیوں میں مبتلا کر دیا اور آخر تک ان کے قیاسات غلط ہوتے چلے گئے۔

برزخ میں روحوں کے مقامات

جسمانی موت کے بعد روحانی زندگی کا ثبوت مل چکا۔ اب ہم کو آگے بڑھ کر یہ دیکھنا ہے کہ مرنے کے بعد انسانی نفوس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اور وہ کہاں رکھے جاتے ہیں۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برزخ میں نفوس کے مقام کا انحصار ان کی دنیوی زندگی کے اعمال پر ہے۔ جو نفوس دنیا میں تقویٰ اور عمل صالح کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں وہ اتنے لطیف ہو جاتے ہیں کہ مقامات رفیعہ کی طرف پرواز کرنے لگتے ہیں۔ جسم سے نکلتے ہی فرشتے ان کو کامیابی کی خوشخبری سناتے ہیں۔ ان کا نام عالمِ بالا کے دفتر میں لکھا جاتا ہے، اور یوم الفصل کے انتظار کی مدت وہ ایسی بلند منزلوں میں گزارتے ہیں جہاں ان کو جنت کی خوشبوئیں آتی ہیں، بلکہ درحقیقت وہ جنت ہی کی ابتدائی منازل ہوتی ہیں:

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (النحل: ۳۲)

''جن لوگوں کی جانیں ملائکہ اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک تھے، اُن سے وہ کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو، جنت میں داخل ہو اپنے اُن اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔''

وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّھُمُ اللّٰہُ رِزْقًا حَسَنًا وَّاِنَّ

اللّٰہَ لَھُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ لَیُدۡخِلَنَّھُمۡ مُّدۡخَلاً یَّرۡضَوۡنَہٗ۔ (الحج :۵۸، ۵۹)

''اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے، اللہ ان کو اچھا رزق عطا کرے گا اور حقیقت میں اللہ ہی بہتر رزق دینے والا ہے۔ وہ ضرور ان کو ایسی جگہ داخل کرے گا جس سے وہ خوش ہو جائیں گے۔''

وَلَئِنۡ قُتِلۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَوۡ مُتُّمۡ لَمَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحۡمَۃٌ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ. وَلَئِنۡ مُّتُّمۡ اَوۡ قُتِلۡتُمۡ لَا اِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ۔ (ال عمران :۱۵۷، ۱۵۸)

''اور یقین رکھو کہ اگر تم راہِ خدا میں مارے گئے یا مر گئے تو اللہ کی مغفرت اور رحمت اس مال و دولت سے بہتر ہے جو لوگ دنیا میں جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ ہی کی طرف لے جائے جاؤ گے[۱]۔''

وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَی الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی قَالَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ...اِنِّیۡ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّۃَ۔ (یٰسٓ : ۲۱، ۲۵، ۲۶)

''اور ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اور بولا کہ لوگو! رسول کی پیروی کرو... میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں، میری بات سنو (اس پر لوگوں نے اسے قتل کر دیا[۲]) اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا۔''

اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ وَمَآ اَدۡرٰکَ مَاعِلِّیُّوۡنَ. کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ. یَّشۡھَدُہُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ۔[۳] (المطففین:۱۸ تا ۲۱)

''نیک لوگوں کا دفتر علّیین میں ہے اور علّیین کو تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہے؟ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی، مقربین اس کی نگرانی کرتے ہیں۔''

بخلاف اس کے جو لوگ فسق و فجور میں جان دیتے ہیں ان کی روحیں گندی ہو جاتی ہیں۔ ان کے لیے مقاماتِ عالیہ کے دروازے نہیں کھلتے۔ جسم سے نکلتے ہی ان پر سختیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کو ذلت اور مصیبت کے قید خانوں میں رکھا جاتا ہے جہاں ان کو اپنے ہولناک انجام کے آثار نظر آنے لگتے ہیں، اور وہ کثافتیں جو دنیوی زندگی کے بُرے اعمال سے انہوں نے سمیٹ لی تھیں ان کو بے چین و بے قرار رکھتی ہیں۔

---

[۱] ان دونوں آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام صالحین کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوتا ہے اور اس میں شہید و غیر شہید کا کوئی فرق نہیں ہے۔ نیز (اس سے ان لوگوں کے) اس خیال کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ شہداء کے سوا باقی تمام روحیں برزخ میں اپنے رب کی حضوری سے آڑ میں رکھی جاتی ہیں۔

[۲] قرآن مجید میں اس شخص کے مارے جانے کا ذکر نہیں ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے قتل کر دیا گیا تھا اور جو شخص روایات کو ظنی اور ناقابلِ اعتبار سمجھتا ہو اس کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس شخص کو جنت میں داخل ہونے کا حکم مرنے کے بعد دیا گیا۔

[۳] (بعض لوگوں نے) اس آیت اور اس سلسلہ کی ایک دوسری آیت کا مفہوم نہیں سمجھا۔ علّیون کے دو معنی ہو سکتے ہیں یا تو اس سے مراد منازلِ عالیہ ہیں۔ یا عالی مقام لوگ۔ اسی طرح سجّین سے مراد یا قید خانہ ہے یا قیدیوں کا گروہ۔ صالحین و ابرار کے نام اس دفتر میں لکھے جاتے ہیں جو علّیین کے لیے مخصوص ہیں اور فاسقین و فجار کے نام سجّین کے دفتر میں مندرج ہوتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نفوس فنا ہو جاتے ہیں اور صرف رجسٹر میں نام رہ جاتے ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی روحیں علّیین و سجّین میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مدرسہ میں بچہ کا نام لکھا گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بچہ غائب ہو گیا اور صرف اس کا نام رجسٹر میں رہ گیا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ . (الاعراف: ۴۰)

''جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۔''

وَلَوۡ تَرٰۤی اِذۡ یَتَوَفَّی الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَاَدۡبَارَهُمۡ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ۔ (الانفال: ۵۰)

''اور کاش تو دیکھتا جب کہ ملائکہ ان لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا ہے، وہ ان کو آگے اور پیچھے سے مارتے جاتے ہیں کہ آگ کے عذاب کا مزہ چکھو۔''

اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ. وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا سِجِّیۡنٌ. کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ۔ (المطففین: ۷۔۹)

''بدکاروں کے نام (قیدیوں کے دفتر) سجین میں لکھے جاتے ہیں۔ اور تو کیا جانے کہ سجین کیا ہے! وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔''

ان کے علاوہ متعدد آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسقین پر موت کے بعد ہی سختیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً آلِ فرعون کے متعلق ارشاد ہے کہ:

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ النَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَّیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ۔ (المومن: ۴۵، ۴۶)

''اور آلِ فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔ وہ آگ کا عذاب ہے جس پر وہ صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو حکم دیا جائے گا کہ آلِ فرعون کو اس سے سخت تر عذاب میں داخل کرو۔''

اس آیت کے الفاظ اتنے واضح ہیں کہ مفہوم میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ غرق ہوتے ہی آلِ فرعون کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔ اب وہ دائماً آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس سے زیادہ سخت عذاب دیا جائے گا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ (بعض لوگوں نے) پہلے سے چند نظریات قائم کر لیے ہیں جو قرآن مجید کی بعض آیات کے غلط مفہوم پر مبنی ہیں، اور بجائے اس کے کہ وہ ایسی صاف اور صریح آیات کو دیکھ کر ان نظریات میں ترمیم کرتے، وہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی تاویل کر کے ان غلط نظریوں کے مطابق ڈھال لیں۔ یہی وہ ذہنیت ہے جو انسان کو قرآن کا صحیح مفہوم سمجھنے نہیں دیتی۔

اسی کے قریب المعنی وہ آیت ہے جو مدینہ اور گردوپیش کے منافقین کے حق میں نازل ہوئی ہے:

سَنُعَذِّبُهُمۡ مَّرَّتَیۡنِ ثُمَّ یُرَدُّوۡنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیۡمٍ۔ (التوبۃ: ۱۰۱)

''عنقریب ہم ان کو دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر وہ زیادہ بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔''

یہاں بھی الفاظ صریح اور مفہوم واضح ہے۔ عذاب کے تین مرتبے بتائے گئے ہیں۔ ایک دنیا کا عذاب کہ وہ

مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوئے اور ان کی ساری تدبیریں ناکام کردی گئیں۔ دوسرا برزخ کا عذاب اور تیسرا عذابِ عظیم جو قیامت کے بعد ہوگا۔ لیکن یہاں پھر (ان لوگوں) کے نظریات نے ان کو ایک صاف بات سمجھنے سے روک دیا۔

چند غلط نظریات

(ان لوگوں) کے نظریات میں پہلا نظریہ یہ ہے کہ وہ برزخ کو مطلق عالمِ ممات سمجھتے ہیں جس میں حیات کا کوئی شائبہ نہیں۔ اسی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ برزخ میں نہ راحت ہے اور نہ اذیت۔ لیکن اس کی تائید میں جو آیات وہ پیش کرتے ہیں وہ ان کے مدعا کی تائید نہیں کرتیں۔ بالفرض اگر قرآن مجید میں مشرکین و کفّار کے معبودوں سے مراد انبیاء، اولیاء، صلحا، اور دوسرے انسان ہیں جو وفات پاچکے ہیں تب بھی ان آیات سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ آدمیوں کی پکار نہیں سنتے، ان کی دعاؤں سے غافل ہیں، اور ان کو جواب نہیں دے سکتے۔ مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ بجائے خود بے حس، بے جان، بے شعور، بے علم اور بالکل غافل و بے خبر ہیں؟ اگر وہ اس عالم کی باتیں نہیں سنتے اور اس عالم کے لوگوں کو جواب نہیں دے سکتے، تو اس سے یہ نتیجہ کیوں کر نکالا جاسکتا ہے کہ جس عالم میں وہ ہیں، وہاں بھی ان میں بولنے اور سننے اور محسوس کرنے کی قوت نہیں ہے؟ پہلے ایک مضمون کی آیات پر غور کیے بغیر ایک غلط نظریہ قائم کرنا، پھر اس نظریہ کی بنا پر دوسری صریح آیات کی تاویل کرنا اور الفاظ کو ان کے صاف مفہوم سے پھیرنا وہ طریقہ نہیں ہے جس سے آدمی قرآن مجید کے علوم سے استفادہ کرسکتا ہو۔ قرآن مجید ایک جگہ کہتا ہے کہ تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے، اور مردے تمہاری دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے۔ دوسری جگہ وہی قرآن کہتا ہے کہ فرشتے مردوں سے باتیں کرتے ہیں اور مردے ان کو جواب دیتے ہیں کیا ان دونوں باتوں میں کوئی تناقض ہے؟ اگر نہیں تو یہ لوگ جس طرح پہلی بات کو مانتے ہیں، اسی طرح دوسری کو بھی مانیں اگر تناقض ہے تو ثابت کریں۔

دوسرا نظریہ، یہ ہے کہ ''قرآن کی رُو سے انسان کے لیے دو ہی موتیں اور دو ہی زندگیاں ہیں۔'' دنیوی زندگی کے بعد ''دوسری زندگی حشر کے دن ملے گی نہ کہ قبر میں۔ لہٰذا اس دنیوی زندگی کے منقطع ہوجانے کے بعد اہل برزخ میں مطلقاً زندگی کا کوئی شائبہ نہیں۔'' یہاں دراصل موت اور حیات کا مفہوم سمجھنے میں (بعض لوگوں سے) لغزش ہوئی ہے۔ جس انفصالِ جسم وروح پر لفظ موت کا اطلاق کیا گیا ہے اس کے متعلق (بعض حضرات نے فرض کرلیا کہ اس میں مطلقاً زندگی کا کوئی شائبہ نہیں، اور زندگی محض اتصالِ جسم وروح کا نام ہے۔ لیکن اوپر قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ یہ مفروضہ بالکل غلط ہے۔

تیسرا نظریہ بھی ایسا ہی عجیب وغریب ہے۔ ایک آیت میں وارد ہوا ہے کہ مردے جب حشر کے دن اٹھائے جائیں گے تو کہیں گے کہ ''ہائے کس نے ہم کو ہماری خواب گاہ سے اٹھادیا۔'' بعض اور آیات میں ہے کہ دنیوی زندگی اور قیامت کے درمیان وہ زیادہ سے زیادہ ایک گھڑی کا فصل سمجھیں گے اس سے (بعض لوگوں) نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ برزخ میں مردے بالکل غافل و بے خبر پڑے ہوئے ہیں، اور ان کو زمانے کا مطلق احساس نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے اور عذاب یا ثواب ان پر ہو رہا ہوتا تو اس طویل مدت کو بھول نہ جاتے۔ لیکن قرآن میں یہ بھی تو فرمایا گیا ہے کہ حشر کے دن لوگ اپنے قیامِ زمین

کی مدت کا اندازہ ایک دن یا زیادہ سے زیادہ دس لگائیں گے۔ پھر کیا بالکل اسی طرح اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ دنیا کی زندگی میں بھی انسان غفلت و بے خبری اور ''مطلق عالمِ ممات'' میں پڑا رہا؟ سوال یہ ہے کہ آخر اس قسم کی قیاس آرائیاں کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ جو نتیجہ (یہ حضرات) نکال رہے ہیں وہ قرآن میں مذکور نہیں۔ قرآن میں صرف ایک واقعہ کے طور پر یہ بیان ہوا ہے کہ قیامت کے روز جب دوبارہ اجساد میں جان ڈالی جائے گی اور لوگ نشأۃ آخرت میں داخل ہوں گے تو ان کو ایسا اور ایسا محسوس ہوگا۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ اس سے پہلے برزخ میں وہ بیہوش، بے حس اور مطلق عالم ممات میں ہوں گے۔ یہ اس واقعہ پر محض قیاس ہے اور اس قیاس کو (یہ حضرات) اتنی اہمیت دے رہے ہیں کہ قرآن کریم کی ان صریح آیات کو جن میں اہلِ برزخ کی سماعت، گویائی اور ان کی راحت یا تکلیف کا ذکر کیا گیا ہے، ان کے صاف مفہوم سے پھیر کر اس قیاس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا قرآن کو قرآن سے سمجھنے کا یہی طریقہ ہے؟ اگر قیاس ہی کرنا تھا تو یہ قیاس کیوں نہ کیا کہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد انسان پہلے عالم کو فراموش کر جاتا ہے، یا اس کو پہلے عالم کا محض ایک موہوم سا خیال رہتا ہے، یا پہلے عالم میں اپنی حالت کے متعلق اس کا اندازہ غلط ہوتا ہے جیسا کہ کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ سے ظاہر ہو رہا ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں (ان حضرات کے) قیاس کی بہ نسبت یہ قیاس قرآن مجید کے ارشادات سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

(ان حضرات کا) آخری نظریہ ان آیات پر مبنی ہے جن میں صرف دنیا اور آخرت کے عذاب وثواب کا ذکر ہے، اور برزخ کا ذکر نہیں ہے، اور جن میں صرف دارآخرت کو دارالجزاء فرمایا گیا ہے۔ اس سے (یہ حضرات) نتیجہ نکالتے ہیں کہ دنیوی زندگی کے بعد اور قیامت سے پہلے کوئی عذاب وثواب نہیں ہے۔ لیکن یہ نظریہ متعدد وجوہ سے باطل ہے:

(۱) ان آیات میں کہیں برزخ کی روحانی زندگی اور اس کے عذاب وثواب کی نفی نہیں کی گئی ہے بلکہ ان میں دنیا وآخرت کے عذاب وثواب کا ذکر اسی طرح ایک واقعہ کے طور پر کیا گیا ہے جس طرح بعض دوسری آیات میں برزخ کی زندگی اور اس کے عذاب وثواب کا ذکر بطور واقعہ آیا ہے۔ پھر پہلی قسم کی آیات دوسری قسم کی آیات کے لیے ناقض کیوں کر ہو سکتی ہیں۔

(۲) یہ بالکل صحیح ہے کہ دارالجزاء اور یوم الفصل دراصل دارِ آخرت ہی ہے لیکن قرآن مجید کی متعدد آیات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ برزخ میں انسان کو ایک طرح کی روحانی زندگی حاصل ہوگی جس میں شعور واحساس پایا جائے گا۔ ایسی صورت میں یہ ناگزیر ہے کہ فیصلہ کے دن تک انتظار کرنے کے لیے نفوسِ انسانی جہاں رکھے جائیں گے وہاں نفوسِ زکیہ کے لیے راحت اور نفوس خبیثہ کے لیے اذیت ہو۔ اگرچہ ان کے اعمال کی پوری پوری جزا وسزا ان کو فیصلے کے دن ہی ملے گی لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انتظار کی مدت میں دونوں قسم کے نفوس ایک ہی حال میں رکھے جائیں۔

(۳) (یہ حضرات) خود تسلیم کرتے ہیں کہ شہدا کو مرنے کے بعد ہی ثواب ملنا شروع ہو جائے گا۔ اب غور فرمائیے کہ یہ ثواب یوم الفصل سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ اگر بعد ہے تو کیا شہدا کی قیامت عام لوگوں کی قیامت سے پہلے قائم ہو جائے گی؟ اور اگر یہ ثواب یوم الفصل سے پہلے اور دنیوی زندگی ختم ہونے کے بعد ہے تو (ان حضرات کا) نظریہ ٹوٹ گیا۔

کیونکہ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ انتظار کی مدت میں نفوس کو رزق عطا ہونا قرآن مجید کے اس ارشاد کے خلاف نہیں کہ اصلی جزا و سزا کا دن قیامت کا دن ہے۔ (ترجمان القرآن ج ۵، عدد ۶، ص: ۴۳۷ تا ۴۵۱)

حیات برزخ کا ثبوت

۱۹۔ نَصَحَ قَوْمَهُ حَيًّا وَّمَيِّتًا[1]

''(حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ) اس شخص نے جیتے جی بھی اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور مر کر بھی۔''

تشریح: یہ ایک مردِ مومن کے کمالِ اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ جن لوگوں نے اسے ابھی ابھی قتل کیا تھا اُن کے خلاف کوئی غصہ اور جذبۂ انتقام اس کے دل میں نہ تھا کہ وہ اللہ سے ان کے حق میں بد دعا کرتا۔ اس کے بجائے وہ اب بھی ان کی خیر خواہی کیے جا رہا تھا۔ مرنے کے بعد اس کے دل میں اگر کوئی تمنا پیدا ہوئی تو وہ بس یہ تھی کہ کاش میری قوم میرے اس انجام نیک سے باخبر ہو جائے اور میری زندگی سے نہیں تو میری موت ہی سے سبق لے کر راہِ راست اختیار کر لے۔ وہ شریف انسان اپنے قاتلوں کے لیے بھی جہنّم نہ چاہتا تھا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ وہ ایمان لا کر جنت کے مستحق بنیں۔

اس واقعہ کو بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکّہ کو در پردہ اس حقیقت پر متنبّہ فرمایا ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اہلِ ایمان بھی اس طرح تمہارے سچے خیر خواہ ہیں جس طرح وہ مردِ مومن اپنی قوم کا خیر خواہ تھا۔ یہ لوگ تمہاری تمام ایذا رسانیوں کے باوجود تمہارے خلاف کوئی ذاتی عناد اور کوئی جذبۂ انتقام نہیں رکھتے۔ ان کو دشمنی تم سے نہیں بلکہ تمہاری گمراہی سے ہے۔ یہ تم سے صرف اس لیے لڑ رہے ہیں کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔ اس کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد سے قیامت تک کا زمانہ خالص عدم اور کامل نیستی کا زمانہ نہیں ہے، جیسا کہ بعض کم علم لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ اس زمانے میں جسم کے بغیر روح زندہ رہتی ہے، کلام کرتی اور سنتی ہے، جذبات و احساسات رکھتی ہے، خوشی اور غم محسوس کرتی ہے اور اہلِ دنیا کے ساتھ بھی اس کی دلچسپیاں باقی رہتی ہیں اگر یہ نہ ہوتا تو مرنے کے بعد اس مردِ مومن کو جنت کی بشارت کیسے دی جاتی اور وہ اپنی قوم کے لیے یہ تمنا کیسے کرتا کہ کاش وہ اس کے انجامِ نیک سے باخبر ہو جائے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، یٰسٓ، حاشیہ: ۲۳)

تخریج: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَصَحَ قَوْمَهُ فِيْ حَيَاتِهِ بِقَوْلِهِ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ فِيْ قَوْلِهِ يَا لَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ۔ (٤)

عالم برزخ میں صبح و شام دوزخ و جنت پیش کی جاتی ہے

۲۰۔ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد)

---

[1] اس حدیث سے حیاتِ برزخ کا صریح ثبوت ملتا ہے۔

’’حضورؐ نے فرمایا، ’’تم میں سے جو شخص بھی مرتا ہے اسے صبح وشام اس کی آخری قیام گاہ دکھائی جاتی رہتی ہے، خواہ وہ جنتی ہو یا دوزخی، اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو اس وقت جائے گا جب اللہ تجھے قیامت کے روز دوبارہ اٹھا کر اپنے حضور بلائے گا۔‘‘ (تفہیم القرآن ج ۴، المؤمن، حاشیہ: ۶۳)

تخریج: ﴿۱﴾ **حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلٰى مَقْعَدِهٖ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً اِمَّا النَّارُ وَاِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ۔** (۵)

﴿۲﴾ **حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَامَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔** (۶)

۲۱۔ بخاری کتاب الرقاق میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ’’جو شخص بھی جنت میں جائے گا اسے وہ مقام دکھا دیا جائے گا جو اسے دوزخ میں ملتا اگر وہ برا عمل کرتا، تاکہ وہ اور زیادہ شکر گزار ہو۔ اور جو شخص بھی دوزخ میں جائے گا اسے وہ مقام دکھا دیا جائے گا جو اسے جنت میں ملتا اگر اس نے نیک عمل کیا ہوتا، تاکہ اسے اور زیادہ حسرت ہو۔‘‘

(تفہیم القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ: ۲۰)

فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَامَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المؤمن: ۴۵، ۴۶)

’’آخر کار ان لوگوں نے جو بُری چالیں اس مومن کے خلاف چلیں اللہ نے ان سب سے اس کو بچا لیا اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آگئے، دوزخ کی آگ ہے جس پر صبح وشام وہ پیش کیے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کردو۔‘‘

یہ آیت اُس عذابِ برزخ کا صریح ثبوت ہے جس کا ذکر بکثرت احادیث میں آیا ہے۔ یہاں عذاب کے دو مرحلوں کا ذکر ہے۔ ایک کم تر درجے کا عذاب جو قیامت کے آنے سے پہلے فرعون اور آلِ فرعون کو اب دیا جا رہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ انہیں صبح وشام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جسے دیکھ کر وہ ہر وقت ہول کھاتے رہتے ہیں کہ یہ ہے وہ دوزخ جس میں آخر کار ہمیں جانا ہے۔ اس کے بعد جب قیامت آجائے گی تو انہیں وہ اصلی اور بڑی سزا دی جائے گی جو ان کے لیے مقدر ہے۔ یعنی وہ اُسی دوزخ میں جھونک دیے جائیں گے جس کا نظارہ انہیں غرقاب ہو جانے کے وقت سے آج تک کرایا جا رہا ہے اور قیامت کی گھڑی تک کرایا جاتا رہے گا۔

اور یہ معاملہ صرف فرعون اور آلِ فرعون کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے۔ تمام مجرموں کو موت کی ساعت سے لے کر قیامت تک وہ انجام بد نظر آتا رہتا ہے جو ان کا انتظار کر رہا ہے اور تمام نیک لوگوں کو اس انجامِ نیک کی حسین تصویر دکھائی جاتی رہتی ہے جو اللہ نے ان کے لیے مہیّا کر رکھا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، المؤمن، حاشیہ: ۶۳)

تخریج:﴿۱﴾حَدَّثَنَا اَبُوا الْیَمَانِ، قَالَ:اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَایَدْخُلُ اَحَدُنِ الْجَنَّةَ اِلَّااُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْاَسَاءَ لِیَزْدَادَ شُکْرًا وَلَایَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّااُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْاَحْسَنَ لِیَکُوْنَ عَلَیْهِ حَسْرَةً۔(۷)

﴿۲﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کُلُّ اَهْلِ النَّارِ یَرٰی مَنْزِلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ یَقُوْلُ لَوْهَدَانَا اللّٰهُ، فَیَکُوْنُ حَسْرَةٌ عَلَیْهِمْ وَکُلُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ یَرٰی مَنْزِلَهٗ مِنَ النَّارِ فَیَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ فَهٰذَا شُکْرُهُمْ۔(۸)

ماٰخذ

(۱) ترمذی ابواب الدعوات ج۲ ۔☆ ریاض الصالحین ج۱ ص۸۔ عن ابن عمر ۔

(۲) ابن ماجه ابواب الزهد باب ذکر التوبة۔ ☆ابنِ ماجه کی روایت کی سند میں ولید بن مسلم اور مکحول دونوں پر کلام کیا گیاهے۔ فی الزوائد: فی اسناده الولید بن مسلم وهو مدلّس، وقد عنعنه، وکنلك مکحول الدمشقی۔ ☆ مؤطا امام مالك کتاب الحدود۔☆ مسندِ احمد ج۲ص۱۳۲،۱۵۳عبد الله بن عمر☆ المستدرك للحاکم ج٤ کتاب التوبة والانابة ، باب انّ الله یغفر لعبده مالم یغرغر۔☆ شرح السنة للبغوی ج۵،ص۹۱، هذا حدیث حسن غریب ورجاله ثقات وسنده حسن وصحه ابن خیام ووافقه الذهبی۔

(۳) ترمذی ابواب التفسیر سورة الهکم التکاثر☆ ابنِ جریرج۸،۲۸/۳۰جلد۱۲ص۱۸۳الهکم التکاثر۔☆ کنزالعمّال ج۲ص۵۵۵ بحواله ابن المنذر، ابنِ مردویه، بیهقی فی الشعب۔

(٤) تفسیر ابن کثیر ج۳ سورهٔ یٰسٓ۔ ☆تفسیر روح المعانی ج۲۲/۲٤سورهٔ یٰسٓ۔

(۵) بخاری ج۲ کتاب الرقاق باب سکرات الموت۔☆ نسائی کتاب الجنائز باب وضع الجریدة علی القبر۔

(٦) بخاری ج۱ کتاب الجنائز باب المیّت یُعْرَضُ عَلَیْهِ مقعده بالغداة وَالْعَشِیّ۔ اور کتاب الرقاق۔ ☆مسلم ج۲ کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار۔ ☆ترمذی ابواب الجنائز ج۱۔ باب ماجاء فی عذاب القبر۔ هذا حدیث حسن صحییح۔ ☆نسائی کتاب الجنائز باب وضع الجریدة علی القبر۔ نسائی نے یُعْرَضُ علی احدکم بیان کیاهے۔☆ ابنِ ماجه کتاب الزهد باب ۳۲ باب ذکر القبر والبلی۔☆مؤطا امام مالك کتاب الجنائز جامع الجنائز۔☆مسندِاحمد ج۲ص ۵۱۔۱۱۳۔۱۲۳۔روایت عبدالله بن عمر۔

(۷) بخاری ج۲ کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار۔☆تفسیر بحر المحیط لابنِ حیان اندلسی ج۸ سورة التغابن۔ ☆مسندِ احمد ج۲ص٤۱۵روایت ابی هریرة۔

(۸) فتح القدیر للشوکانی ج۲سوره اعراف۔

فصل سوم:

میدان حشر اور نوع انسانی

قیامت میں زمین و آسمان بالکل نیست و نابود نہیں ہو جائیں گے بلکہ صرف موجودہ نظامِ طبیعی کو درہم برہم کر ڈالا جائے گا۔ اس کے بعد نفخ صورِ اوّل اور نفخ صورِ آخر کے درمیان ایک خاص مدت میں، جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، زمین اور آسمانوں کی موجودہ ہیئت بدل دی جائے گی اور ایک دوسرا نظامِ طبیعت، دوسرے قوانینِ فطرت کے ساتھ بنا دیا جائے گا، وہی عالمِ آخرت ہوگا۔ پھر نفخ صُورِ آخر کے ساتھ ہی تمام وہ انسان جو تخلیقِ آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہوئے تھے، از سرِ نو زندہ کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ اسی کا نام قرآن کی زبان میں حشر ہے جس کے لغوی معنی سمیٹنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ قرآن کے اشارات اور حدیث کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ حشر اسی زمین پر برپا ہوگا، یہیں عدالت قائم ہوگی، یہیں میزان لگائی جائے گی اور قضیہ زمین برسرِ زمین ہی چکایا جائے گا۔ نیز یہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ ہماری وہ دوسری زندگی جس میں یہ معاملات پیش آئیں گے، محض روحانی نہیں ہوگی بلکہ ٹھیک اسی طرح جسم و روح کے ساتھ ہم زندہ کیے جائیں گے جس طرح آج زندہ ہیں اور ہر شخص ٹھیک اسی شخصیّت کے ساتھ وہاں موجود ہوگا جسے لیے ہوئے وہ دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ (تفہیم القرآن ج ۲، ابراہیم، حاشیہ: ۵۷)

میدانِ حشر اور ربِّ کائنات

۲۲۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی یَطْوِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِیَدِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ، اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَکَبِّرُ اَیْنَ مُلُوْکُ الْاَرْضِ؟ اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ، اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ۔ (مسند احمد)

''نبی ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو اپنی مٹھی میں لے کر پکارے گا میں ہوں پادشاہ، میں ہوں جبار، میں ہوں متکبّر، کہاں ہیں وہ جو زمین میں بادشاہ بنتے تھے؟ کہاں ہیں جبّار؟ کہاں ہیں متکبّر؟''

پس منظر: عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضورؐ خطبہ میں یہ الفاظ فرما رہے تھے، اس وقت آپؐ پر ایسا لرزہ طاری تھا کہ ہم ڈر رہے تھے کہ کہیں آپ منبر سے گر نہ پڑیں۔ (قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، ص: ۴۱، ۴۲)

تشریح: وہ ساری مجازی بادشاہیاں اور ریاستیں ختم ہو جائیں گی جو دنیا میں انسان کو دھوکے میں ڈالتی ہیں۔ وہاں صرف ایک بادشاہی باقی رہ جائے گی اور وہ وہی اللہ کی بادشاہی ہے جو اس کائنات کا حقیقی فرمانروا ہے۔ سورۂ مومن میں ارشاد ہوا ہے

کہ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ لَايَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ، لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ''وہ دن جب کہ یہ سب لوگ بے نقاب ہوں گے، اللہ سے ان کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ پوچھا جائے گا آج بادشاہی کس کی ہے؟ ہر طرف سے جواب آئے گا اکیلے اللہ کی جو سب پر غالب ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الفرقان، حاشیہ: ۳۹)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ارض وسما کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمائے گا۔'' ''میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں ارضی فرمانروا؟''

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، ثَنَا اَبِيْ ثَنَا عَفَّانُ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، اَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ يعني ابْنَ اَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَمَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّايُشْرِكُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هٰكَذَا بِيَدِهٖ وَيُحَرِّكُهَا يُقْبِلُ بِهَا وَيُدْبِرُ يُمَجِّدُالرَّبُّ نَفْسَهٗ: اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ، اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الْعَزِيْزُ، اَنَا الْكَرِيْمُ، فَرَجَفَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرُ حَتّٰى قُلْنَا لَيَخِرَّنَّ بِهٖ۔(۲)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز منبر پر خطبہ کے دوران میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہے تھے وَمَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّايُشْرِكُوْنَ رسول اللہ ﷺ اس طرح دست مبارک کو آگے پیچھے حرکت دے کر سمجھا رہے تھے۔ اپنے پروردگار کی بزرگی اور اس کی عظمت وکبریائی بایں الفاظ نقل فرما رہے تھے۔ ''میں جبار ہوں، میں بڑائی کا مالک ہوں، میں بادشاہ ہوں، میں غالب ہوں، میں کریم ہوں۔ جس وقت آپؐ خطبہ میں یہ الفاظ فرما رہے تھے اس وقت آپؐ پر ایسا لرزہ طاری تھا کہ ہمیں خیال ہوا کہ کہیں منبر آپؐ کو لے کر گر نہ جائے۔''

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، نَا اَبُوْاُسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَطْوِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ، اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ، اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الْاَرْضَ (اَلْاَرَضِيْنَ) بِشِمَالِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا يَعْقُوْبُ يعني ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ اَنَّهٗ نَظَرَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: يَاْخُذُ اللّٰهُ سَمٰوٰتِهٖ وَاَرْضِيْهِ بِيَدَيْهِ

وَيَقُوْلُ: اَنَا اللّٰهُ وَيَقْبِضُ اَصَابِعَهُ وَيَبْسُطُهَا اَنَا الْمَلِكُ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ اَسْفَلَ شَیْءٌ مِنْهُ حَتّٰی إِنِّیْ لَاَقُوْلُ أَسَاقِطٌ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔(۳)

ترجمہ: دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر فرمائے گا: ''میں ہوں اللہ، اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو کھولتے اور بند کرتے ہوئے فرمائے گا۔ میں ہوں بادشاہ:'' اسی اثناء میں جب کہ میری نظر منبر پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ وہ آخر تک لرز رہا ہے اور مجھے خوف لاحق ہوا کہ یہ منبر رسول اللہ ﷺ کو لے کر نیچے گر نہ جائے۔

〈۵〉 حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَعَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: يَاْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَاَرْضِيْهِ بِيَدِهٖ (وَقَبَضَ يَدَهُ، فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا) ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمَلِكُ، اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟ قَالَ وَيَتَمَايَلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ اَسْفَلَ شَیْءٌ مِنْهُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ أَسَاقِطٌ هُوَبِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔(۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے سُنا۔ آپؐ فرما رہے تھے: جبار آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمائے گا (یہ فرماتے وقت آپؐ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا۔ پھر آپ اسے مسلسل کھولتے اور بند کرتے رہے) ''میں جبّار ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں دنیا کے جبّار؟ کہاں ہیں دنیا کے متکبرین؟ راوی کہتا ہے کہ اس وقت نبی کریم ﷺ کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب جھک جاتے حتّٰی کہ میں نے دیکھا کہ منبر نیچے تک حرکت کر رہا ہے اور مجھے خیال ہوا کہ مبادا یہ آپ کو گرا نہ دے۔

〈۶〉 اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَطْوِی السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ وَيَاْخُذُ الْاَرْضِيْنَ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَاالْمَلِكُ اَنَاالدَّيَّانُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ؟ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟(۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں لے کر پکارے گا۔ میں ہوں بادشاہ، میں ہوں سردار مختار۔ زمین پر بادشاہی کا دعویٰ کرنے والے کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ جبّار؟ کدھر گئے وہ متکبّر لوگ؟

〈۷〉 حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُالرَّحْمَانِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِی السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ، اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ؟(۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں دے کر اور آسمانوں کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لپیٹ کر ارشاد فرمائے گا۔'' ''میں ہوں بادشاہ، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟''

۲۳۔ مسندِ احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابنِ جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات منقول ہوئی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دورانِ خطبہ میں یہ آیت آپؐ نے تلاوت فرمائی کہ ''قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔'' (الزمر، آیت: ۶۷) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں (سیّاروں) کو اپنی مٹھی میں لے کر اس طرح پھرائے گا جیسے ایک بچّہ گیند پھراتا ہے، اور فرمائے گا کہ میں ہوں خدائے واحد، میں ہوں بادشاہ، میں ہوں جبّار، میں ہوں کبریائی کا مالک، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبّار؟ کہاں ہیں متکبّر؟ یہ کہتے کہتے حضورؐ پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ ہمیں خطرہ ہونے لگا کہیں آپ منبر سمیت گر نہ پڑیں۔

تشریح: زمین اور آسمان پر اللہ تعالیٰ کے کامل اقتدار و تصرّف کی تصویر کھینچنے کے لیے مٹھی میں ہونے اور ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونے کا استعارہ استعمال فرمایا گیا ہے۔ جس طرح ایک آدمی ایک چھوٹی سی گیند کو مٹھی میں دبالیتا ہے اور اس کے لیے یہ ایک معمولی کام ہے، یا ایک شخص ایک رومال کو لپیٹ کر ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اس کے لیے یہ کوئی زحمت طلب کام نہیں ہوتا۔ اسی طرح قیامت کے روز تمام انسان ـــــ جو آج اللہ کی عظمت و کبریائی کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں ـــــ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ زمین و آسمان اللہ کے دستِ قدرت میں ایک حقیر گیند اور ایک ذرا سے رومال کی طرح ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۴، الزمر، حاشیہ: ۷۶)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ قَالَ: ثَنَا بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَمَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَمَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاخُذُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ فَيَجْعَلُهَا فِیْ كَفِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ بِهِمَا كَمَا يَقُوْلُ الْغُلَامُ بِالْكُرَةِ. اَنَا اللّٰهُ الْوَاحِدُ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ حَتّٰی لَقَدْ رَأَيْنَا الْمِنْبَرَ وَاِنَّهٗ لَيَكَادُ اَنْ يَسْقُطَ بِهٖ۔(۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ اور جب آپؐ آیت وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. وَالْاَرْضُ جَمِيْعاً قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ پر پہنچے تو فرمایا، ''اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو اپنی مٹھی میں پکڑ کر گھمائے گا جس طرح بچہ گیند کو گھماتا ہے، اور فرمائے گا میں ہوں اللہ واحد، میں ہوں اللہ قدرت و غلبے والا۔'' جس وقت رسول اللہ ﷺ خطبہ فرما رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ منبر آپؐ کو لے کر لڑھک جائے گا اور آپ گر جائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں:

〈۲〉 مَاالسَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ فِیْ يَدِاللّٰهِ اِلَّا كَخَرْدَلَةٍ فِیْ يَدِاَحَدِكُمْ ۔(۸)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اس طرح ہیں جس طرح تم میں سے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہو۔

میدانِ حشر کا نقشہ

٢٤۔ حاکم نے مُستدرک میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ''قیامت کے روز زمین ایک دسترخوان کی طرح پھیلا کر بچھا دی جائے گی، پھر انسانوں کے لیے اس پر صرف قدم رکھنے کی جگہ ہوگی۔''

تشریح: یعنی اس روز سمندر اور دریا پاٹ دیے جائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دیے جائیں گے، اور زمین کی ساری اونچ نیچ برابر کر کے اسے ایک ہموار میدان بنا دیا جائے گا۔ قرآن میں کئی جگہ اس بات کو بیان کیا گیا ہے۔

اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ حقیقت نگاہ میں رہنی چاہیے کہ اُس دن تمام انسانوں کو جو اوّل روزِ آفرینش سے قیامت تک پیدا ہوئے ہوں گے، بیک وقت زندہ کر کے عدالتِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ اتنی بڑی آبادی کو جمع کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ سمندر، دریا، پہاڑ، جنگل، گھاٹیاں اور پست و بلند علاقے سب کے سب ہموار کر کے پورے کرۂ زمین کو ایک میدان بنا دیا جائے تا کہ اس پر ساری نوعِ انسانی کے افراد کھڑے ہونے کی جگہ پا سکیں۔ (تفہیم القرآن ج ٦، الانشقاق، حاشیہ: ٢)

تخریج: ﴿١﴾ اَخۡبَرَنَا اِسۡمٰعِیۡلُ بۡنُ مُحَمَّدِ بۡنِ الۡفَضۡلِ الشَّعۡرَانِیُّ، ثَنَا جَدِّیۡ، ثَنَا اِبۡرَاهِیۡمُ بۡنُ حَمۡزَةَ الزُّبَیۡرِیُّ، ثَنَا اِبۡرَاهِیۡمُ بۡنُ سَعۡدٍ، عَنِ ابۡنِ شِهَابٍ، عَنۡ عَلِیِّ بۡنِ حُسَیۡنٍ، عَنۡ جَابِرٍؓ، اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تُمَدُّ الۡاَرۡضُ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ مَدَّ الۡعَظۡمَةِ الرَّحۡمٰنِ ثُمَّ لَایَکُوۡنُ لِبَشَرٍ مِنۡ بَنِیۡ آدَمَ اِلَّا مَوۡضِعَ قَدَمَیۡهِ الحدیث۔(٩)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز زمین عظمتِ رحمٰن کے مانند پھیلا دی جائے گی پھر بھی کسی بنی آدم کے لیے قدم رکھنے سے زائد جگہ نہیں ہوگی۔

﴿٢﴾ وَقَالَ السُّیُوۡطِیُّ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ عَنۡ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ تُمَدُّ الۡاَرۡضُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ مَدَّ الۡاَدِیۡمِ ثُمَّ لَایَکُوۡنُ لِابۡنِ اٰدَمَ فِیۡهَا اِلَّا مَوۡضِعُ قَدَمَیۡهِ۔(١٠)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز زمین دسترخوان کی طرح پھیلا دی جائے گی۔ پھر بھی ایک آدمی کے لیے اپنے قدموں سے زائد جگہ نہ ہوگی۔''

﴿٣﴾ حَدَّثَنَا ابۡنُ الۡاَعۡلٰی، قَالَ: ثَنَا ابۡنُ ثَوۡرٍ عَنۡ مَعۡمَرٍ، عَنِ الزُّهۡرِیِّ، عَنۡ عَلِیِّ بۡنِ حُسَیۡنٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِذَا کَانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَةِ مَدَّ اللّٰهُ الۡاَرۡضَ حَتّٰی لَایَکُوۡنَ لِبَشَرٍ مِنَ النَّاسِ اِلَّا مَوۡضِعُ قَدَمَیۡهِ۔

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا ''جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ زمین کو پھیلا دے گا، حتّی کہ ایک انسان کے لیے فقط اپنے قدموں کی جگہ ہوگی۔''

میدانِ حشر میں نیک لوگ کس حال میں ہوں گے؟

۲۵ ـ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَخَفَّ عَلَیْہِ مِنْ صَلَاۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا۔

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت کا عظیم الشان اور خوفناک دن ایک مومن کے لیے بہت ہلکا کر دیا جائے گا حتّٰی کہ اس سے بھی ہلکا جتنا دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے کا وقت ہوتا ہے۔'' (تفہیم القرآن ج ۳، الفرقان، حاشیہ: ۳۸)

تشریح: رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ تو بڑا ہی طویل دن ہوگا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے میں جتنا وقت لگتا ہے مومن کے لیے وہ دن اس سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا۔ (تفہیم القرآن ج ۶، المعارج، حاشیہ: ۸)

میدانِ حشر میں جنت کے مستحق لوگوں کے ساتھ مجرمین سے مختلف معاملہ ہوگا۔ وہ عزت کے ساتھ بٹھائے جائیں گے اور روزِ حشر کی سخت دوپہر گزارنے کے لیے ان کو آرام کی جگہ دی جائے گی۔ اس دن کی ساری سختیاں مجرموں کے لیے ہوں گی نہ کہ نیکو کاروں کے لیے[۱]۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الفرقان، حاشیہ: ۳۸)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا حَسَنٌ ثَنَا ابْنُ لَھِیْعَۃَ، ثَنَا دَرَّاجٌ، عَنْ اَبِی الْھَیْثَمِ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ مَا اَطْوَلَ ھٰذَا الْیَوْمُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَخَفَّ عَلَیْہِ مِنْ صَلَاۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا۔ (۱۱)

میدانِ حشر میں صالحینِ امت کی پہچان

۲۶ ـ قتادہ کی مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''(قیامت کے روز) کسی کا نور اتنا تیز ہوگا کہ مدینہ سے عدن تک کی مسافت کے برابر فاصلے تک پہنچ رہا ہوگا، اور کسی کا نور مدینہ سے صنعا تک، اور کسی کا اس سے کم، یہاں تک کہ کوئی مومن ایسا بھی ہوگا جس کا نور اس کے قدموں سے آگے نہ بڑھے گا۔'' (ابن جریر)

۲۷ ـ اَعْرِفُھُمْ بِنُوْرِھِمِ الَّذِیْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَعَنْ اَیْمَانِھِمْ وَعَنْ شَمَائِلِھِمْ ۔

(حاکم ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

---

[۱] مفسرین کے ایک گروہ نے اس فقرے (یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُھْلِ۔ المعارج:۸) کا تعلق فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ سے مانا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ پچاس ہزار سال مدت جس دن کی بتائی گئی ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

حدیث بالا کی روایت اگر صحیح سند سے منقول ہوتی تو پھر اس کے سوا اس آیت (المعارج:۸) کی کوئی دوسری تاویل نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس روایت کی سند میں درّاج اور شیخ ابوالہیثم دونوں ضعیف ہیں۔ (مؤلف)

’’حضرت ابوذرؓ اور ابوالدّرداء سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ’’میں اپنی اُمّت کے صالحین کو وہاں ان کے اس نور سے پہچانوں گا جو ان کے آگے اور ان کے دائیں اور بائیں دوڑ رہا ہوگا۔‘‘

تشریح: گویا کہ میدانِ حشر میں نُور صرف مومنین صالحین کے لیے مخصوص ہوگا، رہے کفار و منافقین اور فُسّاق و فُجّار تو وہ وہاں بھی اس طرح تاریکی میں بھٹک رہے ہوں گے جس طرح دنیا میں بھٹکتے رہے تھے۔ وہاں روشنی جو کچھ بھی ہوگی، صالح عقیدے اور صالح عمل کی ہوگی۔ ایمان کی صداقت اور سیرت و کردار کی پاکیزگی ہی نور میں تبدیل ہو جائے گی جس سے نیک بندوں کی شخصیت جگمگا اُٹھے گی۔ جس شخص کا عمل جتنا تابندہ ہوگا اس کے وجود کی روشنی اتنی ہی زیادہ تیز ہوگی اور جب وہ میدانِ حشر سے جنت کی طرف چلے گا تو اُس کا نور اُس کے آگے دوڑ رہا ہوگا۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الحدید، حاشیہ: ۱۷)

حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ جس کی ذات سے دنیا میں جتنی بھلائی پھیلی ہوگی اس کا نور اتنا ہی تیز ہوگا، اور جہاں جہاں تک دنیا میں اس کی بھلائی پہنچی ہوگی میدانِ حشر میں اتنی ہی مسافت تک اس کے نور کی شعاعیں دوڑ رہی ہوں گی۔

(تفہیم القرآن، ج ۵، الحدید، حاشیہ: ۱۷)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَوْلِهِ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الآية ذُكِرَ لَنَا اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ يُضِيْءُ نُوْرُهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى عَدَنِ أَبْيَنَ فَصَنْعَاءَ فَدُوْنَ ذٰلِكَ حَتّٰى أَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ لَايُضِيْءُ نُوْرُهُ اِلَّا مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ۔ (۱۲)

〈۲〉 اَخْبَرَنَا الشَّيْخُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ، اَنْبَأَ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، ثَنَا اَبُوْبَكْرِبْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ قَالَ يُؤْتَوْنَ نُوْرَهُمْ عَلٰى قَدْرِاَعْمَالِهِمْ مِنْهُمْ مَنْ نُوْرُهٗ مِثْلُ الْجَبَلِ وَاَدْنَاهُمْ نُوْرًا مِنْ نُوْرِهٖ عَلٰى اِبْهَامِهٖ يُطْفِيْ مَرَّةً وَيَقِدُ اُخْرٰى۔ (۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ’’يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ‘‘ کے بارے میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ قیامت کے روز لوگوں کو ان کے اعمال کے اندازے کے مطابق نور دیا جائے گا۔ ان میں ایسے بھی ہوں گے جن کا نور پہاڑ کی مثل ہوگا اور ان میں سے ادنی ترین نور والا وہ شخص ہوگا جس کا نور اس کے پاؤں کے انگوٹھوں تک ہوگا۔ کبھی بجھ جائے گا کبھی روشن ہوگا۔‘‘

〈۳〉 حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: ثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ يَذْكُرُ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ’’يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ‘‘ قَالَ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ يَمُرُّوْنَ عَلَى الصِّرَاطِ مِنْهُمْ مَنْ نُوْرُهٗ مِثْلُ الْجَبَلِ وَمِنْهُمْ مَنْ نُوْرُهٗ مِثْلُ النَّخْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ نُوْرُهٗ مِثْلُ الرَّجُلِ الْقَائِمِ وَاَدْنَاهُمْ نُوْرًا مَنْ نُوْرُهٗ فِيْ اِبْهَامِهٖ يَتَّقِدُ مَرَّةً وَيَطْفَأُ مَرَّةً۔ (۱۴)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود نے اللہ عزوجل کے اس ارشادگرامی **يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ** کی تفسیر بایں الفاظ فرمائی ہے کہ قیامت کے روزلوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پل صراط پر گزریں گے۔ان میں وہ بھی ہوگا جس کا نور پہاڑ کی مانند ہوگا، اور وہ شخص بھی ہوگا جس کا نور کھجور کی مثل ہوگا، اور ایسا شخص بھی ہوگا جس کا نور سیدھے کھڑے آدمی کی طرح ہوگا۔ ان میں سے ادنی ترین باعتبار نور کے وہ شخص ہوگا جس کا نوراس کے پاؤں کے انگوٹھے تک پہنچ رہا ہوگا۔اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ کبھی بجھ جائے گا اور پھر روشن ہوجائے گا۔''

﴿۴﴾ **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذِ الْعَدْلُ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحُسَيْنِ ابْنِ دِيْزِيْلَ ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحِ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِبْنِ نُفَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاذَرٍّ وَاَبَاالدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهٗ فِي السُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ اَنْ يَرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِيْ مِنَ الْاُمَمِ، وَاَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَاَعْرِفُ اُمَّتِيْ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَاَنْظُرُ عَنْ شِمَالِيْ فَاَعْرِفُ اُمَّتِيْ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ. فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ مَابَيْنَ نُوْحٍ اِلٰى اُمَّتِكَ؟ قَالَ: غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ وَلَايَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ غَيْرِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ وَاَعْرِفُهُمْ بِنُوْرِهِمِ الَّذِيْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ**۔(۱۵)

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

ترجمہ : حضرت ابوذر اور حضرت ابوالدرداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں پہلا شخص ہوں گا جسے قیامت کے روز سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی وہ سب سے پہلا شخص ہوں گا جسے سر اٹھانے کی اجازت ملے گی، چنانچہ میں سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے آگے کی طرف دیکھوں گا اور امتوں میں اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنی دائیں جانب نظر اٹھاؤں گا تو اپنی امت کو دیگر امم میں سے پہچان لوں گا۔اسی طرح اپنی بائیں جانب دیکھوں گا اور اپنی امّت کو دوسری امتوں میں سے پہچان لوں گا۔

ایک آدمی نے پوچھا۔''یارسول اللہ ﷺ آپ اپنی امّت کو کیسے پہچانیں گے؟ جب کہ اس روز حضرت نوحؑ سے لے کر آپؐ کی اُمّت تک سب امّتیں وہاں ملی جلی ہوں گی۔'' آپؐ نے فرمایا: ''میری امت کے لوگوں کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضوء کی وجہ سے چمکتے ہوں گے یہ علامت کسی دیگر امت کے لوگوں میں نہیں پائی جائے گی۔اسی واضح اور نمایاں نشانی سے میں اپنی امت کو بآسانی پہچان لوں گا۔ مزید برآں یہ کہ انہیں اعمال نامے ان کے سیدھے ہاتھ میں دیے جائیں گے اور ان کے چہروں پر سجدہ ریزی کے نمایاں اثرات ہوں گے اور میں انہیں اس روشنی کی وجہ سے بھی پہچان لوں گا جو ان کے آگے اور دائیں جانب اور بائیں جانب دوڑ رہی ہوگی۔''

آسان حساب کا مفہوم

۲۸۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ''جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مارا گیا۔'' حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا؟'' حضورؐ نے جواب دیا ''وہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا۔''

(تفہیم القرآن ج ۶، الانشقاق، حاشیہ:۶)

تخریج : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ یَحْیٰی، عَنْ اَبِیْ یُوْنُسَ، حَاتِمِ بْنِ أَبِیْ صَغِیْرَۃَ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَیْکَۃَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لَیْسَ اَحَدٌ یُحَاسَبُ اِلَّا ھَلَکَ، قَالَتْ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاءَ کَ اَلَیْسَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا؟ قَالَ: ''ذَاکَ الْعَرْضُ یُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ ھَلَکَ۔'' (۱۶)

ترجمہ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص سے بھی حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوگیا۔'' فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپؐ پر قربان کرے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا اس کا حساب آسان ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ تو صرف نامۂ عمل کی پیشی ہوگی۔ ہاں جس سے پوچھ گچھ ہوئی وہ ہلاک ہوگیا۔''

۲۹۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضورؐ کو نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ ''خدایا مجھ سے ہلکا حساب لے۔'' آپؐ نے جب سلام پھیرا تو میں نے اس کا مطلب پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ بندے کے نامۂ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اس سے درگزر کیا جائے گا۔ اے عائشہ! اس روز جس سے حساب فہمی کی گئی وہ مارا گیا۔''

(تفہیم القرآن ج ۶، الانشقاق، حاشیہ:۶)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ حَمْزَۃَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَۃَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ صَلَاتِہٖ اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ یَانَبِیَّ اللّٰہِ مَاالْحِسَابُ الْیَسِیْرُ؟ قَالَ اَنْ یُنْظَرَ فِیْ کِتَابِہٖ فَیُتَجَاوَزَ عَنْہُ اَنَّہٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ یَوْمَئِذٍ یَاعَائِشَۃُ ھَلَکَ۔ (۱۷)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَالَوَیْہِ، ثَنَامُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْھَرِیُّ، ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ سُلَیْمَانَ، ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْیَمَامِیُّ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ حَاسَبَہُ اللّٰہُ حِسَابًا یَسِیْرًا وَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِہٖ، قَالُوْا: لِمَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: تُعْطِیْ مَنْ حَرَمَکَ وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَکَ وَتَصِلُ مَنْ

قَطَعَکَ. قَالَ فَاِذَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ فَمَالِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اَنْ تُحَاسَبَ حِسَابًا یَسِیْرًا وَیُدْخِلَکَ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِہٖ۔(۱۸)

ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاہُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں یہ پائی جائیں گی اس سے اللہ تعالیٰ حساب ہلکا لے گا، اور اسے اپنی رحمتِ خاص سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کس خوش نصیب کے لیے یہ مژدہ ہے؟ فرمایا "جو تجھے محروم کرے اسے تو دے، اور جو تجھ پر ظلم وستم کرے، اسے معاف کرے اور جو تجھ سے تعلقات منقطع کرے اس سے صلہ رحمی کرے۔ صحابی نے عرض کیا اگر میں ایسا کروں تو مجھے کیا ملے گا اے رسولِؐ خدا؟ ارشاد ہوا "تم سے حساب ہلکا لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔"

اعمال نامے اور سخت حساب فہمی

۳۰۔ حضرت عائشہؓ سے ابوداؤد میں مروی ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ "میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے زیادہ خوفناک آیت وہ ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً یُّجْزَبِہٖ "جو شخص کوئی برائی کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا" اس پر حضورؐ نے فرمایا: "عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا کے مطیع فرمان بندے کو دنیا میں جو تکلیف بھی پہنچتی ہے، حتّٰی کہ اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے، تو اللہ اسے اس کے کسی نہ کسی قصور کی سزا قرار دے کر دنیا ہی میں اس کا حساب صاف کر دیتا ہے؟ آخرت میں تو جس سے بھی محاسبہ ہو گا وہ سزا پا کر رہے گا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب کیا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ "جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔" حضورؐ نے جواب دیا، "اس سے مراد ہے پیشی" ــــ اس کی بھلائیوں کے ساتھ اس کی برائیاں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ضرور پیش ہوں گی ــــ مگر جس سے باز پرس ہوئی وہ تو بس سمجھ لو کہ مارا گیا۔

تشریح: بری حساب فہمی یا سخت حساب فہمی یہ ہے کہ آدمی کی کسی خطا اور کسی لغزش کو معاف نہ کیا جائے، کوئی قصور جو اس نے کیا ہو مؤاخذے کے بغیر نہ چھوڑا جائے۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کا محاسبہ اپنے اُن بندوں سے کرے گا جو اس کے باغی بن کر دنیا میں رہے۔ بہ خلاف اس کے جنھوں نے اپنے خدا سے وفاداری کی ہے اور اس کے مطیع فرمان بن کر رہے ہیں ان سے "حسابِ یسیر" یعنی ہلکا حساب لیا جائے گا، اُن کی خدمات کے مقابلے میں ان کی خطاؤں سے درگزر کیا جائے گا اور اُن کے مجموعی طرزِ عمل کی بھلائی کو ملحوظ رکھ کر ان کی بہت سی کوتاہیوں سے صرفِ نظر کر لیا جائے گا۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص اپنے وفادار اور فرماں بردار ملازم کی چھوٹی چھوٹی خطاؤں پر کبھی سخت گرفت نہیں کرتا بلکہ اس کے بڑے بڑے قصوروں کو بھی اس کی خدمات کے پیشِ نظر معاف کر دیتا ہے۔

لیکن اگر کسی ملازم کی غداری وخیانت ثابت ہو جائے تو اس کی کوئی خدمت قابلِ لحاظ نہیں رہتی اور اس کے چھوٹے بڑے سب قصور شمار میں آ جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن ج ۲، الرعد، حاشیہ: ۳۴)

تخریج : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: اَبُوْدَاوٗدَ وَهٰذَا لَفْظُ بْنِ بَشَّارٍ، عَنْ اَبِیْ عَامِرِ الْخَزَّازِ، عَنِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ. قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّی لَاَعْلَمُ اَشَدَّ آيَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ، قَالَ. اَيَّةُ آيَةٍ يَا عَائِشَةُ؟ قَالَتْ: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً يُّجْزَبِهٖ، قَالَ:اَمَا عَلِمْتِ يَاعَائِشَةُ اَنَّ الْمُؤْمِنَ تُصِيْبُهُ النَّكْبَةُ اَوِالشَّوْكَةُ فَيُكَافَأُ بِاَسْوَءِ عَمَلِهٖ وَمَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ؟ قَالَتْ: اَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا؟ قَالَ: ذَاكُمُ الْعَرْضُ يَاعَائِشَةُ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ۔(۱۹)

اعضائے انسانی کی اس کے خلاف شہادت

۳۱۔ جب کوئی ہیکڑ مجرم اپنے جرائم کا انکار ہی کرتا چلا جائے گا اور تمام شہادتوں کو بھی جھٹلانے پر تُل جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے جسم کے اعضاء ایک ایک کر کے شہادت دیں گے کہ اس نے ان سے کیا کیا کام لیے تھے۔

تشریح : یہ مضمون حضرت انسؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بزار وغیرہ محدثین نے ان روایات کو نقل کیا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عالمِ آخرت محض ایک روحانی عالم نہیں ہوگا بلکہ انسان وہاں دوبارہ اسی طرح جسم وروح کے ساتھ زندہ کیے جائیں گے جس طرح وہ اب اس دنیا میں ہیں۔ یہی نہیں، اُن کو جسم بھی وہی دیا جائے گا جس میں اب وہ رہتے ہیں۔ وہی تمام اجزاء اور جواہر (ATOMS) جن سے اُن کے بدن اس دنیا میں مرکّب تھے، قیامت کے روز جمع کر دیے جائیں گے اور وہ اپنے انہی سابق جسموں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن کے اندر رہ کر وہ دنیا میں کام کر چکے تھے، ظاہر ہے کہ انسان کے اعضاء وہاں اُسی صورت میں تو گواہی دے سکتے ہیں جب کہ وہ وہی اعضاء ہوں جن سے اس نے اپنی پہلی زندگی میں کسی جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اس مضمون پر قرآن کی بہت سی آیات دلیلِ قاطع ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، حٰم السجدہ، حاشیہ: ۲۵)

تخریج:(۱)حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِی النَّضْرِ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْالنَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ، عَنْ عُبَيْدِ نِالْمُكْتِبِ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ؟ قَالَ: قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ فَيَقُوْلُ:يَارَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ؟ قَالَ:يَقُوْلُ بَلٰی، قَالَ: فَيَقُوْلُ:فَاِنِّیْ لَآاُجِيْزُ عَلٰی نَفْسِیْ اِلَّاشَاهِدًا مِنِّیْ، قَالَ: فَيَقُوْلُ:كَفٰی بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا، قَالَ: فَيُخْتَمُ عَلٰی فِيْهِ، فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اِنْطِقِیْ، قَالَ: فَتَنْطِقُ

بِاَعْمَالِهٖ قَالَ:ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ، قَالَ: فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ (اُجادلُ. اُدافعُ) ۔(۲۰)

ترجمہ : حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ آپؐ ہنسے! پھر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس بنا پر ہنسا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں ۔فرمایا:''بندے کے اپنے پروردگار کے ساتھ مکالمے پر ہنسا ہوں ۔ بندہ عرض کرتا ہے یارب! تو مجھے ظلم سے نہیں بچائے گا'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''کیوں نہیں ۔'' بندہ پھر عرض کرتا ہے میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی دوسرے کو بطور گواہ جائز نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج تیرے نفس کی شہادت اور معزز کاتبوں کی شہادت تیرے لیے کافی ہے۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''پھر اس کے منہ پر مہر ثبت کردی جائے گی اور اس کے اعضاء کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بول کر گواہی دیں ۔'' آپؐ نے فرمایا:''پس ہر عضو بول کر اس کے کرتوت بیان کرے گا پھر اس بندے کو تنہا چھوڑ دیا جائے گا کہ اپنے اعضا کی گفتگو سن لے۔'' بندہ اپنے اعضا سے مخاطب ہو کر انہیں لعن طعن کرے گا اور کہے گا دفع ہو جاؤ ـــــ میری آنکھوں سے پرے ہٹ جاؤ میں تمہاری طرف سے لڑتا رہا اور مدافعت کرتا رہا (اور تم میرے خلاف گواہی دیتے ہو)۔

〈۲〉 قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْيَعْلٰى، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا حَسَنٌ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، قَالَ دَرَّاجٌ عَنْ اَبِى اللَّيْثِ، عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ:اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ عَرَفَ الْكَافِرُ بِعَمَلِهٖ، فَجَحَدَ وَخَاصَمَ فَيَقُوْلُ: هٰؤُلَاءِ جِيْرَانُكَ يَشْهَدُوْنَ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ:كَذَبُوْا،فَيَقُوْلُ: اَهْلُكَ عَشِيْرَتُكَ، فَيَقُوْلُ: كَذَبُوْا فَيَقُوْلُ: اِحْلِفُوْا فَيَحْلِفُوْنَ ثُمَّ يُصَمِّتُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَشْدُّ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ النَّارَ۔(۲۱)

ترجمہ : حضرت ابی سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا:''قیامت کے روز کافر اپنے اعمال پہچان لے گا اور انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا''یہ تیرے ہمسائے تیرے خلاف شہادت دے رہے ہیں ۔'' کافر بولے گا جھوٹ بکتے ہیں یہ۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا''یہ تیرے اہل وعیال اور قبیلہ کنبہ والے تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں وہ بولے گا جھوٹ بولتے ہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ گواہوں سے فرمائے گا کہ''تم قسم کھاؤ۔'' چنانچہ وہ کھائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کفار کو خاموش کرادے گا اور ان کی زبانیں بند کردے گا اور انہیں دوزخ میں داخل کردے گا۔''

سب سے پہلے سایۂ الٰہی میں جانے والے لوگ

۳۲ ۔ اَلَّذِيْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ، وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ، وَحَكَمُوا النَّاسَ كَحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ۔

''حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا۔''جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے؟'' لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے۔فرمایا:

''وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب ان کے آگے حق پیش کیا گیا انہوں نے قبول کرلیا، جب ان سے حق مانگا گیا انہوں نے ادا کردیا، اور دوسروں کے معاملہ میں ان کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا۔'' (مسند احمد)

تشریح : (اس) سے مراد وہ لوگ ہیں جو نیکی اور حق پرستی میں سب پر سبقت لے گئے ہوں، بھلائی کے ہر کام میں سب سے آگے ہوں، خدا اور رسول کی پکار پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے ہوں، جہاد کا معاملہ ہو یا انفاق فی سبیل اللہ کا یا خدمتِ خلق کا یا دعوتِ خیر اور تبلیغ حق کا، غرض دنیا میں بھلائی پھیلانے اور برائی مٹانے کے لیے ایثار و قربانی اور محنت و جانفشانی کا جو موقع بھی پیش آئے اس میں وہی آگے بڑھ کے کام کرنے والے ہوں۔ اس بناء پر آخرت میں بھی سب سے آگے وہی رکھے جائیں گے۔ گویا اللہ کے دربار کا نقشہ یہ ہوگا کہ دائیں بازو میں صالحین، بائیں بازو میں فاسقین اور سب سے آگے بارگاہِ خداوندی کے قریب سابقین۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۷)

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا حَسَنٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ اَبِیْ عِمْرَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ: اَلَّذِيْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَحَكَمُوْا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ۔(۲۲)

جہنم سے شفاعت کے ذریعے نجات پانے والے لوگ

۳۳۔ وہ لوگ جو دل میں ایمان رکھتے ہوں مگر اپنے بُرے اعمال کی بنا پر جہنم میں ڈالے جائیں ان کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ ''جب وہ اپنی سزا بھگت لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں موت دے دے گا، پھر ان کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی اور ان کی جلی ہوئی لاشیں جنت کی نہروں پر لاکر ڈالی جائیں گی اور اہلِ جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی ڈالو اور اس پانی سے وہ اس طرح جی اٹھیں گے جیسے نباتات پانی پڑنے سے اُگ آتی ہیں۔

تشریح : یہ مضمون رسول اللہ ﷺ سے مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ اور بزار میں حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے منقول ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۶، الاعلیٰ، حاشیہ: ۱۲)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنِیْ نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ الْجَهْضَمِیُّ، قَالَ: نَابِشْرٌ يَعْنِی ابْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ اَبِیْ مَسْلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ، عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَاِنَّهُمْ لَايَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَايَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ مِنْكُمْ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ اَوْقَالَ: بِخَطَايَاهُمْ، فَاَمَاتَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِمَاتَةً حَتّٰی اِذَاكَانُوْا فَحْمًا اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ، فَجِیْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰی اَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيْلَ: يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُوْنُ فِیْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : كَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْكَانَ بِالْبَادِيَةِ۔(۲۳)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اہلِ نار جواس آگ ہی میں رہنے والے ہوں گےان کی حالت یہ ہوگی کہ نہ انہیں موت آئے گی اور نہ (زندوں کی طرح) زندہ ہی رہیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں جہنم کی آگ ان کے گناہوں کے مطابق چھوئے گی۔ پس اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر موت وارد کردے گا یہاں تک کہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر اذنِ شفاعت ہوگا اورانہیں گروہ درگروہ نکال کر باہر لایا جائے گا اور جنت کی نہروں کے کناروں پر ڈال دیا جائے گا۔ پھر اہلِ جنت سے کہا جائے گا کہ ان پر پانی انڈیلیں۔ پھر وہ سیلاب کے راستے میں پڑے ہوئے دانے کی طرح اُگ آئیں گے یعنی زندہ ہو جائیں گے۔'' ایک آدمی بولا حضور ﷺ ایسی مثال سے سمجھا رہے ہیں گویا آپؐ دیہات میں رہے ہیں۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُوْسٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ: مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ، فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ، وَقَدِامْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِىْ نَهْرِ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِىْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَوْقَالَ: حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: تَرَوْا اَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً۔ (۲۴)

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، ''جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے باہر نکال لو۔'' چنانچہ ایسے لوگوں کو دوزخ سے باہر نکال لیا جائے گا جب کہ وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر انہیں نہرِ حیات میں ڈال دیا جائے گا وہ اس طرح جی اٹھیں گے جس طرح سیلاب کے پانی سے نباتات اُگ آتی ہے۔''

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، اَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ، عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا لَايَمُوْتُوْنَ وَلَايَحْيُوْنَ وَاَمَّا اُنَاسٌ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِمُ الرَّحْمَةَ فَيُمِيْتُهُمْ فِى النَّارِ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الشُّفَعَاءُ فَيَاخُذُ الرَّجُلُ الضِّبَارَةَ فَيُنْبِتُهُمْ اَوْقَالَ يَنْبُتُوْنَ فِىْ نَهْرِ الْحَيَاةِ اَوْقَالَ الْحَيَاةِ اَوْقَالَ الْحَيَوَانِ اَوْقَالَ نَهْرِ الْجَنَّةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ فِىْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَالَ وَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اَمَاتَرَوْنَ الشَّجَرَةَ تَكُوْنُ خَضْرَاءَ ثُمَّ تَكُوْنُ صَفْرَاءَ ثُمَّ تَكُوْنُ خَضْرَاءَ قَالَ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ كَاَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ بِالْبَادِيَةِ۔ (۲۵)

ترجمہ : وہ اہلِ دوزخ جنہیں دوزخ ہی میں رہنا ہوگا وہ تو نہ مرسکیں گے اور نہ ان کا جینا جینا ہی ہوگا۔ لیکن وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمانا چاہے گا انہیں جہنم میں موت سے دوچار کردے گا پھر شفاعت کرنے والے ان کے پاس آئیں گے اور ایک ایک کر کے ہر گروہ کو باہر نکال لے جائیں گے اور وہ نہرِ حیات میں یا آپ نے فرمایا: حیات میں (یا حیوان فرمایا، یا نہرِ جنت فرمایا) اس طرح اُگیں گے جیسے سیلاب کی گزرگاہ میں پڑا دانہ اُگ آتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم نے

درخت کی مختلف کیفیات پر غور نہیں کیا، کبھی سبز و شاداب ہوتا ہے پھر پیلا پڑ جاتا ہے پھر سبز ہو جاتا ہے۔'' لوگ ایک دوسرے سے سرگوشی کے انداز میں کہنے لگے آپؐ کے ارشاد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ دیہات میں رہے ہیں۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ سُلَیْمَانَ یعنی التَّیْمِیِّ، عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَھْلَ النَّارِ الَّذِیْنَ لَایُرِیْدُ اللّٰہُ اِخْرَاجَھُمْ لَایَمُوْتُوْنَ فِیْھَا وَلَایَحْیُوْنَ وَاِنَّ اَھْلَ النَّارِ الَّذِیْنَ یُرِیْدُ اللّٰہُ اِخْرَاجَھُمْ یُمِیْتُھُمْ فِیْھَا اِمَاتَۃً حَتّٰی یَصِیْرُوْا فَحْمًا ثُمَّ یَخْرُجُوْنَ ضَبَائِرَ فَیُلْقَوْنَ عَلٰی اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ فَیُرَشُّ عَلَیْھِمْ مِنْ اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّۃُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ۔ (۲۶)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دوزخی جنہیں اللہ تعالیٰ دوزخ سے نکالنا نہ چاہے گا، زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہیں گے اور جن دوزخیوں کو دوزخ سے نکالنا مقصود ہوگا انہیں اس طرح مارے گا کہ جل بھن کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ جماعتوں اور ٹولیوں کی صورت میں باہر نکلیں گے اور ان کو جنت کی نہروں کے کنارے پھینک دیا جائے گا اور ان پر ان نہروں سے پانی چھڑکا جائے گا، تو وہ اس طرح جی اٹھیں گے جس طرح پانی کی گزرگاہ میں نباتات اُگ آتی ہے۔''

〈۵〉 حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا یَحْیٰی، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَکْوَانَ ثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَۃِ مُحَمَّدٍ، فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَیُسَمُّوْنَ الْجَھَنَّمِیِّیْنَ۔ (۲۷)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محمد ﷺ کی شفاعت سے بہت سے لوگ جہنم سے نکل آئیں گے۔ اور جنت میں چلے جائیں گے ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا۔''

کیا خائن لوگ شفاعت[1] نبوی کے مستحق ہوں گے؟

۳٤۔ قیامت کے روز یہ خائن لوگ اس حالت میں آئیں گے کہ ان کی گردن پر اُن کی خیانت سے حاصل کیا ہوا مال لدا ہوگا اور وہ مجھے پکاریں گے کہ **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ** ''یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔'' مگر میں جواب دوں گا کہ **لَااَمْلِکُ لَکَ شَیْئًا، قَدْ اَبْلَغْتُکَ** ''میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے تجھ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا۔'' (مشکوٰۃ)

پس منظر: حدیث میں حضورؐ کا ایک طویل خطبہ مروی ہے جس میں آپ نے جرمِ خیانت کی شدّت بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا تھا۔

---

[1] اس مسئلہ پر تفصیلی بحث مولانا محترمؒ کی کتاب سیرت سرورِ عالم ص ۴۲۴ رسول اللہ بحیثیت شافع روزِ محشر، فصل ''مسئلہ شفاعت کے مختلف پہلو'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ (مرتب)

تشریح : نبی علیہ السلام آخرت میں یقیناً شفاعت فرمائیں گے، مگر یہ شفاعت اللہ کے اذن سے ہوگی اور اُن اہلِ ایمان کے حق میں ہوگی جو اپنی حدّ وسع تک نیک عمل کرنے کی کوشش کے باوجود گناہوں میں آلودہ ہو گئے ہوں۔ جان بوجھ کر خیانتیں اور بدکاریاں کرنے والے، اور کبھی خدا سے نہ ڈرنے والے لوگ حضورؐ کی شفاعت کے مستحق نہیں ہیں۔ (رسائل ومسائل دوم، ص: ۳۴۹، ۳۵۰)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ، ثَنِیْ اَبُوْزُرْعَةَ، ثنی اَبُوهُرَيْرَةَ، قَالَ: قَامَ فِيْنَا النَّبِیُّ ﷺ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ قَالَ لَاۤاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَآءٌ، عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ، يَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ: لَاۤاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ، وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَآءٌ يَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ: لَاۤاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ، وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ: لَاۤاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ، وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تُخْفِقُ فَيَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ: لَاۤاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْاَبْلَغْتُكَ۔ (۲۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے غلول (مالِ غنیمت میں خیانت) کا ذکر فرمایا اور اس فعلِ قبیح کی برائی بیان فرمائی اور اسے گناہِ عظیم قرار دیا۔ پھر فرمایا: کہ تم میں سے کسی کو میں قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو اور وہ میں میں کر رہی ہو اور یا پھر گردن پر گھوڑا سوار ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو، اور وہ مجھ سے فریاد رسی کی درخواست کرے۔ میں تو اُسے صاف کہہ دوں گا کہ میں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا (دنیا میں) میں نے تجھے سب کچھ واضح طور پر بتا دیا تھا۔ اور یہ کہ اس کی گردن پر شُتر سوار ہو اور بلبلا رہا ہو۔ وہ مجھ سے فریاد رسی کی درخواست کرے تو میں صاف طور پر اسے جواب دوں گا کہ میں نے دنیا میں تجھے واضح طور پر بتا دیا تھا اب میں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا اور یہ کہ اس کی گردن پر سونا چاندی سوار ہو اور وہ مجھ سے فریاد رسی کی درخواست کرے تو میں صاف کہہ دوں گا کہ میں یہاں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا کیونکہ میں دنیا میں سب کچھ تمہیں پہنچا چکا ہوں اور یہ کہ اس کی گردن پر کپڑوں کا گٹھا ہو جس نے اس کی گردن بوجھ سے جھکا رکھی ہو اور وہ مجھ سے درخواست کرے کہ میں اس کی فریاد رسی کروں۔ میں صاف جواب دوں گا کہ میں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا میں تو خدا کا پیغام پہنچا چکا ہوں۔''

〈۲〉 حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ، عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ، فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ ثُمَّ قَالَ: لَاۤاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِیْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَّهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ، فَاَقُوْلُ: لَاۤاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْاَبْلَغْتُكَ لَاۤاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِیْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَّهٗ حَمْحَمَةٌ، فَيَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ: لَاۤاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ. لَاۤاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِیْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَّهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ: لَاۤاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا

قَدْ اَبْلَغْتُکَ. لاَاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَّهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ: لاَاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ. لاَاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تُخْفِقُ فَيَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ: لاَاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ. لاَاُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لاَاَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ۔(۲۹)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، ثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ اَبِي الْجَهْمِ، عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِيِّ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَاعِيًا ثُمَّ قَالَ: انْطَلِقْ اَبَامَسْعُوْدٍ وَلاَاُلْفِيَنَّكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيْءُ عَلٰى ظَهْرِكَ بَعِيْرٌ مِنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهٗ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهٗ، قَالَ: اِذًا لاَاَنْطَلِقُ، قَالَ: اِذًا لاَاُكْرِهُكَ۔(۳۰)

ترجمہ: حضرت ابومسعود انصاری بیان کرتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے محصّلِ خراج وصدقات بنا کر بھیجا، روانگی کے وقت نصیحت فرمائی کہ ''ابومسعود جاؤ میں تمہیں قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تمہاری پیٹھ پر صدقہ کا اونٹ بلبلا رہا ہو جسے تم نے خیانت کر کے حاصل کرلیا ہو، ابومسعود نے عرض کیا تب میں نہیں جاؤں گا۔آپؐ نے فرمایا ''پھر میں بھی تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔''

اہل ایمان کے تین طبقات کا حساب

۳۵۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ سَبَقُوْا فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَاَمَّا الَّذِيْنَ اقْتَصَدُوْا فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُحَاسَبُوْنَ حِسَابًا يَّسِيْرًا، وَاَمَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاُولٰٓئِكَ يُحْبَسُوْنَ طُوْلَ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِيْنَ تَتَلَقَّاهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ فَهُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ۔

''جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے اور جو بیچ کی راس رہے ہیں ان سے محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ، رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو وہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک رکھے جائیں گے۔ پھر انہی کو اللہ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا[1]''

تشریح: اس حدیث میں حضورؐ نے اہلِ ایمان کے تینوں طبقوں کا انجام الگ الگ بتا دیا ہے۔ بیچ کی راس والوں سے ''ہلکا محاسبہ'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کفار کو تو ان کے کفر کے علاوہ ان کے ہر ہر جرم اور گناہ کی جداگانہ سزا بھی دی جائے گی، مگر اس کے برعکس اہلِ ایمان میں جو لوگ اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال لے کر پہنچیں گے ان کی نیکیوں اور ان کے گناہوں کا مجموعی محاسبہ ہوگا۔ یہ نہیں ہوگا کہ ہر نیکی کی الگ جزا اور ہر قصور کی الگ سزا دی جائے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اہلِ ایمان میں سے جن لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا وہ محشر کے پورے عرصے میں روک رکھے جائیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ

---

[1] حضرت ابوالدرداء نے اسے روایت کیا ہے اور امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی اور بعض دوسرے محدثین نے اسے نقل کیا ہے۔

جہنّم میں نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ ان کو ''تا برخاستِ عدالت'' کی سزادی جائے گی، یعنی روزِ حشر کی پوری طویل مدّت ـــــ جو نہ معلوم کتنی صدیوں کے برابر طویل ہوگی ـــــ اُن پر اپنی ساری سختیوں کے ساتھ گزر جائے گی، یہاں تک کہ آخر کار اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا اور خاتمۂ عدالت کے وقت حکم دے گا کہ اچھا، انہیں بھی جنت میں داخل کر دو۔ اسی مضمون کے متعدد اقوال محدثین نے بہت سے صحابہ مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابوسعید خُدریؓ اور حضرت براء بن عازبؓ سے نقل کیے ہیں۔ اور ظاہر ہے صحابہ ایسے معاملات میں کوئی بات اس وقت تک نہیں کہہ سکتے تھے جب تک انہوں نے خود نبی ﷺ سے اس کو نہ سنا ہو۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے ''اپنے نفس پر ظلم کیا ہے'' ان کے لیے صرف ''تا برخاستِ عدالت'' ہی کی سزا ہے اور ان میں سے کوئی جہنم میں جائے گا ہی نہیں۔ قرآن اور حدیث میں متعدد ایسے جرائم کا ذکر ہے جن کے مرتکب کو ایمان بھی جہنم میں جانے سے نہیں بچا سکتا۔ مثلاً جو مومن کسی مومن کو عمداً قتل کر دے اس کے لیے جہنم کی سزا کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرما دیا ہے۔ اسی طرح قانونِ وراثت کی خداوندی حدود کو توڑنے والوں کے لیے بھی قرآن مجید میں جہنم کی وعید فرمائی گئی ہے۔ سود کی حرمت کا حکم پھر سود خواری کرنے والوں کے لیے بھی صاف صاف اعلان فرمایا گیا ہے کہ وہ اصحاب النّار ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اور کبائر کے مرتکبین کے لیے بھی احادیث میں تصریح ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، فاطر، حاشیہ: ۵۷)

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا يَحىَ بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ يُوْنُسَ بْنِ عِيَاضٍ نِاللَّيْثِيُّ اَبُوحَمْزَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَزْدِيِّ. عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ[1] قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَاَمَّا الَّذِيْنَ سَبَقُوْا فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اقْتَصَدُوْا فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُحَاسَبُوْنَ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَاَمَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُحْبَسُوْنَ فِىْ طُوْلِ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِيْنَ تَلَافَاهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ فَهُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ. اَلَّذِىْٓ اَحَلَّنَا دَارَالْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَايَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَايَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ۔(۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی سنا رہے تھے **ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ**۔ پھر اس کی تفسیر ارشاد فرمائی کہ ''جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے اور جو بیچ کی راس رہے ان سے محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو وہ محشر کے پورے طویل عرصہ میں روک رکھے جائیں گے۔ پھر انہی کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی

[1] مسند احمد میں ابوالدرداء سے یہ روایت منقول نہیں ہے۔ (مرتب)

لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔ ہمارا رب یقیناً بخشنے والا اور نہایت قدر دان ہے۔ جس نے اپنے فضلِ خاص سے ہمیں مقامِ عزت پر اتارا ہے۔ جس میں نہ تکان کا احساس ہے اور نہ تھکاوٹ ونقاہت کا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا وَكِیْعٌ، قَالَ: ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتٍ اَوْعَنْ اَبِیْ ثَابِتٍ، اَنَّ رَجُلاً دَخَلَ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ آنِسْ وَحْشَتِیْ وَارْحَمْ غُرْبَتِیْ وَارْزُقْنِیْ جَلِیْسًا حَبِیْبًا صَالِحًا فَسَمِعَهُ اَبُوالدَّرْدَآءِ فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَاَنَا اَسْعَدُ بِمَا قُلْتَ مِنْكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ الظَّالِمُ يُؤْخَذُ مِنْهُ فِیْ مَقَامِهٖ فَذٰلِكَ الْهَمُّ وَالْحُزْنُ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ فَذٰلِكَ الَّذِيْنَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔(۳۲)

ترجمہ : حضرت ابوثابت بیان کرتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد میں ایک آدمی یوں دعا کرتے ہوئے داخل ہوا، اے اللہ! میری وحشت کے لیے میرا مونس بنا اور میری غربت پر نظرِ رحم فرما اور مجھے ایک صالح، نیک دوست جو میرا ہم جلیس ہو نصیب فرما۔ اس کی یہ بات حضرت ابوالدرداؓ نے سن لی اور کہا کہ اگر تو صادق ہے تو میں تجھ سے زیادہ سعادت مند ہوں بقول تیرے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔

''پس ان میں وہ بھی ہیں جو اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا میدانِ محشر میں دی جائے گی یہی ہم وحزن ہے۔ اور ان میں سے کچھ بیچ کی راہ پر رہے ہوں گے، ان کا ہلکا حساب لیا جائے گا۔ اور ان میں سے وہ لوگ بھی ہوں گے جو نیکیوں میں سبقت لے گئے ہوں گے وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔''

ساقیِ کوثرؐ، حوضِ کوثر پر

۳۶۔ اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِیْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ مَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ. اِلٰى قَوْلِهٖ الحكيم۔

''جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن میرے بعض اصحاب'' کو بائیں طرف سے گرفتار کیا جائے گا، تو میں کہوں گا (انہیں کچھ نہ کہو) یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ جواب ملے گا کہ تیری وفات کے بعد یہ لوگ الٹی چال چلے۔ اس کے بعد میں حضرت عیسیٰؑ کی طرح کہوں گا کہ خداوندا! جب تک میں ان میں موجود رہا ان کے اعمال کا نگراں رہا، لیکن جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو تو ہی ان کا رقیب تھا۔'' (بخاری)

تشریح : امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الانبیاء میں دو جگہ ابن عباسؓ کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ ایک باب قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً میں۔ دوسرے باب وَاذْكُرْ فِی الْكِتَابِ مَرْيَمَ میں۔ اس کے علاوہ اسی مضمون کی متعدد احادیث انہوں نے **کتاب الرقاق باب فی الحوض** میں انس بن مالک، سہل بن سعد، ابوسعید خدری اور ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہیں۔ ان سب کو جمع کرنے کے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ یہ معاملہ ان لوگوں سے متعلق ہے جو نبی ﷺ کے عہد میں اصحاب کے زمرے میں شمار ہوتے تھے، مگر آپؐ کے بعد مرتد ہوگئے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ اِنَّھُمْ لَنْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ۔ ''یہ آپؐ کے جُدا ہونے کے بعد اُلٹے پلٹ گئے تھے اور پلٹے رہے، یعنی مرتد ہونے کے بعد پھر انہوں نے توبہ نہ کی'' دوسری روایت میں ہے کہ اِنَّھُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَعْقَابِھِمِ الْقَھْقَرٰی، اَوْعَلٰی اَدْبَارِھِمِ الْقَھْقَرٰی ''وہ الٹے پھر گئے تھے، یعنی جس کفر سے آئے تھے اسی کی طرف واپس چلے گئے۔''

۲۔ یہ معاملہ ان لوگوں سے بھی متعلق ہے جنہوں نے حضورؐ کے عہد میں اسلام تو قبول کرلیا تھا، مگر بعد میں بُری روش اختیار کرلی۔ چنانچہ متعدد روایات میں ہے کہ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ اور اِنَّکَ لَاعِلْمَ لَکَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔ ''آپؐ نہیں جانتے کہ آپؐ کے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا۔''

دونوں صورتوں میں معاملہ بعض اصحاب سے متعلق ہے نہ کہ تمام اصحاب سے۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں جن لاکھوں آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ آپؐ کے اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ مگر انہی میں سے کچھ لوگ وہ بھی تھے جنہوں نے فتنۂ ارتداد میں حصہ لیا اور اسی حالت میں جان دی۔ اور یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جنہوں نے منافقانہ اسلام قبول کیا ہو اور اپنے نفاق کو چھپائے رکھا ہو۔ اپنے اصحاب میں ایسے لوگوں کی موجودگی کا امکان فرض کر کے اگر آپؐ نے کچھ باتیں بطور تنبیہ ارشاد فرمائی ہوں تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے اور اس سے تمام صحابہ پر حرف نہیں آتا۔ مذکورہ بالا احادیث دراصل اسی تنبیہ کے قبیل سے ہیں اور ان سے مقصود یہ بتانا ہے کہ جو لوگ اپنے دین کی حفاظت نہ کریں گے، کبائر میں مبتلا ہوں گے انہیں آخرت میں محض شرفِ صحبت خدا کی گرفت سے نہ بچا سکے گا۔ (رسائل ومسائل سوم،ص:۲۰۹ تا ۲۱۱)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ، ثَنَا سُفْیَانُ، ثَنَا الْمُغِیْرَۃُ بْنُ النُّعْمَانِ، ثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ رَوَاہُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّکُمْ مُحْشَرُوْنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلاً ثُمَّ قَرَأَ کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ وَاَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِبْرَاھِیْمُ وَاِنَّ نَاسًا (اناسًا) مِنْ اَصْحَابِیْ یُؤْخَذُ بِھِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ: اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ (اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ) فَیَقُوْلُ: اِنَّھُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ (عیسیٰؑ) وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّادُمْتُ فِیْھِمْ اِلٰی قَوْلِہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔(۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ ننگے بوچے اور نامختون حشر کے دن اٹھائے جاؤ گے۔ استشہاد کے طور پر آپؐ نے قرآن مجید کی آیت کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ تلاوت فرمائی اور فرمایا: ''قیامت کے روز سب سے پہلے جنہیں لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیمؑ ہوں گے۔ میرے کچھ صحابہ کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا اور میں بارگاہِ رب العزت میں عرض کروں گا، یہ تو میرے صحابی ہیں۔ وہ فرمائے گا جب سے تو ان سے جدا ہوا ہے اس وقت سے یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل دین سے پھر گئے تھے (یہ لوگ مرتد ہوگئے تھے) تو میں اس وقت وہی بات کہوں گا جو بندہ صالح حضرت عیسیٰؑ نے کہی تھی کہ جب تک میں ان کے درمیان رہا اس وقت تک میں

ان پرنگران تھا، جب آپ نے مجھے واپس بلالیا تو آپ ان پرنگراں تھے۔اور آپ تو ساری چیزوں پرنگراں ہیں۔اب اگر آپ انہیں سزادیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کردیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔''

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ، وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی وَاللَّفْظُ لِوَاصِلٍ، قَالَا: نَا ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْجَعِیِّ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِی الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ کَمَا یَزُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ، قَالُوْا: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تَعْرِفُنَا، قَالَ: نَعَمْ لَکُمْ بِسِیْمًا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَیُصَدَّنَّ عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِنْکُمْ فَلَایَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ: یَارَبِّ هٰؤُلَاۗءِ مِنْ اَصْحَابِیْ، فَیُجِیْبُنِیْ مَلَکٌ فَیَقُوْلُ: وَهَلْ تَدْرِیْ مَااَحْدَثُوْا بَعْدَکَ؟ (۳۴)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حوض پر میری امت میرے پاس آئے گی میں دوسری امتوں کے آدمیوں کو حوض کوثر سے اس طرح ہٹادوں گا جس طرح ایک شتربان دوسرے کے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے الگ کردیتا ہے۔صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ فرمایا: ''ہاں تمہاری ایک نشانی ایسی ہوگی جو تمہارے سوا کسی دوسرے میں نہ ہوگی۔تم میرے پاس وضو کی وجہ سے چمکتے چہروں اور درخشاں ہاتھ پاؤں کے ساتھ آؤگے۔تم میں سے ایک گروہ کو مجھ سے روک لیا جائے گا، وہ مجھ تک پہنچ نہ پائے گا۔تو میں بارگاہِ رب العزت میں استدعا کروں گا۔پروردگار یہ تو میرے صحابی ہیں۔فرشتہ مجھے جواب دے گا کہ آپؐ کو معلوم ہے انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کیا نئی چیزیں دین میں داخل کرلی تھیں؟''

دوسری ایک روایت میں ہے:

〈۳〉 وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَذُوْدُ عَنْهُ الرِّجَالَ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِیْبَةَ عَنْ حَوْضِهٖ۔

〈۴〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ، نَاسُفْیَانُ، عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُهٗ وَعْدًا عَلَیْنَآ اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ. فَاَوَّلُ مَنْ یُکْسٰی اِبْرَاهِیْمُ ثُمَّ یُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِیْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ: اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ: اِنَّهُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ: وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّادُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (۳۵)

ذکر عن ابی عبداللّٰه عن قبیصة قَالَ هم الْمُرتدُّون الذین ارتدوا علی عهد ابی بکر، فقاتلهم ابوبکر۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجرِ السَّعدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: نَاالْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ، قَالَ: اَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ بَیْنَ اَظْهُرِنَا اِذْ اَغْفٰی اِغْفَاءَ ةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا: مَا اَضْحَکَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اٰنِفًا سُوْرَةٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَکَ هُوَالْاَبْتَرُ. ثُمَّ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَاالْکَوْثَرُ؟ فَقُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: فَاِنَّهٗ نَهْرٌ وَعَدَنِیْهِ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْهِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ وَهُوَحَوْضٌ تَرِدُ عَلَیْهِ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اٰنِیَتُهٗ عَدَدُ النُّجُوْمِ فَیُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَاَقُوْلُ: رَبِّ اِنَّهٗ مِنْ اُمَّتِیْ فَیَقُوْلُ: مَاتَدْرِیْ مَااَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔(۳۶)

ترجمہ : حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔اچانک آپ پر ذرا اونگھ سی طاری ہوگئی۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا تو مسکرار ہے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔اے اللہ کے رسول ﷺ کس چیز نے آپ کو ہنسایا۔ فرمایا:''ابھی مجھ پر ایک سورہ نازل ہوئی ہے پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد سورۂ کوثر اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَکَ هُوَالْاَبْتَرُ۔ پڑھ کر پوچھا۔ جانتے ہوکوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔فرمایا:''وہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا۔ وہ خیر کثیر پر مشتمل ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر میری امت مجھ سے بروز قیامت ملے گی۔اس کے آبخورے تعداد میں تاروں جتنے ہیں۔ میری امت میں سے ایک بندہ کو کھینچ لیا جائے گا، میں عرض کروں گا یا رب! یہ تو میرا امتی ہے۔ کہا جائے گا تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے بعد اس نے کیا کیا بدعات نکالی تھیں۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَایَحْیَ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ سُلَیْمَانَ، عَنْ شَقِیْقٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ ح وَحَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِیْرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ وَلَیُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْکُمْ ثُمَّ لَیُخْتَلَجُنَّ دُوْنِیْ فَاَقُوْلُ: یَارَبِّ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ: اِنَّکَ لَاتَدْرِیْ مَااَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔(۳۷)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:''میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش رَو ہوں گا تم میں سے کچھ لوگوں کو اٹھایا جائے گا پھر مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا، تو میں عرض کروں گا پروردگار! یہ تو میرے صحابی ہیں۔ جواب دیا جائے گا، تجھے کیا معلوم تیرے بعد انہوں نے کیا کیا نئی چیزیں داخلِ دین کرلی تھیں۔''

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ بُکَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ، یَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَهٗ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ

مِنهُ لَم يَظمَأ اَبَدًا لَيَردَنَّ عَلَىَّ اَقوَامٌ اَعرِفُهُم وَيَعرِفُونِى ثُمَّ يُحَالُ بَينِى وَبَينَهُم قَالَ اَبُوحَازِمٍ فَسَمِعَنِى النُّعمَانُ بنُ اَبِى عَيَّاشٍ وَاَنَا اُحَدِّثُهُم هٰذَا فَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعتُ سَهلاً، فَقُلتُ: نَعَم قَالَ وَاَنَا اَشهَدُ عَلٰى اَبِى سَعِيدِنِ الخُدرِىِّ سَمِعتُهُ يَزِيدُ فِيهِ، قَالَ: اِنَّهُم مِنِّى فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَاتَدرِى مَابَدَّلُوا بَعدَكَ فَاَقُولُ: سُحقًا سُحقًا لِمَن بَدَّلَ بَعدِى۔(۳۸)

〈۸〉 حَدَّثَنَا عَلِىُّ بنُ عَبدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشرُ بنُ السَّرِىِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بنُ عُمَرَ، عَنِ ابنِ اَبِى مُلَيكَةَ، قَالَتْ اَسمَآءُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ، قَالَ: اَنَا عَلٰى حَوضِى اَنتَظِرُ مَن يَّرِدُ عَلَىَّ فَيُؤخَذُ بِنَاسٍ مِن دُونِى فَاَقُولُ: اُمَّتِى فَيُقَالُ: لَاتَدرِى مَشَوا عَلَى القَهقَرٰى الخ۔(۳۹)

ترجمہ: حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حوضِ کوثر پر میں وہاں آنے والوں کا منتظر ہوں گا کہ کچھ لوگوں کو مجھ سے ورے پکڑ لیا جائے گا، (اور حوضِ کوثر کی طرف نہ آنے دیا جائے گا) تو میں عرض کروں گا میرا امتی ہے۔ جواب دیا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ تو الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔''

〈۹〉 حَدَّثَنَا مُسلِمُ بنُ اِبرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبدُ العَزِيزِ، عَن اَنَسٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: لَيَرِدَنَّ عَلَىَّ نَاسٌ مِن اَصحَابِى الحَوضَ حَتّٰى عَرَفتُهُم اُختُلِجُوا دُونِى فَاَقُولُ: اَصحَابِى فَيَقُولُ: لَاتَدرِى مَااَحدَثُوا بَعدَكَ۔(۴۰)

〈۱۰〉 قَالَ اَحمَدُ بنُ شَبِيبِ بنِ سَعِيدِنِ الحَبَطِىُّ: حَدَّثَنَا اَبِى عَن يُونُسَ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عَن اَبِى هُرَيرَةَ، اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَرِدُ عَلَىَّ يَومَ القِيَامَةِ رَهطٌ مِن اَصحَابِى فَيُحَلَّئُونَ عَنِ الحَوضِ فَاَقُولُ: يَارَبِّ اَصحَابِى فَيَقُولُ: اِنَّكَ لَاعِلمَ لَكَ بِمَا اَحدَثُوا بَعدَكَ اِنَّهُم ارتَدُّوا عَلٰى اَدبَارِهِم القَهقَرٰى الخ۔(۴۱)

〈۱۱〉 حَدَّثَنَا اِبرَاهِيمُ بنُ المُنذِرِ الحِزَامِىُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ فُلَيحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِى، قَالَ: حَدَّثَنِى هِلَالٌ عَن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ. عَن اَبِى هُرَيرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: بَينَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا زُمرَةٌ حَتّٰى اِذَا عَرَفتُهُم خَرَجَ رَجُلٌ مِن بَينِى وَبَينَهُم فَقَالَ: هَلُمَّ فَقُلتُ: اَينَ؟ قَالَ: اِلَى النَّارِ، وَاللّٰهِ قُلتُ: وَمَا شَاْنُهُم؟ قَالَ: اِنَّهُم ارتَدُّوا بَعدَكَ عَلٰى اَدبَارِهِمِ القَهقَرٰى ثُمَّ اِذَا زُمرَةٌ حَتّٰى اِذَا عَرَفتُهُم خَرَجَ رَجُلٌ مِن بَينِى وَبَينَهُم، فَقَالَ: هَلُمَّ قُلتُ: اَينَ؟ قَالَ: اِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلتُ: وَمَا شَاْنُهُم؟ قَالَ: اِنَّهُم ارتَدُّوا عَلٰى اَدبَارِهِمِ القَهقَرٰى فَلَا اَرَاهُ يَخلُصُ فِيهِم اِلَّا مِثلُ هَمَلِ النَّعَمِ۔(۴۲)

عالمِ آخرت میں مفلس کون ہوگا؟

۳۷۔ مسلم اور مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں لوگوں سے پوچھا، ''جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا ''ہم میں سے مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال ومتاع کچھ نہ ہو۔''

فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز اور روزہ اور زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوا ہو، مگر اس حال میں آیا ہو کہ کسی کو اس نے گالی دی تھی اور کسی پر بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مار کھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا۔ پھر ان سب مظلوموں میں سے ہر ایک پر اس کی نیکیاں لے لے کر بانٹ دی گئیں اور جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا جس سے ان کا بدلہ چکایا جا سکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیے گئے، اور وہ شخص دوزخ میں پھینک دیا گیا۔''

(تفہیم القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ: ۲۰)

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: نَا اِسْمَاعِيْلُ وَهُوَ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَاالْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَادِرْهَمَ لَهٗ وَلَامَتَاعَ. فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُقْضٰى مَاعَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔ (۴۳)

مکافاتِ عمل کا دن

۳۸۔ بخاری، کتاب الرّقاق میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص کے ذمے اس کے کسی بھائی پر کسی قسم کے ظلم کا بار ہو اسے چاہیے کہ یہیں اس سے سبکدوش ہو لے، کیونکہ آخرت میں دینار و درہم تو ہوں گے ہی نہیں، وہاں اس کی نیکیوں میں سے کچھ لے کر مظلوم کو دلوائی جائیں گی، یا اگر اس کے پاس نیکیاں کافی نہ ہوں تو مظلوم کے کچھ گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ: ۲۰)

___ قتادہؒ نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے ''کہ اللہ تعالیٰ مومن پر ظلم نہیں کرتا۔ دنیا میں اس کی نیکیوں کے بدلے وہ رزق دیتا ہے اور آخرت میں ان کی جزا دے گا۔ رہا کافر، تو دنیا میں اس کی بھلائیوں کا بدلہ چکا دیا جاتا ہے، پھر جب قیامت ہوگی تو اس کے حساب میں کوئی نیکی نہ ہوگی۔ (تفہیم القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ سَعِيْدِنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَاِنَّهٗ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَادِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُؤْخَذَ لِاَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ اَخِيْهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ۔ (۴۴)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ، ثَنَا بْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ، ثَنَا سَعِيْدُنِ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ

لَایَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَادِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ۔(٤٥)

ترجمہ : جس شخص کے ذمے اس کے کسی بھائی کی عزت وآبرو پرظلم کا بار ہو یا کوئی دوسری نوعیت ظلم کی ہو تو اُسے چاہیے کہ آج ہی اس روز سے پہلے سبکدوش ہولے جس میں نہ دینار ہوں گے نہ درہم۔ وہاں اگر اس کا کوئی صالح عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے برابر اس میں سے لے کر مظلوم کو دلوادیا جائے گا اور اگر وہاں اس کی نیکیاں ہی نہ ہوں گی تو پھر ایسی صورت میں مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔‘‘

ترمذی میں فی ارضٍ او مال کے الفاظ ہیں۔

۳۹۔ مسند احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ بن انیس کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:’’کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں اس وقت تک نہ جا سکے گا جب تک اس ظلم کا بدلہ نہ چکا دیا جائے جو اس نے کسی پر کیا ہو۔ حتیٰ کہ ایک تھپڑ کا بدلہ بھی دینا ہوگا‘‘، ہم نے عرض کیا یہ بدلہ کیسے دیا جائے گا جب کہ قیامت میں ہم ننگے بوچے ہوں گے؟ فرمایا:’’اپنے اعمال کی نیکیوں اور بدیوں سے بدلہ چکانا ہوگا۔‘‘ (تفہیم القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ:۲۰)

تشریح : بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس روز اہلِ جنت اہلِ دوزخ کا وہ حصہ مارلے جائیں گے جو ان کو جنت میں ملتا اگر وہ جنتیوں کے سے کام کر کے آئے ہوتے، اور اہلِ دوزخ جنتیوں کا وہ حصہ لوٹ لیں گے جو انہیں دوزخ میں ملتا اگر انہوں نے دنیا میں دوزخیوں کے سے کام کیے ہوتے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ:۲۰)

بعض اور مفسرین کہتے ہیں کہ اس روز ظالم کی اتنی نیکیاں مظلوم لوٹ لے جائے گا جو اس کے ظلم کا بدلہ ہو سکیں، یا مظلوم کے اتنے گناہ ظالم پر ڈال دیے جائیں گے جو اس کے حق کے برابر وزن رکھتے ہوں۔ اس لیے کہ قیامت کے روز تو بس آدمی کے پاس کوئی مال وزر تو ہوگا نہیں کہ وہ مظلوم کا حق ادا کرنے کے لیے کوئی ہرجانہ یا تاوان دے سکے۔ وہاں تو بس آدمی کے اعمال ہی ایک زرِ مبادلہ ہوں گے۔ لہٰذا جس شخص نے دنیا میں کسی پر ظلم کیا ہو وہ مظلوم کا حق اسی طرح ادا کر سکے گا کہ اپنے پلے میں جو کچھ بھی نیکیاں رکھتا ہو اُن میں سے اُس کا تاوان ادا کرے، یا مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ اپنے اوپر لے کر اس کا جرمانہ بھگتے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ:۲۰)

تخریج : حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّار، قَالَا: ثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ، قَالَ: ثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ لَایَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَۃً یُثَابُ عَلَیْھَا الرِّزْقُ فِی الدُّنْیَا وَیَجْزِیْ بِھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُعْطِیْہِ بِھَا فِی الدُّنْیَا فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ لَمْ تَکُنْ لَّہٗ حَسَنَۃٌ۔(٤٦)

۴۰۔ حضرت بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضورؐ نے فرمایا کہ’’کسی مجاہد کے پیچھے اگر کسی شخص نے اس کی بیوی اور اس کے گھر والوں کے معاملہ میں خیانت کی تو قیامت کے روز وہ اس مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کہ اس کی نیکیوں میں سے جو کچھ تو چاہے لے لے۔‘‘ پھر حضورؐ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:’’پھر تمہارا کیا

خیال ہے؟"یعنی تم کیا اندازہ کرتے ہو کہ وہ اس کے پاس کیا چھوڑے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۵، التغابن، حاشیہ: ۲۰)

تخریج : حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حُرْمَةُ نِسَآءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِى اَهْلِهِ فَيَخُوْنُهُ فِيْهِمْ اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَاشَآءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ؟(۴۷)

کیا دورِ جاہلیت کا نیک عمل سودمند ہوگا؟

۴۱۔ مسروق حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ عبداللہ بن جُدعان جاہلیت کے زمانہ میں صلہ رحمی کرتا تھا، مسکین کو کھانا کھلاتا تھا، مہمان نواز تھا، اسیروں کو رہائی دلاتا تھا۔ کیا آخرت میں یہ اس کے لیے نافع ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا: "نہیں، اس نے مرتے وقت تک کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ خَطِيْئَتِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ "میرے پروردگار! روزِ جزا میں میری خطا معاف کیجیو۔" (تفہیم القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

حدیث میں آیا ہے کہ حاتم طائی کی سخاوت کی وجہ سے اس کو ہلکا عذاب دیا جائے گا۔ (روح المعانی)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَاحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ دَاؤدَ عَنِ الشَّعْبِىِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرِّحمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ ﷺ : لاَيَنْفَعُهُ اِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًارَبِّ اغْفِرْلِىْ خَطِيْئَتِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔(۴۸)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ، عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جُدْعَانَ كَانَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ يَقْرِى الضَّيْفَ وَيَفُكُّ الْعَانِىْ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيُحْسِنُ الْجِوَارَ فَاَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لاَاِنَّهُ لَمْ يَقُلْ قَطُّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔(۴۹)

داعیٔ ضلالت پر گناہ کا دوہرا بوجھ

۴۲۔ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لاَيَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلاَلَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لاَيَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔

"جس شخص نے راہِ راست کی طرف دعوت دی اس کو ان سب لوگوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا جنہوں نے اس کی دعوت پر راہِ راست اختیار کی بغیر اس کے کہ ان کے اجروں میں کوئی کمی ہو۔ اور جس شخص نے گمراہی کی طرف دعوت دی اس کو ان سب لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جنہوں نے اس کی پیروی کی بغیر اس کے کہ اُن کے گناہوں میں کوئی کمی ہو۔"

تشریح : وہ لوگ جن کے بارے میں یہ حدیث ہے وہ خدا کے ہاں اگر چہ دوسروں کا بوجھ تو نہیں اٹھائیں گے، لیکن دوہرا بوجھ اٹھانے سے بچیں گے بھی نہیں۔ ایک بوجھ ان پر خود گمراہ ہونے کا لدے گا، اور دوسرا بوجھ دوسروں کو گمراہ کرنے کا بھی ان پر لادا جائے گا۔ اس بات کو یوں سمجھیے کہ ایک شخص خود بھی چوری کرتا ہے اور کسی دوسرے شخص سے بھی کہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ چوری کے کام میں حصّہ لے۔ اب اگر وہ دوسرا شخص اس کے کہنے سے چوری کرے گا تو کوئی عدالت اسے اس بنا پر نہ چھوڑ دے گی کہ اس نے دوسرے کے کہنے پر جرم کیا ہے۔ چوری کی سزا تو بہرحال اسے ملے گی اور کسی اصولِ انصاف کی رُو سے بھی یہ درست نہ ہوگا کہ اسے چھوڑ کر اس کے بدلے کی سزا اس پہلے چور کو دی جائے جس نے اسے بہکا کر چوری کے راستے پر ڈالا تھا، لیکن وہ پہلا چور اپنے جُرم کے ساتھ اس جرم کی سزا بھی پائے گا کہ اس نے خود چوری کی، سو کی، ایک دوسرے شخص کو بھی اپنے ساتھ چور بنا ڈالا۔ قرآن مجید میں اس قاعدے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ اَثْقَالاً مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔

(العنکبوت: ۱۳)

’’ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسرے بہت سے بوجھ بھی اور قیامت کے روز یقیناً ان سے اِن افترا پردازیوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں۔‘‘

ایک اور جگہ فرمایا:

لِيَحْمِلُوْا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔(النحل: ۲۵)

’’تاکہ وہ قیامت کے روز اپنے بوجھ بھی پورے پورے اٹھائیں، اور ان لوگوں کے بوجھوں کا بھی ایک حصّہ اٹھائیں جن کو وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے ہیں۔‘‘ (تفہیم القرآن ج ۳، العنکبوت، حاشیہ: ۱۹)

تخریج: 〈۱〉 **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالُوْا نَا اِسْمَاعِيْلُ يَعْنُوْنُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا** ۔(۵۰)

〈۲〉 **حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِىُّ، اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَيُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ فَاتُّبِعَ فَاِنَّ لَهٗ مِثْلَ اَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهٗ وَلَايَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا وَاَيُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰى هُدًى فَاتُّبِعَ فَاِنَّ لَهٗ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَهٗ وَلَايَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا** ۔(۵۱)

ترجمہ : حضرت انسؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس داعی نے کسی قسم کی ضلالت وگمراہی کی طرف بلایا اور اس کی اتباع کی گئی تو داعی کے لیے گناہوں کا اتنا ہی بوجھ ہوگا جتنا پیروی کرنے والے کے لیے ہوگا اور ان کے

گناہوں میں ذرا بھر کمی نہیں ہوگی''، اور جس داعی نے رشد و ہدایت کی دعوت دی اور اس کی پیروی کی گئی تو اس داعی الی الخیر کو اتنا ہی اجروثواب ملے گا جتنا کہ اس کی پیروی کرنے والے کو ملے گا اور ان کے اجروثواب میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوگی۔''

دورِ جاہلیت کے گناہوں کی معافی

۴۳۔ سنن دارمی کے پہلے ہی باب میں یہ حدیث منقول ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ سے اپنے عہد جاہلیت کا یہ واقعہ بیان کیا کہ میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت مانوس تھی، جب میں اسے پکارتا تو دوڑی دوڑی میرے پاس آتی تھی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔ راستہ میں ایک کنواں آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں دھکا دے دیا۔ آخری آواز جو اس کی میرے کانوں میں آئی وہ تھی ہائے ابا، ہائے ابا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رو دیے اور آپؐ کے آنسو بہنے لگے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا اے شخص تو نے حضورؐ کو غمگین کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا اسے مت روکو، جس چیز کا اسے سخت افسوس ہے اس کے بارے میں اسے سوال کرنے دو۔ پھر آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کر۔ اس نے دوبارہ اسے بیان کیا اور آپؐ سن کر اس قدر روئے کہ آپؐ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جاہلیت میں جو کچھ ہوگیا اللہ نے اسے معاف کر دیا، اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کر۔ (تفہیم القرآن ج ۶، التکویر، حاشیہ: ۹)

تشریح: عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا یہ بے رحمانہ طریقہ قدیم زمانے میں مختلف وجوہ سے رائج ہوگیا تھا۔ ایک معاشی خستہ حالی، جس کی وجہ سے لوگ چاہتے تھے کہ کھانے والے کم ہوں اور اولاد کو پالنے پوسنے کا باران پر نہ پڑے۔ بیٹوں کو تو اس امید پر پال لیا جاتا تھا کہ بعد میں وہ حصولِ معیشت میں ہاتھ بٹائیں گے، مگر بیٹیوں کو اس لیے ہلاک کر دیا جاتا تھا کہ انہیں جوان ہونے تک پالنا پڑے گا اور پھر انہیں بیاہ دینا ہوگا۔ دوسرے، عام بدامنی، جس کی وجہ سے بیٹوں کو اس لیے پالا جاتا تھا کہ جس کے جتنے زیادہ بیٹے ہوں گے اس کے اتنے ہی حامی و مددگار ہوں گے، مگر بیٹیوں کو اس لیے ہلاک کر دیا جاتا تھا کہ قبائلی لڑائیوں میں اُلٹی ان کی حفاظت کرنی پڑتی تھی اور دفاع میں وہ کسی کام نہ آسکتی تھیں۔ تیسرے، عام بدامنی، کا ایک شاخسانہ یہ بھی تھا کہ دشمن قبیلے جب ایک دوسرے پر اچانک چھاپے مارتے تھے تو لڑکیاں بھی ان کے ہاتھ لگتی تھیں انہیں لے جا کر وہ یا لونڈیاں بنا کر رکھتے تھے یا کہیں بیچ ڈالتے تھے۔ ان وجوہ سے عرب میں یہ طریقہ چل پڑا تھا کہ کبھی تو زچگی کے وقت ہی عورت کے آگے ایک گڑھا کھود رکھا جاتا تھا تا کہ اگر لڑکی پیدا ہو تو اسی وقت اسے گڑھے میں پھینک کر مٹی ڈال دی جائے۔ اور کبھی اگر ماں اس پر راضی نہ ہوتی یا اس کے خاندان والے اس میں مانع ہوتے تو باپ بادلِ نخواستہ اسے کچھ مدت تک پالتا اور پھر کسی وقت صحرا میں لے جا کر زندہ دفن کر دیتا۔

یہ خیال کرنا صحیح نہیں ہے کہ اہلِ عرب اس انتہائی غیر انسانی فعل کی قباحت کا سرے سے کوئی احساس ہی نہ رکھتے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی معاشرہ خواہ کتنا ہی بگڑ چکا ہو، وہ ایسے ظالمانہ افعال کی برائی کے احساس سے بالکل خالی نہیں ہوسکتا۔ عرب کی تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کو زمانۂ جاہلیت میں اس رسم کی قباحت کا احساس تھا۔ طبرانی کی روایت ہے کہ فرزدق شاعر کے دادا صعصعہ بن ناجیہ المجاشعی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ،

میں نے جاہلیت کے زمانے میں کچھ اچھے اعمال بھی کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے ۳۶۰ لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچایا اور ہر ایک کی جان بچانے کے لیے دو دو اونٹ فدیے میں دیے۔ کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تیرے لیے اجر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے تجھے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔''

اہل عرب کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جاہلیت نے ان کو اخلاقی پستی کی کس انتہا پر پہنچا دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد ہی کو اپنے ہاتھوں زندہ درگور کرتے ہیں، پھر بھی انہیں اصرار ہے کہ اپنی اسی جاہلیت پر قائم رہیں گے اور اس اصلاح کو قبول نہ کریں گے جو محمد رسول اللہ ﷺ ان کے بگڑے ہوئے معاشرے میں کرنا چاہتے ہیں۔ (نیز) اس میں آخرت کے ضروری ہونے کی ایک صریح دلیل بھی ہے۔ جس لڑکی کو زندہ دفن کر دیا گیا، آخر اس کی کہیں تو دادرسی ہونی چاہیے، اور جن ظالموں نے یہ ظلم کیا، آخر کبھی تو وہ وقت آنا چاہیے جب ان سے اس بے دردانہ ظلم کی باز پرس کی جائے، دفن ہونے والی لڑکی کی فریاد دنیا میں تو کوئی سننے والا نہ تھا۔ جاہلیت کے معاشرے نے اس فعل کو بالکل جائز کر رکھا تھا۔ نہ ماں باپ کو اس بات پر شرم آتی تھی، نہ خاندان میں کوئی ان کو ملامت کرنے والا تھا، نہ معاشرے میں کوئی ان پر گرفت کرنے والا تھا۔ پھر کیا خدا کی خدائی میں یہ ظلمِ عظیم بالکل ہی بے دادرہ جانا چاہیے؟

درحقیقت یہ اسلام کی برکتوں میں سے ایک بڑی برکت ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ عرب سے اس انتہائی سنگدلانہ رسم کا خاتمہ کیا، بلکہ اس تخیّل کو مٹایا کہ بیٹی کی پیدائش کوئی حادثہ اور مصیبت ہے جسے بادلِ ناخواستہ برداشت کیا جائے۔ اس کے برعکس اسلام نے یہ تعلیم دی کہ بیٹیوں کو پرورش کرنا، انہیں عمدہ تعلیم و تربیت دینا اور انہیں اس قابل بنانا کہ وہ ایک اچھی گھر والی بن سکیں، بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ یہی وہ تعلیم ہے جس نے لڑکیوں کے متعلق لوگوں کا نقطۂ نظر صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی ان تمام قوموں میں بدل دیا جو اسلام کی نعمت سے فیض یاب ہوتی چلی گئیں۔ (تفہیم القرآن ج ۶، التکویر، حاشیہ: ۹)

تخریج: 〈۱〉 اَخبَرَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ النَّضْرِ الرَّمْلِیُّ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، مِنْ بَنِی الْحَارِثِ بْنِ اَبِی الْحَرَمِ مِنْ لَخْمٍ عَنْ ...اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا کُنَّا اَهْلَ جَاهِلِیَّةٍ وَعِبَادَةَ اَوْثَانٍ، فَکُنَّا نَقْتُلُ الْاَوْلَادَ، وَکَانَتْ عِنْدِی ابْنَةٌ لِی فَلَمَّا اَجَابَتْ وَکَانَتْ مَسْرُوْرَةً بِدُعَائِی اِذَا دَعَوْتُهَا فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاتَّبَعَتْنِی، فَمَرَرْتُ حَتّٰی اَتَیْتُ بِئْرًا مِنْ اَهْلِیْ غَیْرَ بَعِیْدٍ، فَاَخَذْتُ بِیَدِهَا فَرَدَّیْتُهَا فِی الْبِئْرِ وَکَانَ اٰخِرُ عَهْدِیْ بِهَا اَنْ تَقُوْلَ یَااَبَتَاهُ یَااَبَتَاهُ فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی وَکَفَ دَمْعُ عَیْنَیْهِ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْزَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لَهٗ: کُفَّ فَاِنَّهٗ یَسْأَلُ عَمَّا اَهَمَّهٗ، ثُمَّ قَالَ لَهٗ: اَعِدْ عَلَیَّ حَدِیْثَکَ، فَاَعَادَهٗ، فَبَکٰی وَکَفَ الدَّمْعُ مِنْ عَیْنَیْهِ عَلٰی لِحْیَتِهٖ، ثُمَّ قَالَ لَهٗ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَضَعَ عَنِ الْجَاهِلِیَّةِ مَاعَمِلُوْا فَاسْتَاْنِفْ عَمَلَکَ۔ (۵۲)

〈۲〉 حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَاعَمِلْنَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ؟ قَالَ: مَنْ اَحْسَنَ

فِی الْاِسْلَامِ، لَمْ یُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، وَمَنْ اَسَآءَ فِی الْاِسْلَامِ، اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔(۵۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا ہم سے ان اعمال کا مؤاخذہ ہوگا جو دورِ جاہلیت میں ہم نے کیے تھے۔ فرمایا: ''جس نے اسلام کی حالت میں عمدہ اور اچھے عمل کیے تو اس سے جاہلیت کے دور میں کیے ہوئے اعمال پر مؤاخذہ نہیں ہوگا، البتہ جس نے اسلام کی حالت میں برے اعمال کیے تو اس سے اگلے پچھلے سبھی اعمال کا مؤاخذہ ہوگا۔''

نارِ جہنم سے بچنے کی ترکیب

۴۴۔ بخاری و مسلم میں حضرت عدی بن حاتم سے یہ روایت منقول ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: دوزخ کی آگ سے بچو خواہ وہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینے یا ایک اچھی بات کہنے ہی کے ذریعہ سے ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ خَیْثَمَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَامِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهٗ تَرْجُمَانٌ ثُمَّ یَنْظُرُ فَلَا یَرٰی شَیْئًا قُدَّامَهٗ ثُمَّ یَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَتَّقِیَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

ترجمہ: عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جس سے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے جبکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر بندہ سامنے دیکھے گا تو کوئی شے نہ پائے گا۔ پھر سامنے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے دوزخ کی آگ ہی نظر آئے گی، پس جو کوئی تم میں سے اس آگ سے بچنے کا سامان کر سکے کرلے، خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دینے کے ذریعے سے ہو۔

﴿۲﴾ قَالَ الْاَعْمَشُ: حَدَّثَنِیْ عَمْرٌو عَنْ خَیْثَمَةَ، عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثَلَاثًا حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ یَنْظُرُ اِلَیْهَا ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ۔(۵۴)

ترجمہ: عدی بن حاتم سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ سے بچو، پھر اس ارشاد کو مختلف انداز میں تین بار دہرایا حتّٰی کہ ہم نے سمجھا کہ آپؐ اس آگ کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا: ''آگ سے بچو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی اللہ کی راہ میں دینے کے ذریعے سے ہو اور اگر یہ بھی نہ ملے تو پاکیزہ بول کے ذریعے آگ سے بچو۔''

نسائی میں ہے:

﴿۳﴾ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ذَکَرَ شُعْبَةُ اَنَّهٗ فَعَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ التَّمْرَةِ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ۔(۵۵)

کوئی نیک کام بے وزن اور حقیر نہیں

۴۵ ۔ حضرت عدی سے صحیح روایت میں حضورؐ کا یہ قول نقل ہوا ہے کہ ''کسی نیک کام کو بھی حقیر نہ سمجھو، خواہ وہ کسی پانی مانگنے والے کے برتن میں ایک ڈول ڈال دینا ہو، یا یہی نیکی ہو کہ تم اپنے کسی بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملو۔
(تفہیم القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

خواتین کو ہدایت

۴۶ ۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہاں کوئی چیز بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو۔'' (تفہیم القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَالْمُقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَاتَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْفِرْسَنَ شَاةٍ۔(۵۶)

صغائر سے اجتناب کی تلقین

۴۷ ۔ امسند احمد، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ فرمایا کرتے تھے۔ ''اے عائشہؓ ان گناہوں سے بچی رہنا جن کو چھوٹا سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ کے ہاں ان کی پرسش بھی ہونی ہے۔''

تخریج: وقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ: حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنِیْ عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الطُّفَيْلِ، اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: يَاعَائِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔(۵۷)

۴۸ ۔ مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ''خبردار، چھوٹے گناہوں سے بچ کر رہنا، کیونکہ وہ سب آدمی پر جمع ہو جائیں گے یہاں تک کہ اسے ہلاک کر دیں گے۔''

تشریح : اسی طرح کے جوابات رسول اللہ ﷺ نے بعض اور لوگوں کے بارے میں بھی دیے ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں نیک کام کرتے تھے، مگر مرے کفر و شرک ہی کی حالت میں تھے۔ لیکن حضورؐ کے بعض ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی نیکی اُسے جہنم کے عذاب سے تو نہیں بچا سکتی، البتہ جہنم میں اس کو وہ سخت سزا نہ دی جائے گی جو ظالم اور فاسق اور بدکار کافروں کو دی جائے گی۔

یہ (احادیث) انسان کو ایک اہم حقیقت پر متنبہ کرتی (ہیں) اور وہ یہ ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اپنا ایک وزن اور اپنی ایک قدر رکھتی ہے، اور یہی حال بدی کا بھی ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بدی بھی حساب میں آنے والی چیز ہے، یونہی نظر انداز کر دینے والی چیز نہیں ہے۔ اس لیے کسی چھوٹی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر اسے چھوڑنا نہیں چاہیے، کیونکہ ایسی بہت سی نیکیاں مل کر

اللہ تعالیٰ کے حساب میں ایک بہت بڑی نیکی قرار پاسکتی ہیں، اور کسی چھوٹی سے چھوٹی بدی کا ارتکاب بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح کے بہت سے چھوٹے گناہ مل کر گناہوں کا ایک انبار بن سکتے ہیں۔ (تفہیم القرآن ج ۶، الزلزال، حاشیہ: ۷)

تخریج:〈۱〉 قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ، عَنْ اَبِیْ عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهٗ۔(۵۸)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِیٌّ، عَنْ غَيْلَانَ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالاً هِیَ اَدَقُّ فِیْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ اِنْ كُنَّا نَعُدُّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ۔(۵۹)

ترجمہ: حضرت انسؓ کا قول ہے کہ لوگو! تم ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی کہیں زیادہ باریک ہیں، مگر ہم عہدِ رسالت میں انہیں ہلاک کرنے والی خطاؤں میں شمار کرتے تھے۔

احتساب اخروی کی یاد دہانی

۴۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم نے آپ کو تروتازہ کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: ''یہ اُن نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔'' (تفہیم القرآن ج ۶، التکاثر، حاشیہ: ۴)

۵۰۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ چلو ابوالہیثم بن التیہان انصاری کے ہاں چلیں۔ چنانچہ ان کو لے کر آپؐ ابن التیّہان کے نخلستان میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے لاکر کھجوروں کا ایک خوشہ رکھ دیا۔ حضورؐ نے فرمایا تم خود کیوں نہ کھجوریں توڑ لائے؟ انہوں نے عرض کیا، میں چاہتا تھا کہ آپ حضرات خود چھانٹ چھانٹ کر کھجوریں تناول فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے کھجوریں کھائیں اور ٹھنڈا پانی پیا۔ فارغ ہونے کے بعد حضورؐ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں تمہیں قیامت کے روز جوابدہی کرنی ہوگی، یہ ٹھنڈا سایہ، یہ ٹھنڈی کھجوریں، یہ ٹھنڈا پانی۔''

تشریح: اس قصّے کو مختلف طریقوں سے مسلم، ابنِ ماجہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ جریر اور ابویعلیٰ وغیرہم نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے جن میں سے بعض میں اُن انصاری بزرگ کا نام لیا گیا ہے اور بعض میں صرف انصار میں سے ایک شخص کہا گیا ہے۔ اس قصّے کو مختلف طریقوں سے متعدد تفصیلات کے ساتھ ابنِ ابی حاتم نے حضرت عمرؓ سے اور امام احمد نے ابوعسیب ــــ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ــــ سے نقل کیا ہے۔ ابن حبّان اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب اسی طرح کا واقعہ حضرت ابوایوب انصاری کے ہاں پیش آیا تھا۔

ان احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سوال صرف کفّار ہی سے نہیں، مومنین صالحین سے بھی ہوگا۔ رہیں خدا کی وہ نعمتیں جو اس نے انسان کو عطا کی ہیں، تو وہ لامحدود ہیں، اُن کا کوئی شمار نہیں کیا جا سکتا، بلکہ بہت سی نعمتیں تو ایسی ہیں کہ

انسان کو ان کی خبر بھی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو تم ان کا پورا شمار نہیں کر سکتے۔'' (ابراہیم:۳۴) ان نعمتوں میں سے بے حد و حساب نعمتیں تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست انسان کو عطا کی ہیں، اور بہ کثرت نعمتیں وہ ہیں جو انسان کو اس کے اپنے کسب کے ذریعہ سے دی جاتی ہیں۔ انسان کے کسب سے حاصل ہونے والی نعمتوں کے متعلق اُس کو جوابدہی کرنی پڑے گی کہ اس نے ان کو کن طریقوں سے حاصل کیا اور کن راستوں میں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی براہِ راست عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں اسے حساب دینا ہوگا کہ ان کو اس نے کس طرح استعمال کیا اور مجموعی طور پر تمام نعمتوں کے متعلّق اس کو بتانا پڑے گا کہ آیا اُس نے اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ یہ نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں اور ان پر دل، زبان اور عمل سے اس کا شکر ادا کیا تھا؟ یا یہ سمجھا تھا کہ یہ سب کچھ اسے اتفاقاً مل گیا ہے یا یہ خیال کیا تھا کہ بہت سے خدا ان کے عطا کرنے والے ہیں؟ یا یہ عقیدہ رکھا تھا کہ یہ ہیں تو خدا ہی کی نعمتیں مگر ان کے عطا کرنے میں بہت سی دوسری ہستیوں کا بھی دخل ہے اور اس بناء پر انہیں معبود ٹھیرالیا تھا اور انہی کے شکریے ادا کیے تھے؟

(تفہیم القرآن ج ۶، التکاثر، حاشیہ:۴)

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِبْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا خَلَفُ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْلَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَا: اَلْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: وَاَنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِیْ الَّذِیْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰی رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِیْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ، قَالَتْ: مَرْحَبًا وَاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَنَظَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَااَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِنِّیْ قَالَ: فَانْطَلَقَ فَجَآءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ فَقَالَ: كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ حَتّٰی اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ۔(۶۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، تو اچانک ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو موجود پایا۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا: ''اس وقت تمہیں کس چیز نے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے؟'' دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) بھوک نے۔ آپؐ نے فرمایا بخدا جس ذات کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے گھر سے باہر نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے۔ اچھا اٹھو! چنانچہ وہ آپؐ کے ہمراہ ہولیے اور ایک انصاری کے گھر پہنچے دیکھا تو وہ خود گھر پر موجود نہیں تھے۔ مگر جب ان کی اہلیہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو خوش ہو کر عرض کیا، آپؐ کی تشریف آوری مبارک! رسول اللہ ﷺ نے اس خاتونِ خانہ سے دریافت فرمایا: کہ فلاں صاحب خانہ

کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ ہمارے پینے کے لیے آبِ شیریں لینے گئے ہیں۔ اتنے میں انصاری آ گئے اور جونہی ان کی نظر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں کی جانب اٹھی تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا آج کسی کے ہاں میرے مہمانوں سے بڑھ کر معزز مہمان نہیں آئے۔ پھر وہ چلے گئے اور ان کے لیے کھجوروں کا گچھا لے کر آئے جس میں گدری، خشک اور تر ملی جلی کھجوریں تھیں، پیشِ خدمت کرتے ہوئے عرض کیا نوش فرمائیں اور خود چھری لے کر جانور ذبح کرنے کے لیے تیار ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: ''دودھ والی ذبح نہ کرنا۔'' انہوں نے بکری ان کے لیے ذبح کی۔ انہوں نے بکری کا گوشت تناول فرمایا، کھجور کھایا، پانی پیا۔ جس سے سیر ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ وعمرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے روز تم سے اس نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔ بھوک نے تمہیں گھروں سے نکالا کہ تمہیں یہ نعمت نصیب ہوئی۔''

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا حُسَیْنُ بْنُ مُوْسٰی، ثَنَا حَمَّادٌ یعنی ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اَتَانِی النَّبِیُّ ﷺ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَاَطْعَمْتُهُمْ رُطَبًا وَاَسْقَیْتُهُمْ مَاءً فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ هٰذَا مِنَ النَّعِیْمِ الَّذِیْ تُسْئَلُوْنَ بِهٖ۔(۶۱)

ترجمہ : حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میرے ہاں نبی ﷺ، ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے۔ میں نے انہیں تر کھجوریں کھلائیں اور ٹھنڈا پانی پلایا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی۔''

〈۳〉 حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِیُّ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِلَالٍ، فَقَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، یَقُوْلُ اَتَانَا النَّبِیُّ ﷺ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رضی فَاَطْعَمْنَاهُمْ رُطَبًا وَسَقَیْنَاهُمْ مَاءً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :هٰذَا مِنَ النَّعِیْمِ الَّذِیْ تُسْئَلُوْنَ بِهٖ۔(۶۲)

〈۴〉 حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا عَمَّارٌ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ یَقُوْلُ، اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ رُطَبًا وَشَرِبُوْا مَاءً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : هٰذَا مِنَ النَّعِیْمِ الَّذِیْ تُسْئَلُوْنَ بِهٖ۔(۶۳)

〈۵〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ، نَاشَبَابَةُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنِ الضَّحَّاکِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَرْزَمِ الْاَشْعَرِیِّ، سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوَّلَ مَایُسْاَلُ الْعَبْدُ عَنْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ النَّعِیْمِ اَنْ یُقَالَ لَهٗ: اَلَمْ نُصِحَّ لَکَ جَسَدَکَ وَنَرْوِکَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔(۶۴)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے جس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ ہیں: اس سے پوچھا جائے گا کیا ہم نے تجھے جسمانی صحت سے نہیں نوازا تھا اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا۔''

〈۶〉 قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ، حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیَی الْجَزَّارُ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبُوْخَالِدٍ الْجَزَّارُ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ عُبَیْدٍ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الظَّهِیْرَةِ فَوَجَدَ اَبَابَکْرٍ فِی الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا اَخْرَجَکَ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ اَخْرَجَنِیَ الَّذِیْ اَخْرَجَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: وَجَآءَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَا اَخْرَجَکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قَالَ: اَخْرَجَنِی الَّذِیْ اَخْرَجَکُمَا قَالَ فَقَعَدَ عُمَرُ وَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُحَدِّثُهُمَا ثُمَّ قَالَ: هَلْ بِکُمَا مِنْ قُوَّةٍ تَنْطَلِقَانِ اِلٰی هٰذَا النَّخْلِ فَتُصِیْبَانِ طَعَامًا وَشَرَابًا وَظِلاًّ؟ قُلْنَا:نَعَمْ، قَالَ: مُرُّوا بِنَا اِلٰی مَنْزِلِ ابْنِ التَّیِّهَانِ اَبِی الْهَیْثَمِ الْاَنْصَارِیِّ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَ اَیْدِیْنَا فَسَلَّمَ وَاسْتَاْذَنَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ وَاُمُّ الْهَیْثَمِ مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ تَسْمَعُ الْکَلامَ تُرِیْدُ اَنْ یَّزِیْدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ السَّلَامِ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّنْصَرِفَ خَرَجَتْ اُمُّ الْهَیْثَمِ تَسْعٰی خَلْفَهُمْ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ وَاللّٰهِ سَمِعْتُ تَسْلِیْمَکَ وَلٰکِنْ اَرَدْتُّ اَنْ تَزِیْدَنِیْ مِنْ سَلَامِکَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:خَیْرًا ثُمَّ اَیْنَ اَبُوالْهَیْثَمِ لَاَارَاهُ قَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَقَرِیْبٌ ذَهَبَ یَسْتَعْذِبُ الْمَآءَ اُدْخُلُوْا فَاِنَّهٗ یَاْتِی السَّاعَةَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَبَسَطَتْ بِسَاطًا تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَجَآءَ اَبُوالْهَیْثَمِ، فَفَرِحَ بِهِمْ وَقَرَّتْ عَیْنَاهُ بِهِمْ، فَصَعِدَ عَلٰی نَخْلَةٍ، فَصَرَمَ لَهُمْ اَعْذَاقًا، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَسْبُکَ یَااَبَاالْهَیْثَمِ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْکُلُوْنَ مِنْ بُسْرِهٖ وَمِنْ رُطَبِهٖ وَمِنْ مُذْنُوْبِهٖ ثُمَّ اَتَاهُمْ بِمَآءٍ فَشَرِبُوْا عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : هٰذَا مِنَ النَّعِیْمِ الَّذِیْ تُسْاَلُوْنَ بِهٖ-(٦٥)

هذا غریب من هذا الوجه۔

ترجمہ : حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز عین دوپہر کے وقت باہر نکلے تو ابوبکرؓ کو مسجد میں پایا، دریافت فرمایا کہ اس وقت تمہیں گھر سے باہر کس چیز نے نکالا؟ ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ جس چیز نے آپ کو نکالا ہے۔ اسی اثناء میں عمر بن خطاب بھی آ گئے، ان سے بھی آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے نکالا ہے؟ انہوں نے بھی کہا کہ جس چیز نے آپ دونوں کو نکالا اسی نے مجھے نکالا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ عمر بن خطاب بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ متوجہ ہو کر دونوں سے باتیں کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد پوچھا کہ کیا تم دونوں اس باغ تک جانے کی قوت اپنے اندر پاتے ہو؟ وہاں تمہیں کھانا اور پانی ملے گا اور بیٹھنے کے لیے سایہ میسّر ہوگا۔ ہم نے عرض کیا ہاں! پھر آپؐ نے فرمایا: ہمیں ابن تیہان ابوالہیثم کی رہائش گاہ کی طرف لے چلو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے آگے آگے چلے۔ منزلِ مطلوب پر پہنچ کر حضورؐ نے سلام کہا اور اجازت طلب فرمائی۔ تین مرتبہ ایسا کیا۔ ام الہیثم دروازے کی اوٹ میں کھڑی

آپؐ کا کلام سن رہی تھیں۔ جواب اس خیال سے نہ دیا کہ آپؐ ان پر زیادہ سے زیادہ سلامتی کی دعا فرمائیں۔ جب امِ ہیثم نے دیکھا کہ حضورؐ واپس جانے والے ہیں تو دروازے سے باہر نکل کر سب کے پیچھے بھاگنے لگیں اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے آپ کا سلام سن لیا تھا میری خواہش تھی کہ آپؐ ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ سلامتی کی دعا فرماتے رہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: بہتر! اچھا ابوالہیثم کہاں ہیں؟ مجھے دکھائی نہیں دے رہے، عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ یہیں قریب ہی آبِ شیریں لینے باہر گئے ہیں۔ اندر تشریف لے آئیں وہ ابھی آیا چاہتے ہیں ان شاء اللہ! یہ کہہ کر انہوں نے درخت کے نیچے چٹائی بچھادی۔ اتنے میں ابوالہیثم بھی آگئے اور آپ سب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سب کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پھر ابوالہیثم کھجور کے ایک درخت پر چڑھے اور کھجوروں کے کئی گچھے لاکر خدمتِ نبوی میں پیش کردیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوالہیثم بس رُک جاؤ کافی ہیں۔ ابوالہیثم نے عرض کیا یہ گچھے اس لیے لایا ہوں تاکہ آپ حسبِ پسند گدری اور تر کھجور نوشِ جاں فرمائیں پھر ابوالہیثم نے ٹھنڈا پانی پیش کیا۔ کھانے کے بعد سب نے پانی پیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ان نعمتوں میں سے ہے جس کے متعلق تم سے پرسش ہوگی۔''

﴿۷﴾ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الصَّدَائِيُّ، قَالَ: ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ اَبِي حَازِمٍ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ جَالِسَانِ اِذْجَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: مَااَجْلَسَكُمَا هٰهُنَا؟ قَالَا: الْجُوْعُ، قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ مَااَخْرَجَنِيْ غَيْرُهٗ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اَتَوْا بَيْتَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاسْتَقْبَلَتْهُمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اَيْنَ فُلَانٌ؟ فَقَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مَاءً فَجَاءَ صَاحِبُهُمْ يَحْمِلُ قِرْبَتَهٗ فَقَالَ: مَرْحَبًا مَازَارَ الْعِبَادَ شَيْءٌ اَفْضَلُ مِنْ شَيْءٍ زَارَ فِي الْيَوْمِ فَعَلَّقَ قِرْبَتَهٗ بِكَرَبِ نَخْلَةٍ وَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا كُنْتَ اجْتَنَيْتَ؟ فَقَالَ: اَحْبَبْتُ اَنْ تَكُوْنُوا الَّذِيْنَ تَخْتَارُوْنَ عَلٰى اَعْيُنِكُمْ ثُمَّ اَخَذَ الشُّفْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ، فَاَكَلُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ فَلَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَبْتُمْ هٰذَا فَهٰذَا مِنَ النَّعِيْمِ۔(٦٦)

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا سُرَيْجٌ ثَنَا حَشْرَجٌ عَنْ اَبِيْ نُصَيْرَةَ، عَنْ اَبِيْ عَسِيْبٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلًا فَمَرَّ بِيْ فَدَعَانِيْ اِلَيْهِ فَخَرَجْتُ ثُمَّ مَرَّ بِاَبِيْ بَكْرٍ فَدَعَاهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ ثُمَّ بِعُمَرَ فَدَعَاهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَانْطَلَقَ حَتّٰى دَخَلَ حَائِطًا لِبَعْضِ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لِصَاحِبِ الْحَائِطِ اَطْعِمْنَا بُسْرًا فَجَآءَ بِعِذْقٍ فَوَضَعَهٗ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَصْحَابُهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ بَارِدٍ فَشَرِبَ فَقَالَ: لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، قَالَ: فَاَخَذَ عُمَرُ الْعِذْقَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ حَتّٰى تَنَاثَرَ الْبُسْرُ قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ

قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ أَ اِنَّا لَمَسْئُوْلُوْنَ عَنْ ھٰذَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ؟ قَالَ: نَعَمْ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ. خِرْقَۃٌ کَفَّ بِھَا الرَّجُلُ عَوْرَتَہٗ اَوْکِسْرَۃٌ سَدَّبِھَاجُوْعَتَہٗ اَوْجُحْرٌ یَتَدَخَّلُ فِیْہِ مِنَ الْحَرِّ وَالْقَرِّ۔(۶۷)

ابن کثیر نے یتدخل کی جگہ یدخلوا نقل کیا ہے۔

ترجمہ : ابوعسیب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات گھر سے باہر نکلے اور میرے پاس سے گزرے تو مجھے اپنی طرف بلایا میں بھی نکل کھڑا ہوا۔ اتنے میں ابوبکرؓ کے پاس سے گزر ہوا تو انہیں بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف بلایا، وہ بھی آ گئے۔ پھر عمرؓ کو بلایا تو وہ بھی ساتھ ہو لیے۔ پھر آپؐ چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اور حضورؐ نے باغ کے مالک سے فرمایا: ''ہمیں گدری کھجوریں کھلاؤ۔'' مگر اس نے کھجوروں کا گچھا حضور اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ میز بان نے خود بھی کھایا اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب نے بھی نوش فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ نے ٹھنڈا پانی طلب فرمایا (اس نے لا کر پیش کیا) اور آپؐ نے نوش فرمایا۔ پھر فرمایا: ''قیامت کے روز تم سے ان چیزوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔'' یہ سن کر حضرت عمرؓ نے وہ گچھا زمین پر ایسے مارا کہ کھجوریں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بکھر گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہؐ قیامت کے روز کیا ہم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں ایسا ہی ہوگا مگر تین چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ ایک کپڑے کا وہ ٹکڑا جو انسان کے قابلِ ستر حصّوں کے لیے کافی ہو۔ دوسرا غذا کا وہ ٹکڑا جس سے بھوک کا در بند کیا جا سکتا ہو۔ تیسرا وہ مختصر مکان جس میں سردی اور گرمی سے بچاؤ کی خاطر داخل ہو سکیں۔''

〈۹〉 حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَنَا سُفْیَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَۃَ، عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ، قَالَ الزُّبَیْرُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَیُّ النَّعِیْمِ نُسْأَلُ عَنْہُ؟ وَاِنَّمَا ھُوَالْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، قَالَ: اَمَّا اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ۔(۶۸) (ھذا حدیث حسن)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ جب آیت **ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ** نازل ہوئی تو حضرت زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ) وہ کون سی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی؟ یہاں تو صرف یہ دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی ہے۔ ارشاد فرمایا: ''یقیناً یہی ہوں گی۔''

مآخذ

(۱) بخاری ج۲ کتاب الرقاق باب یقبض اللہ الارض۔ ☆ مسلم ج۲ کتاب صفات المنافقین واحکامھا۔ باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار۔ ☆ابنِ ماجہ المقدمۃ باب فیما انکرت الجھمیۃ۔ ☆فتح القدیر ج٤۔ ☆مسنداحمد ج۲ ص ۳۷۱۔

(۲) مسند احمد ج۲ ص ۷۲۔۸۸ روایت عبداللہ بن عمر۔

(۳) مسلم ج۲ کتاب صفۃ المنافقین واحکامھا باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنّار۔ ☆ابو داؤد ج٤ کتاب السنۃ۔ ☆مجمع الزوائد ج٤ ص ۳٤٤ عن ابن عمر۔

(٤) ابنِ ماجہ کتاب الزھد باب ذکر البعث اور المقدمۃ فیما انکرت الجھمیۃ☆ مجمدالزوائد ج۱ ص ۸٤ عبداللہ بن عمر۔

(٥) تفسیر ابن کثیر ج۳ سورہ فرقان۔

(٦) بخاری ج۲ کتاب التفسیر سورۃ الزمر باب قولہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموت مطویات۔ ☆ دارمی کتاب الرقاق ج۲ باب فی شان الساعۃ ونزول رب تعالٰی۔ ☆مجمع الزوائد ج۱ ص ۸٤۔ابن عمر۔

(۷) تفسیر ابن جریر ج٤ ۲۷/۲ سورۃ الزمر۔

(۸) حوالہ متذکرہ بالا۔

(۹) المستدرک للحاکم ج٤ کتاب الاھوال۔ تشریح آیۃ یوم تبدل الارض غیر الارض۔

(۱۰) فتح القدیر للشوکانی ج٥ سورۃ الانشقاق۔ ☆روح المعانی ج ۳۰ ص ۷۹ ☆ ابن جریر ۲۸/ ۳۰ سورۃ الانشقاق۔ ☆ ابنِ کثیر ج٤ سورۃ الانشقاق۔

(۱۱) مسندِ احمد ج۳ ص ۷٥ روایت ابی سعید خدری۔ ☆ابنِ جریر ج٤،۲۸/ ۳۰ جلد ۱۲ سورۃ المعارج۔ ☆تفسیر ابن کثیر ج۳ سورہ الفرقان۔ ☆بیہقی کتاب البعث والنشور۔

(۱۲) ابن جریر پ۲۷۔ سورۃ الحدید ☆ابنِ کثیر ج٤۔ سورۃ الحدید۔ ☆ابن ابی حاتم ۔ بحوالہ ابنِ کثیر ج٤ ص۳۰۸۔

(۱۳) ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔ ☆ المستدرک للحاکم کتاب التفسیر سورۃ الحدید۔

(۱٤) ابن جریر ج۱۱ پ۲۷ سورۃ الحدید۔ ☆ابن کثیر ج٤ ص۳۰۸ ☆فتح القدیر ج٥ سورۃ الحدید بحوالہ ابن ابی شیبۃ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم۔

(۱۵) المستدرك للحاكم ج۲ كتاب التفسير سورة الحديد۔☆ ابنِ كثير سورة الحديد بحواله ابن ابى حاتم۔

(۱٦) بخارى ج۲ كتاب التفسير، سورة الانشقاق۔☆بخارى كتاب الرقاق باب من نوقش الحساب عذب۔ اس باب میں مروی روایت کے آخر میں ارشاد نبوی یوں ہے:اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنَّا يُنَاقَشُ الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا عُذِّبَ۔ ☆مسلم ج۲ كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها باب اثبات الحساب۔☆ ترمذى ابواب الزهد باب ماجاء فى العرض۔☆ ابنِ كثير ج٤ ص٤٨٤۔ ☆روح المعانى ج۳۰ ص۸۰☆مُسنداحمد ج٦ ص٤۷ روايت عائشةؓ اور ص۱۲۷،۱۰۸☆ المستدرك للحاكم ج٤ كتاب التوحيد والانابة۔

(۱۷) مسند احمدج٦ ص٤۸ روايت عائشة۔ ☆ ابنِ جرير ج۳۰/۲۸ جلد ۱۲ ص٧٤۔☆ ابنِ كثير ج٤ ص٤٨٩۔ ☆روح المعانى ج۳۰ص۸۰۔☆عبد بن حميد، ابنِ مَردويه، بحواله فتح القدير للشوكانى ج٥ص٤۰۹۔

(۱۸) المستدرك ج۲كتاب التفسير۔

(۱۹) ابوداؤدج۱كتاب الجنائز باب عيادة النساء۔

(۲۰) مسلم ج۲ كتاب الزهد فصل فى بيان ان الاعضاء منطقةٌ شاهدةٌ يوم القيامة۔☆ابن جرير ج۲٤/۲۷ خمٓ السجدة۔☆ابن كثير ج٤ ص بحواله ابوبكر بزّاز، ابن ابى حاتم۔☆ابن ابى الدنيا فى التوبة، ابن مردويه، البيهقى فى الاسماء والصفات بحواله فتح القدير للشوكانى ج٤ سورهٔ يسٓ۔

(۲۱) ابن كثير ج٤ حم السجده بحواله ابويعلى۔

(۲۲) مسند احمد بن حنبل ج٦ ص٦۷،٦۹ مرويات عائشة۔☆ ابن كثيرج٤ سورة الواقعة زيرتفسير ايت السابقون السابقون۔☆رُوح المعانى ج۲۷ سورة الواقعة۔☆البحر المحيط ج۸سورة الواقعة۔ ☆فتح القدير للشّوكانى ج٥ سورة الواقعة۔

(۲۳) مسلم ج۱كتاب الايمان باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدين من النّار۔☆مسند احمد ج۳ص۱۱ عن ابى سعيد خدرى۔

(۲٤) بخارى ج۲كتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار۔

(۲٥) ابنَ كثير ج٤ص٥۰۰۔

(۲٦) مسنداحمد ج۳ص٥۔☆ابنِ كثير ج٤ص٥۰۰۔

(۲۷) ابوداؤد كتاب السنة باب فى الشفاعة۔☆مسنداحمد بن حنبل ج۳۔ص۲۱۳،۲۱۸۔

(۲۸) بخارى ج۱ كتاب الجهاد باب الغلول۔☆ مسند احمدج۲ ص٤۲٦ عن ابى هريرة۔

(۲۹) مسلم ج۲ كتاب الامارةِ باب غلظ تحريم الغلول۔☆ ابنِ جرير ج۳ سوره آل عمران۔☆ابنِ كثير ج۱۔

(۳۰) ابوداؤد كتاب الخراج الخ باب فى غلول الصدقة۔☆ابنِ كثير ج۱۔

(۳۱) ابن كثير ج۳ص٥٥٥ سوره فاطر بحواله مسندِ احمد۔☆ ابنِ جرير سورهٔ فاطر ص۹۰۔☆ فتح القدير للشوكانى ج٤۔ ص۳٥۱،۳٥۲۔ بحواله الفريابى، عبد بن حُمَيد، ابن المنذر، ابن ابى حاتم، الطَّبَرانى، ابنِ مردويه، البيهقى فى البعث عن ابى الدرداء۔

(۳۲) مسندِ احمد ج٦ص٤٤٤ابوالدرداء۔☆المستدرك للحاكم ج٢ص٤٢٦۔

(۳۳) بخاری ج١کتاب الانبیاء باب قول الله تعالیٰ واتخذوا ابراهيم خليلاً۔ ج٢ کتاب التفسير سورة الانبياء۔ ☆مسنداحمد مرویات ابن عباس۔

(٣٤) مسلم ج١کتاب الطهارة باب استحباب اطالة الغرة والتحجيلِ فی الوضوء اور کتاب الفضائل☆صحیحن کے علاوہ اس روایت کو قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ امام مالك نے کتاب الجهاد میں،ترمذی نے ابواب القيامة ، ابواب التفسير سوره الانبياء میں ، نسائی نے کتاب الافتتاح، کتاب الحج اور کتاب الجنائز میں۔ ابنِ ماجه نے کتاب المناسك باب الخطبة يوم النّحر باب ٧٦میں اور مسنداحمد نے ج اول ص٣٩، ٥٠، ٢٣٥، ٢٥٣، ٣٨٤، ٤٠١، ٤٠٦، ٤٠٧، ٤٢٥، ٤٣٩، ٤٥٣، ٤٥٥ پر ج٣ ص٣٨، ١٠٢، ٢٨١پر ج٤ ص٣٩٦پر۔ اور ج٥۔ ص٤١، ٥٠، ٣١٨، ٤٠٠، ٤١٢ پر نقل کیاهے۔

(٣٥) بخاری ج١کتاب الانبیاء باب قول الله عزوجل واذكر فى الكتاب مريم اذانتبذت من اهلها الخ۔

(٣٦) مسلم ج١ كتاب الصلاة باب حُجَّةِ مَنْ قَالَ البسملة اية من اوّل كل سورة سوٰى سورة براء ة۔

(٣٧) بخاری ج٢ کتاب الحوض، باب قول الله انا اعطيناك الكوثر۔

(٣٨) بخای ج٢ کتاب الفتن باب ماجاء فی قول الله واتقوا فتنة لاتصيبن الذين ظلموا منكم خاصّة۔

(٣٩) بخاری ج٢ کتاب الفتن باب ماجاء فی قول اللهِ واتقوا فتنة لاتصيبن الذين ظلموا منكم خاصّة۔

(٤٠) بخاری ج٢ کتاب الحوض باب قول الله تعالیٰ انا اعطينك الكوثر۔

(٤١) بخاری ج٢ کتاب الحوض باب قَوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔

(٤٢) بخاری ج٢ کتاب الحوض باب قول الله اِنَّا اعطيناك الكوثرالخ۔

(٤٣) مسلم ج٢ کتاب البر والصلة باب تحريم الظلم۔

(٤٤) بخاری ج٢ کتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة۔☆مسندِ احمد ج٢ص٥٠٦ عن ابى هريرة۔

(٤٥) بخاری ج١ ابواب المظالم والقصاص باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحلّلها له۔ ☆مسندِ احمد ج٢ص٤٣٥ ۔ ص٥٠٦ عن ابى هريرة۔ ☆ترمذی ابواب صفة القيامة باب ماجاء فى شان الحساب والقصاص۔

(٤٦) ابن جریر ج٢٨/٣٠ جلد ١٢ص١٧٥ سورۂ زلزال۔

(٤٧) مسلم ج٢ كتاب الامارة باب حرمة نساء المجاهدين واثم من خانهم فيهنَّ۔☆نسائی کتاب الْجهاد باب من خان غازياً فى اهله۔☆ابوداؤد كتاب الجهاد باب فى حرمة نساء المجاهدين على القاعدين۔ ☆ السنن الكبرىٰ بيهقی ج٩۔ کتاب السير باب ماجاء فى حرمة نساء المجاهدين۔ ابوداؤد نے الانصب له يوم القيامة۔ فقيل له هذا قد خلفك فى اهلك فخذ من حسناته ماشِئتَ فالتفت الينا رسول الله ﷺ فقال: ماظنّكم نقل کیاهے۔☆شعب الايمان ج٤ص٣٧۔

(۴۸) مسلم ج ۱ کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لاینفعہ عملہ۔☆مسند احمد ج۶ ص۹۳ عن عائشۃ۔☆ ابن جریر ج۲۸/۳۰جلد ۱۲ سورۃ الزلزال۔

(۴۹) مسنداحمد ج۶ ص ۱۲۰ ۔☆ ابنِ جریر حوالہ مذکور۔

(۵۰) مسلم ج۲ کتاب العلم باب من سنّ سنۃ حسنۃً اوسَیّئۃ ومن دعیٰ الی ھدی اوضلالۃ الخ۔☆ترمذی ابواب العلم باب فی من دعا الی ھدی فاتبع۔☆ مسنداحمد ج۲ص۵۰۵مرویات ابی ھریرۃ۔☆ ابنِ ماجہ المقدمہ باب من سن سنۃ حسنۃ او سیئۃ۔

(۵۱) حوالہ مذکورہ بالا۔

(۵۲) سنن دارمی جزاول باب ماکان علیہ الناس قبل مبعث النبی ﷺ۔

(۵۳) بخاری ج۲ کتاب الرقاق باب من نوقش الحساب عذب۔ ☆مسلم ج۱ کتاب الزکاۃ باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ او کلمۃ طیبۃ انھا حجاب من النار۔

(۵۴) نسائی کتاب الزکاۃ باب القلیل فی الصدقۃ۔☆مُسنداحمد ج۴ ص ۲۶۵ ۔۳۷۷عدی بن حاتم۔

(۵۵) بخاری ج۲ کتاب الادب باب لاتحقرنَّ جارۃ لجارتھا اور کتاب الھبۃ۔☆مسلم ج ۱ کتاب الزکاۃ باب الحث علی الصدقۃ ولوبالقلیل الخ۔☆ترمذی ابواب الولاء باب ماجاء فی حَثّ النبی ﷺ علی الھدیۃ۔ وَلَاتَحقِرَنَّ جَارَۃٌ لِجَارَتِھَا وَلَوْبِشِقِّ فِرْسِنِ شَاۃٍ۔☆دارمی کتاب الزّکاۃ باب کراھیۃ رد السائل بغیر شیء۔☆مؤطا امام مالک کتاب الجامع صفۃ النبیؐ۔ ☆دارمی اور موطا نے وَلَوْ کُرَاعَ شَاۃٍ مُحْرَقًا نقل کیاھے (بکری کا بھنا ھوا پایا) ☆مُسندِ احمد ج۲ ص ۲۶۴، ۳۰۷، ۴۳۲، ۴۹۳، ۵۰۶، ج۴ ص ۶۴، ج۵ص۳۷۷، ج۶ص ۴۳۴۔

(۵۶) دارمی ج۲ کتاب الرّقاق باب فی المحقرات۔☆مسنداحمد بن حنبل ج ۶ ص ۷۰ اور ۱۵۱ مرویات عائشۃ۔ ☆تفسیر ابنِ کثیر ج۴ ص ۵۴۰ ۔☆ابنِ ماجہ کتاب الزھد باب ذکرالذنوب۔

(۵۷) مسندِ احمد بن حنبل ج اول مرویات عبداللہ بن مسعود اور تفسیر ابنِ کثیر ج۴ ص ۵۴۱۔

(۵۸) بخاری ج۲ کتاب الرقاق باب مایتقی من محقّرات الذنوب۔

(۵۹) بخاری ج۲کتاب استتابۃ المعاندین وقتالھم۔ ☆مسلم ج۱کتاب الایمان، باب ھل یؤخذ باعمال الجاھلیۃ۔☆سنن دارمی مقدمہ باب ماکان علیہ النّاس قبل مبعث النبی ﷺ من الجھل والضلالۃ۔ ☆ابنِ ماجہ کتاب الزھد باب ذکر الذنوب۔☆مسندِ احمد ج۱ روایت عبداللہ بن مسعودص۴۰۹، ۴۲۹، ۴۶۲، ۱۳۱۔ مسند احمد کی ایک روایت میں قال ناس ھے۔ ایک دوسری روایت میں اتی النبی ﷺ رجل فقال یا رسول اللہ اذا احسنت فی الاسلام الخ ھے۔ ابنِ ماجہ کی روایت میں ھے عن عبداللہ قال قال قلنا یا رسول اللہ الخ۔

(۶۰) مسلم ج۲ کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعۃ غیرہ الی دار من یثق برضاہ الخ۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج۵ سورۃ التکاثر۔

(۶۱) مسنداحمد ج۳ص۳۳۸ روایت جابر بن عبداللہ۔☆ محمد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ، بیھقی فی الشعب بحوالہ فتح القدیر ج۵ص ۴۹۰۔

(٦٢) ابن جریر ج٢٨/٣٠ جلد ١٢ ص١٨٥ سورة التکاثر۔

(٦٣) ابن کثیر ج٤ سورة التکاثر۔

(٦٤) ترمذی ابواب التفسیر سورة التکاثر۔☆فتح القدیر للشوکانی ج٥ سورة التکاثر بحوالہ مسنداحمد فی الزهد، عبد بن حمید، ابن المنذر۔ ابن مردویہ، بیہقی فی الشعب۔

(٦٥) ابن کثیر ج٤ بحوالہ ابن ابی حاتم، ابویعلیٰ۔☆ابنِ جریر ج١٢ پ٣٠ ص١٨٥☆ مجمع الزوائد ج١٠ ص٣١٦۔٣١٧ عن ابن عباس۔

(٦٦) ابنِ جریر ج٢٨/٣٠ جلد١٢ سورة التکاثر۔☆ابن کثیر ج٤ سورة التکاثر۔

(٦٧) مسند احمد ج٥ ص٨١ روایت ابوعسیب۔☆ابن کثیر ج٤ ص٥٤٦۔

(٦٨) ترمذی ابواب التفسیر سورہ الھٰکم التکاثر۔☆فتح القدیر للشوکانی ج٥ سورة التکاثر بحوالہ ابن ابی شیبہ، ابنِ مردویہ اور بیہقی فی الشعب۔

فصل چہارم :

جنت اور اس کی کیفیّات

اہلِ جنت کے لیے اَن دیکھی نعمتیں

۵۱ ـ قَالَ اللّٰهُ تعالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالاَعَیْنٌ رَأَتْ وَلاَ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ فراہم کر رکھا ہے جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کبھی کسی کان نے سنا، نہ کوئی انسان کبھی اس کا تصور کر سکا ہے۔''

تشریح : بخاری، مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں متعدّد طریقوں سے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ یہی مضمون تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور حضرت سہل بن سعد ساعدی نے بھی حضورؐ سے روایت کیا ہے، جسے مسلم، احمد، ابنِ جریر اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، السجدہ، حاشیہ:۱)

یہ انعامات آخرت میں اُن نیک انسانوں اور جنوں کو عنایت کیے جائیں گے جنہوں نے دنیا میں خدا ترسی کی زندگی بسر کی ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کام کیا ہے کہ ہمیں ایک روز اپنے رب کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الرحمٰن: موضوع اور مضمون)

تخریج : حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ. اَعْدَدْتُ لِعِبَادِی الصَّالِحِیْنَ مَالاَعَیْنٌ رَأَتْ وَلاَاُذُنٌ سَمِعَتْ وَلاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔(۱)

جنت کی مختلف کیفیات اور اس کی بناوٹ

۵۲ ـ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے اُن کے صاحبزادے ابوبکر نے روایت کی ہے اس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''دو جنتیں سابقین، یا مقربین کے لیے ہوں گی جن کے برتن اور آرائش کی ہر چیز سونے کی ہوگی، اور دو جنتیں تابعین یا اصحاب الیمین کے لیے ہوں گی جن کی ہر چیز چاندی کی ہوگی۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الرحمٰن، حاشیہ:۴۹)

تشریح : قرآن مجید میں کہیں تو اِس پورے عالم کو جس میں نیک لوگ رکھے جائیں گے جنت کہا گیا ہے، گویا کہ وہ پورے کا پورا ایک باغ ہے اور کہیں فرمایا گیا ہے کہ ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس بڑے باغ میں بے شمار باغات ہوں گے۔ ہر نیک شخص کو اس بڑی جنت میں دو دو جنتیں دی جائیں گی جو اسی کے لیے مخصوص ہوں گی، جس میں اس کے اپنے قصر ہوں گے، جن میں وہ اپنے متعلقین اور خدام کے ساتھ شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہے گا۔

(تفہیم القرآن ج ۵، الرحمٰن، حاشیہ:۴۱)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: ثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ حَمَّادٌ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا رَفَعَهٗ، فِیْ قَوْلِهٖ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ، قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ لِلْمُقَرَّبِيْنَ اَوْلِلسَّابِقِيْنَ وَجَنَّتَانِ مِنْ وَرِقٍ لِاَصْحَابِ الْيَمِيْنِ۔(۲)

ترجمہ : حضرت حمّاد نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ اور وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ کی تفسیر بایں الفاظ بیان کی ہے۔ مقربین یا سابقین کے لیے سونے کی دو جنتیں ہوں گی اور چاندی کی دو جنتیں اصحاب الیمین کے لیے ہوں گی۔

البحر المحیط میں ہے:

﴿۲﴾ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِيُّ: جَنَّةٌ مِّنْ ذَهَبٍ لِلسَّابِقِيْنَ وَجَنَّةٌ مِنْ فِضَّةٍ لِلتَّابِعِيْنَ۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْعِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلاً فِیْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ، مَايَرَوْنَ الْآخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ. وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَافِيْهِمَا. وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا اٰنِيَتُهُمَا وَمَافِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰی وَجْهِهٖ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ۔(۳)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں کھوکھلے موتی کا ایک خیمہ ہوگا جس کا عرض ساٹھ میل ہوگا۔ اس کے ہر گوشے میں جنتیوں کے اہلِ خانہ ہوں گے جو ایک دوسرے کو نہ دیکھ پائیں گے۔ مومنین ان پر گردش کریں گے۔ اور دو جنتیں چاندی کی ہوں گی ان کے برتن اور ہر چیز چاندی کی بنی ہوئی ہوگی، اور دو جنتیں اسی طرح اور ہوں گی۔ ان کے برتن اور جملہ دیگر چیزیں بھی اسی طرح ہوں گی۔ اور جنت میں لوگوں اور باری تعالیٰ کے مابین اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی چادر کے سوا، جو ذاتِ اقدس کے رخِ انور پر ہوگی اور کوئی پردہ حائل نہ ہوگا۔

جنت کا محلِ وقوع

حضرت آدمؑ جس جنت میں رکھے گئے تھے وہ اسی زمین پر تھی۔ مفسرین نے اس سلسلے میں تین مختلف قول اختیار کیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جنت آسمان پر تھی، دوسرا یہ کہ وہ زمین پر تھی، تیسرا یہ کہ اس معاملہ میں سکوت ہی بہتر ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ فلاں قول واجب الاذعان اسلامی عقیدہ ہے اور اس کے خلاف کہنے والا قابلِ الزام ہے۔

(رسائل و مسائل چہارم، اشاعت اوّل، ص: ۲۰)

جنت، اہل جنت کے لیے ابدی مقام

۵۳۔ يُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَاتَمْرَضُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَعِيْشُوْا فَلَاتَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا وَلَاتَهْرَمُوْا اَبَدًا، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تُقِيْمُوْا فَلَاتَظْعَنُوْا اَبَدًا۔ (تفسير ابن كثير)

''اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ پڑو گے، اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی موت تم کو نہ آئے گی۔ اور اب تم ہمیشہ جوان رہو گے، کبھی بڑھاپا تم پر نہ آئے گا۔ اور اب تم ہمیشہ مقیم رہو گے، کبھی کوچ کرنے کی تمہیں ضرورت نہ ہوگی۔'' (تفہیم القرآن ج ۲، الحجر، حاشیہ: ۲۹)

تشریح: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہلِ جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ یہاں تم ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، ہمیشہ خوشحال رہو گے کبھی خستہ حال نہ ہو گے، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ (مسلم)

گویا خدا ترس لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے، امن سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں کسی قسم کا کھٹکا نہ ہو، کوئی غم کوئی پریشانی، کوئی خطرہ اور کوئی اندیشہ، کوئی مشقت اور کوئی تکلیف لاحق نہ ہو۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الدخان، حاشیہ: ۴۰)

تخریج: ⟨۱⟩ **حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِاِسْحَاقَ، قَالَا: اَنَاعَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ، قَالَ الثَّوْرِيُّ، فَحَدَّثَنِيْ اَبُوْاِسْحَاقَ اِنَّ الْاَغَرَّ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَاتَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيُوا فَلَاتَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَاتَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَاتَبْاَسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ وَنُوْدُوْااَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَاكُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔**(٤)

⟨۲⟩ **عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ــــ وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ــــ قَالَ: نُوْدُوْا اَنْ صَحُّوْا فَلَاتَسْقَمُوْا، وَانْعِمُوْا فَلَاتَبْاَسُوْا، وَشَبُّوْا فَلَاتَهْرِمُوْا، وَاخْلُدُوْا فَلَاتَمُوْتُوْا۔**(٥)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ دونوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد **وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ** کی تفسیر میں نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، خوش حال رہو گے خستہ حال نہ ہو گے، جوان رہو گے بوڑھے نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے۔''

اہلِ جنت کی عمریں کیا ہوں گی؟

٥٤ ۔ شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ ایک بڑھیا نے حضورؐ سے عرض کیا میرے حق میں جنت کی دعا فرمائیں ۔ آپؐ نے فرمایا: ''جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی، وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ''اسے بتاؤ، وہ بڑھاپے کی حالت میں داخلِ جنت نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم انہیں خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور باکرہ بنادیں گے ۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۱۷)

تخریج : حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ، ثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فُضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: اَتَتْ عَجُوْزٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّدْخِلَنِى الْجَنَّةَ فَقَالَ: يَا اُمَّ فُلَانٍ اِنَّ الْجَنَّةَ لَاتَدْخُلُهَا عَجُوْزٌ. قَالَ: فَوَلَّتْ تَبْكِيْ، فَقَالَ: اَخْبِرُوْهَا اِنَّهَا لَاتَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوْزٌ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۔(٦)

ترجمہ : حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک بڑھیا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے استدعا کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے ۔ آپؐ نے جواباً فرمایا: ''اے فلاں کی ماں! جنت میں کوئی بڑھیا نہیں جائے گی''، تو وہ بڑھیا روتی ہوئی واپس ہوگئی ۔ آپؐ نے حاضرین سے فرمایا: ''اس کو بتادو کہ جنت میں وہ بڑھاپے کی حالت میں نہ جائے گی ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم دنیا کی عورتوں کو ایک نئی اٹھان پر اٹھائیں گے پس ہم ان کو کنواریاں بنادیں گے ۔''

٥٥ ۔ قرآن مجید کی سورہ واقعہ کی آیات ۳۵، ۳۶ کی تشریح کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا کہ ''اس سے مراد دنیا کی وہ نیک عورتیں ہیں جو اپنے ایمان اور عمل صالح کی بناء پر جنت میں جائیں گی ۔ خواہ باکرہ ہوں یا شادی شدہ (اس روایت کو ابن ابی حاتم نے حضرت سلمہ بن یزید سے نقل کیا ہے)۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۱۷)

تخریج : قَالَ بْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفِ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا اٰدَمُ يَعْنِى بْنَ اَبِى اِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ''اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً'' يَعْنِى الثَّيِّبَ وَالْاِبْكَارَ اللَّاتِيْ كُنَّ فِى الدُّنْيَا ۔(٧)

٥٦ ۔ هُنَّ اللَّوَاتِيْ قُبِضْنَ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا عَجَائِزَ رُمْصًا شُمْطًا خَلَقَهُنَّ اللّٰهُ بَعْدَ الْكِبَرِ فَجَعَلَهُنَّ عَذَارٰى ۔

''یہ طبرانی میں حضرت اُمِّ سلمہ کی ایک طویل روایت ہے جس میں وہ جنت کی عورتوں کے متعلق قرآن مجید کے مختلف مقامات کا مطلب حضورؐ سے دریافت فرماتی ہیں ۔ اس سلسلے میں حضور کا ایک ارشاد یہ ہے کہ ''یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا کی زندگی میں مری ہیں، بوڑھی پھونس، آنکھوں میں چیپڑ، سر کے بال سفید، اس بڑھاپے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو پھر سے باکرہ پیدا کردے گا ۔''

(تفہیم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۱۷)

تخریج : قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ الطَّبَرَانِیُّ، حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ سَهْلٍ الدِّمْیَاطِیُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ الْبَیْرُوْتِیُ اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ اَبِیْ کَرِیْمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اُمِّهٖ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی "حُوْرٌ عِیْنٌ" قَالَ: حُوْرٌ بِیْضٌ عِیْنٌ ضِخَامُ الْعُیُوْنِ شُفْرُ الْحَوْرَاءِ بِمَنْزِلَةِ جَنَاحِ النَّسْرِ، قُلْتُ: اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی "کَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَکْنُوْنِ" قَالَ: صَفَاءُ هُنَّ صَفَاءَ الدُّرِّ الَّذِیْ فِی الْاَصْدَافِ الَّذِیْ لَمْ تَمَسَّهُ الْاَیْدِیْ، قُلْتُ: اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِهٖ فِیْهِنَّ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ. قَالَ: خَیْرَاتُ الْاَخْلَاقِ حِسَانُ الْوُجُوْهِ قُلْتُ. اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِهٖ "کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ" قَالَ: رِقَّتُهُنَّ کَرِقَّةِ الْجِلْدِ الَّذِیْ رَأَیْتَ فِیْ دَاخِلِ الْبَیْضَةِ مِمَّا یَلِی الْقِشْرَ وَهُوَالْغُرْقِیُّ، قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِیْ عَنْ قَوْلِهٖ "عُرُبًا اَتْرَابًا" قَالَ هُنَّ اللَّوَاتِیْ قُبِضْنَ فِی الدَّارِ الدُّنْیَا عَجَائِزَ رَمْصًا شَمْطًا خَلَقَهُنَّ اللّٰهُ بَعْدَالْکِبَرِ فَجَعَلَهُنَّ عَذَارٰی عُرُبًا مُتَعَشِّقَاتٍ مُحَبَّبَاتٍ اَتْرَابًا عَلٰی مِیْلَادٍ وَاحِدٍ قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ نِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ اَمِ الْحُوْرِ الْعِیْنِ؟ قَالَ: بَلْ نِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ کَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَی الْبِطَانَةِ، قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!وَبِمَ ذَاکَ؟ قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ وَصِیَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ وَاَجْسَادَهُنَّ الْحَرِیْرَ، بِیْضُ الْاَلْوَانِ خُضْرُ الثِّیَابِ صُفْرُ الْحُلِیِّ مَجَامِرُهُنَّ الدُّرُّ وَاَمْشَاطُهُنَّ الذَّهَبُ یَقُلْنَ :

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَانَمُوْتُ اَبَدًا وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَانَبْاَسُ اَبَدًا. وَنَحْنُ الْمُقِیْمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ اَبَدًا. وَنَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلَانَسْخَطُ اَبَدًا طُوْبٰی لِمَنْ کُنَّا لَهٗ وَکَانَ لَنَا۔

قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْمَرْاَةُ مِنَّا تَتَزَوَّجُ زَوْجَیْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَالْاَرْبَعَةَ ثُمَّ تَمُوْتُ فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَیَدْخُلُوْنَ مَعَهَا مَنْ یَکُوْنُ زَوْجُهَا قَالَ: یَا اُمَّ سَلَمَةَ اِنَّهَا تُخَیَّرُ فَتَخْتَارُ اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اِنَّ هٰذَا کَانَ اَحْسَنَ خُلُقًا مَعِیْ فَزَوِّجْنِیْهِ، یَااُمَّ سَلَمَةَ! ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔(۸)

ترجمہ : حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "حُوْرٌ عِیْنٌ" کے متعلق بتایئے (اس سے کیا مراد ہے؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد گورے رنگ کی حوریں ہیں جو بڑی بڑی آنکھوں والی اور گہرے سیاہ لمبے لمبے بالوں والی ہیں گویا ان کے بال گدھ کے پر ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا حضورؐ مجھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کَاَمْثَالِ اللُّؤْ لُؤِ الْمَکْنُوْنِ" کے بارے میں بتایئے (کہ اس سے کیا مراد ہے؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اس سے مراد ان کی صفائی اور خوبصورتی ہے جو صدف میں چھپے ہوئے موتی کی سی ہوگی، جسے کسی ہاتھ نے چھوا تک نہ ہو" میں نے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد فِیْهِنَّ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ کے متعلق بتایئے (کہ اس سے کیا مراد ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا: "کہ اس سے مراد ہے بہترین اخلاق وعادات سے آراستہ اور خوبرو اور حسین وجمیل حوریں۔" پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ مجھے ارشادِ الٰہی کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ کا مطلب بتایئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "ان کے جسم

کی نرمی اور نزاکت اس جھلی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے کے اندر کی جانب ہوتی ہے۔'' پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ارشاد '' عُرُبًا اَتْرَابًا '' کا مطلب بتائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں اس حالت میں مریں کہ بوڑھی پھونس ہو چکی تھیں۔ آنکھوں میں چیپڑ اور سر کے بال سفید تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں نئے سرے سے کنواریاں، خاوندوں کی چہیتیاں اور خاوندوں سے عشق رکھنے والیاں اور ہم عمر بنا کر پیدا فرمائے گا'' وہ فرماتی ہیں میں نے حضورؐ سے پوچھا یارسول اللہ! دنیا کی عورتیں بہتر ہیں یا حوریں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: دنیا کی عورتیں افضل ہیں۔ دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے۔'' میں نے پوچھا کس بناء پر؟ فرمایا: ''اس لیے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو منور کر دے گا، ان کے جسم پر ریشمی لباس ہوگا۔ گورے چٹے چہرے ہوں گے۔ سبز پوشاک سے آراستہ ہوں گی۔ سنہری زیور پہنے ہوئے ہوں گی۔ ان کے عود دان موتیوں کے ہوں گے۔ کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ یہ نغمہ و ترانہ الاپ رہی ہوں گی:

ہم ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ موت ہم پر کبھی طاری نہ ہوگی۔ ہم ناز و نعمت کی پروردہ ہیں۔ کبھی مایوس و پریشان نہ ہوں گی۔ ہم دائماً مقیم ہیں کبھی سفر پر نہ جائیں گی۔ خوش رہنے والیاں ہیں ہم کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ خوش بخت ہے وہ جس کے لیے ہم ہیں اور وہ ہمارے لیے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے ایک عورت دنیا میں دو، تین اور چار تک شوہر کر لیتی ہے۔ مرنے کے بعد وہ عورت اور اس کے سب شوہر جنت میں چلے جاتے ہیں تو وہ ان میں سے کس شوہر کو ملے گی۔ حضورؐ فرماتے ہیں: ''اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چُن لے، اور وہ اس شخص کو چُنے گی جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے رب! اس کا برتاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا اس لیے مجھے اسی کی بیوی بنا دے۔ اے ام سلمہؓ! حسنِ اخلاق دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا ہے۔

۵۷۔ یَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا بِيضًا جِعَادًا مُكَحَّلِينَ اَبْنَاءُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ۔

''ایک حدیث میں آتا ہے کہ اہلِ جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے صاف ہوں گے۔ مسیں بھیگ رہی ہوں گی مگر ڈاڑھی نہ نکلی ہوگی۔ گورے چٹے ہوں گے۔ گٹھے ہوئے بدن ہوں گے۔ آنکھیں سرمگیں ہوں گی سب کی عمریں ۳۳ سال کی ہوں گی۔ (مسند احمد) قریب قریب یہی مضمون ترمذی میں حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی مروی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۱۹)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا يَزِيْدُ، اَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا بِيضًا جِعَادًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ عَلٰى خَلْقِ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِیْ عَرْضِ سَبْعُ اَذْرُعٍ۔(۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے صاف ہوں گے، مسیں بھیگ رہی ہوں گی مگر ڈاڑھی نہ نکلی ہوگی، گورے چٹے ہوں گے، گٹھے ہوئے بدن ہوں گے،

آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ سب کی عمریں ۳۳ سال کی ہوں گی۔ اور سب کا جسم حضرت آدم کی ساخت جسم کی طرح ساٹھ ہاتھ لمبا اور سات ہاتھ چوڑا ہوگا۔"

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ، مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسِ الْبَصْرِيُّ، نَا اَبُوْدَاوُدَ، نَا عِمْرَانُ اَبُوالْعَوَّامِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ اَبْنَاءُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً۔ (۱۰)

(۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاَبُوْهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، قَالَا: نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ الْاَحْوَلِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حُوْشَبٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَهْلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كَحْلٰى لَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ۔ (۱۱) (هذا حديث غريب)

(۴) حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ يَنْعَمْ وَلَا يَبْاَسْ لَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ۔ (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں جو جنت میں داخل ہو گیا عیش و تنعم میں رہے گا۔ مایوس و پریشان نہ ہوگا۔ ان کا لباس کبھی بوسیدہ و پرانا نہ ہوگا اور نہ ان کا شباب فنا ہوگا۔

(۵) وَقَالَ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ ذِئَابٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يُبْعَثُ اَهْلُ الْجَنَّةِ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ فِيْ مِيْلَادِ عِيْسٰى ثَلَاثٌ وَثَلَاثِيْنَ جُرْدًا مُرْدًا مُكَحَّلِيْنَ ثُمَّ يُذْهَبُ بِهِمْ اِلٰى شَجَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ فَيُكْسَوْنَ مِنْهَا لَا تَبْلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ۔ (۱۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اہلِ جنت کو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی صورت پر اٹھائے گا۔ سب حضرت عیسیٰ کی عمر یعنی ۳۳ برس کے ہوں گے۔ جسم پر بال نہیں ہوں گے۔ مسّیں بھیگ رہی ہوں گی مگر داڑھی نہیں نکلی ہوگی۔ آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں ایک درخت کی طرف لے جائے گا۔ اس سے انہیں لباس پہنایا جائے گا جو کبھی بوسیدہ اور پرانا نہ ہوگا اور جوانی و شباب ایسا کہ کبھی فنا نہ ہوگا۔"

حورانِ جنت اور خواتینِ دنیا

۵۸۔ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ دنیا کی عورتیں

بہتر ہیں یا حوریں؟ حضورؐ نے جواب دیا، دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کس بنا پر؟ فرمایا اس لیے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔ (طبرانی)

تشریح: اہل جنت کی بیویاں تو وہ خواتین ہوں گی جو دنیا میں ایمان لائیں، اور اعمال صالحہ کرتی ہوئی دنیا سے رخصت ہوئیں۔ یہ اپنے ایمان وحسن عمل کے نتیجے میں داخلِ جنت ہوں گی اور بذاتِ خود جنت کی نعمتوں کی مستحق ہوں گی۔ یہ اپنی مرضی اور پسند کے مطابق یا تو اپنے سابق شوہروں کی بیویاں بنیں گی اگر وہ بھی جنتی ہوں، یا پھر اللہ تعالیٰ کسی دوسرے جنتی سے ان کو بیاہ دے گا جب کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی رفاقت پسند کریں۔ رہیں حوریں، تو وہ اپنے کسی حسنِ عمل کے نتیجے میں خود اپنے استحقاق کی بنا پر جنتی نہیں بنیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ جنت کی دوسری نعمتوں کی طرح انہیں بھی اہلِ جنت کے لیے ایک نعمت کے طور پر جوان اور حسین وجمیل عورتوں کی شکل دے کر جنتیوں کو عطا کردے گا تاکہ وہ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں۔ لیکن بہرحال یہ جن وپری کی قسم کی مخلوق نہ ہوں گی، کیونکہ انسان کبھی صحبتِ ناجنس سے مانوس نہیں ہوسکتا۔ اس لیے اغلب یہ ہے کہ یہ وہ معصوم لڑکیاں ہوں گی جو نابالغی کی حالت میں فوت ہوگئیں اور اُن کے والدین جنت کے مستحق نہ ہوئے کہ وہ ان کی ذریت کی حیثیت سے جنت میں ان کے ساتھ رکھی جائیں۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الرحمٰن، حاشیہ: ۵۱)

تخریج: ‹۱› قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! نِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ اَمِ الْحُوْرُ الْعِیْنُ؟ قَالَ: نِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ کَفَضْلِ الظِّھَارَةِ عَلَی الْبِطَانَةِ قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَبِمَ ذٰلِکَ؟ قَالَ بِصَلَاتِھِنَّ وَصِیَامِھِنَّ وَعِبَادَتِھِنَّ اَلْبَسَ اللّٰہُ وُجُوْھَھُنَّ النُّوْرَ، وَاَجْسَادَھُنَّ الْحَرِیْرَ، بِیْضُ الْوُجُوْہِ، خُضْرُ الثِّیَابِ، صُفْرُ الْحُلِیِّ، مَجَامِرُھُنَّ الدُّرُّ وَاَمْشَاطُھُنَّ الذَّھَبُ یَقُلْنَ:

اَلَانَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَانَمُوْتُ اَبَدًا اَلَاوَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَانَبْأَسُ اَبَدًا طُوْبٰی لِمَنْ کُنَّا لَهٗ وَکَانَ لَنَا الخ۔ (۱۴)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یارسول اللہؐ! دنیا کی عورتیں بہتر ہیں یا حوریں؟ حضورؐ نے جواب دیا'' دنیا کی عورتوں کو حوروں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ابرے کو استر پر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کس بناء پر؟ فرمایا: ''اس لیے کہ ان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں پر نور کا لباس پہنا دے گا۔ ان کے جسموں پر ریشمی لباس ہوگا، گورے چٹے چہرے ہوں گے، سبز پوشاک ہوگی اور سنہری زیور، ان کے عوددان موتی کے ہوں گے کنگھیاں سونے کی، اور ان کا ترانہ یہ ہوگا:

سن لوکہ! ہم ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں، موت ہم پر کبھی طاری نہ ہوگی، ہم نازونعمت کی پروردہ ہیں، کبھی مایوس وپریشان نہ ہوں گی، خوش بخت ہے وہ جس کے لیے ہم ہیں اور وہ ہمارے لیے۔

‹۲› حَدَّثَنَا ھَنَّادٌ وَاَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ، قَالَا: نَااَبُوْمُعَاوِیَةَ، نَاعَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ

سعد، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِیْنِ یَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ یَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا یَقُلْنَ:

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلاَنَبِیْدُ (نَهْلِکُ) وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلاَنَبْأَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلاَنَسْخَطُ طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ لَنَا وَکُنَّا لَهٗ۔(۱۵)

وفی الباب عن ابی هریرة وَاَبی سعید وانس حدیث علیّ حدیث غریب.

ترجمہ : حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں حور عین کے لیے ایک اجتماع گاہ ہوگی جہاں وہ بلند آواز سے ایسے ترانے اور نغمے الاپ رہی ہوں گی کہ مخلوقات میں سے کسی نے ایسے نغمات نہ سنے ہوں گے۔نغمہ سرائی ان الفاظ میں کر رہی ہوں گی:

ہم ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی ہلاک نہ ہوں گی۔ہم عیش و تنعم کی پروردہ ہیں کبھی مایوس و پشیمان نہ ہوں گی۔ ہم راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔خوش بختی ہے اس شخص کے لیے جو ہمارے لیے اور ہم اس کے لیے ہیں۔

دنیا کی نیک خواتین کا جنت میں مقام

۵۹۔اِنَّهَا تُخَیَّرُ فَتَخْتَارُ اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا فَتَقُوْلُ یَارَبِّ اِنَّ هٰذَا کَانَ اَحْسَنَ خُلُقًا مَعِیْ فَزَوِّجْنِیْهَا، یَااُمَّ سَلَمَةَ، ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ[1]

"حضرت اُمِّ سلمہؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ اگر کسی عورت کے دنیا میں کئی شوہر رہ چکے ہوں اور وہ سب جنت میں جائیں تو وہ ان میں سے کس کو ملے گی؟ حضورؐ فرماتے ہیں "اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ جسے چاہے چُن لے، اور وہ اس شخص کو چنے گی جو ان میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا تھا۔وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی کہ اے رب! اس کا برتاؤ میرے ساتھ سب سے اچھا تھا اس لیے مجھے اسی کی بیوی بنادے۔اے اُمِّ سلمہؓ! حسنِ اخلاق دنیا اور آخرت کی ساری بھلائی لوٹ لے گیا ہے۔"

تشریح : گویا کہ دنیا کی وہ نیک خواتین جو اپنے ایمان و عمل صالح کی بنا پر جنت میں جائیں گی، اللہ تعالیٰ ان سب کو وہاں جوان بنادے گا، خواہ وہ کتنی ہی بوڑھی ہو کر مری ہوں۔نہایت خوبصورت بنادے گا۔خواہ دنیا میں وہ حسین رہی ہوں یا نہ رہی ہوں۔ باکرہ بنادے گا، خواہ دنیا میں وہ کنواری مری ہوں یا بال بچوں والی ہو کر۔ان کے شوہر بھی اگر ان کے ساتھ جنت میں پہنچیں گے تو وہ ان سے ملادی جائیں گی، ورنہ اللہ تعالیٰ کسی اور جنتی سے بیاہ دے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۵، الواقعہ، حاشیہ: ۱۷)

جنت کی حوریں

۶۰۔حضرت اُمِّ سلمہؓ نبی ﷺ سے (روایت کرتے ہوئے) فرماتی ہیں کہ میں نے اس آیت (الصّٰفّٰت: ۹۴) کا مطلب

---

[1] حدیث نمبر ۵۶ کے تحت تخریج آ چکی ہے۔

حضورؐ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ: ''ان کی نرمی ونزاکت اس جھلّی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے اور اس کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔'' (ابن جریر)

تشریح : یہ حدیث سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت نمبر ۴۹ کی تفسیر میں ہے۔ آیت میں فرمانِ ربّانی ہے۔ ''جنت میں نیک لوگوں کے پاس نگاہیں بچانے والی، خوب صورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی، ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلّی۔''
(تفہیم القرآن ج ۴، الصافات، ترجمہ آیت: ۴۸، ۴۹)

تخریج : حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الصَّدَفِيُّ الدِّمْيَاطِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ كَرِيْمَةَ، عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِيْ عَنْ قَوْلِهٖ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ، قَالَ: رِقَّتُهُنَّ كَرِقَّةِ الْجِلْدَةِ الَّتِيْ رَأَيْتَهَا فِيْ دَاخِلِ الْبَيْضَةِ الَّتِيْ تَلِيَ الْقِشْرَ وَهِيَ الْغِرْقِئُ۔(۱۶)

ترجمہ : حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! آیت **کانهن بیض مکنون** کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ان کی جلد ایسی نرم باریک لطیف ہوگی جیسے انڈے کی اندرونی جھلّی ہوتی ہے۔''

جنت کا شہد

۱۶۱۔ وہ مکھیوں کے پیٹ سے نکلا ہوا شہد نہ ہوگا۔

تشریح : قرآن میں فرمانِ ربّانی ہے کہ جنت میں نہریں بہہ رہی ہوں گی صاف شفاف شہد کی۔ یہ حدیث اس کی تشریح ہے یعنی وہ بھی چشموں سے نکلے گا اور نہروں میں بہے گا۔ اسی لیے اس کے اندر موم اور چھتّے کے ٹکڑے اور مری ہوئی مکھیوں کی ٹانگیں ملی ہوئی نہ ہوں گی بلکہ وہ خالص شہد ہوگا۔ (تفہیم القرآن ج ۵، محمد، حاشیہ: ۲۳)

تخریج: ﴿۱﴾ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اِنَّهٗ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ وَاِنَّ خَمْرَهَا لَمْ تَدُسَّهَا الرِّجَالُ بِاَرْجُلِهَا. وَاِنَّ عَسَلَهَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ بُطُوْنِ النَّحْلِ۔(۱۷)

ترجمہ : حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں جنت کا دودھ گوبر اور خون کے بیچ میں سے نکلا ہوا نہیں ہوگا اور جنت کی شراب کو مردوں نے اپنے پاؤں سے پائمال کر کے تیار نہیں کیا ہوگا، اور جنت کا شہد مکھیوں کے پیٹ سے نکلا ہوا نہ ہوگا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَايَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، نَاالْجُرَيْرِيُّ، عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ الْمَآءِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ الْاَنْهَارُ۔(۱۸)

هذا حديث حسن صحيح.

ترجمہ : حضرت حکیم اپنے والد معاویہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے دریا بہہ رہے ہیں پھر ان سے نہریں نکالی گئی ہیں۔

〈۳〉 قَالَ الْحَافِظُ اَبُوالْقَاسِمِ الطَّبَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ وَعَبْدُاللّٰهِ ابْنُ الصَّفرالسَّكَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْخُرَاسَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ دَلْهَمٍ، عَنِ الْاَسْوَدِ، قَالَ دَلْهَمٌ: وَحَدَّثَنِيهِ اَيْضًا اَبُوالْاَسْوَدِ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ لَقِيطٍ، قَالَ: اِنَّ لَقِيطَ بْنَ عَامِرٍ خَرَجَ وَافِدًا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَلٰى مَاتُطْلِعُ مِنَ الْجَنَّةِ؟ قَالَ ﷺ: عَلٰى اَنْهَارِ عَسَلٍ مُصَفًّى، وَاَنْهَارٍ مِّنْ خَمْرٍ مَابِهَا صُدَاعٌ وَلَانَدَامَةٌ، وَاَنْهَارٍ مِنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَمَآءٍ غَيْرِاٰسِنٍ وَفَاكِهَةٍ الخ -(۱۹)

ترجمه: حضرت عاصم بن لقیطؓ بیان کرتے ہیں کہ لقیط بن عامر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کی کس چیز پر آپ مطلع فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''شہد خالص کی نہروں پر، شراب طہور کی نہروں پر جس میں سرگرانی اور پشیمانی نہیں ہوگی اور دودھ کی نہریں ہوں گی، جس کا ذائقہ متغیر نہیں ہوگا اور صاف ستھرے پانی کی نہریں ہوں گی جس میں کسی قسم کی بو نہ ہوگی اور پھل اور میوے ہوں گے۔

مشرکین کے بچّے جنتیوں کے خادم

۶۲ ۔ ابوداؤد طیالسی، طبرانی اور بزار نے حضرت انسؓ اور حضرت سمرۃؓ بن جندب سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''مشرکین کے بچے اہلِ جنت کے خادم ہوں گے۔''

تشریح: یہ خادم اہلِ دنیا کے وہ بچّے ہوں گے جو بالغ ہونے سے پہلے مرگئے، اس لیے نہ ان کی کچھ نیکیاں ہوں گی کہ ان کی جزا پائیں اور نہ بدیاں ہوں گی کہ ان کی سزا پائیں۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ اس سے مراد صرف وہی اہلِ دنیا ہو سکتے ہیں جن کو جنت نصیب نہ ہوئی ہو۔ رہے مومنین صالحین، تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں یہ ضمانت دی ہے کہ ان کی ذرّیت ان کے ساتھ جنت میں لا ملائی جائے گی (الطور:۲۱)۔ (تفہیم القرآن ج۵، الواقعہ، حاشیہ:۹)

اس کی مزید تفصیل حضرت انس اور حضرت سمرہ بن جندبؓ کی ان روایات میں ملتی ہیں جو انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کی ہیں۔ یہ روایات اگرچہ سنداً ضعیف ہیں، لیکن متعدد دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بچّے سنِ رشد کو نہیں پہنچے ہیں وہ جنت میں جائیں گے پھر یہ بھی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن بچّوں کے والدین جنتی ہوں گے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہیں گے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اس کے بعد لامحالہ وہ بچّے رہ جاتے ہیں جن کے ماں باپ جنتی نہ ہوں گے۔ سو اُن کے متعلق یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے کہ وہ اہلِ جنت کے خادم بنادیے جائیں (اس کے متعلق تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری اور عمدۃ القاری کتاب الجنائز باب ماقیل فی اولاد المشرکین۔ (رسائل ومسائل سوم ص:۱۷۷تا۱۸۷)

قرآن میں ان بچوں کے متعلق متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے:

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۔ (الطور:۲۴)

''اوران کی خدمت کے لیے گردش کریں گے ان کے خادم لڑکے، ایسے خوبصورت جیسے صدف میں چھپے ہوئے موتی ۔''

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۔

''اوران کی خدمت کے لیے گردش کریں گے ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ہیں ۔تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی بکھیر دیے گئے ہیں ۔'' (الدہر:۱۹) (تفہیم القرآن ج ۴، الصافات، حاشیہ:۲۶)

تخریج:〈۱〉حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ عَنْ يَزِيْدَ، قَالَ: قُلْنَا لِاَنَسٍ: يَااَبَا حَمْزَةَ مَاتَقُوْلُ فِيْ اَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَمْ تَكُنْ لَهُمْ سَيِّئَاتٌ فَيُعَاقَبُوْا بِهَا فَيَكُوْنُوْا مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ حَسَنَاتٌ فَيُجَازُوْا بِهَا فَيَكُوْنُوْا مِنْ مُلُوْكِ اَهْلِ الْجَنَّةِ هُمْ خُدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔(۲۰)

ترجمہ: حضرت یزید کہتے ہیں ہم نے حضرت انسؓ سے عرض کیا اے ابوحمزہ! مشرکین کے بچوں کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''ان کے اعمال نامے میں برائیاں تو ہیں نہیں کہ ان کے مطابق سزادی جائے اور وہ جہنمی قرار پائیں اور نہ ان کی بھلائیاں اور نیک اعمال ہیں کہ ان سے درگزر کر دیا جائے اور وہ اہلِ جنت کے سرداروں میں سے ہو جائیں ۔ وہ تو اہلِ جنت کے خادم ہوں گے ۔''

〈۲〉 وَرُوِیَ هٰذَا عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ وَعَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَاشْتَهَرَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ: اَوْلَادُ الْكُفَّارِ خَدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔(۲۱)

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ نِالضَّبِّيُّ، ثَنَا عِيْسَى بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: هُمْ خَدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔(۲۲)

ترجمہ: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''کفار کی اولاد جنتیوں کی خادم ہوگی ۔''

〈۴〉 اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ اَوْلَادَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَعْطَانِيْهِمْ خَدَمًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ ۔(۲۳)

ترجمہ: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''میں نے اپنے رب سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بطورِ اہلِ جنت کے خادم مجھے عطا فرمادیا ۔''

جنت میں بے داغ لوگ داخل ہوں گے

۶۳ ۔ دنیا کی زندگی میں نیک لوگوں کے درمیان اگر کچھ رنجشیں، بدمزگیاں اور آپس کی غلط فہمیاں رہی ہوں تو آخرت میں وہ سب دور کر دی جائیں گی ۔ ان کے دل ایک دوسرے سے صاف ہو جائیں گے ۔ وہ مخلص دوستوں کی حیثیت سے

جنت میں داخل ہوں گے۔ اُن میں سے کسی کو یہ دیکھ کر تکلیف نہ ہوگی کہ فلاں جو میرا مخالف تھا اور فلاں جو مجھ سے لڑا تھا اور فلاں جس نے مجھ پر تنقید کی تھی، آج وہ بھی اس ضیافت میں میرے ساتھ شریک ہے۔ اسی کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ میرے اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے درمیان بھی صفائی کرادے گا۔

اگر اس کو ہم زیادہ وسیع نظر سے دیکھیں تو یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ صالح انسانوں کے دامن پر اس دنیا کی زندگی میں جو داغ لگ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان داغوں سمیت انہیں جنت میں نہ لے جائے گا بلکہ وہاں داخل کرنے سے پہلے اپنے فضل سے انہیں پاک صاف کردے گا اور وہ بے داغ زندگی لیے ہوئے وہاں جائیں گے۔ (تفہیم القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ:۳۲)

تخریج: وَقَالَ قَتَادَةُ: قَالَ عَلِيٌّ: اِنِّی لَاَرْجُوْاَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْهِمْ وَنَزَعْنَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ۔(۲۴)

کیا جنت میں داخلہ عمل کی بنیاد پر ہوگا؟

۶۴۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ اَحَدَكُمْ لَنْ يُّدْخِلَهٗ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی؟ فرمایا ہاں میں بھی اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ''حضورؐ نے فرمایا: خوب جان لو کہ تم محض اپنے عمل کے بل بوتے پر جنت میں نہ پہنچ جاؤ گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی؟ فرمایا: ''ہاں میں بھی، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانک لے۔''

تشریح: یہ ایک نہایت لطیف معاملہ ہے جو وہاں پیش آئے گا۔ اہلِ جنت اس بات پر نہ پھولیں گے کہ ہم نے کام ہی ایسے کیے تھے جن پر ہمیں جنت ملنی چاہیے تھی بلکہ وہ خدا کی حمد وثنا اور شکر و احسان مندی میں رطب اللسان ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ سب ہمارے رب کا فضل ہے ورنہ ہم کس لائق تھے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ ان پر اپنا احسان نہ جتائے گا بلکہ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ تم نے یہ درجہ اپنی خدمات کے صلے میں پایا ہے، یہ تمہاری اپنی محنت کی کمائی ہے جو تمہیں دی جارہی ہے، یہ بھیک کے ٹکڑے نہیں ہیں بلکہ تمہاری سعی کا اجر ہے، تمہارے کام کی مزدوری ہے، اور وہ باعزت روزی ہے جس کا استحقاق تم نے اپنی قوتِ بازو سے اپنے لیے حاصل کیا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ:۳۳)

درحقیقت یہی معاملہ دنیا میں بھی خدا اور اس کے نیک بندوں کے درمیان ہے۔ ظالموں کو جو نعمت دنیا میں ملتی ہے وہ اس پر فخر کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ ہماری قابلیت اور سعی وکوشش کا نتیجہ ہے، اور اسی بنا پر وہ ہر نعمت کے حصول پر اور زیادہ متکبر اور مفسد بنتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس صالحین کو جو نعمت بھی ملتی ہے وہ اسے خدا کا فضل سمجھتے ہیں، شکر بجالاتے ہیں، جتنے نوازے جاتے ہیں اتنے ہی زیادہ متواضع اور رحیم وشفیق اور فیاض ہوجاتے ہیں۔ پھر آخرت کے بارے میں بھی وہ اپنے حسنِ عمل پر غرور نہیں کرتے کہ ہم تو یقیناً بخشے ہی جائیں گے بلکہ اپنی کوتاہیوں پر استغفار کرتے ہیں، اپنے عمل کی بجائے خدا کے رحم اور فضل سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ ڈرتے ہی رہتے ہیں کہ کہیں ہمارے حساب میں لینے کے بجائے کچھ دینا ہی نہ نکل آئے۔ (تفہیم القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ:۳۳)

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا ادَمُ، قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِیْدِ نِالْمَقْبُرِیِّ. عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ یُنْجِیَ اَحَدًا مِّنْکُمْ عَمَلُهٗ، قَالُوْا: وَلَااَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَااَنَا اِلَّااَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ. سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَیْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ وَالْقَصْدَ تَبْلُغُوْا ۔(۲۵)

مسلم کی روایت میں سَدِّدُوْا تک ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔'' صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپؐ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ فرمایا: ''ہاں! میں بھی محض اپنے عمل کی بدولت نجات نہیں پاسکوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک نہ لے۔'' پھر فرمایا کہ: ''سیدھے سیدھے اور قریب قریب چلو یعنی افراط وتفریط سے بچنے کی کوشش کرو۔ صبح وشام بلکہ رات کا کچھ حصہ بھی عمل میں بسر کرو۔ میانہ روی اور اعتدال کی روش اختیار کرو، منزلِ مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔''

(۲) حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّهٗ لَایُدْخِلُ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهٗ قَالُوْا: وَلَااَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَااَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ۔(۲۶)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سیدھے سیدھے رہو اور قریب قریب رہو اور لوگوں کو خوشخبری دو۔ تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں نہیں پہنچائے گا۔'' لوگوں نے عرض کیا آپؐ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ فرمایا ''ہاں، میں بھی محض اپنے عمل کے بل بوتے پر جنت میں نہ چلا جاؤں گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی مغفرت اور رحمت سے ڈھانک نہ لے۔''

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنْ لَّنْ یُدْخِلَ اَحَدَکُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ الخ ۔(۲۷)

ایک روایت میں **لن ینجیء احدا منکم عملہ** بھی مروی ہے۔(۲۸)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ سیدھے سیدھے اور قریب قریب رہو اور جان لو کہ تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں کبھی نہیں پہنچائے گا الخ۔''

(۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی، نَاابْنُ عَدِیٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَیْسَ اَحَدٌ مِنْکُمْ یُنْجِیْهِ عَمَلُهٗ، قَالُوْا: وَمَا اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ الخ۔

(۵) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، نَااَبُوْعُبَّادٍ، نَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، نَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی

عَبۡدِالرَّحۡمٰنِ بۡنِ عَوۡفٍ، عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ، لَنۡ یُّدۡخِلَ اَحَدًا مِنۡکُمۡ عَمَلُهُ الۡجَنَّةَ، قَالُوۡا: وَلَا اَنۡتَ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَا اَنَا اِلَّآ اَنۡ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنۡهُ بِفَضۡلٍ وَرَحۡمَةٍ۔

〈۶〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ نُمَیۡرٍ، نَااَبِیۡ، نَاالۡاَعۡمَشُ عَنۡ اَبِیۡ صَالِحٍ، عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ، قَارِبُوۡا وَسَدِّدُوۡا وَاعۡلَمُوۡا اَنَّهُ لَنۡ یَنۡجُوۡا اَحَدٌ مِنۡکُمۡ بِعَمَلِهٖ قَالُوا یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَااَنۡتَ؟ قَالَ: وَلَااَنَا اِلَّآ اَنۡ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحۡمَةٍ مِنۡهُ وَفَضۡلٍ۔(۲۹)

〈۷〉 حَدَّثَنَا اَبُوالۡیَمَانِ، قَالَ: اَخۡبَرَنَا شُعَیۡبٌ عَنِ الزُّهۡرِیِّ، قَالَ: اَخۡبَرَنِیۡ اَبُوۡعُبَیۡدٍ مَوۡلٰی عَبۡدِالرَّحۡمٰنِ بۡنِ عَوۡفٍ، اَنَّ اَبَا هُرَیۡرَةَ، قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوۡلُ: لَنۡ یُّدۡخِلَ اَحَدًا عَمَلُهُ الۡجَنَّةَ، قَالُوۡا: وَلَااَنۡتَ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَااَنَا اِلَّآ اَنۡ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِفَضۡلٍ وَرَحۡمَةٍ، فَسَدِّدُوۡا وَقَارِبُوۡا وَلَایَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الۡمَوۡتَ اِمَّا مُحۡسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنۡ یَزۡدَادَ خَیۡرًا وَاِمَّا مُسِیۡئًا فَلَعَلَّهٗ اَنۡ یُّسۡتَعۡتَبَ۔(۳۰)

عالمِ آخرت میں قوائے انسانی

عالم آخرت میں انسان کی قوتوں کا پیمانہ وسیع ہوجائے گا۔وہاں آنکھوں کی بینائی اتنے بڑے پیمانہ پر ہوگی کہ جنت اور دوزخ اوراعراف کے لوگ جب چاہیں گے ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ وہاں آواز اور سماعت بھی اتنے بڑے پیمانہ پر ہوگی کہ ان مختلف دنیاؤں کے لوگ ایک دوسرے سے بہ آسانی گفت وشنید کرسکیں گے۔ ایسے بیانات جو عالمِ آخرت کے متعلق ہمیں قرآن میں ملتے ہیں، اس بات کا تصوّر دلانے کے لیے کافی ہیں کہ وہاں زندگی کے قوانین ہماری موجودہ دنیا کے قوانین طبیعی سے بالکل مختلف ہوں گے، اگرچہ ہماری شخصیتیں یہی رہیں گی جو یہاں ہیں۔جن لوگوں کے دماغ اس عالمِ طبیعی کے حدود میں اس قدر مقیّد ہیں کہ موجودہ زندگی اوراس کے مختصر پیمانوں سے وسیع تر کسی چیز کا تصوّر ان میں نہیں سما سکتا۔وہ قرآن اور حدیث کے ان بیانات کو بڑے اچنبھے کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بسا اوقات ان کا مذاق اڑا کر اپنی خفیف العقلی کا مزید ثبوت بھی دینے لگتے ہیں۔مگر حقیقت یہ ہے کہ ان بے چاروں کا دماغ جتنا تنگ ہے زندگی کے امکانات اتنے تنگ نہیں ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۲، الاعراف، حاشیہ:۳۵)

آخرت میں انسان کی سماعت اور بینائی اور گویائی کس پیمانے کی ہوگی؟ جنت میں بیٹھا ہوا ایک آدمی (جب چاہے گا) کسی ٹیلی ویژن کے آلے کے بغیر بس یونہی جھک کر ایک ایک ایسے شخص کو دیکھ لے گا جو اس سے نہ معلوم کتنے ہزار میل کے فاصلے پر جہنم میں مبتلائے عذاب ہوگا۔ پھر یہی نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں، بلکہ ان کے درمیان کسی ٹیلی فون یا ریڈیو کے توسّط کے بغیر براہ راست کلام بھی ہوتا ہے۔ وہ اتنے طویل فاصلے سے بات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۴، الصافات، حاشیہ:۳۲)

جو بوؤ گے سو کاٹو گے

۶۵۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔

''دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔''

تشریح: دنیا اور آخرت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سلسلہ ہے جس کی ابتدا دنیا ہے اور انتہا آخرت ہے۔ اور دونوں میں وہی تعلّق ہے جو کھیتی اور فصل میں ہوتا ہے۔ آپ زمین میں ہل جوتتے ہیں، پھر بیج بوتے ہیں، پھر پانی دیتے ہیں، پھر کھیتی کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ فصل تیار ہو جاتی ہے، اور اس کو کاٹ کر آپ سال بھر تک مزے سے کھاتے رہتے ہیں۔ آپ زمین میں جس چیز کی کاشت کریں گے، اسی کی فصل تیار ہوگی۔ گیہوں بوئیں گے تو گیہوں پیدا ہوگا۔ کانٹے بوئیں گے تو کانٹے پیدا ہوں گے۔ کچھ نہ بوئیں گے تو کچھ نہ پیدا ہوگا۔ ہل چلانے اور بیج بونے اور پانی دینے اور کھیتی کی رکھوالی کرنے میں جو جو غلطیاں اور کوتاہیاں آپ سے ہوں گی اُن سب کا برا اثر آپ کو فصل کاٹنے کے موقع پر معلوم ہوگا۔ اور اگر آپ نے یہ سب کام اچھی طرح کیے ہیں تو ان کا فائدہ بھی آپ فصل ہی کاٹنے کے وقت دیکھیں گے۔ بالکل یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے۔ دنیا ایک کھیتی ہے۔ اس کھیتی میں آدمی کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اپنی محنت اور اپنی کوشش سے اپنے لیے فصل تیار کرے۔ پیدائش سے لے کر موت تک کے لیے آدمی کو اس کام کی مہلت دی گئی ہے۔ اس مہلت میں جیسی فصل آدمی نے تیار کی ہے ویسی ہی فصل وہ موت کے بعد دوسری زندگی میں کاٹے گا۔ اور پھر جو فصل وہ کاٹے گا اسی پر آخرت کی زندگی میں اس کا گزر بسر ہوگا۔ اگر کسی نے عمر بھر دنیا کی کھیتی میں اچھے پھل بوئے ہیں اور اُن کو خوب پانی دیا ہے اور ان کی خوب رکھوالی کی ہے، تو آخرت کی زندگی میں جب وہ قدم رکھے گا، تو اپنی محنت کی کمائی ایک سرسبز و شاداب باغ کی صورت میں تیار پائے گا۔ اور اسے اپنی اُس دوسری زندگی میں پھر کوئی محنت نہ کرنی پڑے گی، بلکہ دنیا میں عمر بھر محنت کر کے جو باغ اس نے لگایا تھا، اسی باغ کے پھلوں پر وہ آرام سے زندگی بسر کرے گا۔ اسی چیز کا نام جنت ہے اور آخرت میں بامراد ہونے کا یہی مطلب ہے۔ اس کے مقابلے میں جو شخص اپنی دنیا کی زندگی میں کانٹے اور کڑوے کسیلے، زہریلے پھل بوتا رہا ہے آخرت کی زندگی میں انہی کی فصل اسے تیار ملے گی۔ وہاں پھر اس کو دوبارہ اتنا موقع نہیں ملے گا کہ اپنی اس حماقت کی تلافی کر سکے اور اس خراب فصل کو جلا کر دوسری اچھی فصل تیار کر سکے۔ پھر تو اس کو آخرت کی ساری زندگی اسی فصل پر بسر کرنی ہوگی جسے وہ دنیا میں تیار کر چکا ہے۔ جو کانٹے اس نے بوئے تھے انہی کے بستر پر اسے لیٹنا ہوگا اور جو کڑوے کسیلے زہریلے پھل اس نے لگائے تھے، وہی اس کو کھانے پڑیں گے۔ یہی مطلب ہے آخرت میں ناکام و نامراد ہونے کا۔

آخرت کی یہ شرح جو بیان کی گئی ہے، حدیث اور قرآن سے یہی شرح ثابت ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آخرت کی زندگی میں انسان کا نامراد یا بامراد ہونا اور اس کے انجام کا اچھا یا برا ہونا دراصل نتیجہ ہے دنیا کی زندگی میں اس کے علم اور عمل کے صحیح یا غلط ہونے کا۔ (خطبات، ص: ۲۷۲تا۲۷۴)

تخریج: قَالَ السَّخَاوِيُّ: لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ مَعَ اِيْرَادِ الْغَزَالِيِّ فِي الْاِحْيَاءِ. قُلْتُ: مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ يُقْتَبَسُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ۔ (۳۱) (الشوریٰ: ۲۰)

مآخذ

(۱) بخاری ج۲ کتاب الرد علی الجہمیّۃ وغیرہم التوحید، باب قول اللّٰہ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ الخ لقول فصل حق وماھو بالھزل باللعب۔☆ کتاب التفسیر سورۃالسجدۃ۔☆ ج۱کتاب بدأ الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ۔☆مسلم ج۲ص کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا۔ اور کتاب الایمان۔☆ ترمذی ابواب التفسیر سورۃ السجدۃ۔ ترمذی نے حسن صحیح قراردیاہے۔ ☆ ابواب التفسیر سورۂ واقعہ ۔☆ ابن ماجہ کتاب الزھد باب صفۃ الجنۃ۔☆ شعب الایمان اللبیھقی ج۱ حدیث ۳۸۲۔☆ دارمی ج۲۔ الرقاق باب من یدخل الجنۃ ینعم لایبأس۔☆ المعجم الکبیر للطبرانی ج۶ص۱۲۲۔۲۰۱۔ اس میں علی قلب احدٍ بھی ہے۔ ☆ریاض الصالحین ص۴۶۶۔☆ابن جریر۲۲/۲۴سورہ السجدۃ ۔☆ المستدرک للحاکم ج۲سورہ السجدہ۔ ☆مسندِاحمدج۲ص۳۱۳،۳۷۰،۴۰۷،۴۱۶،۴۳۸،۴۶۲،۴۶۶،۵۰۶ابوھریرۃ۔ج۳ص۱۰۴،۱۷۲،۲۰۰، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۵۵ ج۵ ص۳۳۴۔☆مجمع الزوائد ج۱۰ ص۴۱۲۔ ابوسعید خدری۔☆ ابنِ جریر نے مغیرہ بن شعبہ، ابوسعید خدری، سہل بن سعد ساعدی کی روایات بھی ص۶۶اور ۶۷پر نقل کی ہیں۔☆فتح القدیر للشوکانی ج۴ص ۲۵۵۔ عن ابی ھریرۃ۔☆ابنِ کثیر ج۳ص ۴۶۰۔ ۴۶۱۔

(۲) تفسیر ابن جریر ج۱۱پ۲۷ سورہ الرحمن ☆ فتح القدیرللشوکانی ج۵ ص ۱۴۴ بحوالہ ابن ابی شیبۃ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ، اور بیہقی فی البعث☆تفسیر ابنِ کثیر ج۴ سورہ الرحمن۔ ☆ البحر المحیط ج ۸ ص۱۹۶۔

(۳) بخاری ج۲کتاب التفسیر۔☆مسلم ج۲ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ج۵ص۱۴۴۔ ☆دارمی ج۲ کتاب الرقاق باب۱۰۳۔☆ترمذی ابواب صفۃ الجنۃ باب ماجاء فی صفۃ غرف الجنۃ۔ ☆ھذا حدیث صحیح۔

(۴) مسلم ج۲کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا۔☆ ترمذی ج۲ابواب التفسیر سورۃ الزمر۔ ترمذی نے وروی ابن المبارک وغیرہ ھذا الحدیث عن الثوری ولم یرفعوہ بھی نقل کیاہے۔☆ مسنداحمد ج۳ ص۸۳ عن ابوسعید خدری۔ ☆ریاض الصالحین ص۴۶۸ عن ابی ھریرۃ۔☆ تفسیر ابن کثیر ج۲ سورۃ الحجر۔

(۵) دارمی ج۲کتاب الرقاق باب مایقال أھل الجنۃ اذا دخلوھا۔☆فتح القدیر للشوکانی ج۲ سورۃ الاعراف۔ بحوالہ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابنِ جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابنِ مردویہ۔

(۶) ترمذی ابواب الشمائل باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ ﷺ۔☆ابن کثیر ج۴ سورۃ الواقعۃ بحوالہ عبد بن حمید۔ ☆مجمع الزوائد ج۱۰۔ عن عائشۃ۔☆ البدایۃ والنھایہ ج۶ص۴۷،۴۸۔ ھذا مرسل من ھذا الوجہ۔

(۷) ابن کثیر ج۴ سورۃ الواقعۃ بحوالہ ابن ابی حاتم۔☆ فتح القدیر للشوکانی ج۵بحوالہ الطبرانی، ابن مردویہ، ابن قانع، البیھقی فی البعث۔☆ ابوداؤد الطیالسی ص۱۸۵، سلمۃ بن یزید الجعفی۔ ☆ابوداؤد طیالسی نے قال: من الثیب وغیرالثیب کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ ☆ابن جریرج۱۱پ۲۷، سورہ واقعہ۔ ☆مجمع الزوائد ج۷ ص۱۱۹۔

(۸) ابن کثیر ج۴ سورۃ الواقعۃ بحوالہ الطبرانی۔☆ ابن جریر ج۱۱پ۲۷ سورہ واقعہ ابن جیر میں ھن اللواتی سے لے کر فجعلھن عذاری تک ہے۔☆مجمع الزوائد ج۷ص۱۱۹ اور ج۱۰ ص۴۱۷۔ ☆کنز العمّال ج۱۶ ص۵۶۔

(۹) احمد بن حنبل ج۲ص۲۹۵ مرویات ابی ہریرہ۔☆ مجمع الزوائد ج۱۰ ص۳۹۹ عن ابی هريرة۔

(۱۰) ترمذی ابواب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ باب ماجاء في سن اهل الجنة۔ طبرانی نے بھی اسے روایت کیاهے اس میں وهم علی خلق آدم ستون ذراعاً منقول هے۔☆ ابن کثیر ج٤ سورة الواقعة۔ ☆مجمع الزوائد ج۱۰۔ عن معاذ بن جبل۔ ان شهرا لم يدرك معاذ بن جبل۔

(۱۱) ترمذی ابواب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ باب ماجاء فی صفة ثیاب اهل الجنة۔

(۱۲) مسلم ج۲ کتاب الجنة وصفه نعیمها واهلها۔☆مجمع الزوائد ج۱۰ ص۳۹۷۔ عن ابن عمر۔

(۱۳) تفسیر ابن کثیر ج٤ سورة الواقعة۔

(۱٤) تفسیر روح المعانی جز ۲۷ سورة الرحمن۔☆ ابن کثیر ج٤ بحواله الطبرانی۔

(۱۵) ترمذی ج۲ ابواب صفة الجنة۔ باب ماجاء فی کلام الحور العین۔☆ ابن کثیر ج ٤ص۲۹۲۔۲۹۳۔

(۱٦) تفسیر ابن جریر جز ۲٤/۲۲ ص۳۷ سورة الصافات۔☆ ابن کثیر ج٤ سوره صافات اور سوره واقعه۔

(۱۷) ابن کثیر ج٤ سوره محمد فی حدیث مرفوع۔☆ روح المعانی ج۹ پ۲٦ص٤٤ پر بھی سعید بن جبیر کا مذکوره بالا قول نقل کیا گیاهے۔

(۱۸) ترمذی ابواب صفة جهنم۔ ج۲ باب ماجاء فی صفه انهار الجنة۔☆ مسنداحمد ج٥ص٥۔ معاوية بن حيده عن النبی ﷺ وهو جد بهز بن حکیمؓ☆ ابن کثیر ج٤ ص۱۷٦۔ ☆ فتح القدیر ج٥ سوره محمد بحواله ابن المنذر، ابنِ مردویه اور بیهقی فی البعث۔

(۱۹) ابنِ کثیر ج٤ سورۂ محمد بحواله الطبرانی۔

(۲۰) مسند ابی داؤد الطیالسی مروياتِ انس بن مالك يزيد بن ابان عن انس۔

(۲۱) روح المعانی ج۹ پ۲۷ سورة الواقعة۔

(۲۲) المعجم الکبیر للطبرانی ج۷ حدیث ٦۹۹۳۔☆ مجمع الزوائد ج۷۔ کتاب القدر باب فی اولاد المشرکین۔ ☆کنز العمّال ج۱٤ حدیث ۳۹۳۰٤ کنز العمال نے طبرانی اوسط کے حواله سے اولاد المشرکین خدم اهل الجنة کے الفاظ نقل کیے هیں۔

(۲۳) کنز العمال ج۱٤ حدیث ۳۹۳۰٦ بحواله ابوالحسن بن ملة فی امالیه عن انس۔

(۲٤) ابن کثیر جلد ۲ سورۂ اعراف۔

(۲۵) بخاری ج۲ کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل۔☆مسلم ج۲ کتاب صفة المنافقین واحکامها باب لن یدخل احدا الجنة بعمله بل برحمة الله۔☆ مجمع الزوائد ج۱۰ عن ابی هريرة۔

(۲٦) بخاری ج۲ کتاب الرقاق۔ باب القصد والمداومة علی العمل۔☆ مسلم ج۲ کتاب صفة المنافقین واحکامها، باب لن یدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله۔☆ مسند احمد ج٦ روایت عائشة۔

(۲۷) بخاری ج ۲ کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل۔ ☆ دارمی ج۲ کتاب الرقاق باب لمن ینجی احدکم عمله۔

(۲۸) ابن ماجه ابواب الزهد باب التوقی علی العمل ج۲ص۱٤۰۵۔ ابن ماجه اور دارمی میں منقول روایت کے آخر میں برحمة وفضل هے۔☆ ابن کثیر ج۲ ۔ سورة الاعراف۔ ☆مسند احمد ج۲ ص۲۳۵، ۲۵٦، ۲٦٤، ۳۱۹، ۳۲٦، ۳٤٤، ۳۸۵، ۳۹۰، ٤۵۱، ٤٦۵، ٤٦۹، ٤۷۳، ٤۸۲، ٤۸۸، ٤۹۵، ۵۰۳، ۵۰۹، ۵۱٤، ۵۱۹، ۵۲٤، ۵۳۷۔ ج۳ص ۵۲، ۳۳۷، ۳٦۲، ۳۹٤۔ ج٦ص ۱۲۵۔

(۲۹) مسلم ج۲ کتاب صفةالمنافقین واحکامها، باب لن یدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله۔

(۳۰) بخاری ج۲ کتاب المرضیٰ باب تمنی المریض الموت۔

(۳۱) الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعة۔ ص۹۹۔ ح۲۰۵۔